

الحمد لله و المنه که در زمان سلطنت خاقان بن الخاقان و السلطان بن السلطان ابو المنصور ناصر الدین

سکندر جاه سلطان العالم محمد علی شاه پادشاه اوده خلد الله ملکه و سلطنته این دیوان مسمی به

نتایج الفنون و فضائل الملوک

۱۲۵۵ ۱۲۷۲

که به نام آن اعلی‌حضرت در سنه ۱۲۵۵ تصنیف شده و تاریخ بر سال ۱۲۷۲ طبع شد و نام نتیجه بخش طبع که به حسب در مطبع

سلطانی باهتمام المخاطب مصنف بخطاب انیس الدوله الملک مرزا محمد سعید خان بهادر ثابت جنگ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لب پر کوئی مضمون غلو آ نہین سکتا
شاعر ہی تری حمد بجا لا نہین سکتا

جھلی کو تری آگ سی جلوا نہین سکتا
ای گلبدن اسواسطی گل کہا نہین سکتا

ہرچند تڑپتا ہون نکل سکتی نہین روح
کوچی مین فرشتہ بھی تری آ نہین سکتا

جب کہتا ہون دل کعبہ ہی توڑ اسکو نہ ای بت
وہ کہتا ہی کیا کعبی کو مین ڈھا نہین سکتا

ہین ہجر مین جسطرح پڑا رہتا ہون بیحس
ایسا تو کسی شخص کو ہوتا نہین سکتا

ناصح تو ہی دیوانہ جو کرتا ہی نصیحت
مین خود دل نافہم کو سمجھا نہین سکتا

بلوایا دم مرگ جو مجکو تو یہ دوڑا
پیچھی ملک الموت ہی پر پا نہین سکتا

عاشق ہون تو حمہی کا قرآن اٹھالون | پر مصحف عارض کی قسم کہا نہین سکتا

مجروح ہون تیر نگہ پردہ نشین کا | جراح کو مین زخم بھی دکھلا نہین سکتا

دیکھو اثر ہجر اگر وصل کا لون نام | ملنی کو لب اک دوسری پاس آ نہین سکتا

مین وحشی رم خوردہ گیسوی سیہ ہون | اب باغ مین سنبل سے بھی الجھا نہین سکتا

گیا گرم ہوا آتش رخسار حنا سے | پھلا دیا اوس گلنی تو گل کھا نہین سکتا

مرجھاینگی گل دیکھکی مرجاینگی بلبل | ای گل تجھی مین باغ مین لیجا نہین سکتا

وہ سیر ان کی ہی کہ واعظ تو ہی کیا چیز | رضوان بھی تری کوچی کو چھوڑ آ نہین سکتا

لکھہ سکتا نہین وصف تری زلف کی اوصاف | طولانی ہی قصہ کوئی سلجھا نہین سکتا

گیا منھہ لب شیرین کا اگر لی کوئی بوسہ | حلوا ہی یہہ ایسا کہ کوئی کھا نہین سکتا

سوتی مین بھی ہی ڈر تری شمشیر نگہہ کا | مین خواب مین بھی پاس تری آ نہین سکتا

جاتی ہی کبوتر بھی پھڑک جاتا ہی وہ سیم | نامہ کا کسی طرح جواب آ نہین سکتا

خنجر کی تلی چین سی ہی محو نظارہ
سر اپنا قبول اس لیے سرکا نہین سکتا

مری دل کا کبھی ارمان ای ہمدم نہ نکلی گا
وہ جبتک گھر سی کھینچی تیغ جیسی ہم نہ نکلی گا

جو اسکی چیر کر پہلو نکال و دیکھ ای قاتل
مرا دل صبر مین ایوب سی کچھ کم نہ نکلی گا

کبھی سیدھی نہین معشوق ہین خونریز ای کجرو
ترا تلوار کا گردن سی ہی خم نہ نکلی گا

نہ چھوڑونگا تری اغوا سی کو ای یار ای واعظ
کبھی جنت سی ای شیطان آدم نہ نکلی گا

لگی ہی تیغ ابرو ساری عالم مین پھرن لوکیتا
کسی طرح پاس اس خم کا مرہم نہ نکلی گا

پلا جام بلورین ساقیا دست حنائی سے
جو نکلی گا تو ہی میکدی سی جم نہ نکلی گا

ہوا ہی اتحاد ایسا غم فرقت سے اور دل سے
جو پرزی ہوگا دل تو بھی دل ہی غم نہ نکلی گا

اگر درد جگر سی جان کا دینا ہی چاہونگا
دوکی طرح سی دنیا مین کرہ سم نہ نکلی گا

نہ ہوگا عاشق نادان کوئی مجھسا ہی عالم مین
جو تجھسا حیلہ جو ای فتنہ عالم نہ نکلی گا

ہو مجھ سے کیا ان سے امید وصل پریون مین
رقیب ٹکڑی کر ڈالوگی تو بھی ہم نہ نکلی گا

تصور آہ مین باندھا ہی میں نی زلف مشکون کا
علم انسان کا اس حسن کا پرچم نہ نکلی گا

اگر دون دو نار اگر سیدھی تعل کرتی ہین
کبھی اس لف کا ای کل جیسی خم نہ نکلی گا

تماشا جہان جیسی ہی جی ہی بادشاہون کو
قیامت مین لحد سی جام لیکر ہم نہ نکلی گا

جو ہین دیکھا چڑہا تار نظر سی پھر انکھون مین
کسی افعی مین لب یار کا سا سم نہ نکلی گا

سحر ہوتی لب بام آکی گر بیٹھا وہ منہہ کھولی
قبول اسکو سمجھے تیر اعظم نکلی گا

غلط ہی یہہ کہ ظلم و جور چرخ پیر سی نکلا
ستم جو کچھ کہ نکلا اوس بت بے پیر سی نکلا

سحر آیا گو ہمین صحرا الصحرا جوش وحشت نی
قدم لیکن نہ باہر خانۂ زنجیر سی نکلا

رہائی قالب خاکی سی پائی لیکن ای قاتل
نہ مرغ روح دام جوہر شمشیر سی نکلا

مرا دل ناوک مژگان نی چھیدا یکان اوسکی
طلسم تازہ ہی کار سنان تیر سی نکلا

کبھی چھوٹا نہین ہی صید کوئی دام گیسو سی
ہمارا طائر دل خوبی تقدیر سی نکلا

ذرا ہی ہوش جب آیا لگا انسان غم کھانی
لہو پینی لگا جو طفل قید شیر سی نکلا

عجب آئینی کو سب متہم کرتی ہین دنیا مین
رواج حیرت افزائی تری تصویر سی نکلا

تجھی کیمیا سازونکو تیری خاک در کا ہی
نہ کام اونکا کوئی ای سیم تن اکسیر سی نکلا

ہم اپنی جان دی بیٹھی پیتونی راہ دکھلائی
پڑا جو ایک تو کام اس کی تاخیر سی نکلا

سخن زرد اور داغ دل لکھا اور درد دوری کا
نہ حرف وصل کا کلک کاتب تقدیر سی نکلا

ہوا سودا جو کم تو گیسوئی پیچان سی دل اٹکا
پہنسا زلف مسلسل مین اگر زنجیر سی نکلا

لگائی تیر پر تیر آنکہ ہی اوس ترک پر فن نی
غرض کیا خوب کام اس آہ پر تاثیر سی نکلا

قبول افسوس ہی آخر نہ دیکہا جلوۂ جانان
بڑی حسرت لئی کوئی بت بی پیر سی نکلا

پہنسایا ہی گنہ مجکو صنم پہیلا کی جال اپنا
پڑیگا ایک دن اس زلف پیچان پر وبال اپنا

مجہی منہہ وسنی دکہلایا اڑا رنگ رخ جان سی
ہوا منہہ زرد اوسکا ہوگیا چہرہ بحال اپنا

قمر مین بہی ہی داغ اسکا نہین کچہہ عیب گننی کا
جو رکہدی ہماسی گال پر بیجان گال اپنا

یہان تک کردیا بیہوش تیری عشق نی مجکو
نہ اب تیرا تصور ہی نہ مطلق ہی خیال اپنا

شگفتہ کر کیا مجہی جلد ہی کیا مثل ہلال اسنی
سیہ عارض نی دو ہی دن مین دکہلایا کمال اپنا

جوان مجہہ پیر کو جو جانتا ہی طفل نادان ہی
فقط عصیان کی باعث سپید ہی بال بال اپنا

گیا ہی آنی کا اقرار اوسنی روح کیا نکلی
قیامت تک ہوا افسوس نا ہی محال اپنا

یہہ دنیا بیوفا ہی کب جوانمرد اسکو چاہین گی
عبث بن بن کی دکہلاتی ہی یہ بن پیل اپنا

گری خورشید تابان آسمان سی خاک پر جلکر
جلال اکدن اگر دکہلا دی وہ صاحب جمال اپنا

گلی کو رکہدیا مقتل مین جاکر تیغِ قاتل پر
مبارک ہو ہوا آخر یہہ قصہ انفصال اپنا

نکل آیا ہی مل کر اشک کی قطرون مین لختِ دل
لب و دندان کی الفت مین ہوئی ہی یہہ مآل اپنا

اگر ہمکو نظر آتی نہین اور اشک جاری ہین
ہماری آنکہہ مین تمنی مگر ڈالا یہہ بال اپنا

ہماری طائرِ جان نی نہ دیکھی صبح فرقت کی
عروجِ مہرِ تابان سی ہوا پہلی زوال اپنا

وہ آیا ہی مگر بوسہ لبونکا پاؤن مین کیونکر
زبان گویا نہین حیرت سی لب پی ہی سوال اپنا

گیا دل ہاتہ سی دلربا پہ سر پہ غم ہی
وہ گہر سی کونسا جسمین کہون رنج و ملال اپنا

ہوئی ہین سست یہ زلفِ جانان ہاتہ سکین کیونکر
یہہ وہ کوچہ ہی جس سی وحشت ہولی ہین غزال اپنا

ضعیفی مین قبول اپنی درِ دندان گئی پہلی
سفر سی پیشتر لٹا گیا افسوس مال اپنا

تمہاری ہجر مین سینہ ہوا ہی داغدار اپنا
شگفتہ ہو گیا فصلِ خزان مین لالہ زار اپنا

یہہ عشق ایسا نہین جسکی حرارت دور ہو دل سی
رہینگی نہ جبتک ہم نہ اتریگا بخار اپنا

وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بعدِ مردن بہی
بنی گا ای پری و تیری کوچی مین مزار اپنا

غرورِ حسن سی کیہ نظر کرتا نہین ظالم
پریشان توسنِ جانان کی پیچہی ہی غبار اپنا

ملی سب دوست دشمن ہوگئی بوی اُس سی خالے
نہ گل اپنا ہوا گلزار عالم مین نہ خار اپنا

وفاداری کی کب اُس جفا کا سی کی امید ہی
مری محبوب تو نے آپ کہویا اعتبار اپنا

خزانہ دل ہی جوش چشم کا آنسو رکین کیونکر
اسی صحبت سے اب جاری ہیگا آبشار اپنا

مژہ کی تیر سی یا تیغ ابرو سی مجہی مارو
گروا اُس عاشق جانباز پر کوئی تو وار اپنا

زیادہ جان سی تجہ ہی عزیز اے یوسف دوران
تصدق ہی جگر ہی اور دل ہی نثار اپنا

مجہی حیرت ہی ہین آئینہ رو کیونکر کہون اسکو
شکایت کو جو سمجہی ناز سی آئینہ دار اپنا

مری سرگشتگی زیر زمین ہی ساتہ میرے ہی
پہریگا آسیا کی طرح سی سنگ مزار اپنا

اسیر دام گیسو ہون نہ آزردہ مجہے کیجو
نہ جانی دیجیو تو ہاتہ سی اپنی شکار اپنا

قبول افسوس ہی سب کی نظر سی گر گئی اب ہم
حسینون کی محبت مین گیا سارا وقار اپنا

میری الفت کا عیان کچہہ کچہہ اثر ہونی لگا
رفتہ رفتہ اوس سی کی دل مین گہر ہونی لگا

مر چلی ہم دیکہکر پوشاک دہانی یار کی
غم کی شدت سے محرم مین سفر ہونی لگا

نشتر مژگان کہان پہنچا ہی سینہ چہید کر
میری آنکہون سی وان خون جگر ہونی لگا

تاج زر کا بوجھ اٹھاؤن خاک مین بازکو دماغ
سایۂ بالِ ہما سی دردِ سر ہونی لگا

لاکھ چاہا تار اشکو نکا نہ ٹوٹا ہجر مین
آستین سوکھی اگر دامن تر ہونی لگا

باغ رضوانکی طرف ای حور اب جاتی ہین ہم
تیری کوچہ مین رقیبون کا گذر ہونی لگا

وصفِ لب لکھنی لگا تیری جو اے شیرین دہن
میری خامی سی خجل کیا نیشکر ہونی لگا

صبح فرقت کیا قریب آئی جو دل مین درد ہے
رنگ فق چہرہ کا کیون مثلِ سحر ہونی لگا

لب تک اشکو نکی عوض ای عشق لو آنیکا خون
بہہ چکا دل اب روان خون جگر ہونی لگا

ہی قبول اپنا سفر شاید سو ملک عدم
دل مین پیدا آج کل عشق کمر ہونی لگا

عشق دلکا ہندی سیانون نی ہویدا کردیا
بوئی گل کو چار سو صرصر نی رسوا کر دیا

تجھین گردون نی چھپایا چاند سی چہرہ
ماہ کو تیری رخ انور کا ہالا کر دیا

دل گرفتہ گلشنِ عالم مین تھا تصویر سا
بلبل تصویر کو اوس گل نی گویا کر دیا

سب حسینانِ جہان عاشق نظر آئی تری
یوسفون کو حسن نی تیری زلیخا کر دیا

چشم بد سی دور اسقدر چپ توڑ ہی دشمن کی آنکھ
اک نظر سی [illegible] عقد ثریا کر دیا

تیری سینی مین ہی لیکن دم بدم تا ہی تیرا
ہیچ تاب جانان فسون دلبری کیا کر دیا

دل ہوا ہی عشق کی دولت جدا ای اسیر
حسن کی سلطان نی اپنا جو پیدا کر دیا

گلشنی چہری سی تی عوض جو سرخی کا کیا
لیمون سی اوسکا منہہ صرصر نی پیلا کر دیا

سب طرف ڈہوندہا مگر اوسکا پتا پایا نہین
عشق نی اب طائر دل کو بہی عنقا کر دیا

غیر سی ہو تو کر دیتی ہین سودا ای حسین
ہجر مین یعقوب کو یوسف نی اندہا کر دیا

مہر سی وہ جس جو بلی نی مجہی کہا قبول
ذرّی کو خورشید او قطری کو دریا کر دیا

ساتہہ لائی جو رقیبون کو تو آنا کیا تہا
تہا نا حق کا یہ احسان جتانا کیا تہا

نہ وفا ہی نہ مروت نہ محبت نہ چہین
جہہ سی مجہہ جیسی کو پہر دل کا لگانا کیا تہا

خود وہ دل سوختہ ہی عشق مین ای آتش گل
آشیان بلبل شیدا کا جلانا کیا تہا

نہ تو جو کا نشانا تہا کہ نہ ہٹا مین ہرگز
تیر تو تہا ہی پر ای ترک نشانا کیا تہا

کون سی گوشہ سی اکا گلی نہی خنجر صبا
خون بہانی مین حنا ہی کی بہانا کیا تہا

تیرا ہی گلی ستمگر کوی کیا کہہ سکتا
خون اگر میرا کیا تہا تو چہپانا کیا تہا

تو رقیبون سی ملا چہوڑتا کیونکر نہ مجھے ‌ ‌ ‌ بیوفا یہہ تو بتا دی کہ مجھے جانا کیا تہا

صاف زلفونکو کیا دل کو مگر الجہایا ‌ ‌ ‌ جمعہ پریشان کا دشمن تہا یہہ بتانا کیا تہا

کیا ہی تیر نگہہ ناز لگا سینے پر ‌ ‌ ‌ جان لینا تہا صنم آنکہہ ملانا کیا تہا

دل کی لینی پہ ہی تجہہ نی نہ دیا چین کبہی ‌ ‌ ‌ بیوفا جان بہی ہم دیتی تو پانا کیا تہا

تیرا احسان ہوا گو ہوی محنت ہمکو ‌ ‌ ‌ تجہسی دینا تہا تیرے پاؤن دبانا کیا تہا

صید ہونیکو ہم آہی ترک بہت چلائی ‌ ‌ ‌ تیر تو مارا تاک کو یہہ ستانا کیا تہا

اٹہہ گیا حیف وہ شترا کی مری رونی پر ‌ ‌ ‌ روبرو اوسکی مجہی اشک بہانا کیا تہا

لال جوڑی نی سوا آتش دل بہڑکائی ‌ ‌ ‌ مین تو جلتا تہا مجہی اور جلانا کیا تہا

مرض عشق بہی جاتا ہی بجز شربت وصل ‌ ‌ ‌ ای طبیبو مجہی تبرید پلانا کیا تہا

تمکو مہمانی مین یا اشک تہی یا لخت جگر ‌ ‌ ‌ پانی کہاری ہی تہا مری گہر مین تو کہانا کیا تہا

بیوفائی سی تو ہی کوچ کیا دنیا سی ‌ ‌ ‌ بیٹہی بٹہلائی صنم در سے اٹہانا کیا تہا

لب شیرین سی مجہی تہی کہی تلخ سخن ‌ ‌ ‌ شہد مین میری لیی زہر ملانا کیا تہا

ساری محفل مین مجہی چہوڑ نہ پایا بیٹہنی ‌ ‌ ‌ بیٹہہ جاتا کہین مین آنکہہ چرانا کیا تہا

تیغ ابرو سی اگر قتل ہی کرنا تہا مجہے
جنبش لب سی پہری جان جلانا کیا تہا

اوسکو الفت ہو ہی آگ تمہاری بجہی
ای رقیبو مری جانب سی لگانا کیا تہا

مجہہ بغیر اوسکی تمہین چین نہ تہا ایک گہڑی
ہای کیسی تہی وہ دن اور وہ زمانا کیا تہا

سنتی ہی ہجر کی صدمون سی گئی جان مقبول
ایک نادان سی کیا عشق وہ دانا کیا تہا

مجہہ پاس ترا چاہنی والا نہین رہتا
دل سینی مین ہرچند سنبہالا نہین رہتا

سلکِ دُرِ دندان کا صفائی سی ہی عکس
یہہ موتیونکا سینی پہ مالا نہین رہتا

شاہد کہ پہنسی طایرِ تیر نگہہ یار
ہی جال مری آنکہون مین جالا نہین رہتا

کانٹو نکالا پشت نوردی مین ہی احسان
کوئی بہی مری پانون مین چہالا نہین رہتا

تو جیتی پاس اسکا یہہ آتا ہی تری پاس
سینی دلِ نالان کو سنبہالا نہین رہتا

مین داغ دل اپنی جو دکہا دیتا ہون آکر
تو شرم سی گلزار مین لالا نہین رہتا

بیور کو بہی الفت مین تری شک ہی ایمان
بجلی جو پڑی کان مین بالا نہین رہتا

مین جو تری پاتا نہین اسکو لب دل سی
سینی مین کوئی دم ترا ایہالا نہین رہتا

جب اپنا

جب اپنا لہو مین اسی پلواتا ہون قاتل
تلوار کی لب پر کوئی پہالا نہین رہتا

ہوتا ہی نظارہ قدِ جانان کا میسر
اب سینی مین یہہ دل تہہ و بالا نہین رہتا

پہلو سی تری پاس گیا دل نہ اُٹھا غم
اندوہ مین آغوش کا پالا نہین رہتا

دشمن ہون قبول اسکا محبت نہین جسکو
بیداغ مری باغ مین لالا نہین رہتا

جسنی اسی جان تجہی ایک نظر دیکہہ لیا
ٹکڑی شمشیرِ محبت سی جگر دیکہہ لیا

شب فرقت نی کیا تنگ جو جہہ مجنون کو
دستِ وحشت مین گریبان سحر دیکہہ لیا

گہر مری آئی ہو تم دوڑ کی بیتابی سی
ابتو تمنی مری نالون کا اثر دیکہہ لیا

دوست دشمن ہمین سب یون نظر آئی یکسان
فائدہ کچہہ نہوا سب سی ضرر دیکہہ لیا

بال بال اپنا گنہگار ہی جو چاہی وہ کر
ابتو آنکہون سی تیرا موی کمر دیکہہ لیا

ہی شب وصل نہ غل کیجیو مرغانِ چمن
جان مین دونگا جو سامانِ سحر دیکہہ لیا

روز و شب میری ہی دل مین جو رہا کرتا ہی
تونی ای درد فقط ایک یہہ گہر دیکہہ لیا

غنچہ گل باغ نہ الفت مین یہہ کچہہ حاصل
خوب اس نخل محبت کا ثمر دیکہہ لیا

غرق ہوتا ہی جہان مت کر اب چشم اپر
تیرا طوفان لبِ انی دیدۂ تر دیکھ لیا

عشق اوس چاند سی صورت کا چہپی کا نہ قبول
ساری دنیا نی ترا داغِ جگر دیکھ لیا

عشق مین جب سی جنون دیکھہ تو جانان میرا
پہونچا دامان تلک چاک گریبان میرا

دل کی الفت مین پہنسا ہون نہین چہٹتا کم ہم
دشت مین بہی ہی ہمراہ ہی زندان میرا

منہہ دکہاتی ہی کبہی محو مری داغِ جگر
کر دیا یار نی برباد گلستان میرا

ہڈیان پہنکنی لگین دل نی جو آہین کہینچین
جل گیا شرر کی نعرون سی نیستان میرا

ایک شب ساتہہ نہ سویا کہ نکلتی حسرت
داغِ دل کہو نہ سکا وہ مہِ تابان میرا

حسرتین سیکڑون مقتول ہوی ہین دل مین
خوب آباد ہوا گنجِ شہیدان میرا

غیرِ گل خار یہان ایک نہین ای مجنون
کیون نہ کہٹکی تری آنکہون مین بیابان میرا

میری زخمون پہ رکہیو کہین مرہم جراح
سیر کر لی نہ مٹانا چمنستان میرا

یار آغوش مین آیا تو نہین شک ہوا
ساتہہ اب چہوڑ گئی حسرت و حرمان میرا

بعد مردن تنِ مجرور رہی یہہ لقمۂ گرم
دہنِ گور بہی ہوتا نہین خواہان میرا

تیرہ بختی تو مری دیکھہ کہ ای جانِ جہان
قیدخانہ ہی تری زلف پریشان میرا

کوئی سودائی زمانی مین نہین مجھسا ضعیف
روزنِ مور سی ہی تنگ بیابان میرا

زخم کاری مری تن پر لبِ خندان ہو جائین
ہنسنکی دیکھی جو مجھی وہ گلِ خندان میرا

قتل کرنیکا جو رہ رہ وہ طلب کرتا ہی
حشر کو پکڑا ہی قاتل نی گریبان میرا

ہجر کی صدمون سی جینیکی یہہ ہی کوہی
دل کوئی دم کا ہی اس سینی مین مہمان میرا

نہین معلوم کہ مین کون سی ملت مین ہون
منہہ نہین دیکھتی ہین گبر و مسلمان میرا

اونکی نالی مری شعرون سی جو ہی ناموزون
سامنا کر نہ سکی مرغِ خوش الحان میرا

سبزی نی دل کو نکالا ہی دہن پر آکر
خضر نی چھین لیا چشمۂ حیوان میرا

دفترِ تن پہ مری مُہر ہوی داغون کی
ملکِ سودا مین وان کیون نہ ہو فرمان میرا

اپنی میدانِ جنون کی اسی دکھلادون سیر
دی سکی ساتھہ اگر گنبدِ گردان میرا

اوسنی اتنا کہا سنکر خبرِ مرگِ قتول
اُٹھہ گیا آج صد افسوس غزلخوان میرا

فراقِ یار مین تا حشر مین جیا تو کیا
خضر کی طرح سی آبِ بقا پیا تو کیا

کہاں تک انشاء مرا حلق بھی نہ تر ہوگا
جو ایک جام ترے ہاتھ سے پیا تو کیا

یقین لکھا ہے اک روز خاک ہونگے ہم
بنائی ہمنے جو دو روز کیمیا تو کیا

نہ چھوڑیو کبھی تو ڈر کے اے دل ناداں
جو ایک بوسہ لب یار کا لیا تو کیا

جگر کا چاک بدستور رہگیا ناصح
جو تو نے آکے گریبان مرا سیا تو کیا

ہزاروں ملک اجاڑے ہیں اے فلک تو نے
ہمارے دل کو بھی ویران کر دیا تو کیا

جو دل کے چاک کو تم سیتے تو نہ مرتا میں
لحد پہ چاک گریبان اگر کیا تو کیا

فلک ملا کہیں اس گل سے باغ عالم میں
جو اسکے بدلے مجھے داغ دل دیا تو کیا

قبول فکر عبث ہے زوال ہے درپیش
کمال شعر کا حاصل اگر کیا تو کیا

جال پھیلایا ہے اوس زلف دوتائی اپنا
سر اٹھایا ہے یہاں آہ رسائی اپنا

عدل کا روز ہے خورشید قریب آیا ہے
قہر سے ہم پہ اُٹھیں داغ دکھائی اپنا

تیغ ابرو تو ہے کھینچی پلک بھی سیدھی
چشم خونریز سے نیزہ کوئی تانی اپنا

بیوفائی نے نہ کی ترک رفاقت اوسکے
ساتھ چھوڑا نہ کسی وقت وفائی اپنا

نہ تو موت آتی ہی لیجان نہ تو آتا ہے — منہہ چھپایا تری صورت سے قضا نی اپنا

دل نہین کہتی ہین قابو مین ہو دلبر کیونکر — غیر کیا مانی کہ جب دل ہی نہ مانی اپنا

ناز آمد ہی مین جان اپنی فدا کی ہمنے — آتی ہو کسکو تم انداز دکھانی اپنا

درد دل دور ہو اسطرح کہا یا تہا زہر — نہ کہا یا اثر اس اپنی دوا نی اپنا

رخ تری سمت سے اوس ترک کا ایدل تو نہ چوک — منہہ سوِ تیر کر اب جلد نشانی اپنا

نہ جگر اوس سی چھپایا نہ دل اپنا ہمنے — دی دیا مال سب اوس شہ کو گدانی اپنا

دی مجہی تلخی دشنام سی اوس نے تی شفا — کہو دیا درد دل اس نے ہر جفا نی اپنا

یا تو خون پیچ کی ہی یا اسی لیجائی وہ شوخ — دل کسی سنگدل سی لگجای ٹھکانی اپنا

عشق سی مہر سری ہو نور رخ اوسکا افزون — دی دیا داغ مجہی ماہ لقانی اپنا

تیغ کہینچی ہوی ہی سیل کی صورت ہی روان — شاید آتا ہی وہ گل خون بہانی اپنا

سجدہ ہی کر کی تہکا کعبی مین پر وہ نملا — دیر مین جاتا ہون اب داغ مٹانی اپنا

بیزبان ہم ہین اوسی حسن کا اپنی ہی غرور — ہای کسطور سی پھر درد وہ جانی اپنا

وصل اوس بت سے ہو اشکر بجا لاؤ قبول

بعد مدت کے کیا فضل خدائی اپنا

تیری کوچے مین نہ غیرونکو سنبہلتے دیکہا
آنکہہ جب ہمنے ملائی تو نہین ٹلتی دیکہا

جسکا دل ہی تری آغوش کی حسرت مین لہو
طفل کو شیر کی جا خون اُگلتی دیکہا

عشق ہی دست حنائی کا تری عالم کو
جسکو دیکہا کف افسوس ہی ملتی دیکہا

میری آغوش سی ای جان گیا تو افسوس
روح کو تن سی نہ کیون مینی نکلتی دیکہا

صبح تک جان فنا کی مری دل سوزی مین
رات بہر دل جو مرا شمع نی جلتی دیکہا

ہوگیا نقش قدم ایک قدم چل نہ سکا
وو قدم ناز سی جسنی کبہی چلتی دیکہا

ٹوٹتے عشق ہی یہہ فصد جو فصاد نی لی
لہو ہاتہون ہی مری رگ سی اُچہلتی دیکہا

مین ہون دل خستہ وہ گل نہ ملیگا مجکو
شمع کی نخل کو کب پہولتی پہلتی دیکہا

ہمسی اک پل مین پہر جیسی تو ای آہو چشم
کبہی طوطی کو نہ یون آنکہہ بدلتی دیکہا

جس طرح شمع بہی عشق مین تیری جل کر
دل کو بہی ہمنی اوس طرح پگہلتی دیکہا

ای سمندر ہمین جون سی ڈراتا ہی کیا
ہمنی ان آنکہون سی طوفان اُبلتی دیکہا

شعلہ رو زخم تری عشق کا اچہا نہ ہوا
کبہی جلتی ہوی پایا کبہی گلتی دیکہا

مرض عشق زیادہ ہی ہوا روز بروز
دل ناداں نہ کسی طرح سنبھلتی دیکھا

دم آخر بھی نہ سر آکی رکھا زانو پر
تو نی منکا مری گردن کا نہ ڈھلتی دیکھا

کیونکہ بچ جائین حسینونکی نظر سی ہم بھی
حسن پر ہمنی بہت دل کو پھسلتی دیکھا

باغ بھی وحشت سے دیا ہی یہہ بیابان آیا
تیری کوچی کی سوا دل نہ بہلتی دیکھا

کیا کسی افعی گیسو کی محبت ہے قبول
خوب ہے آج بھی زہر اگلتی دیکھا

یہہ عشق آخر کو کام آگیا حسینون کا
لحد مین شمع بنا داغ مہ جبینون کا

گزین تھی لب نگین سی سامنا کیونکر
کہ خون خشک ہی یاقوت کی نگینون کا

ہزارون سال تھی ہجر مین گئی اے ماہ
شمار وصل کی شب ہے عجب مہینون کا

طلب ہی اوسکی تو پہلی ملون رقیبون سے
بجبر دوست بنون اوسکی ہم نشینون کا

برائی دل کو دکھا کر گناہ کرتی ہین
سیاہ قلب نہ کیونکر ہو نکتہ چینون کا

کیا بلند انہین ایسا ہی فکر نی میرے
فلک زمین ہی اشعار کی زمینون کا

وہان جو دل سی لٹاتا ہون سکۂ مضمون
سخی ہون کھولا ہی منہہ مینی ان خزینون کا

وصال میں بھی نہ سوجھا جھی وہ غیرت مہر
فراق لیگیا سب نور دوربینوں کا

خط اوسکا اُٹھہ ہی گیا عاشقوں کی کچھہ نہ چلی
بہت محال ہی جو خط مٹی جبینوں کا

اُٹھی تو وہ لگی لینی روی دلربا کو کبھی
غرض نہ درد گیا عاشقوں کی سینوں کا

ہوا مرا یہہ گھڑی بھر کی ہجر میں عالم
کہ جس طرح کوئی بیمار ہو مہینوں کا

مری نصیب وہ کیا دیکھتی کہ خود ہی پہنی
نہ گیسوؤں سی چلا زور شانہ بینوں کا

بہایا دست حنائی نی خون دل میرا
لگیگا سینوں کو شوق عشق آستینوں کا

ملمس وہ لوگ ہیں جو حرف حق مٹاتی ہیں
سیاہ منہہ نہو کیوں ایسی نکتہ چینوں کا

کیا ہی عشق نی ایسا ہی مجکو نازک دل
کہ ناز اُٹھہ نہیں سکتا ہی نازنینوں کا

ملی نہیں وہ مضموں کی کس سی شک کروں
حسد یہاں نہیں یہہ کام ہی کمینوں کا

زمین شور سی کیا نکلی سنبل مضمون
قبول چھوڑ خیال ایسی تو زمینوں کا

چمن میں جا کی تری یاد رخ سی تنگ آیا
نظر ہر اک گل احمر سیاہ رنگ آیا

جو بیٹھا سایۂ گلبن میں تیرا دیوانا
گرا جو سر پہ کوئی گل تو سمجھا سنگ آیا

خدا بچای تو بچ جاؤن تیغ ابرو سے
کہ مجھہ سی آنکھہ لڑالی وہ خانہ جنگ آیا

نظر مین سبزۂ بیگانہ ہو گئی سب گل
نظر جو باغ مین مجکو وہ سبزہ رنگ آیا

بڑھائی مینی جو تقریر اوسی کیا گویا
دہن سخن سی جو ثابت ہوا تو تنگ آیا

لٹینگی قدسی تری سحرِ حسن سی مگر
چمن مین پشت پرارہ دہری نہنگ آیا

تمہاری چہرۂ روشن پہ چھائیان کب ہین
پڑی یہہ عکس کہ اس آئینہ پہ زنگ آیا

ہوا یہہ حسنِ صبیحِ شہِ بتان کا شور
کہ آپ بہرِ تماشا شہِ فرنگ آیا

تمہارا تیرِ نگہہ یون پڑا ہی سینی پر
کہ جیسی تودی پہ زور سی خدنگ آیا

فروغِ حسن نی پریون کی پر جلائی ہین
گرا لگن مین اگر شمع پہ پتنگ آیا

قریب چہرۂ جانان جو آئینہ پہونچا
تو مین یہہ سمجھا مری آئینی پہ زنگ آیا

ترا کلام جو مردون کی زندہ کرتی ہین
مری مسیح سی آخر مسیح تنگ آیا

قبول شعر کی سُننی کو گوشِ گل ہو ہی وا
ہزار شکر کہ تجہی شاعری کا رنگ آیا

تیغ نگہہ سی بخت ہمارا پلٹ گیا
جالی کی بدلی تارِ نظر اور کٹ گیا

اوس گل کا رخ جو دیکھا تو گل زرد ہو گئی
سرو چمن ہر اک قد موزون سی کٹ گیا

تلوار مڑ گئی جو لہو چاٹ کر مرا
دل تیری تیغ تیز سی قاتل اچٹ گیا

آنکھوں سی خون بہتا ہی اب ہجر یار مین
رونا جو بڑھ گیا تو لہو تن سی گھٹ گیا

چاہ ذقن دہن کی طرح سی ہوا ہی گم
دل اسقدر گری کہ یہہ آخر کو پھٹ گیا

ٹھیرا جو اوس پری کو تو بولا وہ ناز سی
تو کیون بلا کی طرح سی مجکو چمٹ گیا

موئی میان یار نی اندھا کیا مجھی
تار نگاہ اوسکی کمر مین لپٹ گیا

دل لیگیا وہ غمزی پر اکھا لیا جگر
جو کچھہ کہ مال پاس مری تھا وہ بٹ گیا

اک بات جھسی یار کی اک رقیب سی
دل جس طرح بڑہا تھا اوسی طرح گھٹ گیا

اب کیون نہ ہمکو نقطۂ شک کا یقین ہو
مسی سی اور بہی دہن اوس کا سمٹ گیا

مین لی چکا تہا یار سی وعدہ وصال کا
اقرار جھہ سی کرتی ہی فوراً پلٹ گیا

عید آئی جب تو چاہا کہ اوسکی گلی لگون
آگی جو مین بڑہا تو وہ پیچھی کو ہٹ گیا

ناصح مین اوسکی یاد نہ بہولونگا حشر تک
پر تجکو کیا ملا جو مرا دہیان بٹ گیا

مین ہجر یار مین جو گیا سیر باغ کو
ہر نخل آہ گرم سی جل جل کی چھٹ گیا

وہ بولا دور سی جو ہین دیکھا قبول کو
کچھہ اندنون یہہ زلف کی الفت مین لگ گیا

مو بمو ایسا سیہ کار اے پری رو ہو گیا
نامۂ اعمال میرا تیرا گیسو ہو گیا

تندی مے سی کسی مین ہضم کی طاقت نہین
ڈاک مجکو لگ گئی شیشی کو اچھو ہو گیا

تیری کج چشمی کا خس خانا کہ زینت بخش ہی
ہم جو تڑپی رخت عریانی پر اتّو ہو گیا

عاشقِ چشمِ صنم جانا جو صحرا مین سبھی
خونِ دل پینی کو جو ہر شیر آہو ہو گیا

جب سی دل تجکو دیا اے جان بی قابو ہوئے
چھوڑ دینگی دل کو ہم دل پر جو قابو ہو گیا

چاہا جب مضمون تیری پہلو نشینی کا لکھون
شعر کا ایک ایک رکن ایک ایک پہلو ہو گیا

عین وقت مین قدِ دلجو ترا آیا جو یاد
نالۂ موزون مرا سروِ لبِ جو ہو گیا

جبسی عشق اوس آنکھہ کا ہی نیند آتی ہی نہین
رفتہ رفتہ کرکی وحشت خواب آہو ہو گیا

ناز سی وہ غنچہ لب لایا جو اپنی لب تلک
ساغرِ گل سی بادہ جام خوشبو ہو گیا

باغ مین سیّار اوس گلگون قبا کو دیکھہ کر
گل ہر اک جامی سی باہر صورتِ بو ہو گیا

عشق و نذان نی رلا کر اسقدر لاغر کیا
برجِ گوہر میری محبوب سی کھو آنسو ہو گیا

یاتو دل آتا ہی یا دلدار کرتا ہی کرم
خود بخود کچھ آج میرا گرم پہلو ہوگیا

لاکھ دل ٹہنی دیں تیری کلام طعن پر
ای پری ہر حرف پہلو دار پہلو ہوگیا

دل گیا آخر تری پاس ای پری چھوڑ ا مجھی
چار سو رسوائی جس سی تھی وہ یکسو ہوگیا

عین وقت مین نظر انصاف سی دونون پہ کی
دُرِ تری دندان کی آگی صاف آنسو ہوگیا

عکس وہی صاف عارض ہی ہر اک محبوب کی
روبرو تو ہوگیا جسکی وہ خوشرو ہوگیا

حشر تک مذبوح تیرا کیون نمارے ہاتھ پاؤن
ذبح کرنی سی ترا شل حیف بازو ہوگیا

عشق تھا قاتل جو تیری تیغ جوہر دار کا
قتل ہوتی ہی مرغِ روح جگنو ہوگیا

رات سی زلفِ سیہ تیری مین کچھ کم نہین
پھول جو چوٹی مین گوندھا اوسنی شبّو ہوگیا

سوج جی شمشیر جچہ محروم قسمت کو ہوی
ساغرِ خالی لہو سی میرے مملو ہوگیا

اوسکے بازو پر جو رکھا سر تو دردِ سر گیا
مجھکو خود تعویذِ دردِ سر وہ بازو ہوگیا

سوتہا اوسپر نرگسی تیری نظر جس پر پڑی
تیرا ہر دم پر پری وہ عین جادو ہوگیا

حسن کی نشہ مین خود بخود ہی پوچھی یار گیا
ای مقبول اتنا بتا دیوانہ کیون تو ہوگیا

ولہ

مریض ہجر کی تب کی دوا ہوی تو کیا | کبھی وصال نہو گا شفا ہوی تو کیا

خزان ہمیشہ ہی جامی سی گل نہ باہر ہون | اگر بہار کی دو دن ہوا ہوی تو کیا

نہ کچھہ جواب ملیگا نہ تو پھری گی ادہر | جو بھیجی نامہ بری ای صبا ہوی تو کیا

لحد مین جان سی ملنی کو جسم تڑپی گا | جو روح قید بدن سی رہا ہوی تو کیا

ادای یار نظر آئی تھا یہہ فرض العین | اگر نماز ہماری قضا ہوی تو کیا

ندیکھا گل نی مری آنکھہ اُٹھا کی محفل مین | جو شمع جل کی سحر تک فنا ہوی تو کیا

دل بشر سی کسی طرح کم نہو گی حرص | اگر جہان کی حشمت سوا ہوی تو کیا

جو التفات ہے جھپر وہی رقیب پہ ہے | پھر ایسی واسمین جھپر وفا ہوی تو کیا

ہُوا نہ سامنی جس شکل مین وہ آئینہ رو | پھر آنکھہ وا ہوی تو کیا نہ وا ہوی تو کیا

نیاز مند ہون مین تا ہون ناز دیکھہ تو لون | قضا کی بعد تمہاری ادا ہوی تو کیا

اُدو رکو ستی ہی دل مین میرا دہیان نہین | پھر ای صنم تری محفل مین جا ہوی تو کیا

جو دل مین داغ ہنی اون مین پڑ گئی ناسور | محبت اوسکی جو مجھکو سوا ہوی تو کیا

جو چاہی ملی تھہ مین دل قاتل ایسا ہی تنگ | مرا لہو ہوا تو کیا حنا ہوی تو کیا

یہ حال غم سے مرا ہی کہ خود وہ کہتا ہے
اب اس مریض کی اوپر جفا ہوی تو کیا

وہی عدو ہی تو شکوہ کسی سی مجھکو کیا
جو مجھہ مریض کی دشمن قضا ہوی تو کیا

چھپائی چہرہ ہین سی نہ کہائی غیرون کو
ہمارے یار مین ایسی حیا ہوی تو کیا

دل اوس سی صاف کیا تو بہی منہہ نہ دکہلایا
اس آئینی مین ہماری جلا ہوی تو کیا

وصال ہی نہوا تہا ہوا جو شادی مرگ
جو دورِ ہجر پری کی بلا ہوی تو کیا

بتول عارضِ جانان پہ دسترس نہ ہوا
جو میری ہاتہہ مین زلفِ رسا ہوئی تو کیا

چشمِ امید سی جسدم سوی یزدان دیکہا
ہمنی سلطان و گدا دونوںکو یکسان دیکہا

بی نقاب آج تمہارا رخِ تابان دیکہا
غش ہوا طور کی شعلی کو جو عریان دیکہا

شق زمین ہوگئی مردی نکل آئی جی کر
اوسنی جسدم طرفِ گورِ غریبان دیکہا

جتنی تہی اشک کی قطری تہی عکس سی دُر
سینی حسرت سے جو رو کر سوی دندان دیکہا

کون گریان نہین فرقت مین تمہاری گلرو
گل کو بہی ہمنی نہ گلزار مین خندان دیکہا

عشق دندان مین تمہاری سبکو ہوئی ہی حسرت
جسکو دیکہا اوسی انگشت بدندان دیکہا

رہ گیا تارِ نظر بنکی تری زلف کا تار
نور ہونیکو سو زلفِ پریشان دیکھا

جام ساقی نہین دیتا یہ نیا دیکھا ہو
بزم حیران ہی مطرب کو بہی نالان دیکھا

نخلِ سودا کو دیا شک لگا کر پانی
تیغ کی طرح سی جسنی مجہی عریان دیکھا

کُشتہ جو ہو کی تری گوہرِ دندان کا گدا
خاک پر حشر تلک پہر وسی غلطان دیکھا

صبر نی دیتن امید کو جب گور کیا
روزنِ مو مین ملکِ سلیمان دیکھا

جامہ سبی پہ تری جبسی ہُوا مجکو جنون
نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان دیکھا

یار سی بگڑی جو ہم جان سی ہو بیٹھی ہاتہہ
جنگ قاتل سی جو کی گنجِ شہیدان دیکھا

اُٹھہ گیا پاس سی وہ جانِ جہان جبکہ قبول
روح کو تن مین کئی آن کا مہمان دیکھا

شمع رو کی آگی پروانہ فقط کیا جل گیا
حسن کی گرمی سی جو نزدیک آیا جل گیا

لیکن تم عاشق ہوئی آتش لگی کیا ہوئی
پان کا کہانا گیا ستی گنی کا جل گیا

حسن کی سوسن ادہر اس سمت میری آہ گرم
بیچمین حائل جو تہا آخر وہ پردا جل گیا

عکسِ رُخ سی حباب جو بہبہولا بن گیا
آف کے گرمی اوسی منہہ ہو تو دریا جل گیا

ابتدا کا ورد آخر کو دکہاتا ہی فروغ
معجزہ ہاتہہ آگیا گو دستِ موسیٰ جل گیا

وہ سراپا شعلہ ہی کس قسم کا حیران ہون
پیرہن بالِ سمندر کا جو پہنا جل گیا

روشنیٔ طبع میری ہو گئی مجکو بلا
مثلِ ققنس آگ مین اپنی سراپا جل گیا

شمعِ روشن شعلۂ تصویر سی ہی موقلم
موقلم سی صورتِ قندیل خاکا جل گیا

دیکہنا غواصی اوسکے شعلۂ رخسار کی
پشتِ آئینہ کی قلعی اور پارا جل گیا

اخگرِ سوزندہ گلِ برقِ تبسم سی بنے
تجہسی پہل اور پہول سی لی برقِ تپا جل گیا

بی وجودِ محض تک جل جل گئی اللہ ری نور
تیر اسایہ کیا نظر آئی کہ سایا جل گیا

لب مرے ہی ملتی نہین وصفِ لبِ دلچسپ مین
آتشِ یاقوت سے ہر ہونٹ گویا جل گیا

گرمیٔ سودا سی تہا ہر آبلہ رشکِ چراغ
نکلا مین آتش قدم جس سمت صحرا جل گیا

فکرِ سعد و نحس سی چہوٹا الٰہی شکر ہی
آہ کی گرمی سی طالع کا ستارا جل گیا

منہہ کہانی لاش کو آیا جو وہ ہندو پسر
روی آتش رنگ کی پرتو سی مردا جل گیا

جوشش سودا نی لہو ایسا مرا کہولا دیا
شمع سان فصّاد کا نشتر بہی سارا جل گیا

سینی سلگایا فتیلہ آہ کا بہر کار رقیب
اوس پری پیکر کی اوپر تہا جو سایا جل گیا

خاک آخر ہو گیا اپنا دل سوزان قبول
گر میان ایسی تن بن کی کین کہ کعبا جل گیا

بتون کی حسن کا دور اکبہی تمام نہ ہو گا
یہہ قصۂ عشق کا تا حشر اختتام نہ ہو گا

یہہ وعظ و پند فقط مومنونکو چاہیی واعظ
شراب رند کو پینا کبہی حرام نہ ہو گا

الٰہی عیب ہین قاصد حسن کی کہین ایسی
زبان کو ہو گی جو لکنت ادا پیام نہ ہو گا

جو بوسہ لونگا تو پہر حل نہو گا وصل کا مطلب
دہن ہی سی ملی گا تو کچھہ کلام نہ ہو گا

لب اپنی خشک کہینگی مدام آہ شرربار
ہر ایک آنکہہ کا اشکون سی خالی جام نہ ہو گا

سحر کو چلنا ہی زاد سفر مگر نہین افسوس
سرا ہی دہر مین تا حشر کچھہ قیام نہ ہو گا

خیال رخ کا نہ اب ہی نہ زلف کا ہی تصور
تری گلی مین گذر اپنا صبح و شام نہ ہو گا

تمام ہو گی جو سب عمر لکہتی ہاتہ ہمارے
یقین ہی کہ خط شوق یہہ تمام نہ ہو گا

قلم نہ انگلیونکو کرواؤ تا کہ صید ہین عاشق
شکار کہیلو گی کس طرح تم جو دام نہ ہو گا

نکوئی کرلی کہ شہرہ رہی جہان مین ہر سو
نشان ہی آگی چلی گا تو اس سی نام نہ ہو گا

کہان قبول کہان طوف کعبۂ بیت تیرا

ابھی تو کو ستا بندی پر اتمام نہ ہو گا

ابنی گل کی لئی گلشن مین جو نالا کھینچا
سینی سی دلِ بلبلِ شیدا کھینچا

صفحۂ دل پہ جو اوس ماہ کا نقشا کھینچا
زلف جب کھینچ چکا زلف نی ہالا کھینچا

کبھی گوشی مین نہ آیا وہ کمان ابرو حیف
سینی تنہائی مین گو بیٹھکی چلّا کھینچا

بی حجاب آیا مری گھر جو وہ مدت کے بعد
حیرتِ عشق نی آکر وہین پردا کھینچا

بی تکلف رخِ جانان کا کیا سامنا کیون
تو نی خمیازہ بھی کچھ ای گلِ رعنا کھینچا

وای تقدیر نشانی کا جو چھلا پہنا
ناتوانی نی مری دوش سی شانا کھینچا

رسنِ زلف مین باندھی مجھی وہ ہرجائی
پھرن ساتھ اوس بتِ بی پیر کی کھینچا کھینچا

گو کہ بیہوش تھا مجنون مگر اللہ ری جذب
اپنی صحرا کی طرف ناقۂ لیلا کھینچا

عین وقت مین تصور تری تصویر کا ہی
نظر سینی کبھی بہرِ تماشا کھینچا

مچھلیان وین لہو دل صدفون کی ہوی جا
نعرۂ آہ جو مینی لبِ دریا کھینچا

بادشاہون سی فقیرون نی بھی مطلب نہ رکھا
پاؤن پھیلای جب دستِ تمنا کھینچا

چار ہی گھونٹ نہین ہمنی خُمِ می خالی کیی
منتِ شیشہ نہ احسان سبو کا کھینچا

تازیانہ تری جوتی نی جگر پر مارا
دل پہ معشوقا کی چینپائی ہی اثر کہینچا

کہنچ گیا ہی یہ سیف ترِی دامن کی طرف
کہینچکر شکل جو ہین دستِ زلیخا کہینچا

دل ہی وحدت محبوبِ حقیقی پہ بہ تاب
اپنی جانب جسی کہینچا اوسی تنہا کہینچا

ہر بنِ موئی کیا طعن سی سب جسم فگار
ایک ہی مینی اگر خار کفِ پا کہینچا

دردِ دل خوب ہی منتکشِ درمان سی ہی
تا دمِ مرگ نہ احسانِ مسیحا کہینچا

سیکڑوں مین جو قبول آج گیا مدّت بعد
خم تو اک سمت ہی مئے ناب کا دریا کہینچا

مرضِ غم سی افاقہ مجہی اکدم نہ ہوا
روح کم ہو گئی پر دردِ جگر کم نہ ہوا

کسکو آفاق مین ٹک مری غم نہ ہوا
کونسا گہر تہا کہ جو خانۂ ماتم نہ ہوا

بار ور فضل سی جو ہی ہی جہکتا ہی شجر
سروِ آزاد کی مانند ہی جو خم نہ ہوا

ٹل گئی محتاج اوسی ہی فقرا کی کثرت
رہ گئی شرم جو اس دور مین حاتم نہ ہوا

کس مہینی مین مجہی گریہ و زاری موقوف
کونسا ماہ مجہی ماہِ محرّم نہ ہوا

مینی تنہائی مین دی جان تڑپ کر اپنی
شکر ہی کوئی مری عشق سی محرم نہ ہوا

ہوں وہ مجنوں نہ ہوا ساتھ بجز سایہ کوئی
ہوں وہ محزوں کہ بجز غم کوئی ہمدم نہ ہوا

فرقتِ یار میں جب بادہ کشی میں نے کی
لوٹنا جام مئے ناب تھا جو سم نہ ہوا

قوتِ جاذبہ کر دیتی ہم آغوش سبھے
یار خورشید ہے افسوس میں شبنم نہ ہوا

حلق پر میرے چھری کھینچتی ہے بہر ثواب
جرم ثابت مگر اے فتنۂ عالم نہ ہوا

بس جگر سوختہ کی مجھ سے نہ تسکین ہوئے
لوٹنا زخم تھا جس زخم کا مرہم نہ ہوا

ایک اک جام میں ایک ایک نئی کی تھی شراب
لوٹ میخوار تھا میخانے میں جو جم نہ ہوا

کم ہوئی قدر مری خلق میں ذلت کھینچی
حسنِ صبا کا مری عشق سے کچھ کم نہ ہوا

بسکہ جلنا مری تقدیر میں لکھا تھا قبول
کوکبِ بخت بجز نیرِ اعظم نہ ہوا

موت کیونکر آئی دشمن کو کہ جانا نا ہوا
خونِ دل پینا ہوا لختِ جگر کھانا ہوا

پڑ گیا تیرے لب عارض کا جو دونوں پہ عکس
بن لیا سے قمیں مسیحا مہر پیمانا ہوا

واہ کیا طالع کی پستی ہے کہ جب بعد یا گیا
لقمۂ قاروں مری تقدیر کا دانا ہوا

سلطنت کو لات ماری بادیہ پیما ہوئی
گنج جب کھویا تو حاصل ہم کو ویرانا ہوا

دیکھکر موسا کفِ پر نور کو غش کر گئے | سامری کو آنکھہ دکھلائی وہ دیوانا ہوا

آگی بل کرتی ہی گیسو ہی فقط محبوب کے | سبزۂ رخسار بھی اب ہمسی بیگانا ہوا

کیا ملا جو رنگ کرنی مین تجھی ای نازنین | بی کلی میری گئی بی کل تراشانا ہوا

نقدِ جان قیمت ہے بوسی کی اگر راضی ہوی | بیچلی ہو دل جو تم میرا یہہ بیعانا ہوا

وصفِ عارض مین مثالِ شمع جب مصرع ڈھلا | سہر فانوسِ فلک سے آکی پروانا ہوا

طائرِ معنی بھی میری مصرعِ روشن کی گرد | جب جلایا شمع کو موجود پروانا ہوا

اب تو فرصت خوابِ غفلت سی کبھی ملتی نہین | موعظہ گویا مجھی واعظ کا افسانا ہوا

فرقتِ دلبر مین دل سی ہی بہی فرقت مجھے | وصل مین تو نسی پوچھو نگا کدھر آنا ہوا

کیا اثر ہی جب کیا زلفِ سیہ مین یار نی | عاج کاشانہ جو تہا وہ شاخ کاشانا ہوا

شیشۂ دل سی آہ سے کی آتی ہی صدا | کیون نہ چہلکی خوب ہی معمور پیمانا ہوا

گالیان دینی لگا بوسہ بھی اب دیگا ضرور | بیحجابی اٹھہ گئی موقوف شرمانا ہوا

واعظا کیون کھینچتا ہی جانبِ مسجد مجھے | جھٹ گیا تکلیف سی جو شخص دیوانا ہوا

دم بدم کھلتا گیا جب سے ہوا عشقِ دہن | عاقبت موسی میانِ یار سی ما نا ہوا

زور کم ہوتا ہی بیشک مردم بیمار مین
درد محرومی اسکندر سی مین مرجاؤنگا
شہر سی صحرا مین جابیٹھا جو وہ عالم فریب
اور کو تیر نگہ سی اوسنی بسمل کردیا
نالہ موزون سی میری وجد مین سب آگئے

تیر مژگان جو کبھی مارا وہ پرخانا ہوا
چشمہ حیوان تلک میرا اگر جانا ہوا
ہوگیا ویرانہ شہر اور شہر ویرانا ہوا
میری مرغ دل کا جب منظور ٹہرکانا ہوا
اہل محفل کی لیی رونا مرا گانا ہوا

مین ہی تودا تیر مژگان کا ہونگا ہی قبول
جتنی عاشق اوسکی ہین سب مین مین ہن پہچانا ہوا

چہٹ تڑپنی سی تری ای دل مضطر نہ ملا
سر شوریدہ کی افسوس نہ حسرت نکلی
دوش کو میری ہوا ہی یہی اک بوجہہ وبال
مثل گل چاک جگر کی تری زمانی کی ہوا
خاک ہو ہمسی ضعیفونکو ہوس بوسکی
مین ترا عاشق صادق ہون خدا واقف ہی

یار کیسا کہ گلی سی مری خنجر نہ ملا
طاقت آئی مری ہاتہون مین تیغ پتہر نہ ملا
سر ملا شکر کی جا ہی مجھی افسر نہ ملا
مفلسو شکر کرو تم جو تمہین زر نہ ملا
لب ہٹا یار بس اب شیر مین شکر نہ ملا
بوالہوس جمع ہین مجہی اون مین ستمگر نہ ملا

خونِ دل گاہ بہایا تو کبہی لختِ جگر
چین اس عشق کی ہاتہون مجہی دم بہر نہ ملا

ہجر مین ایسا گہلا ہون جو قضا نی ڈہونڈا
مثلِ مُوئی کمر اوسکو تنِ لاغر نہ ملا

واعظا خون ہین اپنی نہ بہسونگا مین آند
پہر کہان جان جو دم بہر مجہی ساغر نہ ملا

خاک ہو جاتا ہی مالک جب رہی مِلک تو کیا
لاکہہ آئینی نظر آئی سکندر نہ ملا

نہ ہو اکسیر کا جویا نہ طلب لال کی کر
خاک پتہر کی ہوس کیا نہ مِلا گر نہ ملا

توڑتا شیشہ مَی سر سی اوسی کی جا کر
محتسب حیف ہی قاضی کا مجہی گہر نہ ملا

ذبح ہر صبح ہوا کرتی ہین لاکہون دم مین
رحم کرینگا تِری تیغ کو جوہر نہ ملا

جان بلب کوچہ دلدار سی آتا ہی قبول
بوسہ لعل لب یار مقدّر نہ ملا

ہنسی دیکہی دُرِ دندان تو عدن یاد آیا
لبِ نگین نظر آئی تو یمن یاد آیا

چاہِ کنعان کو جو جہانکا تو بہت رویا مین
اپنی یوسف کا مجہی چاہِ ذقن یاد آیا

ہوا وہ وحشتی کہ موی پر بہی ہا مین عریان
دفن سب کر چکی مجکو تو کفن یاد آیا

آنکہین نرگس ہین تو رخسار ہین گل خط سبزا
تیری چہرہ کو جو دیکہا تو چمن یاد آیا

شمع سے خون کسی کا ہی مگر مدِ نظر
وجہہ کیا آج جو محفل مین لگن یاد آیا

دیکھکے آئینۂ رخ کو حلب بہول گیا
عنبرین زلف جو دیکھی نہ ختن یاد آیا

دہنِ یار کا مضمون نہ نکلا منہہ سے
شعر خوانی مین مجہی وزنِ سخن یاد آیا

یاد آئی جو کمر بہولی دہن کا مضمون
بہولی مضمون کمر ہم جو دہن یاد آیا

آہ کی تیر چلی تو وہ گردون کی طرف
مجکو اسوقت جو وہ تیر فگن یاد آیا

سحر سخن کوئی زبان سی ہی نکلا نہ قبول
باتون باتون مین جو وہ غنچہ دہن یاد آیا

کچھہ نہ نکلا منہہ سی اوسکا سامنا جب ہو گیا
محو رخ ایسا ہوا مین فوت مطلب ہو گیا

برق تابان ہو گئین مہ جبین رخ پرتو سے
جو حباب بحر تہا پرتو سی کوکب ہو گیا

واہ کیا درگاہ ہی تیری کریم کارساز
آج جسکو دور دیکہا کل مقرب ہو گیا

شکر ہم کرتی نبائی ساقی گلفام کا
حیف جامِ عمر ہی اپنا لبالب ہو گیا

شہر جل جلکے ہی سحر چراغان رشک سے
سامنا گلشن مین قدِ یار کا جب ہو گیا

شب کو ہنسنی مین جو اوسکی دانت دکھلائی دیے
اُرنگِ شب تا سبا ہر ایک کوکب ہو گیا

زیر

زیرِ خنجر مین رہا ایسا ہی محوِ رخ ترا
جسم حیران ہی کہ سر مجھسی جدا کب ہوگیا

دو جہان روشن کیی ای آفتابِ اوجِ حسن
تیری آگی ماہِ کامل ماہِ نخشب ہوگیا

مین وہ سرگردانِ وحشت ہون کہ پہنانیکو مرے
لامکان روزِ ازل سی پیرہن منصب ہوگیا

مین ہون عاشق میری گستاخی پہ غصہ کیا ضرور
آنکہہ دکہلائی مجہی تونی تا ادب ہوگیا

ہوگیا معراج اپنا بعدِ قتل ای شہسوار
سر جو اُترا زینتِ فتراک مرکب ہوگیا

خط سی اُس روی کتابی کی سوا رونق ہوئی
حسن وہ افزون ہوا قرآن مُعرب ہوگیا

غم نہ دیکھا صبحِ فرقت کا مقامِ شکر ہی
کوچ دنیا سی ہمارا وصل کی شب ہوگیا

سایہ ہی آویزۂ گوشِ صنم پر زلف کا
یا سیہ ای دل مری طالع کا کوکب ہوگیا

جب سی جلوہ دل مین محبوبِ خدا کا ہی قبول
جو صنم خانہ ہمارا تہا وہ یثرب ہوگیا

ہر طرح وصفِ خطِ یار رقم ہوجاتا
ہاتہہ اس جرم پہ کٹتا تو قلم ہوجاتا

ہجر مین تہا ملک الموت جو آتا عیسا
خضر بہی پانی پلاتا تو وہ سم ہوجاتا

دیکہی آئینۂ رخسار تو بال آئی نظر
صاف آئینی سی کیونکر وہ صنم ہوجاتا

حلقۂ زنجیر کی قدموں سی جدا ہو جاتی ۔ نہ اگر پاؤں پہ صحرا میں ورم ہو جاتا

تیری عارض کی چمک دیکھکی اے کج ابرو ۔ بدر مانند ہلال آپ ہی خم ہو جاتا

ملتی دولت جو قناعت کی تو پہر کیا غم تہا ۔ فراغ افلاس ہی مفلس کو درم ہو جاتا

منقلب ہی مری تقدیر عجب کیا اسکا ۔ کہ سرور آتا مری دل میں تو غم ہو جاتا

کمر یار کو موہوم ہی ٹہرا نہ سکا ۔ وہم بہی جادۂ صحرای عدم ہو جاتا

طوق کیا چاہیی تہا عشق جہکاتا ایسا ۔ طوق کی طرح سی میں آپ ہی خم ہو جاتا

صید فربہ وہ بہی جان کی بسمل کرتا ۔ میں تو پہولا نہ سماتا جو ورم ہو جاتا

دیکہا اوس گل کی جسی پہرہ دکہائی نہ دیا ۔ گر نظر دشت پہ پڑتی تو ارم ہو جاتا

زر کوئی ہاتھہ میں دیتا تو وہ بن جاتا داغ ۔ رحم کرتا کوئی مجھپر تو ستم ہو جاتا

حسب دلخواہ کہلاتا مجھی غم چرخ دنی ۔ ایک ہی بار کہیں سیر شکم ہو جاتا

مجکو سودا ہی ہا سیکڑوں نشتر ٹوٹی ۔ دم نکلتا تو مرا خون ہی کم ہو جاتا

میں گنہگار ہوں او سجدہ مگر بیکس ہوں ۔ غضب اللہ کا آتا تو کرم ہو جاتا

حال خونریزی کا لکہتا تو نہ جاتا مکتوب ۔ نامہ ہی خون کبوتر سی قلم ہو جاتا

نور گھٹنی سی ادہر تار سیا ہو جاتی	داغ یہان بڑہتی ادہر حسن کم ہو جاتا

نہ جگر سی مجھی مطلب ہے نہ کچھہ دل سی قبول
عشق کا درد مری سینی سی کم ہو جاتا

جسم خاکی جب غبار کوئی جانان ہو گیا — ذرہ ذرہ خاک کا مہر درخشان ہو گیا

بام پر سی ہی نظر آیا نہ چاند اوس ماہ کو — دیکھکر ابرو ہلال عید پنہان ہو گیا

سنبل پیچان ہوا زنجیر پای سرو قد — باغ مین پہونچی جو ہم وحشی تو زندان ہو گیا

نالہ بلبل سنین کیا خاک ہم شوریدہ سر — نکہت گل سی دماغ اپنا پریشان ہو گیا

جس پری نی اوسکو دیکھا وہ زلیخا بن گئی — جس خرابی مین وہ گزرا مصر عنوان ہو گیا

خاک ہی مجھ سوختہ کی تر نہ اوس سی ہو سکی — پانی پانی شرم سی آکی باران ہو گیا

اشک بہنی سی بہت ہنسنی مین ہیچ ثابت ہوا — جو بہت خندان ہوا آخر وہ گریان ہو گیا

پہینکی لڑی بن کی پہونچی ایام بہار — اندنون مین نخل بہی ایک عریان ہو گیا

طالب درمان ہوا جب دل تو پایا اور درد — جب خوشی چاہی تو غم سینی مین مہمان ہو گیا

دوست ہم سمجھی جسی اپنا وہی دشمن ہوا — دل ہی آخر سینۂ سوزان کو پیکان ہو گیا

اسقدر چھڑکا نمک اوسنی ہماری زخم پر
بھر گیا ناسورِ دل خالی نمکدان ہو گیا

کیون نہ بھٹکی قافلہ آگی ہون مین گم گشتہ راہ
دم بخود نالی مری سنکر حدی خوان ہو گیا

ذرّہ ذرّہ عکسِ روی یار سی روشن ہوا
قبر پر جس رات وہ آیا چراغان ہو گیا

یادِ دندان مین بھی ذرّاتِ صحرا رشکِ دُر
عشقِ لب مین سنگِ رہ لعلِ بدخشان ہو گیا

آنسوؤن سی غسل دیتا ہی دامن سی کفن
سر حدِ جیب ہو گیا تن سی تو سامان ہو گیا

سر سی جو تنکا اُتاری اوسکا بھی احسان ہی
سر اُتارا تن سی کیا قاتل کا احسان ہو گیا

آمدِ فصلِ بہاری کا اثر دیکھا اے جنون
ٹکڑے ٹکڑے خود بخود میرا گریبان ہو گیا

چاند سی چہرے پہ اوسنی جبکہ زلفین کھول دین
اوسکی زلفون سی زیادہ مین پریشان ہو گیا

دشتِ غربت کی بھی چل کر سیر کر لو اے **قبول**
اب بہت باغِ وطن مین دل پریشان ہو گیا

لاشے پہ صدقے آن کی جانا نہ ہو گیا
جب شمع گل ہوی تو وہ پروانہ ہو گیا

وہ شمعین میری یار کی ہین پانچون انگلیان
چھلا بھی پور پور کا پروانہ ہو گیا

بہ آئی اشک ہجر مین تو آب مل گیا
لب تک جو پہنچا لختِ جگر دانہ ہو گیا

ساغر ہی ٹوٹی اُڑگئی ہر اک بطِ شراب
ہر بادہ میری اُٹھتی ہی میخانہ ہو گیا

وحشت ہی ٹری ہجر مین اسد جب ای پری
مجکو طبیب دیکھکی دیوانہ ہو گیا

آئینہ چاک چاک ہوا تار تار سے
جب اوسمین عکسِ زلف پریشانہ ہو گیا

گردش ہماری قسمتی طالع کی کب مٹے
جب اُنکی پہونچی چرخ پہ بتخانہ ہو گیا

بیہوش کردیا مجھی ساقی نی دیکھ کر
جام نگاہ مستسی پیمانہ ہو گیا

ہم جس جگہ سی اوٹہ گئی سمجھی اوسی سرا
جا بیٹھی جس زمین پہ کاشانہ ہو گیا

زنجیروں مین کیا مجھی جسدم سی یار نی
آزاد قید غم سی یہہ دیوانہ ہو گیا

شبنم کی ساتھ کر گئی پرواز گل تمام
ہم باغ مین جو آئی تو ویرانہ ہو گیا

کیون کر نہ خون دل سی ہو لبریز جام چشم
وہ شیشہ بنگیا ہی یہہ پیمانہ ہو گیا

شکل اوس صنم کی چار طرف جلوہ گر ہوئی
کعبہ مری پہونچتی ہی بتخانہ ہو گیا

حسرت جسی بہت لب معشوق کی رہی
کم زور تیر جسم مین پرخانہ ہو گیا

انگوروں پر نگاہ جو اوس مستکی پڑی
شیشہ شراب کا وہین ہر دانہ ہو گیا

کب بالخورہ ابروِ قاتل مین ہی عیان
اس تیغ مین نمود یہہ دندانہ ہو گیا

لب ہی مہاسہ آئینہ سو ہی صاف ہے — عکس سرشک گرم پڑا دانہ ہوگیا

بیدردی اوسکی دیکھو کہ نیند آگئی وہین
دردِ دلِ قتول اوسی افسانہ ہوگیا

آزار عشق لب مین گرفتار کردیا — مجکو مری مسیح نی بیمار کردیا
ضعفِ بصر نی مانع دیدار کردیا — آخر غبار چشم کو دیوار کردیا
اندہا تری جمال نی ای یار کردیا — خورشید نی نظر مین جہان تار کردیا
ایسا رلا رلا کی مجہے زار کردیا — ساری بدن کو آنسوونکا تار کردیا
داغِ فراق وصل سی اوسنی مٹادئی — ویران ایک گل نی یہہ گلزار کردیا
دیکھو طلسم تیر نگہہ اسی کمان کش — دل پر لگا تو صورت سوفار کردیا
تمنی نہ ہم مریضون کو دیکہا تو کیا ہوا — ہمنی تمہاری آنکھ کو بیمار کردیا
تیزاب سی ہی اشک کی تیزی گذر گئی — اک قطرہ جس جگہہ پہ گرا غار کردیا
دل ڈوبنی سی عشق کی دریا مین بچ گیا — بیڑا مری خدا نی مرا پار کردیا
تو باغ مین جو آیا تو قمری کی واسطے — سرو نکو عشق قد نی ترے دار کردیا

اُس شعر گو کو سانپ کی کاٹی کی لہر تھی جسنی کہ گیسوؤنکو تری مار کر دیا

اُسکی نظر پڑی یہہ نہین جانتا مگر نیزہ حسینی دل سی مری پار کر دیا

اللہ ری تیرگی جو کہلی کاکلِ سیاہ محشر کا روز رشکِ شبِ تار کر دیا

جس شکو وصل خواب مین اوس سی ہوا نصیب آکر مجھی رقیب نی بیدار کر دیا

دُنیا مین نخلبند حقیقی کی فیض سے گُل اوسکو کر دیا تو مجھی خار کر دیا

بہولی ہوی تہی جو وہ ہمین یاد آگیا جامِ شرابِ ناب نی ہشیار کر دیا

نیند ایسی اُڑگئی ہی کہ سویا اگر کبہی آواز پای مُور نی بیدار کر دیا

تیر ایسی ماری بات کی فرصت نہ اوسنی دی میری لبون کو بہی لبِ سوفار کر دیا

جہانکی نہ تا رقیب اوسی مینی اس لیئی پتلی سی بند روزنِ دیوار کر دیا

تقسیم نور و نار جو اوس سمت سی ہوئی نور اوسکو کر دیا تو مجھی نار کر دیا

تیر اتنی کہائی ہین کہ نہین چوکتی ہو تم مینی تمہاری ہاتھہ کو طیّار کر دیا

اب سر ہی جسم کی اوپر نہ سر مین درد قاتل نی مجھکو خوب سبکبار کر دیا

پگہلی نگاہِ گرم سی دانی عقیق کی تسبیح کو بہی آپنی زنّار کر دیا

اب اپنی مرگ و زیست قبول اوسکی ہاتھ ہے
جانان کو مینے جان کا مختار کر دیا

جو کچھ پایا نگاہِ تیز سی ہی ای فری کرم پایا — خوشی چاہی خوشی پائی الم چاہا الم پایا

لگاوٹ مین بہت سرگرم پہلی ای صنم پایا — دلِ بیتیر لگا جب دم نکلنی صاف دم پایا

روان فتار کی وصفون مین خامہ ای صنم پایا — زبانِ کلک کو توصیفِ ابرو مین قلم پایا

عزیزا ای یوسف ایسا ہی محبت کا تری سودا — ملا جب داغ سینی کو تو ہم نے بھی درم پایا

اگر چشمِ زلیخا سی ہی دیکھا ہی حسینون نی — تری آگی نہایت حسن مین یوسف کو کم پایا

زمانیکی نظر آئی لگی سیر ایک ساغر مین — گیا میخانی مین جب مین تو مینی جامِ جم پایا

قدِ جانان ضعیفی مین زیادہ کیون نہ قاتل ہو — غضب ہی سیف کی تیغِ صفاہانی کا خم پایا

ہمیں معلوم کافر ہی مرا دل یا مسلمان ہے — چراغِ دیر دیکھا ذرۂ خاکِ حرم پایا

سرور ایسا ہوا مجکو نہین پہولا سماتا ہون — ملا بوسہ دہن کا یا گلِ باغِ ارم پایا

قلم سر ہو گیا لیکن نہ سر کا پاؤن آگی سی — وفاداری مین مجکو یار کی ثابت قدم پایا

تواضع اہلِ دنیا کی بستر کو قتل کرتی ہی — مثالِ تیغ دیکھا ہم نی اوسکو جسکو خم پایا

دہانِ تنگ کا لیتی ہی بوسہ ہم ہوی آخر
اثر مین نوشدار وی لبِ جانان کو سم پایا

لمر دیکھی ہین تیری جو ستی سی دم ہوا راہی
پکاری روح ہمنی جادۂ ملکِ عدم پایا

جب اپنی دلکو دیکھا عشق مین مجنون سی افزون تھا
وفا مین جب سمجھی تو لا بہت لیلی سی کم پایا

قبول اب کیون نہ لکھی وصف خط و خالِ جانان کے
ہر اک زلفِ سیہ سی اوسی لکھنی کو قلم پایا

جب لکھا مینی وہ مطلب مرے دل کا نہ ہوا
مجھسی شرما کی لکھا کیا نہ ہوا کیا نہ ہوا

بوسۂ لب کا تصور مجھی کیا کیا نہ ہوا
حیف مجھ طالبِ بوسہ مین وا نہ ہوا

واعظا اوسکی گلی خلد ہی کیا خلد سی کام
سایۂ قد ہی اگر سایۂ طوبا نہ ہوا

سن لی بلبل مری اوپر کبھی نالی سب نی
مجکو اوس گل سی ملا دی کوئی ایسا نہ ہوا

مجھی نخوت سے عیسی ہوی ہی لب پہ قاتل
مین شہیدِ لبِ جان بخش مسیحا نہ ہوا

ای پری مانی و بہزاد تکتی رہی سر
روی یوسف پر تصویر کا گردا نہ ہوا

چہالا راہِ طلبِ یار کا تلوی مین جو ہی
نور مین سنی اوسکی ید بیضا نہ ہوا

بوسہ مانگا نہ گیا خوف سے دیکھا جو دہن
دہنِ تنگ کہلا قفلِ دہن وا نہ ہوا

پھلیان جب تری پلکی نظر آتین مجھی　　کب مری رخ پہ روان اشک کا دریا نہ ہوا

حورین گھیری ہوئی ہین مجکو مگر دل ہی اداس　　خلد مین وہ یہان یہی ہی ترا کوچا نہ ہوا

خواب عشاق کو آجاتا ہی سنتی سنتی　　کیا ہی دل چسپ مری عشق کا افسانہ ہوا

خاک جل جل کی ہوا کی نہ مگر اُف مینی　　شکر ہی زمرۂ عشاق مین رسوا نہ ہوا

ہوگیا مجکو جنون آہ اسی حسرت مین　　اوس پریکا مری سر پہ کبھی سایا نہ ہوا

مجھسا آئینہ دہن ابتک نہ ہوا خلق کوئی　　تجھسا غنچہ دہن ای گل کوئی پیدا نہ ہوا

سنگ ان اپنی پرائی ہوئی مجھ مجنون پر　　تو جو اپنا نہ ہوا پھر کوئی اپنا نہ ہوا

تجکو دیوانی نی دیکھا تو اوسی ہوش آئی　　مجکو ہشیار نی دیکھا تو وہ دیوانہ ہوا

رخ پرنور سی جانان نی اوٹھائی نہ نقاب　　جبتلک آنسوؤنکا سامنی پروانہ ہوا

لب ہر اک آنکھہ تری ہجر مین قلزم نہ ہوی　　لب ہر اک قطرہ تری یاد مین دریا نہ ہوا

ای پری رو مری نقصان سی ترا نکلا کام　　چاک آئینۂ دل ہوکی ترا شانہ ہوا

جز و چہرہ یکا ہوا اب نہین ہونیکا جدا　　خال شمع رخ پرنور کا پروانہ ہوا

حیف ہی مین عہد جوانی سی ہوا ایسا خم　　عمر بھر بار غم عشق سی سیدہا نہ ہوا

سبزی سبزہ گوش آنکھوں میں گئی تیر سے گئے
سبز خط پر تری سر سبز یہہ سبزا نہ ہوا

نہ پڑا جام پہ شاید تری آنکھوں کا عکس
ساقیا آج بھی نشہ صہبا نہ ہوا

لب جگر خون ہوا عشق میں ای غیرت گل
دل مرا داغ سے بھی کب لالہ حمرا نہ ہوا

باتوں باتوں میں بسر ہو گئی شب وصل کی
صد تین لاکھہ بند ہیں وصل کا نقشا نہ ہوا

سینی جو کوچہ محبوب کے دیکھی ہی فضا
شرم سی میری لیئی خلد کا در وا نہ ہوا

عارفوں پیش نظر وحدت و کثرت ہی ایک
کونسا اشک مری آنکھہ میں دریا نہ ہوا

جب در خلد کھلا مینی یہہ افسوس کیا
در جانان در جنت کے طرح وا نہ ہوا

نظم کے جلد بہت سے ہیں ہر اک بیت قبول
سختی بخت کے نظم میں اچھا نہ ہوا

کوچہ قاتل کبھی ای رہزن ملجائی گا
بعد مردن بلبل جان کو چمن ملجائی گا

کیا عجب گر باغ میں دیکھوں دہان لب تری
برگ گل سی ملی غنچہ غنچی کو دہن ملجائی گا

وحشی غم یان ہوں پر آئی اگر موت اس جگہہ
خاک کوئی یار سی مجکو کفن ملجائی گا

سیر گلشن کو اگر وہ ترک جا نکلا کبھی
خاک میں سرو چمن کا بانکپن ملجائی گا

دشت مین بھی تری آنکھونکا تصور ساتھہ ہی
دونی وحشت ہوگی گر کوئی ہرن ملجائیگا

طی نہین ہوسکتا مجھسی وادیٔ الفت ترا
خضر سمجھونگا اوسی گر راہزن ملجائیگا

آگئی وہ آنکھین جو دیکھین ہو گیا دونا مرض
سمجھی تھی ہم بوسۂ سیبِ ذقن ملجائیگا

مجکو جان بخشی کا پروانہ ملی عاشق ہون مین
گیا جلا دینی سی شمعِ انجمن ملجائیگا

وصل مین کہتا ہی وہ دل دل سی ملنا ہی محال
لب سی لب سینی سی سینہ تن سی تن ملجائیگا

سونگھتی ہی جا بجا ونگا نکہتِ گل کی طرح
اپنی یوسف کا جو مجکو پیرہن ملجائیگا

پھر نہ اٹھونگا وہان سی عمر بھر مین ای قبول
عشقِ گیسو مین اگر دشتِ ختن ملجائیگا

چمن کو مقتل ای سروِ خرامان پھر کیا ہوتا
ہزارون ذبح ہوتی عزمِ بستان گر کیا ہوتا

جنون کی قید سی چھٹنی کا سامان پھر کیا ہوتا
کمندون مین اسیری لفِ پیچان پھر کیا ہوتا

نہ تنکیون مین ہی ہاتھہ تو فصلِ بہاری مین
گریبان چاک ہمنی تا بدامان پھر کیا ہوتا

اٹھی دوری گئی لیکن ہا صحن مین گریان
مری جانب کو رُخ ای جامِ خندان پھر کیا ہوتا

وہ جوشِ وحشت اکی سال ہی وحشی حذر کرتی
جو ہمنی اسی جنون عزمِ بیابان پھر کیا ہوتا

جو ہو کر تنگ نالی نہ سینی سی نکل جاتا
غمِ دلدار کو تو دل مین مہمان پہر کیا ہوتا

وہ پہلی کس لیی خوش تہا خفا اب کیون ہوا اے دل
صفائی اوس سی ہی جاتی وہ بیگانہ پن کیا ہوتا

اگر جوشِ جنون صحرا کی جانب لی نہ جاتا
تو ہمی اپنی آباد زندان پہر کیا ہوتا

لبِ معشوق سی افزون تیری پیکان مین لذت ہے
رخ اپنا سوی دل اے تیرِ مژگان پہر کیا ہوتا

جو مٹتا داغِ فرقت نام روشن اور بہی ہوتا
منور دل مرا اے ماہِ تابان پہر کیا ہوتا

جہی بوسہ پری دی دوسری بہی گال کا دیتی
اگر تم تہی سخی احسان پر احسان پہر کیا ہوتا

حسینانِ وفادار اب بہی ملجاتی تو اے واعظ
دلِ صدچاک داغون سی گلستان پہر کیا ہوتا

جو وہ سروِ روان طوقِ گلوگیر اب نہ پہناتا
تجہی خاموش اے مرغِ خوش الحان پہر کیا ہوتا

بہگا کر ابر کو ہر دم اشارہ چشمِ تر کا ہی
ہمارا سامنا اے ابرِ باران پہر کیا ہوتا

جلائی دیتی ہی نارِ فراق اب خانۂ دل کو
علاجِ داغِ ہجر اے وصلِ جانان پہر کیا ہوتا

رقیب آیا ہی اوس کوچی مین اے دل ڈر کی مر جاتا
کوئی نعرہ تو اے شیرِ نیستان پہر کیا ہوتا

ہوا ای بیوفائی کر گلون کی بہول جاتی ہم
تو فصلِ گل مین عزمِ بستان پہر کیا ہوتا

نلیتی ہنستی ایکی بار میری حلقۂ لب کے
جہی خوش بوسۂ لعلِ خندان پہر کیا ہوتا

مری محبوب کو مهر و وفا پهلی عطا کرتا / مجهی پیدا جهان مین یهی یزدان پهر کیا هوتا

مری کاندهی په دهر کر هاتهه اٹهتا ای پیکی / مری پر ڈهونڈهی کو تخت سلیمان پهر کیا هوتا

جو بهولی تهی تری گیسو تو خال اپنی کهاجاتا / مجهی تلقین کفر ای نامسلمان پهر کیا هوتا

بهار داغهای سینه اپتک یاد هی مجکو / مرا دل ای فلک رشک گلستان پهر کیا هوتا

قبول اس ضعف مین سیر گل و سنبل جو چاهی

خیال چهره و خط حسینان پهر کیا هوتا

ای ضعف دل یهه حسرت و ارمان مین رهگیا / دست جنون الجهکی گریبان مین رهگیا

رکهتا نه ایکجا لب و دندان یار نی / مین گهه عدن مین گاه بدخشان مین رهگیا

بس لاغری مین چهوٹا که چهوٹا مرا رفیق / گردن کا طوق خانهٔ زندان مین رهگیا

لوٹی مین اوسکی لاشه هی قاتل کی پاس دل / دهبا لهو کا خنجر بران مین رهگیا

سب هین وفای بلبل جانباز کی مقر / ذکر جفای گل چمنستان مین رهگیا

لایا چهڑکنی وه تو یهه ابهرا ابهارا زخم / آخر دهان زخم نمکدان مین رهگیا

مرغون هی ایسی آه که کهینچی جو باغ مین / ناله گلوی مرغ خوش الحان مین رهگیا

سلطانِ مصر حسنِ خدا داد سی ہوئی
یوسف کا ذکر خواب سا کنعان مین رہگیا

دُرِّ نجف مین بال ہی نکلی گا کس طرح
ڈورا خلال کا تری دندان مین رہگیا

شکوہ بہت لکھا ہی رقیبونکا ای پری
دیوونکا تذکرہ مری دیوان مین رہگیا

دل پسلیون مین خاک ہوا آہ گرم سی
آخر یہہ شیرِ جل کی نیستان مین رہگیا

بی نور کیون نہ دیدۂ نرگس ہو باغبان
نورِ نگاہ نرگسِ جانان مین رہگیا

ہم کس سی لے وہ پوچھین دہن مین پہنسا دل
اپنا خضر تو چشمۂ حیوان مین رہگیا

اُٹھا شبِ فراق مین اکشب جو دودِ آہ
دہبّا وہ آج تک مہِ تابان مین رہگیا

نکلا نہ اپنا دل قفسِ یار سی کبھی
یوسف ہمارا چاہِ زنخدان مین رہگیا

جز حرفِ عشقِ طفلِ حسین یاد کچھ نہین
مجموعہ اپنی دل کا دبستان مین رہگیا

سر لیگیا وہ کاٹ کی خنجر سی ای قبول
لاشہ تڑپ کی گنجِ شہیدان مین رہگیا

رقم ہو وصف کس سی آفتابِ روی تابانکا
ستارا بنگیا ذرّہ ہر اک ماتہی کی افشانکا

خطِ ریحانِ جانان مین جو ہین خالِ سیہ دیکہی
مریضِ عشق کو دینا ہوا اتنک تخمِ ریحان کا

جنون جب سے ہوا ہی مجکو تیری جامہ زیبی پر | رفو کرنی نہ پایا تار بہی کوئی گریبان کا

اڑائی آنکہہ سے شوخی نی در دندان جانان نی | گیا منہہ زرد لعل یار نی لعل بدخشان کا

رخ گلرنگ پر مرتی ہین ساری گل گلستان مین | ہوا ہی سنبل پیچان کو سودا زلف پیچان کا

بہول مین شب تہا کیا عشق جانان سی ہوی خجلت | غذا کیسی مین ہین بہی ترہوا ہم سی نہ مہمان کا

اچک جانا ہی آسان سینہ کا دینا ہی ممکن ہے | گیا کیون باغبان نی بند دروازہ گلستان کا

پہرا محروم اسکندر تو بس مطلب یہہ ہاتہہ آیا | کہ پیچا پہر لبان ہی تجسس آب حیوان کا

زمین پر پاؤن کہکر کیون نہین چلتا ہی او ظالم | ادب کرتا ہی بعد از قتل کیا خاک شہیدان کا

تری آنکہونکی صدقی کسقدر معمور حیرت ہین | ہوا آئینہ بہی حیران تری چشم حیران کا

سکہایا عشق سنبل نی ہماری نخل قامت کو | دکہایا کاکل پیچان نی نقشہ عشق پیچان کا

قضا پہرتی نہین اور بی قضا قاتل نہین آتا | عبث دروازی پر ای منعمور کہنا ہی دربان کا

اڑی بجلی تمام آنسو ہی آتش کی پرکالی | تصور آگیا روتی مین جسدم لعل خندان کا

روان ہین تیر سی نالی بہت مشکل ہی ضبط انکا | پہٹا سینہ اگر عیسی نی ہونٹونکو مری ٹانکا

اگر کہولی ہوی گیسو وہ نکلا سیر گلشن کو | خزان ہوجائیگا فی الفور عالم سنبلستانکا

کوئی یوسف گرا ہی شیفتہ ہو کر ضرور زن سیمین
نہ جلوہ ہی تری چاہ ذقن مین چاہ کنعان کا

قبول آخر نکل کر روح پہونچی باغ جنت مین
نہ کہولا ظلم سی ظالم نی گو در اپنی زندان کا

وہ صنم مہندی لگی ہاتہون سی کیا لیجائیگا
دل چرا کر دیکہنا دزد حنا لیجائیگا

آئیگا قاتل تو جہہ گریبان سی کیا لیجائیگا
آب اشک گرم مین خنجر بجہا لیجائیگا

سو کہہ کر تنکا ہوا اب کوی جانان مین مجہی
یا ہوا لیجائینگی یا کہربا لیجائیگا

کشتی دل عشق کی دریا مین طوفانی ہوئی
ناخدا کیا ہی کناری پر خدا لیجائیگا

عشق پریونکا شش اپنی دکہا دیگا اگر
دیو آکر قاف مین مجہکو اوٹہا لیجائیگا

دیکہنا ہو جائینگی طالع اگر میری رسا
میری گہر سی آپ وہ مجہکو بلا لیجائیگا

روح پہڑکی جاتی ہی ہر ہر کبوتری دیکہکر
باز دل انجیا کی چڑیا کو اوڑا لیجائیگا

جی اوٹہا کر حکم خالق سی تو مقتل مین مجہی
لاکہہ بار اوس تیغ براں کا مزا لیجائیگا

قبر کیسی بعد مردن ہی جو رونا ہی یہی
میرا لاشہ اشک کا دریا بہا لیجائیگا

اے سگ جانان پہونچ ورنہ سعادت جا نکبہ
ہڈیان میری کوئی دم مین ہما لیجائیگا

آئیگا تو گل کریگا شمع کو وہ ماہ رو
پہول ساری ہی تری تربت سی اُٹہا لیجائیگا

عشق تیرا ایسی جب دے چکیگا ای پری
حُسن تیرا طائرِ دل کو اُڑا لیجائیگا

جز دُرِ مضمون دُرِ یاقوت پاس اپنی کہان
چور گہر مین آئیگا میری تو کیا لیجائیگا

خالی ہوئیگا نہین ہرگز خزانہ طبع کا
دُرِ معنی کو دُرِ مضمون چُرا لیجائیگا

دل کا سودا کب بنا اوس سی گران یہہ جنس ہے
پہیر دیگا گاہ گہہ وہ بیوفا لیجائیگا

زیر ابرو لائیگا اکدن ضرور آنکہون کا عشق
تیغ کی نیچی مجہی آہو لگا لیجائیگا

جیتی جی جو صاف رکہیگا دل اپنا خلق سے
آئینی کی شکل ساتہہ اپنی صفا لیجائیگا

سر کٹا پر کوی مٹتی ہی مری سر گشتگے
اب کوئی بہرِ فلاخن سر اُٹہا لیجائیگا

قتل کرنی کو جو پکڑی گا رقیبِ رو سیاہ
دیو سی مجکو پری پیکر چُہڑا لیجائیگا

ہی وہ داغِ آتشین اپنا کہ جس سی حشر مین
آفتاب آکر چراغ اپنا جلا لیجائیگا

عاشق جانباز ہون مین لاکہہ ماری جاونگا
کبتلک وہ اپنی کوچی سی نکالی جائیگا

صاف سُن ناصح یہہ منت ہی کسیکی عشق کی
طوقِ گردن اب وہی آکر بڑہا لیجائیگا

مر گیا پہنچی مگر ممکن نہین تبرید وصل
گور مین بیمار دردِ لا دوا لیجائیگا

مرگ کی پنجی سی چہوٹا چشمِ جانان دیکہہ کر
کب یقین تہا شیر سی آہو چہڑا لیجایگا

جان کی ڈر سی نہین جاتا ہی قاصد ای قبول
میرا نامہ یار تک پیکِ صبا لیجایگا

شعبان تک ٹوٹی کہین دورِ جام کا
شہرہ ہی آمد آمدِ ماہِ صیام کا

وہ صیدِ ناتوان ہون کہ منقار گہس گئی
پہندا کہلا نہ ایک بہی گیسو کی دام کا

بی شک یہہ خالِ عارضِ تابان کا عکس ہی
دہبا کبہی نہ جائیگا ماہِ تمام کا

ایجان ٹہیک یہہ چلتا ہی تیری چال
انداز کبک نی بہی اڑایا خرام کا

خالِ سیاہ خط نی کیا خلق کو شہید
چنگیز خان سی بڑہ کی یہہ حاکم ہی شام کا

عاشق کی کس طرح سی سمائی ہو اوس جگہہ
زینہ بہ رنگِ عرش نہین اونکی بام کا

مین تو اسیرِ زلف ہون رخ سی غرض نہین
کیا کام مجکو صبح سی قیدی ہون شام کا

پیری مین روح کیون نہ کری جسم سی سفر
جب صبح ہوگئی تو محل کیا مقام کا

ایجان اپنی کوچی مین تو رکہہ قبول کو
اِک روز کام آئیگا عاشق ہی کام کا

کلام صدق کا مسکن کبھی دہن مین نہ تہا
وفا کا حرف کوئی لے یار کی سخن مین نہ تھا

تمام ہین گی برابر ہی وسعت و تنگی
یہ خوش قفس مین ہن گویا کبھی چمن مین نہ تھا

کمال جلکی گئی منکر و نکیر ای جان
بغیر آتش عشق اور کچھہ کفن مین نہ تھا

وہ آیا فاتحہ کو پہونچا کوی یار مین
کفن تو تہا مگر افسوس مین کفن مین نہ تھا

طریق عشق سی بہکا کی کبھی پہونچا یا
دل خضر مین جو ہی پہیر راہزن مین نہ تھا

نگہہ سی مار کی زندہ نہ کرنا تھا منظور
وگرنہ آبحیات آپکی دہن مین نہ تھا

تمہین ہنسا کی بہار اپنی رونقی دکہی
وہ کون دانت تھا آئینہ جو دہن مین نہ تھا

حسین ہو چکی ہین آگی سب تری مفتون
بہلا وہ کونسا یوسف چہ ذقن مین نہ تھا

ہمیشہ چہرۂ روشن کی پیچہی زلف رہی
یہہ چاند وہ ہی کہ ہرگز کبہی گہن مین نہ تھا

تمہاری آنکہہ کی کیا یہہ بہی ہو گئی مفتون
کہ ایسا عالم وحشت کسی ہرن مین نہ تھا

تمہاری زلف کی بو پر سب آہو آئی ہین
تھا انکا مشک ہرن ہی کوئی ختن مین نہ تھا

نہ پوچہا حیف ہی جہوٹہون بہی تو نی اہی ساقی
مگر قبول ہی اک تیری انجمن مین نہ تھا

سحر ہی آنکہونپہ ہونا ابروِ خمدار کا
پہول سی نرگس کی پہل پیدا ہوا تلوار کا

عشق ہی نادان و دانا کو اوسی دلدار کا
سلسلہ کچہہ ایک سا ہی سبحہ و زنار کا

بکہری زلفون مین عجب جلوہ ہی چشمِ یار کا
سنبلستان مین مگر آہو پہنسا تاتار کا

اُگتی ہین سرسبز چوبِ خشک کو جانبار عشق
کسقدر منصور سی ٹہہرا ہوا ہی دار کا

قرب سی بدپاک طینت کو نہین ہوتی گزند
دامنِ گل نی کبہی صدمہ ندیکہا خار کا

میری آنکہون سی صنم طوفان دریا کا نہ جوڑ
پاٹ جیحون کا ہی پر چشمِ دریا بار کا

یار فتارِ صنم مین آتشِ غم ہی غذا
دل مرا اپنی رہوا ہی مرغِ آتش خوار کا

پہلکین عالی اچہا ہوگا مین مجنونِ عشق
ای پری مجہپر ہوا سایہ تری دیوار کا

چال تیری سی نہین آتی تو جلتا ہی مدام
آگ کا کہانا بجا ہی مرغِ آتش خوار کا

دی سکندر آئینہ دکہلا کی اورونکو فریب
دیکہنی والا ہون مین آئینۂ رخسار کا

وحشیِ عریان کو میری اچہی خمو لینی کہان
تن ہی ای سفاک طالب زخمِ دامن دار کا

تیری وہی سرخ پر سودا جو ہو گلزار مین
پاس ہی ہر برگِ گل بہی ہی نشتر خار کا

حسن مین یون سی زیادہ ہی بتانِ ہند مین
طائرِ دل صید ہوگا رشتۂ زنار کا

نیشِ غم مدت سے کہائی ہین الم اکبیا قبول
مثلِ ماہی جامۂ تن ہی ازل سے خار کا

ذرا صدمہ ہوا تو آنکہہ سی دل کا لہو نکلا ۔ شکستہ تھا مکان بس ایک ہی چہینٹی مین جو نکلا

بہت نازان تہا اپنی نور پر ٹہبا لگا اوسمین ۔ چمک کر ماہِ کامل جبکہ تیری روبرو نکلا

گریبان پہاڑ کر میرا جنون کیا تیری ہاتہہ آیا ۔ بہت پیوند نکلی اور اون مین بہی رفو نکلا

وہ بیکس ہون کیا جب محبت نی چاک سینی کو ۔ لہو کی بدلی ہی نکلی عوض دل کی سبو نکلا

نہ اب بہی رحم تو کہائی تو یہہ جور اذیت ہے ۔ عوض نالی کی سینی سی دلِ پُر آرزو نکلا

دلِ دیوانہ اپنی جان کا دشمن ہوا آخر ۔ محب سمجہی تہی جسکو ہم وہی اپنا عدو نکلا

نکل لاشہ اوٹہالی اب تو کہٹکا مٹ گیا تیرا ۔ بدن سی جان نکلی پر اپنی گہر سی تو نکلا

گرہ زلفِ سیہ کی کہولتی ہی شب ہوئی ظاہر ۔ سحر ہونی لگی جب گہر سی وہ خورشیدرو نکلا

ہزار دل صدمی کہینچی پر نہ کچہہ مطلب ہوا حاصل ۔ تری کوچی سی ہین ای جان جان پر آرزو نکلا

یہہ معنی دل مین گہر کر گئی ہین اللہ ری دلچسپی ۔ مرا دل سینی سی نکلا مگر دل سی نہ تو نکلا

ہوا نقصان میری جان کا اور تو رہا پیاسا ۔ سچ اے قاتل بتا کتنا مری دل مین لہو نکلا

جسی سمجھا تھا میخانہ نظر آئی مجھی مسجد
جسی ابریق ہی جانا تھا وہ ظرفِ وضو نکلا

صفائی گوہرِ دندان کی دکھلائی تبسم سی
قبول اوسکی نظر مین شکر ہی با آبرو نکلا

تری مژگان کی سخمو نکا اوٹھانا ہو نہین سکتا
دلِ پُر داغ تیرو نکا نشانا ہو نہین سکتا

ترا دیوانہ ہون مین ای پری لیکن وہ عاقل ہون
مقابل ایکدم بہلول دانا ہو نہین سکتا

نظر قطری پہ کی تو نی تو ایسی آبرو بخشی
کہ اوسکی سامہنی موتی کا دانا ہو نہین سکتا

خطِ شوقیہ لکھتی لکھتی آخر تھک گیا ایسا
کہ ماری بوجھ کی قاصد روانا ہو نہین سکتا

پریشان اس لیئی چہری پہ رہتی ہین تری زلفین
کہ نازک ہاتھ مین ای جان شانا ہو نہین سکتا

وفا دکھلاؤن تمکو عشق صادق تم پہ روشن ہو
مگر افسوس ملتی آزمانا ہو نہین سکتا

کہان تک عشق کی تعلیم دون فرہاد و مجنون کو
کہ مجھسی عمر بھر لڑکی پڑھانا ہو نہین سکتا

کہو گا حشر کو مین محضرِ خون تمکو دکھلا کر
کہ میری خون کا اب کچھ بہانا ہو نہین سکتا

لگین تیر و سنان لاکھون کرون اُف ہی نہین لیکن
تری مژگان دلکش کا نشانا ہو نہین سکتا

قبول اوس بُت کی دل مین فتنہ رفتہ ہو چلا تھا گھر

مگر اب ضعف سی اوس در پہ جانا ہو نہین سکتا

دل آتش فراق نی اخگر بنا دیا — سینی کو دل کی واسطی مجمر بنا دیا

عارض کو بدر خال کو اختر بنا دیا — اوسنی سپہر حسن کو زیور بنا دیا

مونہہ اپنا آئینے کو دکھایا جو یار نے — میری طرح سی اوسکو بہی ششدر بنا دیا

رشتہ ہے تن مرا گہر اشک کے لیے — ایسا فراق یار نے لاغر بنا دیا

دہویا جو اپنی گیسوء خوشبو کو یار نی — چشمی کو رشک چشمہ عنبر بنا دیا

میرا تنزل اوسکے ترقی کا ہی سبب — دل دیکی مینی یار کو دلبر بنا دیا

اوس بت کی لبکو کہتی ہین شاعر کہ لعل ہی — مضمون نہ ہاتھ آیا تو پتھر بنا دیا

وصف دہن مین شعر جو لکہی ہوی کتاب — طبع روان نی نقطی کو دفتر بنا دیا

اوس شعلہ رو کی وصل سی ہی زندگی مری — سوز جگر نی مجکو سمندر بنا دیا

دو آئینی ہین پاس تری اور وہان تھا ایک — گالون نی تجکو رشک سکندر بنا دیا

میخوار کون آتا ہی گلشن مین ای نسیم — غنچونکو تو نی آکی جو ساغر بنا دیا

سلطان ملک عشق ہون کیا احتیاج تاج — گردون نی آفتاب کو افسر بنا دیا

خود اُڑ کی پہونچا کاغذِ بادی کی رنگ سے
نامیکو شوقِ دل نی کبوتر بنا دیا

آتش رُخون نی سنگ کو آئینہ کر دیا
دل تھا جو آئینہ اوسے پتھر بنا دیا

غوّاصِ بحرِ فکر ہوی جب ہم ای قبول
مضمون جو مِلا اوسی گوہر بنا دیا

سرِ بالین جو دمِ نزع وہ قاتل ٹھہرا
جان سی آ گئی سینی مین مِرا دل ٹھہرا

قابلِ صبر ہر اِک طرح سی مشکل ٹھہرا
روح تڑپی وہین مر کر جو یہہ بسمل ٹھہرا

عکسِ ابرو نی فلک پر مہِ نو دکھلایا
عارضِ یار کا پرتو مہِ کامل ٹھہرا

مِری اشکون سی کہین نوح کا طوفان نہ آئی
اپنی کشتی کو ذرا تو لبِ ساحل ٹھہرا

ساتھ ناقی کی ہی نالان دلِ پرشور بنا
جرسِ قافلۂ یار مِرا دل ٹھہرا

خون تھکوایا ہی عشقِ بتِ سنگین دل نی
شُو وہ نزدیکِ اطبّا مرضِ سِل ٹھہرا

جام مے ون تجھی مین نشہ مین تو بوسی دی
ای پری ہی وہ کبھی ایسی کوئی محفل ٹھہرا

خطِ سنبل کو کیا باغ مین زلفون نی غلط
قد تِرا سرو کی حق مین خطِ باطل ٹھہرا

دونون آنکھین تِری آہوی ختن ہین ای ترک
مشک نافہ تِری آنکھون کا ہر اِک تل ٹھہرا

سرِ شام کی وہ گل باغ سی راہی جو ہوا
صبح تک پہر نہ ذرا شورِ عنادل ٹھہرا

بیوفا گل نظر آئی ہین بلبل نالان
سیرِ گلشن سی ملا رنج یہہ حاصل ٹھہرا

پڑ گئی آنکھون مین پری وہ دکھائی نہ دیا
عشق لی آیا اوسی عشق ہی حائل ٹھہرا

حشر کی روز بہی اوس گل نی کسیکی نہ سُنی
نالۂ محشریان شورِ عنادل ٹھہرا

دونو کو دیئے انصاف سے دیکھا جو **قبول**
روبرو یار کی ناقص سے کامل ٹھہرا

سرتن سی عاشقون مین سبہو نکا اُتر گیا
باری ہماری آئی تو غصّا اُتر گیا

رُک رُک کی اشک بہنی لگی تیری خوف سے
چین جبین کی موج سی دریا اُتر گیا

اب شکل تیری دکہا دکہا غم نہین ہمین
تیرا بیاضِ چشم مین نقشا اُتر گیا

ہم مرگئی نثار تری ہو کی اے پری
ساری بلائین روہو تین صدقا اُتر گیا

پی جام ہی نگاہ نی سرشار کردیا
چہڑکی سی تیری نشۂ صہبا اُتر گیا

پہینکا گلی کی ہار کو اوس گل نی توڑ کر
تربت پہ پہول چڑہ گئی پہرا اُتر گیا

سب سمجھی آفتاب نکل آیا ابر سے
جب میری داغِ گرم سی پہاہا اُتر گیا

قد دیکھا باغ مین جو ہین اوس خوش خصال کا — حورین گرین نگاہ سی طوبا اُتر گیا

جلتا رہیگا خرمن جان اپنا ہر طرح — بجلی پڑی جو کان سی بالا اُتر گیا

ایک آہ سی رقیب کو ہمنی جلا دیا — سر سی پری کی دیو کا سایا اُتر گیا

ساقی مرا خمار نہ ٹوٹا کسی طرح — خم گر گئی نگاہ سی مینا اُتر گیا

قربان اس کمان کی اس شست پر فدا — کیا صاف دل مین تیر تمہارا اُتر گیا

آنسو جو کم ہی تو وہ کہتا ہی طعن سے — ابتو مری نگاہ سے دریا اُتر گیا

گلشن مین اکی آنکھہ کہا دی ہی یار نے — اب نشہ تیرا نرگس شہلا اُتر گیا

کچھہ تو کلام کر کہ دہن کا پتا ملے — میری خیال سی یہہ معما اُتر گیا

بوسی لیتی تو ہو گئی رخسار یار سرخ — چوسی جو ہونٹھہ پان کا لاکھا اُتر گیا

رہتا بہت نہ تیغ گلی مین اُتر سکے — میری گلی سی تیغ کا دُورا اُتر گیا

لب پر جو آتی ہین در مضمون ہزارہا — کیا سینی مین عدن کا جزیرا اُتر گیا

وو دن کے ہجر مین یہہ ہوی بیخودی مجہی — تیرا ہی اب خیال سی نقشا اُتر گیا

صحرا مین ہم جو دوڑی تو دریاو مین چڑہے — دریا پر آہ پہنچی تو دریا اُتر گیا

معشوق بیوفا ہین تو عاشق ہین بوالہوس
ہر اک قبول دل سی سراپا اُتر گیا

ہزارون بار وعدہ وصل کا جہوٹا ہی صنم ٹہرا
تری فرقت مین دم آخر ہوا اقرار دم ٹہرا

رہِ توصیف تیری اس قدر بے پایان ہی
گہسی پائی قلم لیکن نہ چلنی سی قلم ٹہرا

رہی ہم شب کی شب جہان گو یا بزمِ عالم مین
برنگِ شمع کوچ اپنا جہان سی صبحدم ٹہرا

ہمیشہ ہی تر و تازہ مگر آنکہون سی غائب ہی
گلِ داغِ جگر اپنا گلِ باغِ ارم ٹہرا

اگر سیماب کی مانند جب وہ شعلہ رو آیا
دلِ بیتاب سینی مین نہ اپنی ایکدم ٹہرا

لیا اقرارِ وصل اور تو شادی مرگ کر ڈالا
قسم کہانا ترا حق مین مری ای جان ستم ٹہرا

خوشی سی آبط جب دل لی گیا یہہ بیوفا نکلی
غمِ جانکاہ الفت مین بہت ثابت قدم ٹہرا

سرِ بالین جو آیا ہی تو بیتابی نہ کر اتنی
ٹہر جا دردِ دل کہدون گا گر سینی مین دم ٹہرا

مسلمانون مین آمیزش نہ ملت کفر مین میری
نہ ٹہرا دیر کی لایق نہ مقبولِ حرم ٹہرا

نظر الفت کی غیرون پر ہی مجہہ پر قہر کی چتون
وفاداری مین مین ای جان کیا اورون سی کم ٹہرا

دکہایا جسنی آئینہ تجہی ٹہرا وہ اسکندر
پلایا جام جسنی تجہکو وہ رشکِ جم ٹہرا

رخ گلگوں سے تیری چھپ گئے گل برگ کی نیچے
نہ سنبل کا کبھی زلفوں کی آگے پیچ و خم ٹھہرا

نگیں لا مکاں جو نور ہی عاشق ہوں میں اوسکا
مرا اوس سمت رہبر جادۂ ملک عدم ٹھہرا

فروغ ذرہ پیش مہر کچھ بھی ہے اے یوسف
تری چہرے کی آگے مہر بھی ذرے سے کم ٹھہرا

زمیں کا ذرہ ذرہ کر دیا رفتار سے روشن
مقابل پنجۂ خورشید کے نقش قدم ٹھہرا

دوا معدے میں کیا ٹھہری کہ تیری ہجر میں اے جاں
پیا زہر ہلاہل تو نہ وہ بھی ایکدم ٹھہرا

ہوی مقتل میں تڑپا کیا شوق شہادت میں
ترحم تیرا اے قاتل مری حق میں ستم ٹھہرا

قبول اب دیکھیے آساں ہو کیونکر مری مشکل
لبوں پر اشتیاق بوسۂ جاناں میں دم ٹھہرا

گوش زد ہمدم مری پریوں کا افسانا کیا
دوستوں نے دیدہ و دانستہ دیوانا کیا

دل میں تو آیا بسا عالم تمام اے ماہ رو
ایک پل میں کس قدر معمور ویرانا کیا

دل مرا پھنسا کیا کاکل کی ایک اک تار میں
جس قدر اوسنے ادا و ناز سے شانا کیا

دوست بنکر وہ عداوت کی کرا جاتی ہے جان
دشمن جانی ہے دل تک اس سے یارانا کیا

میکدے میں لا کی مسجد سے دی مجکو شراب
خوب اسے پیمان شکن معمور پیمانا کیا

نازکی سی نشہ اوسکو ایک شیشی کا ہوا
ایک ہی نوش اوسی جب انگور کا دانا کیا

جب نصیحت کی زیادہ عشق نی بہڑکائی آگ
ناصحون نی اور مجہہ وحشی کو دیوانا کیا

ایک ہی اوسنی نہ مانی بات میری حیف ہی
یار نی جو کچہہ کہا مجہسی وہ مین مانا کیا

گہر مین آنا ترک مدت سی کیا تہا اے قبول
خانۂ دل مین بہی اوسنی ترک اب آنا کیا

بجا کٹنی سی گر اک ہاتہہ بہی جہہ نیم بسمل کا
اٹہیان گیر مونہہ نگا حشر کی دن اپنی قاتل کا

لذت گہر مین ہی اس شب ہی کس ہر شمائل کا
گل خورشید سی پر نور ہی گل شمع محفل کا

شراب خون دل حلتی ہی تیری دور مین ساقی
تری محفل مین ہر سو ہو رہا ہی قص بسمل کا

صبا نی بہی قیامت مجہسی کی ای وای بد بختی
نہ بہولی سی کبہی پردا اٹہایا اوسکی محمل کا

عجب بی رحم ہین گل ہمنو تکلین باغبی با ہمسر
بہر آتا ہی دل سنتی ہین جب نالا عنادل کا

ملی کیونکر وہ مجکو کہ تک اوسکی کس طرح پہونچون
مسیحا ہی چرخ چارمین نام اوسکی منزل کا

اوسی ہاتہہ باندہو اپنی پہر کیا ہو سر مندہ
خدا کا ہاتہہ ہی اے منعمو یہہ ہاتہہ سائل کا

پڑی کیا کیا نہ صدمی اور گری کیا کیا نہ کوہ غم
کسی صورت سی بہی گر نہ ہو تا آباد دل کا

علاقہ عشق سی دل کو اجارہ عشق کا دل پر
عمل بیٹھا ہماری سر مین پر خوب عامل کا

یہہ شعلہ اب نہین بجھنی کا محشر تک جلین گی ہم
چراغ دل مین ہی عشق عارض جانانکی ہی تل کا

مہ کامل رخ انور سی شرمندہ ہوا ایسی
خجل دیکھا ہوا ہی جہانتک دیکھی ماہ کامل کا

وہ مجنون ہون کہ جسدم مر انکلی گا صحرا مین
بنی گا حلقہ ماتم ہر اک حلقہ سلاسل کا

لہو برسون ہی تہوکا وہ جو آیا کچھہ نہ تہا گویا
مسیحائی مری اک آن مین کہویا مرض سل کا

شکست اسکو نہ ہووی کسطرح اوس بت کی جلوی سی
ہمیشہ سامنا پتہر سی ہی آئینہ دل کا

قبول ان وزون مجکو اس لیی مشق غزل کم ہی
بلاشک شغل ہی بی فائدہ تحصیل حاصل کا

میکدی سی جو پہرا ساقی گلفام اولٹا
شیشی خون روی گرا خاک پہ ہر جام الٹا

بات بہی کر لی نہ پایا کہ ہوئی صبح نمود
اپنی رخ سی جو نقاب اوسنی سر شام الٹا

تیری پہلو سی جو مین اوٹھکی چلا گہر کی طرف
پہر گیا دل سی تیری سمت کو آرام الٹا

نہ کبہی سیدہا لیا نام لب رنگین سی
کہد گیا تیری نگینی پہ مرا نام الٹا

لاکہہ بارا کی پکارا نہ دیا خود ہی جواب
آپ مالک ہین مجہی دیجیی الزام الٹا

نامو ہونیکو عشق اوس سی کیا تہا ہمینی
پر کیا ہی مجہی ہرجائی نی بدنام اُلٹا

دل تو پہنسنا تہا پہنسا ہی نہین جعدِ زلف سے
نظر آیا ہمین صیّاد ترا دام اُلٹا

جبتلک اوسکو نہین پانیکا پہر نگاہین بہی
اب تلک دیکہون پہری چرخ سیہ فام اُلٹا

بوسۂ سیبِ ذقن لینی ہم آئی تہی صنم
لگئی پہیر کی گہر کو طمعِ خام اُلٹا

روتی دیکہا جو اوسی نیند نہ آئی تا صبح
ہوا جہیر اثر روغنِ بادام اُلٹا

عشقِ زلف و رخ دلدار سی جان بر نہوی
مرگئی صبح کو ہم دم ہو شام اُلٹا

جان جاتی ہی جواب ایسا وہ لیکر آیا
نامہ بر مجہسی طلب کرتا ہی انعام اُلٹا

نہ تو ہندو مین مروّت نہ مسلمان مین وفا
کفر اُلٹا نظر آیا ہمین اسلام اُلٹا

چرخ برگشتہ مری تاک مین جب سے ہی قبول
لاکہہ سیدہا کرون ہوجاتا ہی ہر کام اُلٹا

اوسکی قدموں نی جو قمری نی لپٹ کر توڑا
ایسا قاتل کو ہوا رشک کہ خنجر توڑا

دل مری سینی مین سو ٹکڑی ہوا الفت سے
نظر آیا جو تری سینی کی اوپر توڑا

سونگہنی زلف کی بو آئی ہمین سب آہو
مشک کا ملکِ ختن مین نہ کیونکر توڑا

ابرو

آبرو مین حسنین ایک جو تھی بہشت خدا — پر سی جبریل کی گوہر کو برابر توڑا

گیا ہوا بند جو دربان کی کیا تھا ای بت — نام حیدر جو لیا ہے تمنے ترا در توڑا

گیا غضب ہے خط شوقیہ جو اوسکو بھیجا — نامی کو پھاڑا کبوتر کا ہر اک پر توڑا

لاشہ کوچی مین پڑا تھا تری ای شاہ سوار — سم توسن سی سر لاشہ کی سر توڑا

دو تونکو توڑ ڈالا ہاتھ مین جب لے بندوق — بدر بندوق کا پیالا ہوا اختر توڑا

کبھی اوچی ہوی عشق دہن مین گردن — حقۂ لعل لب یار سے نے چنبر توڑا

رحم دل ایسا ہون گل کا تو بڑا رتبہ ہی — سینی کانٹا بھی نہ گلزار مین جا کر توڑا

قاصد اشکستی کو کاتری ہوتا جو نہ خوف — ڈالتا پاؤن مین سولی کا مقرر توڑا

دُرِ دندان جو چھوتی ہمنی تو کیا کی تقصیر — تمنی دل سا صدف سینہ کا گوہر توڑا

زور مین عہد جوانی سی سوا ہی پیری — اسنی ہر ایک مری دانت کو آکر توڑا

اوسمین عالم کا نظر آیا کیا عیب صواب — ایسی آئینی کو پھر کیون نہ سکندر توڑا

عشق کا کوہ تو فرہاد سی توڑا نہ گیا — کیا ہوا کوہ کا ہر ایک جو پتھر توڑا

اپنی جینی کا جو غم ہی تو یہی غم ہی قبول

سخت جانی نی مری یار کا خنجر توڑا

یار کی چہری کا ہمسی کبھی پردا نہ گیا
اوٹھی چہری سی نقاب اوسنی تو دیکھا نہ گیا

رو نہ گیا جانی مرا تو ترا کوچہ ہی بلند
بہکر اوس سمت مری اشکون کا دریا نہ گیا

نگہ مست سے ساقی نی جو ہمکو دیکھا
ایسی بیہوش ہوئی ہوش مین آیا نہ گیا

سو بچی ہم داغ لگی گا تجھی بدنامی کا
تیری چہلی کا گُل اسو اسطی کھایا نہ گیا

دیکھکر مہر کو آیا تری عارض کا دھیان
حشر کی دن بھی خیال رخ زیبا نہ گیا

تیری قامت کے قسم خلد مین جب مین پہونچا
یاد قد مین طرف سایہ طوبی نہ گیا

رحم شاید اوسی آتا پہ برا ضعف کا ہو
حیف ہے کان تلک یار کی نالا نہ گیا

کس طرح دل سی مری ہجر کا غم زائل ہو
مجھسی اکدن بت بی باک کا غمزا نہ گیا

مین کہان جاونگا کہلا کی ہمارا عاشق
مجھپہ طوفان نہ کوئین کہین آیا نہ گیا

قبر پر آکی مری تیوری چڑہائی تہی
ہنسکی اے جان کوئی پہول چڑہایا نہ گیا

دو نی وحشت ہوئی گلشن مین جو سنبل دیکھا
دل سی اے شوخ تری زلف کا سودا نہ گیا

یون اٹہی تہی کہ وہ سفاک پہر کبھی لگتا
ادب عشق سی پر خاک پہ ٹہرایا نہ گیا

خوف آیا مرضِ عشق نہ لگجائی کہین — تیری بیمار کی بالین پہ مسیحا نہ گیا

ٹل گئی لوگ جو ہین ہونی لگا قتل قبول
ظلم قاتل کا رقیبون سی بہی دیکہا نہ گیا

ساقی دیا نہ جام مجہی گو بہڑک گیا — پیمانہ میری عمر کا آخر چہلک گیا

موتی جو کان کا تیری رخسار پر پڑا — پہلو مین ماہتاب کے تارا چمک گیا

لپٹا جو تجہسی گردنِ مینا کو توڑ کر — ساقی معاف کیجو مجہی مین بہک گیا

جب قتل کرکی گہر کو چلا وہ تو اوسکی ساتہ — بی سر ہمارا لاشہ بہت دور تک گیا

یہ رقص بسملون مین کسیکو کہان نصیب — یون تڑپی ہم کہ دیکہہ کی قاتل پہڑک گیا

ناصح خدا کی واسطی موقوف کر یہ پند — اب کیا کریگا تو کہ کلیجا تو پک گیا

زلفون سی دل نکل کی نہ آیا ہزار حیف — نادان کالی رات مین رستا بہٹک گیا

مردم کو اوسپہ شمع کی لو کا ہوا یقین — جو قطرہ اشک گرم کا مژکان تلک گیا

غنچی تمام یار کی آتی ہی کہل گئی — جامی کی بو سی سارا گلستان مہک گیا

ایسا ہوا حقیر کہ پہونچا اوسی بہی رنج — مین خار بنکی آنکہہ مین اوسکی کہٹک گیا

اب ای طبیب ناحق تو علاج اپنا کر کی تھک
ناصح تو پاس آ کی مری خوب بک گیا

مجھہ نوجوان کا دی سکا ساتھہ ای قبول
آخر کو چرخ پیر بہی پہر کے تھک گیا

عشقِ جانان مین جدا سب سے ہی انداز اپنا
مر بہی جائین تو نہ افشا ہو کبہی راز اپنا

زالِ دنیا کا خریدار نہین ہون ہمین
مجھہ کسو سے ہی پہر کرتی ہی یہہ ناز اپنا

خود بخود آتا ہی مجھہ پاس بُتِ سنگین دل
کام ہو جاتا ہی ہر روز خدا ساز اپنا

آدمی کیا کہ جسے ضبط نہو الفت مین
اُبہی غماز کی او پر نہ کہلا راز اپنا

غازۂ آئینۂ عارض پہ جو مجھسے ملوا
جوہر ایجاد دکہادی یہہ جلا ساز اپنا

ہجر کی شب سے کہین اچھی شبِ اجل
اُڑ چکی طائرِ جان جیسی سی پرواز اپنا

بندگی عشق کی آخر کو خداوندی ہے
کیون نہ بندہ کرے محمود کو آیاز اپنا

ای صنم عشقِ جگر سوز کا کیون کر کہین حال
اُف بہی کرنی نہین دیتا ہمین غماز اپنا

سر و گڑ جاتا ہی خجلت سی زمین مین فورا
قد جو دکہلاتا ہی وہ سروِ سرافراز اپنا

جا پڑا اسکو نظر آیا جہان طائرِ حسن
لاکہہ و کانزہا صید سی دل باز اپنا

طرز مجھ عاشق بیدل پہ کیا کرتا ہے — منھ تو آئینے مین دیکھے بت طناز اپنا

حیف کے جا ہے بہار آئے جو ہین گلشن مین — آگے صیاد نے توڑا ہے پر پرواز اپنا

مرگئے تیر نگہ سے نہ جئین گے اب ہم — لب جان بخش دکھایا کرین اعجاز اپنا

اسم اعظم جو کرے دم تو اسے دم سمجھون — ہمدمو کیا کرون معشوق ہے ہمراز اپنا

ایکدم ساز کسی سے نہین فرقت مین سب مجھے — آہ مونس ہے فقط نالہ ہے دمساز اپنا

سامنے قتل ہوئے سب ہمین حسرت ہی رہی — یہی شکوہ ہے کہ تم سمجھے نہ جانباز اپنا

ساز وار اب تو ہو گی یہہ نصیحت ناصح — پھر کبھی آنا مزاج آج ہے ناساز اپنا

آج کل بلبل خامہ ہے مرا نغمہ کنان — اس طرح کھولے ہے منہ بلبل شیراز اپنا

مرثیہ گو بھی ہین شاعر بھی مورخ بھی ہون — چاہون کیون کر نہ سخندانون سے اعزاز اپنا

پھر پری رو مین پڑی آنکھ نہ کیون اوسپہ قبول
للہ الحمد کہ محبوب ہے ممتاز اپنا

کہون کیونکر کرون گا مین جسے تدبیر سے پیدا — ہوا کب سہو کلک کاتب تقدیر سے پیدا

بہلی جنگل کو قیدی کر کے لتنی کر دیا مجنون — ہوا ہے نخل سودا دانۂ زنجیر سے پیدا

کجی ہو نکی راست بازون سی بہلا تقلید کیونکر ہو — کمان کا خم نہین ہوینگا ہرگز تیر سی پیدا

بہت فرہاد سان ہار ہی ہین اپنی ہین تن قوی — ہوئی ہی جوئی خون تیری دمِ شمشیر سی پیدا

خداوندی سی پہلی بہیجتا ہی رزق دنیا مین — کبہی ہوتا نہین ہی طفل پہلی شیر سی پیدا

ہوئی جب خاک ہم کوچی مین اوسکی تب وہ ہاتھ آیا — کیا اوس سیمتن کو ہم نی اس اکسیر سی پیدا

تری تیرِ نگہ نی کیا طلسم نو دکہایا ہی — ہوئی پیکان عوض مو کی تنِ نخچیر سی پیدا

زمین مدفن کی خاطر ڈہونڈہی اور کر لی نشیب اوسکی — ابہی اسوسطی ہوتی ہی پشتِ پیر سی پیدا

مشقت سی ہوا فرہاد کب شیر و شکر اوس سی — بہت چاہا ہوئی شیرین نہ جوئی شیر سی پیدا

فریبِ دوستی مین دشمنی کرتا ہی کیون ظالم — بدی ہی صاف تیری خوبی تقدیر سی پیدا

تری تقریر سی جہڑتی ہین پہول ای گل گلستان نہین — جو کچہہ لکہی تو بلبل ہو تری تحریر سی پیدا

کہون عالم کی آگی یا حسینون سی کہون جاکر — مِرا یوسف نہو گا خواب کی تعبیر سی پیدا

نہ آیا صبح کو وہ حشر تک وعدہ تہا گو جہسی — اثر الٹا ہوا اس نالۂ شبگیر سی پیدا

ہوا باران نمِ مژگان سی ہی خلق عالم مین — ہوئی ہی برق میری آہ کی تنویر سی پیدا

خطِ ریحان نی چمکایا تری روئی کتابی کو — زیادہ حسن مصحف نی کیا تفسیر سی پیدا

طلا سی ہی سوا زردی رُخِ عاشق کو ملتی ہی
نہین اِس زر سی سوا کچھہ عشق کی جاگیر سی پیدا

زمین و آسمان ای یوسفِ دل تجھہ سی روشن ہین
ہُوا ہی نور دنیا مین تری تصویر سی پیدا

فروغِ عاشقانِ سوختہ ہی تیغِ قاتل سی
زیادہ نور شمعون نی کیا گلگیر سی پیدا

ہمین وحشتِ جنونکار آراستہ و کہلا دیا ہی
ہوئین آنکہین ہماری حلقۂ زنجیر سی پیدا

جو آنا ہی تو آ چہوائی مجکو خاک برسون سی
قیامت ہوگی آخر اس تری تاخیر سی پیدا

سگِ ناپاک ہین پاکیزگی ہین شک جو کرتی ہین
طہارت آل کی ہی آیۂ تطہیر سی پیدا

عیان ہی طورِ تیر آنکہہ مین شیخ و برہمن کی
تری حُب سی ہی دلِ طفل و جوان و پیر سی پیدا

وہ بیکس ہون کہ وقتِ ذبح آنسو کی عوض ہردم
ہُوا ہی خون چشمِ جوہرِ شمشیر سی پیدا

مری دل سی سخن نکلا نہ کوئی تلخ جز شیرین
مزا حنظل کا کیونکر ہو بہلا انجیر سی پیدا

قبول اب تختۂ کاغذ پہ جیسی گل کہلاتا ہی
نہ ہونگی پہول ایسی تختۂ کشمیر سی پیدا

یہہ دم نہ دمی کہ محبت کا سلسلا لایا
تری نہ آنی کی آمد ہی خدا لایا

رقیب میری پلانی کو لایا زہر کا جام
جو مجہسی پوچہو مرض کی مری دوا لایا

ہم اوسکی راہ مین گو خاک ہو گیے لیکن
طریق مہر نہ وہ ماہرو بجا لایا

نیا عدو تری کوچی مین بعد مرگ ملا
بگولا خاک مری دشت مین اڑا لایا

ہوا بدن سی مری روح فرط شادی سی
پیام وصل جو ہین قاصد صبا لایا

کہانکی شمع مری ہڈیان جلانی کو
لحد پہ ساتھ رقیبون کو بیوفا لایا

چمن مین پھرتے ہین دیوانہ وار سر کی گرد
ہماری جان پہ قد آپ کا بلا لایا

خیال چشم نی پہونچایا پاس مژگان کی
ہرن یہ نیزی کی زد پر مجھی لگا لایا

دعا جو کعبی مین کی تھی مستجاب ہوئی
نہ آتا تو مگر ای بت تجھی خدا لایا

اک آفتاب ہی عارض تو دوسرا مہتاب
تمہین جمال دکھا کر بڑا جلال آیا

فلک کی جور سی کوتہ تھا رشتہ امید
تمہاری زلف تلک طالع رسا لایا

گیا جو ہجر مین گلزار کو تو کیا حاصل
مین اپنا آتش گل سی جگر جلا لایا

چرا تون آنکھ محبت مجھی کس لیی ای ترک
دیا ہی دل تجھی یا کچھ ترا چرا لایا

بس ایکدم دل پر داغ مین نگہہ دی کر
مین اپنی باغ کی بھی سیر سی دکھا لایا

وہ ناتوان ہون کہ گلشن کی سیر جب چاہی
نسیم صبح کا جھونکا مجھی اڑا لایا

تری گلی سی پھر الیکی داغ دل ای ماہ
قبول پھول یہہ گلزار عشق کا لایا

حسین اس شکل سی مین انکھہ سی کیا ئی نہ دیکہا تہا
نگر تجھسا کوئی ای بت نہ دیکہا تہا نہ دیکہا تہا

سخن بھی کوئی سن لیتی تو کچھہ ہمکو نہ شک رہتا
دہان تنگ دیکہا تہا مگر گویا نہ دیکہا تہا

کشادہ ہوگیا دل ای صنم احسان ہی تیرا
چمن دیکھی ہی لیکن اب تلک صحرا نہ دیکہا تہا

بس اب یوا ہی ہمکو گھر رہنی نہین دیتی
بہار اس قدر گاڑہا کبھی پردا نہ دیکہا تہا

مری اشکونکو جاری دیکھکر وہ ہنسکی کہتا ہی
کبھی اس و سی بہتی ہوئی دریا نہ دیکہا تہا

پیہ ور سی قتل کو تم کبھی تیغین پہ نگاہ ہوکی
تری انکہون مین آگی نشہ صہبا نہ دیکہا تہا

تری انگیا کی چڑیا دیکھکر یہہ دی سہ دل
نظر آج آگیا ہی اب تلک عنقا نہ دیکہا تہا

یہہ دل جیسا قیامون پہ تیری ہوگیا مفتون
کبھی قمری کو بہی یون سرو پر شیدا نہ دیکہا تہا

نہین معلوم کیا دیکہا جو تجہہ پر ہو گئی عاشق
وگرنہ ہمنی اس دنیا مین آکر کیا نہ دیکہا تہا

سلائی ہاتہہ مین اب تک دن ہی ورنہ آگی تو
لگانا کیا کہ تمنی آنکہہ سی سرمہ نہ دیکہا تہا

ہمین محفل سی اُٹھوا کر رقیبون کو جگہہ دی ہی
ستم لاکھون تری دیکھی تہی پر ایسا نہ دیکہا تہا

یہ حیرت ہی رقیب اکدم جدا ہوتا نہین مجھسے
پری پر آج تک ہمنے کبھی سایا نہ دیکھا تھا

وہین دیکھا تمہارا یا ہمین عنقا نظر آیا
سنا تھا کان سے پر آنکھ سے جاتا نہ دیکھا تھا

ترے عاشق ہوے ہین ابتدا سے حسن سے لاکھون
مگر تو ہی بتا مجھسا کوئی دیوانہ دیکھا تھا

ترے ڈرسے کا ہے آنکھ مین طوفان اشکون کا
وگرنہ بند کوزے مین کبھی دریا نہ دیکھا تھا

وہ سودائی ہون جسکو دیکھکر کہتے ہین سب عاقل
کہ ہمنے آجتک ایسا کوئی دانا نہ دیکھا تھا

روان ہے جسم جیسے اشک کے دریا مین ہے مجھسے
کبھی دریا مین بہتی یون ہوئی مردا نہ دیکھا تھا

خیال اپنا تو کیسا یاد وہ بھی اب نہین آتا
اسیکو ایسی بیہوشی کا بھی سودا نہ دیکھا تھا

کبھی گوشے سے لب ہلتا نہین ہین اکمان ابرو
اسی عارف کو بھی یون کھینچتے چلا نہ دیکھا تھا

ادھر نکلا وہین سے اور ادھر وہ بیوفا آیا
اسیکا ہمنے پر تاثیر یہ نالا نہ دیکھا تھا

نہ آئینگا کیا اوس حیلہ جو نے عذر کیا اچھا
بھٹک کر پھر گیا گھر کا ترے رستا نہ دیکھا تھا

درخشان پاس ہے عارض کی کیسا کان کا موتی
چمکتا پہلوے خورشید مین تارا نہ دیکھا تھا

قبول اب ہے تقیہ روز میخانون مین جاتا ہے
کبھی یون خضر زیر اسے رشیدا نہ دیکھا تھا

ای جنون ایسی بیابان مین ہو جانا میرا
ڈھونڈھی عنقا ہی تو پائی نہ ٹھکانا میرا

حال کچھہ ہی تجھی معلوم ہی جانا میرا
تو جو ہی دوست تو دشمن ہی زمانا میرا

سامنی سی تِری ای ترک نہین ٹلنی کا
تیر طیار ہی تو دل ہی نشانا میرا

نکلی حسرت مری قاتل تری پاؤن ہون سرخ
لہو قدمون کی طرف اپنی بہانا میرا

قبر پر کی گذر جاتی ہو مانند صبا
بعد مرنی کی بہی چہوڑا نہ ستانا میرا

سکّۂ نقد سخن ہین یہہ مضامین ای یار
دل نہین سینی مین ہی جسم خزانا میرا

عشق دندان مین لہو ہو کی بہا دل افسوس
کہل گیا موتی سی یاقوت کا دانا میرا

رات دن عشق کمر مین جو گہلاؤ گی مجہی
ہو گا ممکن نہ تمہین بہی نظر آنا میرا

غیر آمیون کی رضا و ترکی کیون کر دیتا
اوس نی چاہا نہ کبہی آگ بجھانا میرا

سرکشی کر لی سمجھہ لون گا کسی دن ای چرخ
بہولنا خاک مین یہہ تو نہ ملانا میرا

دل صد چاک لئی ہاتھہ مین بیٹھا ہون مین
زلف سلجہاؤ تو موجود ہی شانا میرا

اگر آیا ہی تو چپ بیٹھیو پہر اٹھہ جانا
دیکھہ ناصح کہین تو سر نہ پہرانا میرا

آتو می جانان کا تصور ہی ہر اک مصرع پر
اس زمین مین ہی بجا خاک اڑانا میرا

بہاگی اغیار مری جامۂ عریانی سے | بانکپن وحشتِ دل ہے تو یہہ بانا میرا

ساقِ سیمینِ صنم یاد دلاتی ہے مجھے | شمعِ تربت کو ہے منظور جلانا میرا

نعمِ غذا ایسی ہی پر خوان یہہ ایسا ہے وسیع | کہائی سب خلق تو کم ہو نہ یہہ کہانا میرا

منتوں پر بہی کبہی بات نہ کی مجھہ سے قبول
اک سخن بہی نہ مری یار نے مانا میرا

دل جو اس محو لقا کا ادہر آیا ہوتا | شبِ فرقت نے مجھے منہہ نہ دکہایا ہوتا

وعدۂ وصل سے تسکین نہ دیتا جو وہ شوخ | پہیر کر پہلو کو تو دل نکل آیا ہوتا

عشقِ ابرو میں خمیدہ جو ہو جاتی کمر | تیغِ قاتل کی تلے سر نہ جہکایا ہوتا

ایک تلوار میں مشکل مری آسان ہوئی | ہاتہہ اٹہا بیٹہنے سے ہاتہہ اٹہایا ہوتا

آپ ہی اٹہکی در پر جو تری ہم مرتے | حوروں نے آکی جنازے کو اٹہایا ہوتا

میری لاشہ کو تری کوچے میں ملتی جو جگہہ | آپ ہی قبر پہ دیوار کا سایا ہوتا

ایک شب خواب ہی میں شکل وہ دکہا جاتی | بختِ خوابیدۂ عاشق کو جگایا ہوتا

تہا جو منظور کہ رندوں کی کرے ہمسری | ریش کو اور بہی قاضی نے بڑہایا ہوتا

اپنی محفل مین بُلاتا وہ ملک خو جو مجہی
تو مرا عرش سی برتر کہین پایا ہوتا

منخسف شرم سی ہوتا وہ فلک پر فوراً
داغِ دل ماہ کو ہمنی جو دکہایا ہوتا

بوسہای لبِ ساغر سی جو ترساتا تہا
ساقیا تو نی جو مجہی منہہ نہ لگایا ہوتا

پہر تو مین قبر مین پہولا نہ سماتا ای گُل
میری تربت پہ جو اک پہول چڑہایا ہوتا

غمِ فرقت جو نہ کہاجاتا مجہی جلد قبول
کسِ مزی سی غمِ دلچسپ کو کہایا ہوتا

مٹتی ہم نہ اگر کوچۂ جانان چہوٹا
شمع پروانی سی بلبل سی گلستان چہوٹا

جامۂ کسِدن تن سی ولی ثابت رکہا
لب سی پنجۂ وحشت سی گریبان چہوٹا

دل شگفتہ نہوا ہم ہوئی آزاد تو کیا
باغ مین پہنچی تو یہہ غم ہی کہ زندان چہوٹا

روح جنت سی جو کہنچی مین آئی صد شکر
ورنہ تہا مجہکو ملا روضۂ رضوان چہوٹا

غم نہین مجہکو گریبان تو مرا ہی موجود
ہاتہہ سی میری اگر یار کا دامان چہوٹا

دل کو بہلائی چلو گلشنِ جنت مین قبول
جیتی جی ہم سی اگر کوچۂ جانان چہوٹا

اوس نوجوان سے جامِ شرابِ کہن ملا | صد شکر ہمسے ساقی پیمان شکن ملا

میت کا غسل جا نہایا جو ہجر مین | پہنا نیا لباس تو سمجھا کفن ملا

جس ملک سے ہم آئے تھے پہونچا دیا وہین | ہم خضر سمجھے دشت مین جب راہزن ملا

راہی ہوا تھا دل طرفِ چشمہ دہن | رستے مین ڈوب مرنیکو چاہِ ذقن ملا

پامالِ ناز ہوتا ہے رفتار سے چمن | اب خاک مین گلون کو نہ اے گلبدن ملا

گیا چرخ میری واسطے کرتا ہے انقلاب | عیش و سرور چاہا تو رنج و محن ملا

تھا کا لہو تو بوسہ لب یار نے دیا | جب سل ہوئی تو مجکو عقیق یمن ملا

شیرین سے سرخرو تجھے ہونا ہے عشق مین | خون اپنا جوئے شیر مین اے کوہکن ملا

بوسہ ہمین وہ دیتے تھے دشنام کی عوض | ڈھونڈا بہت مگر نہ ہمین کو دہن ملا

بو لی چلی ہے بادِ صبا زلفِ یار کے | افسوس آج خاک مین مشکِ ختن ملا

عارض سے پہلے آنکھہ لب یار پر پڑی | ملکِ حلب کی راہ مین شہر یمن ملا

گیا ہے مقابلے سے ہوا باغبان خجل | عارض سے یار کے نہ گلِ یاسمن ملا

جنگل مین وحشیون سے بھی بہلا نہ میرا دل | آنکھہ اوسکے یاد آئی جو کوئی ہرن ملا

آیا جو وہ مسیح مرض دور ہو گیا
قوت ملی جو بوسۂ سیب ذقن ملا

پہلے ہی لیگئی یہہ تبرک پر ملک
شاباش پھر گیا نہ لحد مین کفن ملا

ملکِ عدم مین آئی ہوا باغ باغ دل
مدت کے بعد پھر ہمین اپنا وطن ملا

تیری جفاعیان ہوی اوسکی وفا کھلے
تن لگیا جو خاک مین کیا امی دمن ملا

حاصل نہ کچھہ غزل کی کہی سی ہوا قبول
مدّاحِ حسینؑ سے نامِ حسنؑ ملا

اک دم کو تنگ ہمین وہ بی پیر ہو گیا
زندہ ہر ایک کشتۂ شمشیر ہو گیا

کندن سا ہو گیا ہی بدن داغ سے گئے
تیرا غبارِ در سے مجھے اکسیر ہو گیا

تصویر اپنی یار کی کھنچواؤن کس سی مین
بہزاد آپ دیکھہ کی تصویر ہو گیا

مجنون وہ ہون کہ قیس بھی آکر ہوا مرید
حلقہ بگوش حلقۂ زنجیر ہو گیا

باندھی جو شست اوسنی نشانی پہ ناز سے
محوِ جمالِ تیغ زہ گیر ہو گیا

سہہ کی اوسکی ظلم ہوا اسعد ضعیف
گذرا نہ تھا شباب کہ مین پیر ہو گیا

اوسکی نگاہ جس قدر انداز پہ پڑی
تیر نگہ کی سامنی نخچیر ہو گیا

کیا میری خاک کو ڈھونڈتا پھرتا ہی سیمتن
مرا گلی مین یار کے اکسیر ہو گیا

دیکھا جو اسنی طایرِ جان ہو گیا شکار
خدنگِ نگاہِ ناز سے جی تیر ہو گیا

میری سوا کسیکو وہ اب دیکھتا نہین
کیا دودِ آہ سے مہ تسخیر ہو گیا

جو اسکو چرخ دیتا ہی وہ سر پہ قبول
برگشتہ مجھسی کو فلک سے ہو گیا

یقین ہی مجکو زنِ دردِ دل نہ چھوڑیگا
اگر اس درد نی چھوڑا ابھی تو قاتل نہ چھوڑیگا

اگر دل لیکی پڑ رہی پری کر ڈالیگا تو اسکو
ترا دیوانہ ای دلدار ہرگز دل نہ چھوڑیگا

تڑپتا چھپی چھپی جسمِ بسمل ہوگا ای قاتل
ترا پیچھا تری گھر تک تو یہ بسمل نہ چھوڑیگا

اگر دامن پکڑ لی پر وہ میری ہاتھ کاٹیگا
لہو ہاتھو نکا میری دامنِ قاتل نہ چھوڑیگا

رہا یون ہی جو عشقِ خط و خالِ دلربا مجکو
دلِ پر داغ کو دہ خوشی اک تل نہ چھوڑیگا

نہین عشاق سی قت سواری کچھ حجاب اسکو
ہمارا یار ہرگز پردۂ محمل نہ چھوڑیگا

مجھی بیوفا چھوڑیگا آخر دیکی داغ اتنی
کہ میرا دل کسی معشوق کی قابل نہ چھوڑیگا

ہوا گو آتشِ فرقت سی ویران جلکی سینہ ان
علاقہ دل سی لیکن عشق کا غافل نہ چھوڑیگا

دکھاوے گی جو اک شب بے وے روشن بی حجاب اوسکو
تو پھر ہالے کی صورت سے مہ کامل نچھوڑیگا

گمر گو خم کرے عشق میان نازک جانان
لگر یہہ بوجہ دردو رنج کا حایل نچھوڑیگا

دہن کو تیرہی لب ہین پڑے یان یاقوت کی گویا
لب گویا کبھی وصف لب ساحل نچھوڑیگا

فقیر بانوا ہون رحم کر جان آئی ہی لب پر
سوال اپنا بجز بوسہ لیے سائل نچھوڑیگا

سلاتا جائیگا بیدار بختون کو سحر ہوتی
تڑپتا مجکو صبح ہجر مین قاتل نچھوڑیگا

رقیب ایسا ہون غفلت مین دست انداز تجھ پر ہو
ترا دیوانہ دم بھر بھی تجھی غافل نچھوڑیگا

تری دیوانی عاقل ہین جو عاقل ہین وہ دیوانے
تجھی دیوانہ چھوڑیگا مگر عاقل نچھوڑیگا

کبھی تو انتہا بھی ہوگی اس صحرا نوردی کی
دل گمشتہ ہرگز عشق کی منزل نچھوڑیگا

جسے دیکھا وہ تیر عشق مین بیدل نظر آیا
تو اے ابرو زمانی مین کسی کا دل نچھوڑیگا

شہادت کے سعادت سے مجھی محروم رکھیگا
اگر مجھ پر ہاتھ کوئی تیغ کا قاتل نچھوڑیگا

قبول اب صبر کر گو مشکلون مین صبر مشکل ہی
علی مشکل کشا تیری کوئی مشکل نچھوڑیگا

تیرا در فیض جو وا ہوگیا
در کا گدا عقدہ کشا ہوگیا

بستہ مین ای زلف رسا ہو گیا　　پیچ ترا مجکو بلا ہو گیا

تجہپہ جو سلطان نی بہی کی نگاہ　　حسن کا تیری وہ گدا ہو گیا

مہر بنا جبر و زرین کلاہ　　تاج پہ تیری جو فدا ہو گیا

سبزۂ رخ یاد جو آیا ترا　　دل کا ہر اک زخم ہرا ہو گیا

جب شب فرقت مین اٹہا دود آہ　　بدر جہان تاب توا ہو گیا

جان گئی غم سی رہائی سے ملی　　درد ہی آخر کو دوا ہو گیا

نالۂ بلبل نی دکہایا اثر　　باغ سے صیاد ہوا ہو گیا

دل مین جو مہمان وہ مسیحا ہوا　　درد جگر اور سوا ہو گیا

ناز جو دیکہا تو کیا جی نیاز　　سے تمنے ادا کی مین ادا ہو گیا

باغ مین آیا جو مرا جامہ زیب　　گل کا گریبان قبا ہو گیا

خط کا نہ پہونچا یا جواب تک جواب　　کیا سے تجہے ای باد صبا ہو گیا

آنکہہ تری دل کو ہوئی جام زہر　　خال مگر حب شفا ہو گیا

پس چکی گندم صفت اے چرخ ہم　　مطلب دل اب تو روا ہو گیا

تیغ سی تیری یہہ کیا سر اُس
جسم سی آخر کو جُدا ہو گیا

تیری رضا میری قضا مین جو ہی
وِردِ رضینا بالقضا ہو گیا

زلف سی ملنی لگی تشبیہ اوسی
سنبلِ پیچیدہ رسا ہو گیا

دشت مین اُڑ اُڑ کی چہبین کیون نہ خار
جذب سی بن کا ہرا ہو گیا

ہنسنی مری اشک کو دیکہا جو ہین
رشکِ دُرِ بیش بہا ہو گیا

کیون نہ ولی عہد ہوا اقبال مند
شیفتۂ آلِ عبا ہو گیا

تو نی وہ کی مہر کہ تیرا قبول
تجہہ پہ دل و جان سی فدا ہو گیا

افشان کا ذرہ جہٹکی جو اسی مہربان گرا
محفل مین غل اُٹہا یہہ ستارا کہان گرا

چاہی جو تو کہ پہر نہ اُٹہائی کبہی سر تجہی
تو آستانِ یار پہ آ ہی آسمان گرا

اشکون لی زیر بارِ توجہ مجہی کیا
آخر انہین کی موجون سی مجہہ پہ مکان گرا

کیا عیبِ خوشقدی ہی جو آیا وہ شاخِ حسن
بالای خاک سرو چمن کا نشان گرا

یوسف کو دیکہتی ہی ہی سب اسیرِ عشق
نکلا جو وہ تو چاہ مین خود کاروان گرا

وہ رحم دل ہوئی ہین کہ مری دل ہین دفعتاً
ورد اوٹھہ کھڑا ہوا جو کوئی ناتوان گرا

اللہ ری چشمِ مست کہ دیکھا جو یار نی
بالائی خاک جھوم کی پیرِ مغان گرا

گالی کا ہی یقین جو بوسی کا ہو سوال
رتبی سی میری مجکو نہ توائی بان گرا

بہرِ خدا بہار مین کر عام سیرِ باغ
دیوانہ پنچھی سی اب ای باغبان گرا

ای ترک چشم الحذر ای مردم الامان
تیرِ مژہ سی خاک پہ کیا کیا جوان گرا

الفت کا اعتبار نہو جان بھی جو دون
اُس بدگمان پر یہہ دلِ بدگمان گرا

بیہوش عشق سی ہین پر اتنی حواس ہین
قدمون پہ تیری سر کی بہل ای جانِ جان گرا

رونی مین اوس سی پوچھا جو امیدِ رحم ہی
لختِ جگر گراؤن تو بولا کہ ہان گرا

نرگس کو ہو گیا یرقان دیکھکر تجھی
کاسی مین اوسکی رنگِ رخِ زعفران گرا

چشمِ مریض کا ہوا عاشق دلِ قوی
اُس ناتوان سی یہہ مرا پہلوان گرا

رخسار اوسکی دیکھکی کیون کر رہا ثبات
تیرنہ قطب کی بہل ای قمر قدان گرا

ای چشم تیری عشق مین بسمل ہین سیکڑون
کیا کیا قوی زمین پر ای ناتوان گرا

اوس ماہِ جانزیب پہ جسدم نگاہ کی
ماہ آسمان سی ہٹکی برنگِ کتان گرا

جبتک روان سے ہن روی الفت مین زندہ ہون
محشر مین بہی اٹہونگا تہک کر جہان گرا

جکہا ہمائی اوسکو سعادت سمجہہ کی یار
منہہ سی جو تیری سگ کی مرا استخوان گرا

لیجو خبر مری دلِ آگاہ کی کوئی
غل ہی دفن مین آج کوئی غیبدان گرا

اوچی سی اپنی اب بہی نکلوا نہ تو مجہی
اوٹہنا محال ہی جو ترا ناتوان گرا

میرا دل برشتہ غمِ یار کہا گیا
گیا ہی کبابِ سوختہ پر میہمان گرا

رونی مین پتلیونسی یہہ میرا سوال ہی
دل تو زمین پر نہین ای مردمان گرا

پہلو سی ہی جب بتِ سنگدل اوٹہا
دل پر غمِ فراق کا کوہِ گران گرا

حورون نی دیکہا جب ہی خوش قد کو باغ مین
سایکی نظر سی طوبیٰ باغِ جنان گرا

عارض سی دل لکل کی دفن مین ہوا اسیر
آیا تہا کس جگہہ سی یہہ وحشی کہان گرا

قامت پر اک نگاہِ موذن جو پڑ گئی
قد قامت کہکی سجدی کو وقتِ اذان گرا

اوس گل سی چہوٹنا مجہی یاد آیا ای قبول
جسوقت شاخ سی کوئی برگِ خزان گرا

کب حسن مین تو ای بتِ بدخو نہین اچہا
سب عضو تیری خوب مگر تو نہین اچہا

ہین جمع ہو غنچ مین بتِ مصرو نہین اچھا — کہتا ہی وہ بدذات مجھی تو نہین اچھا

خود چاند ہی داغ اپنا مگر مجھکو دیا ہے — اسواسطی کہتا ہون وہ مہرو نہین اچھا

وہ آپ لرزتا ہی تو ٹھہراتا ہی سایہ — قامت سے تری سروِ لبِ جو نہین اچھا

اوصاف سنو کہتی ہین ہم ہوسکے کدر — آئینی سے آئینۂ زانو نہین اچھا

ہو جلد بدل خطِ سیہِ سحر سے — کالا ہی شبِ ہجر کا گیسو نہین اچھا

وہ زیرِ نظر ہی یہہ تہِ سر نہین اے جان — رخ خوب سے تیرا ہمین ابرو نہین اچھا

قمری کی لبِ نہر اوسی دیکھا تو صدا دی — اب سروِ چمن کا قدِ دلجو نہین اچھا

دیکھا جو تجھی پہر نظر آئی نہ کوئی شے — ای چشمِ فسون ساز یہہ جادو نہین اچھا

اے رنگِ گل اوسکی رخِ رنگین سی نہ ملنا — اوس رخ کا کبھی سامنا اے بو نہین اچھا

عشقِ کمرِ یار کا جب دن سی مرض ہے — ورنہ دلِ مضطر کسی پہلو نہین اچھا

مین نالہ کنان ہون وہ نہین گاتا ہی یہہ گویا — کہتی ہین برا حلق ہی نالو نہین اچھا

کہنی لگی ٹہوکر وہ دمِ نزع لگا کر — آواز بری آتی ہی گھنگرو نہین اچھا

رخ سی تری ہرگز نہین اچھی سحرِ عید — گیسو سی شبِ عید کا گیسو نہین اچھا

فرہاد و تلک کوہ پہ شیرین کو چڑھا دے
اولٹا ترا ابہنا کبھی ای جو نہین چھپا

برباد کہین جانہ مری روح بدن سے
ای نکہتِ گیسوی صنم یو نہین چھپا

وہ اوٹھہ کی چلا تو نہ اوسی روک سکی ہم
اتنا ہی نہ ہول پہ جو قابو نہین چھپا

فردوس مین ہین جمع پہ انہین اکدن تو دکھا آنکھ
وحشت جسکی ایسی ہو وہ آہو نہین چھپا

رندون پہ ہی ای شیخ سمجھہ فیض اوسی کا
جسکی ہی صفت رحم وہ یکسو نہین چھپا

تم آئینہ دیکھو مجھی ہو وئی ہو زیارت
یہہ جلوہ وئی کا کبھی یکسو نہین چھپا

خالی تو نہ رکھہ جام قبول اب کہ ہون گریان
ہر ساغرِ چشم اشک سے مملو نہین چھپا

مشہور وامق الفتِ عذرا سی ہو گیا
مجنون کا شہرہ خلق مین لیلی سی ہو گیا

تیر اکیا تو غرق رہا عاشق ای صنم
ڈوبا تو یار عشق کی دریا سی ہو گیا

شبنم کو گل پہ آبلہ پا کیا خیال
میرا گذر جو باغ مین صحرا سی ہو گیا

برحق ہوی ہی خلقتِ الفت بشر کی ساتھہ
آدم کو عشق حضرتِ حوا سی ہو گیا

وحشی ترا جو چاک لگا کر لی ضعف مین
دامن دراز دامن صحرا سی ہو گیا

مجکو نہ آج وعدہ فردا سی رنج دی
غافل اگر تو صدمہ فردا سی ہوگیا

اوس کی بہشت چڑہا تو گرا سر کی بل رقیب
تحت الثرا وہ آپ ثریا سی ہوگیا

سرخ جام مے ہی اور ہوا سرخ یار کا
مینا ای سرخ سونی پہ صہبا سی ہوگیا

لایا جو یار طوق تو خوش ہوکی مین ہین
ایسا جھکا کہ طوق سرپا سی ہوگیا

اوستاد کو دیا کیا وہ عشق کا سبق
بالا وہ درس دینی مین ملا سی ہوگیا

جیہہ تشنہ کام وصل کا سر کاٹ کر کہا
لی کام آب تیغ سی ای پیاسی ہوگیا

دریا در وزیداد بہی سنتا نہین مری
نازک ہی گروہ شکر غوغا سی ہوگیا

پوچھا ترا دہن ہی تو آئی صدا کی لا
اثبات ایجاب مین اس لا سی ہوگیا

عزلت گزین قبول ہی بزم رقص سی
سازاب صدا سی شہپر عنقا سی ہوگیا

جی اٹھا مین تری در پر جو جنازا آیا
اپنی گھر آیا تو پہر مردی کا مردا آیا

سوتہ یوسف اگر بعد زلیخا آیا
عشق لی پہلی پڑ ہار کہا تہا آیا آیا

جیہہ جلی تن بلا جانا اوسی وحشت مین
جس جگہہ بادیہ عشق مین سایا آیا

وہ ہمہ ہوتا ہی خلاق کہلا یہہ عقدہ
جب تصور مری آنکھون مین کمر کا آیا

دل صاف اپنا پہنسا انکی کمر مین جسدم
بولی حیرت سے کہ لو بال مین شیشا آیا

ابتدا عشق کی ہی چہوٹ نہ جانا ای دل
انتہا سے جسکی نہ پانو لگا وہ صحرا آیا

وصل کی شب مین جلاتی ہین کہکر وہ مجہی
آسیان کیون نہ کرون مین سم سرما آیا

اپنی چو منزلی سی آپ جو نیچی سے آئے
ہم مریضون نی صدا دی وہ مسیحا آیا

رند میخانی مین پی ہی جو لڑی مستی مین
ساقی تو عربدہ جو کچہہ انہین بہکا آیا

مثل ہوا ڈہونڈہی ہی ڈہونڈہتی ای ہر جائی
پاؤن توڑی جو مری ہاتہہ ترے کیا آیا

یار کہتا ہی کہ پہر حشر کی دن ذبح کیا
تیری لب پر جو کبہی خون کا دعوا آیا

ابتو ہنسنی کی بہی قابل نہین وحشت اپنی
اپنی اوپر جو ہنسا مین مجہی رونا آیا

نشۂ دولت ہی کا لٹواتا ہی دولت غافل
ہی وہ ممسک جسی دولت کا نہ نشا آیا

گل کی پاؤن تلی ذبح کیا بلبل کو
ایسی سفاک پہ تو ای دل شیدا آیا

کبہی کچہہ کہتا ہی واعظ کبہی کچہہ کہتا ہی
وہ صنم کعبی مین جاکر اوسی بہکا آیا

میری نالون تو ہوی اپنی پرائی نالان
ہنسنی آیا تہا رقیب اوسکو بہی رونا آیا

آج محفل مین مری گرنہ وہ گرم ہوا
آگ کیسی کوئی خود یار کو بھڑکا آیا

کیا ساقی تجھی مجھہ ندبی بائل ہو کر
تجھہ مینای دل آکر دل مینا آیا

عشق کو داغ عبث لگتا ہی بدنامی کا
دل ہی خود آگ ببولا جدہر آیا آیا

ابرو و گیسو و خط دیکھہ لون ای مصحف رو
حفظ ہو جای مسلمان کو آیا آیا

جل گئی یہ گئی گل ہو گئی ای آتش رو
نور کا ل سی تری شمع کو لوٹا آیا

یاد انجام شب وصل جو آیا اوسکو
میری ہنسی پہ مری موت کو رونا آیا

چاک ہو کر شب فرقت مین نہین نکلا دل
آہ یہہ زلف شب دیجور کا شانا آیا

غیر مژگان کبھی ابرو کا نہ زخمی ہوا دل
تیر سی تیغ کی زد پر نہ نشانا آیا

ای صنم تو بھی غماز کی سن حق مین مری
اپنی ناصح کو یہہ دیوانہ تو سمجھا آیا

دیکھا دریا کو جو رقت مین تو قطرہ نکلا
پھر وہی قطرہ نظر صورت دریا آیا

صف مژگان کی یہہ آہو سی ہی چشمک ای ترک
سہمری کی تو اہی تیر کا دستا آیا

خوف بیخو کو کہان لپٹو نگا مین اوس گل کو
سیری صحت کی لیی موسم سودا آیا

وصل اوہر ہی عوق رشک مین ہین عشق اینا
تپ مری اتری رقیبونکو پسینا آیا

حسن جب جلوہ ہوی ہی تہی منزل ای دل
عشق صحرای عدم سی یہہ سکہاتا آیا

دیکہنا زخم جگر کی مری دامنداری
دامن حشر کا بہی ٹہیک نہ پہاڑا آیا

چاہ کنعان سی ہوا جبکہ عروج مہ مصر
عشق چلایا زلیخا کو وہ آیا آیا

صفر سیمین پہ پڑی عکس تن یوسف مین جو آنکہہ
یاد اوسوقت در اشک زلیخا آیا

سینی حمام مین عریان جو اونہین دیکہہ لیا
گرم ایسی ہوی مجہہ پر کہ پسینا آیا

ہوا دیوان ہی شعر اتنی کہی تو نی قبول
سچ جو کہوا تو کہون شعر نہ کہنا آیا

کیا کہون کیا کیا بچا جنگل مین آیا گیا جل گیا
آہ سوزان سی مری صحرا کا صحرا جل گیا

شام سی روشن ہوا تہا سر مین داغ ہجر یار
صبح تک مین شمع کی صورت سراپا جل گیا

دشت پیمائی مین گرمی کہل گئی ایک کی
کانٹا چہالی سی جلا کانٹی سی چہالا جل گیا

آسمان دیکہین تہی ٹہنڈا ہو کلیجا ای صنم
سرد مہری سی تری اب دل ہمارا جل گیا

پرتو افگن عکس ای خورشید جیسا تیرا ہوا
مثل پنبہ آتشی شیشہ سراپا جل گیا

ساقیا ہین ظرف بہی کم ظرف مانند رقیب
شیشی کو جب منہہ لگایا جام صہبا جل گیا

میری جلنی پر نہ پہنچی دوستون کی آہِ سرد
سیر سب دیکھا کئی او جلنی والا جل گیا

کان آتش کان ہین تیری مگر ای شمع رو
لو سی بالی جل گئی بالی سی بُندا جل گیا

ہجر کی آہون مین جو لقمہ مری منہہ مین پڑا
منہہ نوالی سی جلا منہہ سی نوالا جل گیا

ہو گیا جب داغِ دل اوس ہو وست کی وصل سی
سینی پہنچی کہی او سر کہ تارا جل گیا

ہجر مین چنگاریان ہین اشک کی قطری نہین
جل کی پردا آنکہہ کا دامن قبا کا جل گیا

آپ جل جا پر گزند اچہی نہین ہمسائی کو
گرمیان اتنی نہ کر دل کلیجا جل گیا

شرر دل لب سی تہا تیر افسر آتش نفس
سر ترا کر ای پری سایا ہُما کا جل گیا

نورِ افشان کا تو رتبہ ہی بلند ای مہروش
شب کو جب پاپوش چمکی ہر ستارا جل گیا

سو کہا کب جو نِ دُل سخت اپنا فکرِ شعر مین
گرمیِ مضمون سی پتہر کا شرارا جل گیا

زندہ رکہا حق نی تا دو معجزی یکجا ہون جمع
پہر عصا ہاتہہ آیا پہلی دستِ موسا جل گیا

داغِ سودا اسقدر چمکا سرِ پُرشور مین
آتشِ خجلت سی طالع کا ستارا جل گیا

بادۂ آتش ساقیا اور آگ تیرا دستِ سرخ
سرخ مینی کی طرح سی جام و مینا جل گیا

سرد آہون مین اثر تہا آگ کا ای شمعِ رو
جل گیا جب سی پڑا الفت سی پالا جل گیا

زندگی مین وصلِ بت تہا مر کی فرقت مین تہیا | ہیبتِ ہندو کی صورت ہو کی ٹہنڈا جل گیا
تیری عشقِ قد مین جب دشمن نی کہینچی آہِ گرم | صورتِ سروِ چراغان نخلِ طوبا جل گیا
دل مین بہڑکا شعلۂ عشق اور جلی صبر و قرار | ہی تعجب گہر بچا اسبابِ گہر کا جل گیا

سخت بدبختی ہی حسد حاسد نہ ہونا ای مقبول
فائدہ جسکا سُنا ناحق دل اوسکا جل گیا

جیتی جی بہی اگر دل نہ اُکہاڑا ہوتا | اپنی کوچی مین بہی یار نی گاڑا ہوتا
شکلِ عاشق وہی کرنا تہا زلیخا جو سکے | اوسنی یوسف کے گریبان کو پہاڑا ہوتا
صورتِ تن کی سب کہینچین پڑی ہیچ بخیل | ایک نقشہ تو کبہی روز بگاڑا ہوتا
سر پہ چڑہتا نہ خزانہ تری پہر ای قارون | اُلفتِ زر کو اگر دل مین نہ گاڑا ہوتا
حُسن کی پیچ بہی عشق نی تعلیم کیی | دل نہ کس طرح سی پیچون کا اکہاڑا ہوتا
دل سا میدان کہان بانکپنگی مژگانِ دراز | ای جوان نیزی کو تونی یہین گاڑا ہوتا
پہانسی دیتا کہ گلوگیر ہی رشتۂ عشق | تیری ہیکل کا مری پاس جو ناڑا ہوتا
حُسن کم زور نہوتا تو قوی ہوتا عشق | ای پی یو کو میدان مین پچہاڑا ہوتا

داغ دل صاف نہ ہوتی تو نہ ہوتی ای یار
میرا مرقد دم طاؤس سی جھاڑا ہوتا

آہ تاثیر دہ کہان تھی تو جلاتا مین دشت
کیسی بستی کسی جنگل کو اجاڑا ہوتا

اتفق ہجر مین جل جل کی کہا کرتا ہون
آگ کا وصل تہا قسمت مین تو جاڑا ہوتا

گالیان دی کی مری دل کی کدورت کہوئی
گھر صفا ہوتا جو تمنی مجھی جھاڑا ہوتا

قرص کافور تو ہی مہر مگر پہاہی کو
دامن صبح قیامت ہے کو پھاڑا ہوتا

عید کو تیری کمر سی جو لپٹتی وہ ضعیف
بال کی طرح رقیبون کو اکھاڑا ہوتا

گرد کیا خاک ہی لاکھون دل عاشق جہڑتے
نازسی دامن اگر یار نی جھاڑا ہوتا

صدقی کر کر کی اڑا دیتا تری اوپر سے
لاکھہ پریون کا مری گرد جو دہاڑا ہوتا

سیکڑون مرغ مضامین کو کیا بی پر و بال
چھوڑ کر حرفون کو خط آپ نی پہاڑا ہوتا

دل سبب عشق کا ہو جاکی ٹہرتا نہ خفیف
بیت ابرو کی جو میزان مین تاڑا ہوتا

اب تم اپنا ہی تصور نہین بسنی دیتی
یون تو معمورہ دل کو نہ اجاڑا ہوتا

وصل پر اوس ہمہ تن شعلہ کی جرات کرتا
ہوتا مین خاک سیہ جل کی جو جاڑا ہوتا

ای قبول آج اگر ہوتی طبیعت حاضر

گو بہیڑ ہی تہی زمین اور لیتا ڑا ہوتا

غم سی چہٹ جاتی جو سر تن سی اُتارا ہوتا
دوستی تہی جو وہ دشمن بہی ہمارا ہوتا

چرخ اول سی یادہ کہین گردش ہوتی
عرش پر گر مری طالع کا ستارا ہوتا

آتی لبیک کی آواز ضرور اسی لیلی
سجدہ مین تو نی جو مجنون کو پکارا ہوتا

عاشق رخ کی لیی تم یہہ جہاتی اندہیر
زلف مشکین سی جہی باندہ کی مارا ہوتا

ضعف دل سی کبہی ظاہر ہوی گرمی عشق
جان ہم دیتی مگر دل کو نہ ہارا ہوتا

آنسو لینی جو کوئی پوچہتا کس کا ہی عشق
تیری آنکہون کی طرف سبکا اشارا ہوتا

آنکہہ مین دیتی وہ عیسی نی ہتہیلی مین اگر
شمع خورشید سی کاجل کبہی پارا ہوتا

دی صدا لا کہہ کو نکلا نہ مگر ایک ہی دو
آتی سو ایک جو دشمن کو پکارا ہوتا

اس طرح آتش فرقت مین تڑپتا نہ قبول
دل کی بدلی جو مری سینی مین پارا ہوتا

غم کا مکان سینۂ بیغم نی کہو دیا
کہویا تہا ہمکو جسنی اوسی ہمنی کہو دیا

لی حلقۂ دہن نی نہ قدر نگین دل
جسپر کہدا تہا نام وہ خاتم نی کہو دیا

اللہ ری بخل نام سبھونکا مٹا دیا — عالم کو فیض جو دین حاتم نی کہو دیا

دل دی کی ہم اوس آفتِ جان کو ہوی تہی شاد — غمکا مکان گم ہی اب اس غمنی کہو دیا

وہ جوش ہجر مین نرہا مجہہ ضعیف کا — سارا بخارِ عشق تپِ غم نی کہو دیا

نشتر کی آب بجہہ گئی ہی خونِ گرم سی — ہیہات اوسکی دم کو مری دم نی کہو دیا

نالی کیی ہزار نال بہار نی — بلبل کا عیش گریۂ شبنم نی کہو دیا

پیری مین خاکسارون کا رتبہ ہوا نصیب — اوس کشتی کی عیب کو اس خم نی کہو دیا

پہاہا اُتر گیا گہہ داغِ دل سی آج — غم ہی کہ دردِ زخم کو مرہم نی کہو دیا

ہم ہوگئی گناہ سی جنت کی مستحق — تر دامنی کو نارِ جہنم نی کہو دیا

ہر صبح جستجو مین جو اُڑتی ہی باغ سی — عکسِ نشانِ آفتاب کو شبنم نی کہو دیا

پیچیدہ گیسوون سی مشابہ جو تہا تری — گیا گیسوِ دراز کو پرخم نی کہو دیا

ای بت جو اس باجنہ سارا جہان ہی — عالم کو تیری حسن کی عالم نی کہو دیا

دل انکی میری ساقی گلفام کو دیا — جامِ جہان نما کو یہان جم نی کہو دیا

احباب کی فراق مین سینہ کٹا کیا — ہیہات کیون نہ ہاتہہ کو ماتم نی کہو دیا

گیا مثبت ادّعا کا رہی مار نا غیب — یہ میم دہن کمر کا الف ہمنی کہو دیا

ابلیس کی فریب مین آئی ہزار حیف — اکدم مین باغ خلد کو آدم نی کہو دیا

دل بیوفا صنم کو دیا روح پاک نی — یا ہاتھ سی مسیح کو مریم نی کہو دیا

انگیا کو دیکھکر ہوئی مجنون سب رقیب — نا محرمون کو یار کی محرم نی کہو دیا

کہتا ہی شکوہ تلف دل مین وہ صنم — تو کیا کریگا دل کو تری ہمنی کہو دیا

جلتا رہا رقیبون سی مین کوی یار مین — لطف بہشت نار جہنم نی کہو دیا

دیکھا اوسی تو پہر نہ رہا لطف اشتیاق — جو زخم مین مزا تہا وہ مرہم نی کہو دیا

دل تہا کبھی یہ ہمسی گیا پاس یار کی — کیا غم ہی قلب سکہ اگر ہمنی کہو دیا

عالم کو دیکھا خالق عالم کو بہول کر — جام خدا نما کو کہان جم نی کہو دیا

سرکش جہان کی ہوی سب آکی سرنگون — عالم سی فتنہ فتنہ عالم نی کہو دیا

دل کہول کر امام کو ہم روئی ای قبول
غم سال بہر کا ماہ محرم نی کہو دیا

تیر سینی پہ لگانی جو وہ قاتل آیا — دل مرا توڑ کی سینی کو تڑپتا آیا

سامنی کھینچکی تلوار جو قاتل آیا
سینی جانا ہی لب اب جان گئی دل آیا

سب جگر ہو گئی لہو اشکون کی شامل آیا
لی کلیجی ہوئی ہم جب سی کہین دل آیا

کون کون آگی تری نور کا سائل آیا
مہر بہی جام بکف آ ہی مہ کامل آیا

آگی رو یا مین رولایا مجھی بوسہ نہ دیا
خواب غفلت مین بہی آیا تو نہ غافل آیا

تیری کوچی مین تجھی دیکھکی سمجھا پھر مین
آج جنّت مین نظر حور شمائل آیا

بخت خوابیدہ مری جاگ اُٹھی سو کی سہی
اپنی یوسف کی مجھی چاہ ہتی سو دل آیا

پاس پہونچا تو کیا حسرت وصلت نی ہلاک
غرق مین ہو گیا جب دم لب ساحل آیا

سینی دل کو تپ فرقت مین کیا ہی پتھر
ای طبیب اسکو تو سمجھا مرض سل آیا

تیری آنی کی خبر باغ مین ای گل جو اُڑی
دل بہی اُڑتا ہوا ہمراہ عنادل آیا

عشق مین کل کا تری عاشق گیسو کو ہوا
طوق پہنا ہی گرفتار سلاسل آیا

محنت باد صبا ہو گئی برباد افسوس
اُڑکی چہری پہ تری پردۂ محمل آیا

قاتلا تلووں سی مل آنکھین کہ حسرت نکلی
تیری قدمون پہ طپیان ہو کی نیم بسمل آیا

دیکھلی رو ہی کتابی مین جو سطر ابرو
عالمون نی بہی کہا مطلب مشکل آیا

تیری جانی کا غم آنیکی خوشی سی ہی سوا ۔ دم مرے سینی مین آیا تو بہ مشکل آیا

ایک صورت پہ فلک کی ہی نہین باشندی ۔ ماہ ناقص نظر آیا کبھی کامل آیا

بیٹھی تھی بحر شفا جب اوسے آتی دیکھا ۔ اٹھی کہتی ہوی عیسے کہ وہ قاتل آیا

تو بتون کی جو پرستش مین ہی مشغول اے دل ۔ ہین معبود حقیقی کا سے قائل آیا

دور سی تجکو جو آتی ہوی دیکھا ای جان ۔ روح نے مجکو صدا دی وہ ترا دل آیا

لشکر حسن کی امداد سی ای مایہ ناز ۔ کشور دل پہ سپہ عشق جری بل آیا

مشغل عشق تہی ہمرہ سفر ہستی مین ۔ مین ازل ہی سی ترے حسن پہ مائل آیا

ہین وہ مجنون ہون کہ جب نجد مین ہوتا ہی گذر ۔ خود پکار اُٹھتا ہی مجنون کہ وہ جاہل آیا

طبع ناساز ہی سبکی تو مطرب نالان ۔ تو جو محفل مین نہ ای رونق محفل آیا

آفتاب و زحل اکجا ہین یہ سمجہا ہین ۔ تیری رخسار کی اوپر جو نظر تل آیا

تجکو منظور نہ تہا چہرہ گلگون دیکھے ۔ منحرف ہو کی خود آئینہ مقابل آیا

قوس ابرو کی زیارت کا زبس تہا مشتاق ۔ ماہ نو قوس مین طی کرکی منازل آیا

زاہدا عشق مین ہی طعن ابساؤن پر ۔ نظر آیا نہین تجکو چہ بابل آیا

مصحفِ رُخ کی زیارت کو جہان اُمڈا ہے / ہو نظر کا تری گردن مین حمائل آیا

خال کی عشق مین کیا شعلۂ رخسار کا ڈر / منہہ جلا دینی کو کافی نہین فلفل آیا

گئی ناسخ تو عدم مین شعرا بولی بقول
ہم مین سر دفترِ اربابِ فضائل آیا

درازی اوسمین کہان تھی بڑا اچھل پڑتا / جو کہتا زلف کو سنبل تو اور بل پڑتا

نہ کھا ہاتھ جگر پر تو تمنی خوب کیا / دھڑک جو مٹتی کلیجی کی دل اوچھل پڑتا

جو آئی صبح سواری تری اودہر جاتی / تو دیکھنی کو فرنگی محل نکل پڑتا

جو سنگدل کی محبت نہ ہوتی اے فرہاد / تو تیری جان کی پیچھے نہ یون جبل پڑتا

شبِ فراق مین آتی مِری خبر کو اگر / تو ہاتھ جوڑ کی مین پاؤن اے اجل پڑتا

نہ پیچ زلف سی سنبل مین ہین نہ وہ درازی / جو کہتا زلف اوسی دو طرح کا بل پڑتا

خلل دماغ مین آتا تو ہوتی نعرۂ ہُو / کسی طرح نہ مِری بات مین خلل پڑتا

ضعیف جان کی ناحق مجھی نہ ذبح کیا / وہ رقص تجکو دکھاتا کہ تو اچھل پڑتا

وہ تیرہ بخت ہون کہتا جو غم ہی تو پسِ ذبح / سیاہ سُرمی سی گر اک اشک ڈہل پڑتا

رقیب پڑتا اگر زیرِ سایۂ دیوار
اُٹھاتا مین اوسی جانان وہ بے محل پڑتا

سفر کو وہ جو چلی دل بہی گیا ہمراہ
جو رکتی اسی ہم تو خبر نکل پڑتا

تری ہی سعی سی حکمن نہ تہا رہا ہوتا
جو ہاتہہ بیڑی کی بہہ پاؤن ای اجل پڑتا

وہ کہتا ہی کی سن سنکی نالہ ہای بلند
کل آئی مجکو جو ماندا تو آج کل پڑتا

چمن سی جوشِ گل مین جو نکلی شکر کیا
جو رہتی چین نہ نالون سی آج کل پڑتا

سکندر آئینہ رخ جو دیکہنی آتا
نگہہ کا پاؤن نہ جمتا کبہی پہسل پڑتا

جو سیرِ کوچۂ دلبر دکہائی لیجاتا
یقین ہی دلِ نالان وہین مچل پڑتا

تماشا دیکہتا گریۂ اشک کا وہ طفل
ہتیلیون کو مری چین ایک پل پڑتا

دکہاتا شکل تو جا سکتا پہر کہان وہ حسین
بہہ دیدہ ہی جو سیماب سان اُبل پڑتا

قبول اوسکی جو چہپی نہ ہوتا سر گردان
تو پہر مرگ تری پیچہی اجل پڑتا

صاف کر زنگ دوئی سی آئینہ ادراک کا
ہی اگر دید نظر نظارۂ حسنِ پاک کا

ہی ہوا ن گردونِ گردان آہِ آتشناک کا
جو ستارہ ہی شرر ہی شعلۂ ادراک کا

صورتِ شمع یار سے دیکھی نہ کیون گرمیٔ شب
دیکھنے والا ہے وہ آئینۂ افلاک کا

مست ہون خیالِ سینۂ یار مین آٹھون پہر
نشہ کم ہوتا نہین دم بھر بھی اس تریاک کا

پاک رہ بیباک رہ اے دل فنا فی اللہ ہو
پاکبازونکی لیے ہے عشق حسنِ پاک کا

تو جو چشمے سے دہن کی دیکھا پانی آ اے صنم
دانۂ دُربار لائی گا شجر مسواک کا

اس سے چھالا ہے جگر مین اور اس سے دل دو نیم
کان کی موتی سے بھی بالا ہے تنکا ناک کا

صورتِ قاتل نظر آتی ہر اک تلوار مین
تیغ جسکا نام ہے جوہر ہے اوس سفاک کا

احتیاج بادۂ انگور سے کیا ساقیا
مست کر دیتا ہو جس نازک کو سایہ تاک کا

رشک سے سب چھریان پی لگی اے شہسوار
ہے ہر اک مذبوح تیری بستۂ فتراک کا

دامنِ محشر بھی تسکین بخش ہو ممکن نہین
ایک پھاہا ہو گا اس دلِ صد چاک کا

دشت مین بھی دل نہ بہلا ہو گئی وحشت سوا
آگ مجکو لگ گئی جنگل جو پہولا ڈھاک کا

نعمتین لاکھون طرح کی کھائین پر سیری کہان
سب حریصون کا دہن گویا دہن ہے خاک کا

بال ہم دُرِ نجف کا سمجھا اے آئینہ رو
دانت مین تیری جو ریشہ رہگیا مسواک کا

آہی گیا دامن کی جھپی ہیجان آڑ و ایگا
وحشت کیون مشتاق ہے تیری گریبان چاک کا

جامِ مَے کو جو ترا ہی مَے جو مجھہ سرشتہ کی
ای پری رو پہر گیا سر پہرتی پہرتی چاک کا

اس طرح ای گل تری کوچی مین ہین عاشق ضعیف
جیسی ہوا انبار گلشن مین خس و خاشاک کا

سیل حسنِ یار کی وی سونگہنی کو وہ اگر
مشتاک تری کیسہ مین بہرون ابہی فی الاک کا

کاسہ سر جب سمِ توسن سی ٹوٹا ای سوار
رتبہ معراج یاد آیا مجہی فتراک کا

غول مارے خوف کے جسجا قدم رکہتا نہین
رہنی والا ہون مین اوس صحرای خشتناک کا

کیا مقامِ پاک عاشق کو جو پوشیدہ کرون
واعظا ہی عشق مجکو اک بتِ بیباک کا

تیری دیکہا جو بحرِ غم مین مجکو ای قبول
ہنسکی وہ بولا کہ دل دریا ہی اس تیراک کا

سوال بوسہ لب ہمنی جب دہن سی نکالا
تو اوسنی ہو کی خفا ہمکو انجمن سی نکالا

کنوئین مین ڈوب کی جانِ عزیز دینگی ہم ای یار
جو تو نی یوسفِ دل کو چہ ذقن سی نکالا

گلون کی زردی رخ دیکہنا ہوا نہ گوارا
خزان کی پہلی ہوا نی ہمین چمن سی نکالا

حلب سی آئینہ حیران ہو کی چہری سی نکلا
ہرن کو زلف کی وحشی کیا ختن سی نکالا

بہلا دیا یار نی مجکو مین وسکی یاد نہ بہولا
رہا وہ دل مین مجہی گو کہ انجمن سی نکالا

سمٹ کی لب ہوئی میری مثالِ نقطہ موہوم
دہانِ تنگ کا کچھ وصف جب دہن سیں نکالا

جو وقتِ خندہ شنی او سیں اپنی دانت نکالے
تو آب و تاب کوں فوراً درِ عدن سیں نکالا

برنگِ غنچہ جو اوس گل کی عشق میں ہوا ہی دلتنگ
ہوای گشتِ جنون نی ہمیں چمن سیں نکالا

لحد پہ بیٹھ جو میں اوسی بہرِ فاتحہ رکھا
لحد میں ہمنی وہیں ہاتھ کو کفن سیں نکالا

شرب کی میں اوسی چلا یا جب ان وو ہوا اترک
پھر ایک تیر نہ اوسی مری بدن سیں نکالا

ستارۂ شبِ تاریک نورِ عشق سیں پہنچا
ہماری دل کو عبث زلفِ پرشکن سیں نکالا

کنارہ کش وو رقیبوں کی حلقی سیں ہوا از خود
ہماری چاند کو اللہ نی گہن سیں نکالا

اگرچہ جامی سیں باہر ہوئی ہی آپ زلیخا
کشش نی عشق کی یوسف کوں بھی وطن سیں نکالا

سخن دہن سیں نکلنی میں مستقیم ہوئی ہی صدہا
قبول ہو کی خموش اب دہن سخن سیں نکالا

غم کی بدلی صبح ہوتی زہر کھانا خوب تھا
جان کا ایجان مہلت ہی میں جانا خوب تھا

رو یا کرتی اور ہی محبوب کا ہم لیکی نام
شاید آتی تم سزا دینی بہانا خوب تھا

تیرِ مژگان سیں ڈالی ہو مری سینی کوں کیا
پاس گر ہوتا مری تو دل نشانا خوب تھا

تیغ ابرو سی ہمین مارا یہہ کیا اندھیر ہی
زلف کی محبوس کو پہانسی چڑہانا خوب تہا

جامۂ صد چاک اوتروا کر کفن مجہکو دیا
کیون بدلوایا وہی عاشق کا بانا خوب تہا

ختم اوس محبوب پر میری ہوا حُسنِ ملیح
لاکہہ یوسف سے دوچند اونکو ہیگا نا خوب تہا

عقل گو کہوتا ہی ہر دان کی آگی جنون
پر ہمارا قول ہی بہلول دانا خوب تہا

رشتۂ الفت مین اپنی کیون نہ کہینچا دل مرا
سخت نادانی ہوئی مستی یہہ دانا خوب تہا

عشق مین صبح اصبحر اپہر کی کیا پہل پل گیا
اوسکی در پر بیٹہہ کر صدمی اوٹہانا خوب تہا

عہدِ سابق مین وراندادونکی تم سنتی نہ تہی
تہی بری اہلِ زمانہ پر زمانا خوب تہا

وای نافہمی کہ بعدِ عاشقی ثابت ہوا
دل لگانا حد برا تہا اور ستانا خوب تہا

اب کہان پاوگی میری طایرِ دل سنگار
تیرِ مژگان سی چہدا اوڑ کرنتا ناخوب تہا

دانت برق اودی ہری ابر این لازم ہی شفق
ای صنم مسّی لگا کر پان کہانا خوب تہا

تہی کشش معشوق مین عشاق کی کوشش کی بعد
عشق بازونکی لیی اگلا زمانا خوب تہا

توڑ ڈالا قدر کچہہ مستی نہ کی ای ماہرو
ورنہ زلفون کا دلِ صد چاک شانا خوب تہا

زور کو بازو نکہہ کو آنکہہ سمجہہ عشق دل
جسکو جو بخشا وہی اوسکا ٹہکانا خوب تہا

تم جو دم بھر بیٹھ کر اٹھی چلی ہمراہ روح
جسم عریان پہینکر بی روح عالم ہو گیا
پوچھتا خوش ہو کی کو ظالم بر احوال تباہ
بعد ناسخ ہاتھ ملکر کہتی ہی سب بیکس یہ
یہ کی اب خم جگر کہوتا ہی دل کی تشنگی
پہر وہی فرقت کی صدمی ہین ہی بس لگ گئی یاد
اوسکی آنی ہی مجہی فرقت کا دہڑکا لگ گیا
ناتوانون کی طرح وصلت مین دل کانپا کیا

میری گھر مین ایسی آنی سی نہ آنا خوب تھا
غسل آنکھون کو دلا اونکا نہانا خوب تھا
ہہین مین قاصد کی خط خود دیکھی جانا خوب تھا
اٹھ گیا دنیا سی وہ شاعر برا نا خوب تھا
تیغ تیز یار کا پانی چرانا خوب تھا
ای طبیبو ہوش مین میرا نہ لانا خوب تھا
غم امید وصل پر فرقت مین کہانا خوب تھا
بوجھ فرقت کا اٹھانی کو توانا خوب تھا

سینی مین دل دل مین راز الفت پردہ نشین
ای عتبول افشا ہی تیرا دل چہپانا خوب تھا

تیغ مین تیری ہی نقشا ابروی بی پیر کا
اسلی چہلنی ہی دل سنکر جوان و پیر کا
دم نہ ہوتا بند جانا قیدی دلگیر کا

سوم اوسکی تیغ سی فولاد ہی شمشیر کا
دم بہرا ہی آہ نی میری تمہاری تیر کا
طوق بنتا گر تیری دروازی کی زنجیر کا

مین فقیر بی نوا مہمان ہون چرخ پیر کا
جام شربت دن کو ہی شکوہ پیالا شیر کا

خواب وصلت کی مجھی کو ملتی ہی تعبیر وصل
خواب سے مین جانتا ہون فیض تعبیر کا

تنکہ لا تدری بای ارض سی غفلت مین کیا
قصد کرتا ہی جو اپنی قبر کی تعمیر کا

آبداری جو گئی ہو جائی قاتل قتیل
پہوڑی گر نوک مژہ چہالا تری شمشیر کا

عشق لام الف مین مجھکو ازل سی تھا رقم
قد مرا تھا دائرہ حرف خط تقدیر کا

ہین نگہ کی صید بی تائید مژگان سیکڑون
ورنہ پیکان ہی ازل سی جزو اعظم تیر کا

تیغ ابرو کاٹ دکھلاتی ہی جب جا وقت قتل
رتبہ بالی ہی سروہی کا تہکی شمشیر کا

مین عبث حسرت مین نگہ کا غیر ہوتا ہی نشستکا
راست چلنا اس جگہہ کج ہی ہماری تیر کا

مین تری خلخال پا سی اوٹھاون کس طرح
دائرہ یہہ ہی مری حرف خط تقدیر کا

لاکھ رنگون سی تری تصویر مانی کھینچلی
رنگ لائی گا کہان سی قد کی تصویر کا

تھیلی جہلی مین ہوا ای ترک پہلی مرتبہ
تیر ہر ریشہ ہوا گویا بدن کو تیر کا

شوق کرتی کیمیا سازی کا ہم بہی ای مقبول
ہوتا گر سونی کا مرقد صاحب اکسیر کا

ہوش کہوکر کار عقل ای ہمسر مینی کیا
جنگلون مین پہر کی تیری دل مین گہر مینی کیا

دور میری طرح رہتا ہی دل محبوب سے
اپنی نالی کی اثر مین بہی اثر مینی کیا

رنگ لائیگا لہو محشر مین ای قاتل ضرر
تجکو تر دامن کیا دامن جو تر مینی کیا

وصل کی شب آنکہہ جو اوٹہی جبین یار سے
اتنی مین نظارۂ نجم سحر مینی کیا

عشق کی شعلون مین مونون پانی ہو کر بہ گئے
لو کہ دل لوہی کا پتہر کا جگر مینی کیا

تیغ جب کہینچی ہوی تیوری چڑہائی آئی تم
سامنی دل کردیا کیسا جگر مینی کیا

اونگلیان اوٹہنی لگین تیری طرف مثل ہلال
عشق تجہسی جب سی ای نازک کمر مینی کیا

تہی جہان ساری حسینان جہان اک تو ہی تہا
سجدہ سب مین تجہی ای بی خبر مینی کیا

غیر کی گہر چلی دنیا سی مینی راہ لی
پا تراب اونکا ہوا تہا اور سفر مینی کیا

خود ہوا معدوم مین عشق دہن مین ای پری
ایک مدت سی دل عنقا مین گہر مینی کیا

شکل اپنا ہی نہان سی تا نہو وحشت سوا
گر سفر مین لگ گئی بستی حذر مینی کیا

قطعه

وعدہ آنی کا کیا تہا اور تم آئی نہ تہی
آہ میری منہہ پہ کہتی تہی اثر مینی کیا

نالہ غل کرتا تہا حل مینی کیا مطلب ترا
گرلی تہی ہر پل اشارہ چشم تر مینی کیا

جذبِ دل کھنچتا تھا کھینچا ہی اوسی مین ادہر — عشق کھنچتا تھا یہہ کارِ سخت تر مین نی کیا

اور کلیجی کی پھڑک کہتی تھی جو حق ہی وہ سُن — کر دیا بیتاب اور راہی ادہر مین نی کیا

کہتی تھی سینی کی آگ اوس بُت کا دل کر کی نرم — مہربان مدت مین تیری حال پر مین نی کیا

الغرض شب مین جہان یہہ سب کیے لی رہی — انتظارِ آمد آمد تا سحر مین نی کیا

تم نہ آئی رات بہر کیا ورنہ تھا پر مگر — شمار ان سب کو ای تنگ تر مین نی کیا

جا نہین پاتا دہان وہم بوسہ بہی کبھی — مختصر وصفِ دہان مختصر مین نی کیا

بس ہی طوفِ خانۂ حق عمر بہر مین ایکبار — تیری گہر کا طوف ای بُت عمر بہر مین نی کیا

مین جو کہتا ہون نگہہ سی تم جدا اک پل نہین — ہنس کی کہتی ہین تری آنکھون مین گہر مین نی کیا

گر لیا عاشق تہین بہی عشق کی تاثیر سی — دل مین دل ڈالا تمہاری گہر مین گہر مین نی کیا

جتنا مین نی کہا کیا اوتنا شگفتہ وہ ہوا — سرو قامت یار کا ذوق کی تر مین نی کیا

سست رو انسان کو کوئی راہ کیا دکھلائیگا — بہول کر رستہ خضر کو راہبر مین نی کیا

لطف اب بہی ہی جو تم آؤ کہ ابتک خوف سی — آہ بی تاثیر نالہ بی اثر مین نی کیا

یارِ ہرجائی کی چہپی دل بہی دل مین اون — زیر چرخ اسطرح چلّہ عمر بہر مین نی کیا

کچھ تو وزن کو بڑھایا کچھ گھٹایا ہین عشق سی
راہ کچھ نکلی تو پیدا خوب در میں کیا

نیش غم لی کیا کیا جو کچھ گھٹا پھر ل گیا
نوش اپنا آپ نے خون جگر میں کیا

کامل و ناقص کا ناحق مورد الزام ہون
بی ہنر اچھی عبث کسب ہنر میں کیا

غیر کا در کیا ہی جب خود مجز صادق میں
میں ہون شہر علم اور حیدر کو در میں کیا

خیر بشر ہو گیا میری لئی جب سے قبول
ورد نام حضرت خیر البشر میں کیا

جال تم دونون کا ای لف دوتا اچھا تہا
ہم بھی پیچ سی کچھ ہمسی حسد اچھا تہا

آج سر کہول کی کہتی ہین وہ لاشی پہ مری
ہای کل تک یہہ گرفتار بلا اچھا تہا

قیس و فرہاد ہو وامق ہو یا نل ای جان
عشق مین کون تہا جو ہمسی بہلا اچھا تہا

نیک و بد سب مجھی کہتی تہی برا جیتی جی
آج سب کہتی ہین افسوس وہ کیا اچھا تہا

غنچہ ہای دہن تنگ ہین تہی رات سی تنگ
جا نہ سوتی چمن ای باد صبا اچھا تہا

ماس کی پتلی مین کیا تہا جو اوتارا نہ مجہی
جان کی خیر رہی یہہ صدقا اچھا تہا

بزم می مین ہوی گو لاکہہ مناہی سے
سینی ہی دیکھہ لیا چپکی مزا اچھا تہا

تمنی جو شربتِ دیدار پلایا مجکو
یا تو مرتا تھا بری حال سی یا اچھا تھا

صدقی تھی قلقلِ مینا و گلوی مینا
جب وہ کم سن تھی بہر شکل گلا اچھا تھا

تھی ہزارون مجھی کج جی سی نکالا تمنی
مین بھی عشاق مین جو کچھ تھا برا اچھا تھا

لاکھ لقمان ہم ہون مجھی صحت کیسی
اجل کی جو میسر ہو دوا اچھا تھا

روزِ دوڑا کی توقع پہ کیا ہاتھ دراز
پاؤن بدالی کسی شب تو صلا اچھا تھا

دل بہلنی کو لیی بیٹھا ہون ایک اور حسین
آنکلتا جو وہ بدخو تو مزا اچھا تھا

ذکر اوستاد کا آجاتا ہی محفل مین
چار جانب سی یہہ آتی ہی صدا اچھا تھا

ای قبول اس لیی کی ترک ملاقات اوس سی
دوستی کا تو برا دشمنی کا اچھا تھا

تو وعدۂ وصال جو فرما کی پھر گیا
شکوہ ترا زبان پہ آ آ کی پھر گیا

جور و جفا مین حیف ابھی تک کمی نہین
مہر و وفا کی مجھسی قسم کہا کی پھر گیا

شکل اپنی دیکھی وہ آیا تو کیا حصول
آئینہ دور سی مجھی دکھلا کی پھر گیا

ناصح لی ترکِ عشق مین کہین [illegible] کا ل
[illegible] ابھی [illegible] وہ پہر وا کی پھر گیا

وعدہ ابہی تو بوسۂ لب کا کیا اگر — جب مین نی منہہ بڑہایا تو شرما کی پہر گیا

نالون سی میری جان در یار پر گئی — پردہ یہہ جانتا ہی کہ چلا کی پہر گیا

تیری گلی سی نئ اوٹہون مین محال ہی — عاشق وہ کون تہا جو یہان آ کی پہر گیا

مجمع سنا رقیبو کا جب گہر مین یار کی — سنتی ہی مین یہ ریستی سی جہنجہلا کی پہر گیا

اوس بی وفا کا دل نہ پہرا میری قتل سی — خنجر کا منہہ بہی جہہ پہ ترس کہا کی پہر گیا

سائل ہوا تہا بوسۂ رخ کا ترا فقیر — تجہسی جواب صاف مگر پا کی پہر گیا

آیا تہا جب وعدۂ وصلت وہ میری گہر — عیار مجہکو باتون مین بہلا کی پہر گیا

اللہ ری بانکپن کہ جو ہین اوسکا میرا دل — ایک ایک تار زلف کا بل کہا کی پہر گیا

کیا اعتبار بات کا تیری ہا قبول
قسمین اودہر بجالی کی تو کہا کی پہر گیا

ہنر سی جیتی جی کیا کام نکلا — نشان اپنا مٹا تب نام نکلا

بہروسا کیا مریض زلف و رخ کا — سحر یا نکلا دم یا شام نکلا

سخن سی تیری مین جان پائی — کرامت معجزہ الہام نکلا

پیونگا خون دل بھر بھر کی ساقی — مری حصّی کا خالی جام نکلا

مقید سیر کا ہی بلبل دل — چمن ای باغبان گلدام نکلا

بہت تہا تشنہ کام آب شمشیر — ہوا نام اوسکا میرا کام نکلا

اذیت اسقدر نالون سی پائی — کہ دل سی ہو کی تنگ آرام نکلا

لب میگون جانان تک نہ پہونچا — لباب دل ہمارا خام نکلا

ہی بدنامی برا ایسی کو کہنا — جو ہو استاد کوئی نام نکلا

جو دیکھی فال بھر قتل عشاق — تو پہلی سب سی میرا نام نکلا

رہی محروم می دوری مین بہی ہم — تہی پہلو اودہر سی جام نکلا

نہ دی گالی ہی کیسا بوسۂ لب — تری دل سی نہ کچھہ انعام نکلا

ہزارون بلبلین تہین سایہ افگن — جو دن کو گھر سی وہ گلفام نکلا

ہی گلگون سمجھکر پی لیا خون — ہمارا دل تمہارا جام نکلا

زبس عاشق ہون اوس مطرب پسر کا — مرا نالہ ہر اک گلبام نکلا

فقط اوس آنکھہ سی نسبت کا غرّہ — بڑا بیمغز ای بادام نکلا

ہمیشہ عشق کی شعلون مین پکّا
مگر پھر کشتۂ دل خام نکلا

جنون اسکا رہا وہ مول لی ل
مگر سودا ہمارا خام نکلا

قبول اپنی دہن سی وقت آخر
نبی کا کلمہ حق کا نام نکلا

ضعف مین مجنون سی شکوہ تیرا لاغر کم نہتا
نجد کی جنگل سی وحشت مین مجھی گھر کم نہتا

چشم تر کی خاک سی وسنی جدائی اپنی آنکھہ
ورنہ میری تن تر سی سمندر کم نہ تہا

نامی کا لیکر جواب آیا تو آنکھہ ایسی پہری
باز سی کنجشک دل کو کچھہ کبوتر کم نہ تہا

جسم کا گر عکس اوسمین تہا تو اوسکا جسم مین
اوس پری کی حسن سی کچھہ حسن پیکر کم نہتا

تیغ ابرو کو عبث تکلیف دی ہی پہر فیچ
کچھہ نگاہ تیز کا ہی مجھکو خنجر کم نہتا

عشق کی دریا مین سی ہی بندہ گئی کچھہ ہاتھہ پاؤن
ڈوبنا تقدیر مین تہا مین شناور کم نہتا

خط کہان کیسا کبوتر کا پہر آنا اس طرف
پہر سی اوس صیاد کی پہرا تو اک پر کم نہتا

واد کی دن بڑہ کی شوالیگیا برسون کی راہ
ورنہ وحشت کو مری صحرای محشر کم نہتا

حسن زیبا مین تو ہی کچھہ اونٹھا ای نازنین
پر یہہ عاشق بہی کمر سی تیری لاغر کم نہتا

حسنِ روز افزون سی عشقِ عنت افزون ہی سوا
حسن سی مین کم اسی سمجہا کیا پہ کم نہ تہا

یا یہہ وحشی سخت جان ہی یا نہین لاغر ہون مین
ورنہ مجہہ لاغر سی کو ایک تیر کم نہ تہا

جب شباب آیا گئی فردوس سی دوزخ مین ہم
بچپنی مین خلد سی دامانِ مادر کم نہ تہا

تیرا سودائی کہان جاتا جو ڈالین بیڑیان
کچہہ تری زنجیرِ در کا مجہکو لنگر کم نہ تہا

پانو پہولی دیکہکر قاتل کو پہر مارا گیا
بہاگ جانی کو مری میدانِ محشر کم نہ تہا

پہونک دیتا عشق گرم اب تک مری آگ کو مگر
اس عرق سی آگ ہولی مین یہہ جوہر کم نہ تہا

تم نی نظروں سی گرایا سر چڑہی اب کیون نہ غیر
ورنہ اوسکی پانو سی اب تک یہہ کمتر کم نہ تہا

عشق کا رستہ دکہایا حسن نی کرنی کو قتل
ہای اب سمجہی کہ رہزن سی یہہ رہبر کم نہ تہا

جب غلام آکر ہوا حیدر کا شاہی چہوڑکر
پادشاہِ ہفت کشور سی بہی قنبر کم نہ تہا

سیکڑون دیوان مین وصفِ دہانِ تنگ مین
لاکہہ دفتر سی یہہ اک نقطہ مختصر کم نہ تہا

باعیش ہوکا تری قد کا جہی بیجا نہ تہا
سرو موزون تہا تری قد کی برابر کم نہ تہا

نکلی کیون پیکر شراب افسوس جو سوا ہوئی
خاک پر بیہوش رہی گو ہین گہر کم نہ تہا

صاف کہتا ہون کہ تیری چہرۂ شفاف نی
داغ مٹ جاتا تو پہر ماہِ منور کم نہ تہا

اوس سی بچ بچ بھی گئی تھی بمشکل جہان — جو بہ شمشیر سی کچھہ تم مین جوہر کم نہ تھا

چشمِ دل سی صاف صاف آئی نظر عالم کی سیر — تیرا دل آئینی سی کچھہ ای سکندر کم نہ تھا

کیون نہ سر مار مری میرا دلِ سخت ای صنم — سنگ سی دالی کو تیری یہہ پتھر کم نہ تھا

جب ملا وہ بادشاہِ حسن داغِ دل مٹی — اہلِ زر سی بحر مین بہی مین تو نگر کم نہ تھا

لشکر ہی غالب ہا تیری فقیرون پر مقبول — سب سی بحبتِ عشق مین تیرا قلندر کم نہ تھا

وردِ زبان وصفِ دہن ہو گیا — گل سی بھی رنگین سخن ہو گیا

دشتِ جنون مین نہین ملتی سرا — آ پڑی جسجا وہ وطن ہو گیا

فصلِ بہاری مین مری سیر کر — داغ بڑہی جسم چمن ہو گیا

زلف ہٹی چہرہ محبوب سے — چاندنی پہر چہٹکی گہن ہو گیا

مشقِ ستم کی نہین قوت اونہین — اب وہ گئی دن وہ چلن ہو گیا

سینی جو وصفِ درِ دندان کیا — میرا دہن رشکِ عدن ہو گیا

شرم و حیا دور جو کی یار سے — اور بھی بی ساختہ پن ہو گیا

لعل مضامین ہین ای وصف لب
میرا دہن کان یمن ہوگیا

زلف ہی کہہ دل مین گہی یاد لب
گاہ ختن گاہ یمن ہوگیا

پہوڑ کی سر گر پڑی ہم غار مین
کوہ کا دامان کفن ہوگیا

تہی جو نہ آرایش جسم آپ سے
اور ہی بی ساختہ پن ہوگیا

پہنستی ہی گیسو مین سے آبرو
دل ہوا دلوا ور رسن ہوگیا

لاکہون ہی عشاق کٹی مرتی ہین
کوچہ جو تہا خلد وہ رن ہوگیا

اتنی دنون دشت مین گردش رہی
ہمکو فراموش وطن ہوگیا

دہر سی ناسخ جو اوٹہا ای قبول
خاتمہ حسن سخن ہوگیا

جو منہہ دکہاتا ہمین وہ نگار کیا ہوتا
ہماری نفع مین نقصان یار کیا ہوتا

کمر کو ملنی لگی میری جسم سی تشبیہ
تمہاری عشق مین اب اور زار کیا ہوتا

جو ہوگی تہ بتہ افلاک کی نہ کام آتا
تو ہقدر مری دل کا بخار کیا ہوتا

جو میری قتل کا وعدہ وفا نہ تم کرتے
تمہاری بات کا پہر اعتبار کیا ہوتا

لگی تھی دل مین وہ گو مثل تیر سیدہا تھا
جگر کو چھانا کیا ترک یار کیا ہوتا

اوٹھائی عشق سی صدمی شباب مین لاکھون
ضعیفی مین یہہ بہلا یاوگار کیا ہوتا

برہنگی نی سر اوسپہ کردیا ثابت
وگرنہ عشق مین میرا وقار کیا ہوتا

کبھی اوٹھی تھی ہم جیتی جی بہی ستی سی
ہوا سی اونچا ہمارا غبار کیا ہوتا

ہزارون مرگئی عاشق وہ گل ہنسا ہی کیا
ہماری لاش پہ پہر اشکبار کیا ہوتا

وہ شوخ کہتا ہی رسوا ہو در بدر کہ کی
مری طرف سے بہلا او پیار کیا ہوتا

گلہ وصال سی میرا بہی دل جو کہلجاتا
تو لطف موسم جوش بہار کیا ہوتا

تمہاری ظلم و ستم کب گئی گئی ہمسی
ہماری داغون کا شمار کیا ہوتا

ابہی شعلہ اوٹھا تھا کہ مجھکو خاک کیا
پہر کبھی عشق کی دل مین نار کیا ہوتا

مژہ دراز ہی لیکن علیل صید افکن
یہہ تیر پہر جگر و دل کی پار کیا ہوتا

وہ چہرہ شب فرقت نظر سی گذرا ہی
کہ ایسا دل کا فرکار کیا ہوتا

بہلا ہو اگئی آغاز عشق ہی مین جان
خدا ہی جانی کہ انجام کار کیا ہوتا

بنایا کرتا ہی کام اپنی کارساز قبول

کسی لب شہ پہ مرا بند کا رکیا ہوتا

مین جو الفت مین تری آہ لقا مٹ جاتا — داغ لگتا تجھی آئین وفا مٹ جاتا

لاکھہ اغیار ہتی لیکن جو وہ کہتا مجھسی — یا مٹاتا او نہین مین آج وہ یا مٹ جاتا

مطمئن ہو گئی ہتین قتل جو ہمکو کرتی — ہم جو مٹتی تو تمہارا خدشا مٹ جاتا

کیون لکھایا مری آگی سی اسی دنی مین — نسخہ مٹتا تو یہہ سب رنج و الم مٹ جاتا

کشتہ ہوتا ہتا تری تیغ سی تجہہ بن خون — پہر یہہ کیونکہ مری قسمت کا لکھا مٹ جاتا

حامی ہو جاتا جو میرا وہ بنانی والا — تو مجھی لاکھہ مٹاتا ہی تو کیا مٹ جاتا

ہوتا اک سجدہ ہی مقبول جو ای پیشانی — تجہہ مین رہتا جو لگا ہی سجدا مٹ جاتا

ننگ تہا بات جو کہتا مجھی دیتا دشنام — ای صنم ایک ہی گالی مین گلا مٹ جاتا

تیری مجنون سی منہہ مجہکو چہپانا پڑتا — اس دل سی اگر ننگ قبا مٹ جاتا

فکر ہر شخص کی رتبی کی موافق پائی — کسطرح وغدغہ شاہ و گدا مٹ جاتا

روز اوس پہ چلی جاتی ہین مٹنی والی — کسطرح جادہ صحرای فنا مٹ جاتا

آگیا کلمہ حق حشر مین لب پر ورنہ — سیٹی عو می خون وہ جوہر امٹ جاتا

جسم ساں خشک کیا ذہن ہی ہمنی ای فکر
ورنہ غم ہوتا جو مضمون نیا مٹ جاتا

نور وحدت کی اگر ہوتی مدد یا ساقی
تہا مری دل مین جو کچھہ تیری سوا مٹ جاتا

ای قبول اونکا نہ شکوہ تہا نہ کچھہ الفت کا
لوح دل سی جو مری حرف وفا مٹ جاتا

آپ آتا رحم دل میر انگار اتنا نہ تہا
مین سجاتا اپنی دل پر اختیار اتنا نہ تہا

گر دیا منصور حق نی جان گو اوسکی گئی
جیتا کب تک وہ زمانہ پایدار اتنا نہ تہا

عشق نا لوسنی کیا افشا بڑی خفت ہوی
بوجھہ یہہ مین دل مین کہتا بردبار اتنا نہ تہا

آگ مین الفت کی جب مین جلگیا اور اف نکی
یار کہتا ہی کہ اسپر اعتبار اتنا نہ تہا

یا نکل جانیکو ہی پہلو سی یا آتا ہی یار
عشق ہی برسو لسنی پر دل بیقرار اتنا نہ تہا

اٹھتی ہو اڑکی ہی توسن کو نہ میری پا سکا
مین خود اتنا کب تہا جو میرا غبار اتنا نہ تہا

تمنی ٹرپانیکو آہستہ لگائی تیغ تیز
فیصلہ اک ضرب مین کرتا یہہ وار اتنا نہ تہا

نجد مین تہا قیس مین گہہ دشت مین گہہ کوہ مین
عشق مین وہ بہی ذلیل و خوار اتنا نہ تہا

ویسا عاشق جلا تہا جسطرح جلتا ہون مین
ای حسین آگ کی مزاج عشق حار اتنا نہ تہا

کیا بہراخاک شہیدان سی چمن ای باغبان | بار ہا دیکہا ہی جوشِ لالہ زار اتنا نہ تہا
تہام لی آگ اسقدر دوڑا یا مجکو شوق نی | مجہسی مڑ مڑ جاتا وہ خوش شہسوار اتنا نہ تہا
حسن وہ بڑہتا گیا جتنا ادہر سودا بڑہا | دل مرا ای عشق آگی داغدار اتنا نہ تہا
آج یہہ کہکر دیا جرّاح نی مجکو جواب | سینی مین کل تک ترِی ای یار غار اتنا نہ تہا

مین تو اتنا تہا کہ آخر مٹ گیا او سیر ہقبول
گل چڑہا تا قبر پر وہ گلعذار اتنا نہ تہا

عشق کی شعلون سی ادلسوہ ہمدم کون تہا | ہجر مین جس سی دلاسا ہو بجز غم کون تہا
ہوش کہو کر راہ عشق ای قیس جب ہم تم چلی | ہیچ تہا وہ دشتِ وحشت مین مقدم کون تہا
عشق پستان مین جو کچھ گذری کسیکو کیا خبر | ای پری وہ میری درد دل سی محرم کون تہا
خاک پر لاشہ رہا دن رات بی غسل و کفن | اسکی دل کو لگتی میرا حال ماتم کون تہا
جو کفن پہنا تا ان کو کون تہا جز آفتاب | رات کو نہلا نی والا غیر شبنم کون تہا
طاعت خالق مقدم ہی یہان کیسا نسب | بی خدا کی دست ممتاز و مکرم کون تہا

قطعہ

بندگی باید پیمبرزادگی منظور نیست | جد سبہون کا تہا نہ پیغمبر تو آدم کون تہا

دیکہی کو تیری عاشق سیکڑوں ہوئی ہیں جمع
جان سی تجھپر فدا ای کہ اظلم کون تہا

چشم و ابرو سیدہی جبتک ہی سی جا تیر سیم
تیغ جب کہینچی سو لیری پہر اوسدم کون تہا

قید میں ہی گتی ہم لاش ہی پہینکی گئی
پہر سجانا یار کی محبوس شہ غم کون تہا

جب سی دیکہی عارض پر نور و جام چشم یار
ہیں نہیں واقف سکندر کون تہا جم کون تہا

وصل میں میں لا دل زخمی کیا تہا آپ نی
ہنس کی بولی زخم کا پہر تیری مرہم کون تہا

خلق میں جود و سخاوت نی زبان زد کر دیا
ہیں اللہ ہا اک وہ ہی حاتم کون تہا

داغ سر تا پا ہمی بخشی جو الٹی چال سی
ای فلک پہر طالب بیمار مرہم کون تہا

طور معمولی ہی اوس بندی میں جتای شغل
عقل کیا جانی کہ وہ نور مجسم کون تہا

کسی کی جان کا جانا خیال کیا ہو گا
اگر دکی نہ ہج جو تجھکو ملال کیا ہو گا

قضا ہوئی ہی ہمی ہی مین ایسی حسرت کے
پہر ایسی حال مین وصل صال کیا ہوگا

بجہائیگا نہ اگر آتش جہنم کو
تو یہ مرا عرق انفعال کیا ہوگا

گناہ کام مرا ہی خطا مری خصلت
کرم جو تم نہ کرو گی مآل کیا ہو گا

گلی مین ہم ہ لب بام یار بد خو پاس
ڈری رقیب ہمارا زوال کیا ہوگا

جمال پاک سی جسکی بنی رہین غش مین
پناہ اوسکی بہر اوسکا جلال کیا ہوگا

جو ہچکی آتی ہی ہم آپ یاد کرتی ہین
فقط یہہ ہم ہی او نکو خیال کیا ہوگا

گمون لی زر جو فراہم کیا ہی ای گل تر
جبھی یہ ہوگا تصدق یہہ مال کیا ہوگا

جب اوسکی کوچی مین بیٹھا ہون پانو توڑ کی مین
زیادہ اب ستم ای بول چال کیا ہوگا

تمہارا عقدہ دہن ہو نہ کہل سکا اتنک
وہ جسم نور کا ہی او سین بال کیا ہوگا

سمجھا جو تیری جہالت سی مین تو دیکھیگا
اثر تو شباب مین ای خرسال کیا ہوگا

پہ ہنسی ہی خلق تم اب بال کیون بڑہاتی ہو
فرشتی صید کروگی یہہ جال کیا ہوگا

تمام ایک شب آتشین رات نقش نصیب
تمہاری سامنی مہ کا کمال کیا ہوگا

تمہاری ملاکہ ہوا خجل جیتا
دکہائی آنکہہ تو نادم غزال کیا ہوگا

وہی ہی عشق کا جہگڑا ہوا جو حشر تو کیا
یہان نہین تو وہان انفصال کیا ہوگا

تمام رات نہ ٹہرا ہو جب وصال مین دل
نہین بتاؤ کہ فرقت مین حال کیا ہوگا

تل اوسکی رخ پہ ہی اک خونتا یہہ سنتا ہون
دل سیہ مرا ہوگا خال کیا ہوگا

تلف جو جہوٹ سی ہوگی جوانی فرہاد
تو فائق تجہی ای پیر زال کیا ہوگا

تمہاری منہ تو لسی کیا آبدار در ہونگے
تمہاری ہونٹہہ سی خوش رنگ لال کیا ہوگا

دل سیہ کو کیا جیسا آثار عشق نی سرخ
زغال آگ مین اسطرح لال کیا ہوگا

عدو علی کا لحد سی پڑیگا دوزخ مین
جسی جواب ہی اوس سی سوال کیا ہوگا

گلی جب آکی لپٹ جائیگا وہ مایۂ روح
پہر اپنی جان کا دینا محال کیا ہوگا

کریگا مشق جو انسان نفس گیری مین
قبول پہر اوسی حاصل کمال کیا ہوگا

یہہ کب بتایا کہ مری التجا سی کچہہ نہوا
وہ شاہ حسن مخاطب گدا سی کچہہ نہوا

تمام ہو گیا آدہا جہان دیکہہ کی ناز
مگر وہ کہتی ہین میری ادا سی کچہہ نہوا

چہہ قدم سی نہ کہینچا کبہی مری دل کو
یہہ کیا ستم ہی کہ زلف رسا سی کچہہ نہوا

نہ دل کو عشق کی دریا مین صبر تہام سکا
جہاز ڈوب گیا ناخدا سی کچہہ نہوا

گیا ادہر سی بہی دلبر کو بہی نہ نرم کیا
ہمارا کام دل بیوفا سے کچہہ نہوا

ہوا نہ یار ہی اپنا نہ دل ہوا اپنا
بڑی عذاب سے چہوٹی بلا سی کچہہ نہوا

جب آیا یار تو عیسی چلی یہہ خود کہکر — شفا وصال تہا میری دوا سی کچہہ نہوا

ہزار حصّی کڑا تہا دل اوسکا ہیری سی — کمال خاک اوڑائی جلا سے کچہہ نہوا

نہ گہر مین بیٹہا نہ پہر گدا ی مینی کی — نہ یہہ نہ وہ تری در کی گدا سی کچہہ نہوا

جلایا عشق نی دل حسن نی کیا ٹہنڈا — عدو نی دوستی کی آشنا سی کچہہ نہوا

خضر کی واسطی بہی مرگ ہی ضرور اگر ان — بقا فنا کو ہی آب بقا سے کچہہ نہوا

وہ جانتا ہی کہ اب عشق ہو گیا ٹہنڈا — سوای سردی دل کی دوا سی کچہہ نہوا

نہ نکلی ظلمون سی جان اب نگاہ ناز کرو — وفا سی کام ہو شاید جفا سی کچہہ نہوا

دیا کیا نہ مجہی پہانسی دی کی قتل کیا — یہہ دو ہی امر تہی زلف دوتا سی کچہہ نہوا

نہ صبر ہو سکا ادہر سی دیکہہ کر حنای سرخ — بچا سکا نہ ادہر سے اتقا سی کچہہ نہوا

قبول غنچۂ دل کا نہ حل کیا عقدہ
ہزار آئی گئی پر صبا سی کچہہ نہوا

اور طاقت آئی نالون کی دوا سی کیا ہوا — بڑہ گیا آہ کو نکاد کہہ جا حاصل شفا سی کیا ہوا

دیکہکر دست حنائی کام آئی سیکڑون — لُٹتی ہین وہ کام اپنی رنگ حنا سی کیا ہوا

مجھکو لکھنا بھیجی دعا اوس بادشاہِ حسن نی
دیکھا ای دل صدق نیت کی دعا سی کیا ہوا

ہمنرہ وہ ہو گئی جسدم سنا میرا علاج
اور اک دہڑکا بڑہا حاصل دوا سی کیا ہوا

ناگوارا کل ستم فرقت مین تہا ای ہمدمو
مر گئی ہیضی سی ہم حاصل غذا سی کیا ہوا

عشق مین بکتا وہ تہا ممکن نتہا جاتا کہین
دل مرا ای ماہ رو زلفِ دوتا سی کیا ہوا

دل نی کیون عاشق کیا جو غیر دشمن ہی مرا
لیا گلا نا آشنا کا آشنا سی کیا ہوا

مشق جور یار اوٹہا نیکی مجھی بڑہتی سگئی
دشمنو میرا ضرر ظلم و جفا سی کیا ہوا

وہ تو کیا آتا نہ دل آیا پہر اوسکی پاس سی
بیوفا کا شکوہ کیا اس با وفا سی کیا ہوا

رات بہر منہ پہیری میری سمت سی بیٹہی رہی
بزم مین شرمندہ ہین اونکی حیا سی کیا ہوا

ہاے کیون لپٹون مگر کا مین تو شہید ناز ہون
یار نی بی موت مارا ہی قضا سی کیا ہوا

غم نکر مین عشق گیسو مین جو گہٹ کر مر گیا
ایسی لاکہون کی ہین تیری بلا سی کیا ہوا

تنگ ہو کر تمنی عاشق کو اگر مارا تو کیا
روح عاشق ہی ابہی باقی فنا سی کیا ہوا

بہو کی جلدی سی کی موئی ہم پیاسی آب تیغ سی
پہر نہ پوچہا یار نی ای بہو کی پیاسی کیا ہوا

منفعل ہونی سی جب بخشا گیا مین ای قبول

خرم و مسرور خوش جرم و خطاسی کیا ہوا

جو غم و فا و محبت کی انتہا سے ملا
نہ اتنا رنج مجھی یار بیوفا سے ملا

کچھ ایسا لطف مجھے یار کی ادا سے ملا
مزا وہ دل میں رہا جبتلک قضا سے ملا

جب آیا یار کیا خوب عشق نے بیتاب
یہہ کیا مرض ہی کہ درد اور بہی دوا سی ملا

جفا و جور بڑہی روز اوس ستمگر کی
مفاد عشق یہہ ہی لطف یہہ وفا سی ملا

دعا نی کہینچا ہی احسان تیر اکیا ہی بت
ملا جو تو یہہ مرا مدعا خدا سی ملا

کہا جو مینی کہ ہو مرگ و زیست کی مالک
تو ہنسکی بولی کہ مجکو نہ تو خدا سی ملا

گیا ہی حلۂ خلد برین کو رشک نے تنگ
قبا کو نور یہہ محبوب خوش قبا سی ملا

جو جاؤن تو شب ظلمات دن میں آنکہون مین
یہی نظارۂ زلف سیہ بلا سی ملا

فنا کی بعد ملا جب سے یار کا کوچہ
مرا غبار نہ اوٹہکر کبہی ہوا سے ملا

دغا نہ کہا تینگی آمیزش رقیب سے ہم
ملا رقیب جو آکر تو کچہہ دغا سے ملا

تری عتاب سی سو حصّی مرگ بہتر ہے
ملی نہ تو تو پہرا ہی بت مجہی خدا سی ملا

تری مریض کو ہر صبح ابی ہی دل و جان
غضب دوا نی دکہایا الٰہی غذا سی ملا

رسائی ہو قدمِ یار تک کہان وہ نصیب
یہہ سبز بخت عبث اس لیی حنا سی ملا

وہ آب رستہ ملکِ بقا کا بہول گئی
خضر کو دار فنا مین یہی بقا سی ملا

ہو صفا تو جو ہوا چاہی زیبِ تاج شہی
آ موتیون کو یہہ رتبا فقط صفا سی ملا

ہمیشہ غش مین ہا سچ ہجر کہاتا کون
تری مریض کو پہر دردِ دل شفا سی ملا

قبول گو کہ وہ نا آشنا دکہائی دیا
صفای دل سی ملا مین جس آشنا سی ملا

وعظ کیا بخشی گی واعظ ہا جہی کیا بخشیگا
اپنی رحمت سے گناہون کو خدا بخشی گا

دیکہکر نبض مری کہتا ہین چپکی سی طبیب
ایسی بیمار کو اللہ شفا سے بخشے گا

ایسی انسان کی محنت نہین ضایع ہوتی
عشق لی جوگ کیا حسن صلا بخشی گا

بی نقاب آیگا اک بار جو وہ ماہ تمام
نور آنکہون کو مری دل کو ضیا بخشی گا

زہر کہانا دو جہی ہی جو مقدر اچہا
حق تعالے اسی تاثیر دوا سے بخشے گا

دیکہ ہشیار دلا یار کی کرنا نہ خطا
التجا لاکہہ کرو نگا تو وہ کیا سے بخشے گا

شاہِ حسن آج تو ہی قتلِ جہان پہ مصروف
جامہ بدلی کا جو وہ سرخ قبا بخشی گا

بسکہ مانند زبان تیز ہی اور شیرین ہے
تیغ کا پہل مجھی شربت کا مزا بخشی گا

روشنائی کو نہین کچھہ مگر آمیختگی جواب
دولتِ صبر و تحمل یہہ گدا بخشی گا

آبِ خجلت مین کرون غرق فنا کو کیون کر
یہہ ہوئیگا جو خضر آبِ بقا بخشی گا

خود یہہ در آئیگا ہی ذوق شہادت ایسا
آبداری تری خنجر کو گلا بخشی گا

دست بستہ گرون پاؤن پہ جو اتنا کہدی
مری تقصیرین نہ تو بخشیگا یا بخشے گا

ای قبول اوسکا بڑا رحم ہی کچھہ فکر نکر
حشر مین سامنی جاتی ہی خدا بخشے گا

وہ ہوکا ای شیرین پہ ہین اک پیرہن سی ملگیا
پہوڑ کر سر کوہ گلی مین کوہ کن سی ملگیا

منہہ مرا ہنسنی مین تری جب دہن سی ملگیا
سونگہنی کو پہول جنت کی چمن سی ملگیا

پردہ غفلت نی دکہلایا نہ مجکو بعد مرگ
ورنہ مین آ آگی احبابِ وطن سی ملگیا

آہ طوبی آنکھین ہہین داغ سب گل ہین مری
تو جو حور اہتو جنت کے چمن سی ملگیا

بوسہ مانگون لب کا تو کہتا ہی یہہ وہ باوفا
لعل کیا تجھکو کوئی کوہ یمن سی ملگیا

ہم کڑی جتنی ہوی اتنی کڑی پڑتی گئی
خاک مین جرات کا نشہ بانکپن سی ملگیا

جان کر بیہوش مجھکو بہا گا لیکر اپنی جان
دشت مین کوئی اگر اہل فطن سی مل گیا

زلف نی ہٹکر دکھایا عارض روشن ترا
یہہ جلب کا آئینہ مجھکو ختن سی مل گیا

سنسنی دل کی نہ اکدن سال بہر مین کم ہوئی
لب ملا کم سن وہ یہہ سن او رسن سی مل گیا

سینی جابی سر دہری اسی گرمی عشق کی
تن مرا محفل مین جب اسکی بدن سی مل گیا

نالی بلبل کی سنی لالی کو دیکہا آگ مین
داغ دل سوز جگہ سیر چمن سی مل گیا

چشم مژگان کی تعشق مین جو آوارہ ہوا
دشت وحشت مین عمل رنج ومحن سی مل گیا

نشتر مژگان ولالی یاد کانٹون نی مجہی
تیری آنکھون کا پتا کچہہ ہرن سی مل گیا

نفس سرکش دل کی توڑ بسی ہو میر اطبع
برہمن ہی خوف کہا کر بت شکن سی مل گیا

داخل جنت ہوئی چہٹ کر غمو ن سی بیشکری
زندگانی کا ہمین پہل تیغ زن سی مل گیا

جب کہا سب نی سخن شیرین ہی تیرا ہی قبول
فکر کرنی کا ثمر اہل سخن سی مل گیا

نہ چپتی غم سی لحد کا جو حال کہل جاتا
غضب مین پہنستی جو ہمیر ا آل کہل جاتا

جو ہٹتی زلف پریشان تو گال کہل جاتا
فلک پہ بدر کا سارا کمال کہل جاتا

غضب کا دہوکا دیا تیری لالہ رنگی نی ۔ تو سبزہ رنگ جو ہوتا جلال کہل جاتا

جو یار جام مئی سرخ دیتا ای زاہد ۔ تو پہر خیال حرام و حلال کہل جاتا

یہہ عشق کامل اگر کچہہ کشش دکہا دیتا ۔ تری فقیر کا تجہہ پر کمال کہل جاتا

نکلتی حسرت وصل انقباض دل مٹتا ۔ جو رات کو وہ مرا خوش جمال کہل جاتا

جفا پہ ہنستا رہا ہیں کہ سیر چہرہ رہی ۔ وہ منہہ چہپاتی جو میرا ملال کہل جاتا

جو اپنی آنکہہ کہاتا تجہی مرا خوش چشم ۔ ہر ایک دیدہ تیرا ای غزال کہل جاتا

پڑہی گا یا نہ پڑہی گا وہ کہول کر خط شوق ۔ نجومی کہولتی اسکی جو فال کہل جاتا

جو حسن اس ہیں ہی وہ نقل ہیں نہیں تل بہر ۔ بنا ہوا تیری چہرہ کا خال کہل جاتا

نکلتی روح مری یا وہ رشک روح آتا ۔ کہیں نصیب کا وصل و وصال کہل جاتا

نہ آتی روز ازل روح خانۂ تن ہیں ۔ جو ای پری تیری طلسم کا حال کہل جاتا

تمہاری ہنٹونکی سرخی کمال گہری ہی ۔ ملاتی رنگ میں تیغ رنگ لال کہل جاتا

دفینہ نکلا مری دفن کو لحد جو کہدی ۔ نہ جان جاتی تو کیونکر یہہ مال کہل جاتا

جو بوسہ دینی لگی ہو کی خوش دہن نہ کہلا ۔ جو دینی گالیاں وقت ملال کہل جاتا

خموش غیظ شہِ حُسن سی رہا ورنہ | ابہی فقیر کی دل کا سُوال کہل جاتا

قبول تو نی غزل سب مین پڑہ تو دی بیخوف
جو ٹُک بہیٹتا کوئی تو حال کہُل جاتا

مین اپنی عشق کو اوس سی بیان کیا کرتا | خدا ہی جانی وہ بُت امتحان کیا کرتا
ہر ایک ذرہ زمین کا ہی میرا تشنہ خون | اب اور مجہسی کجی آسمان کیا کرتا
نہ مجہہ ضعیف پہ ہین چار دن جو جل کی ہوا | وہ وہی روز مین مرتا جوان کیا کرتا
ہوئی تہی خط تری مجرم کی سو کہہ کر گردن | پہر اسپہ کوئیلی سی تو نشان کیا کرتا
چڑہائی ہون تو نکل بہاگی جتنی عاشق ہی | پہری سی ایسون کا وہ امتحان کیا کرتا
اگر تری لب دندان نہ دیکہنی کو ملی | جو ملتی مجہکو جواہر کی کان کیا کرتا
خدا ہی جانی کہ کب روح چہوڑی خانۂ تن | سرای عاریتی مین مکان کیا کرتا
سبک بہت ہوا دلبر جو جنت یار نہ تہا | بہلا جنون مین مین آن بان کیا کرتا
فرار کر گئی ای شاہِ حُسن فوج اثر | بلند آہ رسا کا نشان کیا کرتا
جو ہوتا قیس یہان ایک طفل مکتب تہا | وہ لفظ عشق کی معنی بیان کیا کرتا

ہمیشہ عشق زبردست کا رہا تابع
مقابلہ یہہ ترا ناتوان کیا کرتا

ہمارا جسم تو کام آیا اوسکے وار و نکمے
جو جان دیتی تو وہ لی کی جان کیا کرتا

صلا نہ بوسہ دیا میری شعر تر سنکر
وہ شہد لب ہی شیرین زبان کیا کرتا

نہ آزما سکا مین بجز اپنی دل کو کبہی
سڑی سڑک کا بہلا امتحان کیا کرتا

بہلا ہوا کہ نپوچہا کسی نی عشق کا درد
قبول اوسکے برائی بیان کیا کرتا

بہلا ری دوست مزاج اسقدر بدل دینا
ادہر تو بات کا کہنا ادہر بدل دینا

ہمیشہ گردش گردون نی دور یہہ رکہا
کبہی تو ڈہونڈہنا اور اونکو کہر بدل دینا

دوا پلاتی ہین احباب ہجر مین جو کبہی
دعا یہہ کرتا ہون یارب اثر بدل دینا

قضا اگر در محبوب پر نہ لکہی ہو
الٰہی میری قضا وقت بدل دینا

شب وصال مین جسدم سحر کی آمد ہو
الٰہی رات سی رنگ سحر بدل دینا

بہت فراق رہا تم کبہی جو کہا نا رحم
گل وصال سی داغ جگر بدل دینا

وہ شعلہ رو اگر آیا گداز ہوگا دل
لہو سی اشک کو ای چشم تر بدل دینا

الٰہی وادی مجنون مین ہو گذر نہ مرا ۔ بدل دیا ہی جو محبوب بر بدل دینا

وہ بھولتا نہیں افسوس حا تران ہی کبھی ۔ وہ خود کرین کرین عرض پر بدل دینا

گراؤن اشک کی جو آئی جو یاد دندان مین ۔ تو جوہری کبھی ان سی گہر بدل دینا

وہ گل کریگا مری داغ دل کو بھی جسکی ۔ ہی اختیار مین داغ قمر بدل دینا

جو آنکھہ بدلی ہوئی میری سمت سے دیکھی ۔ لفافہ خط کا مری نامہ بر بدل دینا

تو آنا جامہ صد پارہ لیکی ای نباش ۔ سڑی کی جسم سی رخت سفر بدل دینا

لگی ہو سوز درون مین کچھہ تو حشر کی دن ۔ جو دل مین آگ ہی تو ای سقر بدل دینا

جو میری دل کی محبت نہ بدلی ای گردون ۔ وفا سی یار کی تو مکر و شر بدل دینا

رقیب بیٹھی ہین گہر دیکھنی کو خانہ یار ۔ دلا بہلانیکو تو رہگذر بدل دینا

ملا یا میں جو دربان کو تو بولا یار ۔ اب اور کچھہ نہین چارہ مگر بدل دینا

تری مریض کو مسجد مین لیگئی ہین سب ۔ سنا جو ہی کہ مبارک ہی گھر بدل دینا

مرض سی حال یہہ پھرا ہی آگیا جو کوئی ۔ تو بس سی کروٹ ادہر سی ادہر بدل دینا

جو چاہنا نہ لگی تیری حسن کو دہبا ۔ تو داغ عشق مرا ای قمر بدل دینا

قبول باہنروںکو اگر پسند نہ آئی
تو اس بان کو ای بی ہنر بدل دینا

ناحق یہ جو مزاج تمھارا بدل گیا
صدمی اوٹھا اوٹھا کی دل اپنا بدل گیا

وہ کیا پھری کہ پھر گئی آنکھ اک جہان کی
بدلا جو ایک یار زمانا بدل گیا

تمام جسم سرمہ ہوا سوز عشق سے
گویا سی کیا یہہ موسم سرما بدل گیا

لکھا تھا لفظ حور پڑھا جو ریار نے
گویا یہہ میری بخت کا لکھا بدل گیا

رونی مین دل کی نشتر مژگان کیا جو یاد
دریای خون سی اشک کا دریا بدل گیا

نور و ضیا مین تھا جو وہ خورشید دوسرا
خورشید کی آپ سی شملا بدل گیا

دینی لگی ہو گالیان تم چند روز سی
یہہ کیا ہوا جو نطق تمھارا بدل گیا

آتی ہی اسکی ابر بھی آیا چلی شراب
بدلا جو یار رنگ فلک کا بدل گیا

بدلا ہی دور چرخ چلون گھر مین یار کی
مجھپر جو ظلم کرتا تھا پھرا بدل گیا

معذور و فاپر اب متوجہ ہی وہ حسین
شاید قمر کا اندنون دورا بدل گیا

مجنون کا خبط اور تھا سودا مرا کچھہ اور
رنگ جنون کی طور سی صحرا بدل گیا

خالی وہ گوہرون سی ہی دربار چشم تر
موتی ہماری اشکون سی دریا بدل گیا

اوس طفل سرخ رنگ کا اب قد ہوا بلند
قدرت خدا کی سرو سی بوٹا بدل گیا

مانی سڑی ہوا وہین تصویر کہینچکر
نقشا تمہارا دیکہہ کی نقشا بدل گیا

آگی کی شعر اور تہی مضمون و رنگ مین
اب ہی قبول طرز تمہارا بدل گیا

مژگان کا تیر سینی سی اکثر گذر گیا
پر حیف ہی نہ عاشق مضطر گذر گیا

دل اسلیی بچا کہ یہہ گہر تہا حضور کا
سینی سی یار آپ کا خنجر گذر گیا

نازان بہت نہ ہو جیی تکمیل حسن پر
اب چاند کا ورجہ ای مہ انور گذر گیا

عاشق کو تیری رات اگر اوس مین کٹی
تو خاک پر تڑپتی مین دن بہر گذر گیا

لڑکون کی سنگ تیر مین سودائی کو تری
پتہر جو پڑ گیا مری تن پر گذر گیا

تسکین اب تو ہو گئی ای سیمتن تری
دنیا سی تیرا عاشق مضطر گذر گیا

دریائی خون مین شب کی بہی بچ گیا ہو تن مین
آنکہون کا خون فرق سی اکثر گذر گیا

جب میری سوز عشق کی لوٹن سکو لگ گئی
یہہ آگ مین جلا کہ سمندر گذر گیا

گولا لگانی ہجر کی دن آیا آفتاب | چہری لگا کی شام کا لشکر گذر گیا

آیا چہری تلی جو نہ لایا جواب خط | دنیا ہی سی مراد و کبوتر گذر گیا

رہ جاتی ہی صفائی طینت جہان مین | آئینہ آج تک ہی سکندر گذر گیا

چہوٹا نہ ہمسی دامن صبر و قرار شکر | جو رنج آگیا کبھی دل پر گذر گیا

پلکین تری ہی جو ہجر کی سوئی مین یاد کین | ہر ایک رگ مین جسم کی نشتر گذر گیا

ٹہرا نہ بیوفائی سی خاک قبول پر
گہوڑا الحد سی صورت صرصر گذر گیا

سب سی ہل ہل کی دم بدم دیکہا | ساری دنیا مین دوست کم دیکہا

کسی اقلیم مین نہین ستم سا | ہمنے ملک عرب عجم دیکہا

نہ کیا وعدۂ وصال وفا | قول تیرا ترے قسم دیکہا

داغ افلاس دل سے دور کیا | اسکو جب صورت درم دیکہا

ایسا رتبہ تری شہید کا ہے | تیغ کو اسکے سمت خم دیکہا

سب کی تعریف سے غرور آیا | مدح کو ہمنے عین ذم دیکہا

روح کو تھی ہوس جو بوسی کی — میری ہونٹون پہ لب لی دم دیکھا

جب وہ لکھنی لگی شہیدون کی نام — ہاتھہ مین تیر کا قلم دیکھا

ہمنی دیکھا وہین جو چھری مین — غنچۂ گلشن ارم دیکھا

ہمکو ناحق رہے امید کرم — کہ سوا دمبدم ستم دیکھا

درد دل کو سوا دیا اے عشق — کب مرا صبر تونی کم دیکھا

گریۂ ہجر نی سکھا ڈالا — اک فقط آنکھون پر ورم دیکھا

جم نی دیکھی تھی جام مین دنیا — ہمنی دنیا مین جام جم دیکھا

کرکی وصف خرام یار رقم — اشہب خامہ کا قدم دیکھا

غافلو ہر مکان اوسیکا ہے — دیر مین جلوۂ حرم دیکھا

یار ہی دل مین اور درد بھی ہے — شادی و رنج کو بہم دیکھا

قدرت حق سی تجھکو پایا نار — نور بھی لیکن ای صنم دیکھا

سچ بھی ہی دل مین کس طرح بستی — تمنی کیا آگی جز الم دیکھا

دیکھی جب دم دراز ہے گیسو — شب وصلت کو ہمنی کم دیکھا

جانشین نبی کی سمت قبول
راست جو ہی اوسیکو ہم دیکہا

ظلم قاتل جب ہوا آخر کرم کسنی کیا
کسنی گاڑا لاشہ مجہہ کشتی کا غم کسنی کیا

چہرۂ یوسف نہ دیکہا تہا جو نادانی ہوئی
تیری منہ پر سورۂ یوسف کو دم کسنی کیا

آنکہہ مین ہی جلوۂ نور کریم کارسا
آج میری پردۂ دل مین کرم کسنی کیا

ایک ہی یاد و جو شیخ و برہمن مین جہنگی
اپنا جلوہ تم مین ای دیر حرم کسنی کیا

لب چمک یہہ در مین ہی یاقوت مین کب
لعل لب کو موتی دانتونکو رقم کسنی کیا

ای شہ خوبان یہہ تیری نام سی عزت ملی
سونی اور چاندی کو دینار و درم کسنی کیا

بجلی سی چمکی تہی پہر جسم اپنا پایا خاک پر
مین نہین آگاہ میرا سر قلم کسنی کیا

میری وحشت دیکہہ کر کہتا ہی وہ لیلی مزاج
تجہکو سودی مین بہلا مجنون سی کم کسنی کیا

اپنی گہر کی شکل کسنی بدلی وسمین کون تہا
ای برہمن دیر کو تیری حرم کسنی کیا

سیر اونکی ہی کہوی کبہی شداد نی
آج تک نظارۂ باغ ارم کسنی کیا

اولٹی دل زخمی ہی میرا کچہہ اثر اوسکو نہین
سرنگون یہہ میری نالی کا علم کسنی کیا

رحم تجھکو بندگان حق تعالی پر نہین — سنگ دل اللہ تجھکو ای صنم کسنی کیا

خود ہوا الفت کا مانع پھر یہہ کہتا ہی وہ شوخ — کسنی آنا چھوڑا ابتلا ربط کم کسنی کیا

جب سی ظلم اوسنی کیسی کیسی گھڑی تہی ای مقبول

رحم میرے حال پر غیر از ستم کسنی کیا

قدح شیر ترا ساغر صہبا اپنا — واعظا رشک نکر بخت یہہ اپنا اپنا

روز کی رونی سی دل خشک ہوا جاتا ہی — عین بارش مین گھٹا جاتا ہی دریا اپنا

دینگی خفت سے نہ کاندھا میری میت کو رقیب — بھاری اون ندون پر ایجان ہی مردا اپنا

وہ قمر تو ہی سا تی نہین دل تک تیری — بارہا توڑ گیا چرخ کو نالا اپنا

پردۂ خاک مین ہم آپ چلے چھپنی کو — بہید وا ہو گمن کی لیی پردا اپنا

مثل خورشید مری آنکھہ جھپک جاے مگر — چار پردی مین ہی بیٹھی جو مسیحا اپنا

کیجیی خوف مری آہ رسا سے کہ ابھی — نہین وہ کہلایا ہی اس تیر نی پلا اپنا

مری وحشت نہ تلی اوسکی نظر مین افسوس — نہ بکا کوڑیون کی مول بہی سودا اپنا

کار عشاق وفا پیشہ ہی صدقی ہونا — کھینچی تیغ تو دکہلائین تماشا اپنا

صاف پاؤ گی کسی حال مین دیکھو گی اگر
زنگ سی آئینۂ دل ہی مُبرّا اپنا

مین تمہین چاہتا ہون بس مین تمہارے ہون مدام
تم نہ چاہو اگر ای جان تو بس کیا اپنا

خط وہ پایا کہ ہوا ہی سفرِ ملکِ عدم
بوسۂ لعلِ لبِ یار ہی توشا اپنا

شبِ فرقت مین سیاہی کا تصور جو بندھا
رعب باندہا ہی تری زلف نی کیا کیا اپنا

فصد نی خشکی دماغ کی سوا کیا بخشا
لہو گھٹنی سی بڑہا اور ہی سودا اپنا

دل مین یادِ گلِ رخسار سی نی ڈالا ناسور
دی گئی باد بہاری یہہ شگوفا اپنا

گھر مین پہنچا دیا آرام ملا ای عیسی
تم جو آئی تو اوٹہا آپ سی مردا اپنا

گھس گئی پا ہی قلم لکھہ کی خط اتنی بہیجی
لکھہ نہ لکھہ بھیجین جواب آپ یہہ لکھا اپنا

لطف کیا جبر سی آیا جو مرا نازک دل
اثر ای نالۂ دلکش نہ دکہانا اپنا

پہوٹا کب آبلہ تیزاب سی ای فتنۂ حشر
آفتاب آئی تو مین لون یہہ پہپہالا اپنا

ای پری عاشقِ صادق کی نشانی یہہ ہی
زرد رہتا ہی فقط اسلیے چہرا اپنا

شعر سی لطف جو سامع کو نہ حاصل ہو قبول
پہر تو یکسان ہی یہہ سب کہنا نہ کہنا اپنا

وہ سوتی سی اوٹھکر جو جانی لگا — ابھی موت کا خواب آنی لگا

تری عہد مین جس سی دکھہ کچھ کہا — وہ داغِ دل اپنا دکھانے لگا

گلون سی وفا مینی چاہی اگر — تو غنچہ وہین مسکرانے لگا

بہانا ہی درکار تہا بہرِ غم — ہنسی میں وہ آنسو بہانے لگا

دبانی ملی یارِ سرکش کی پانون — زمانی کو مین اب دبانے لگا

تو اے عشق ہشیار رہنا ذرا — کہ اب مجھکو حسن آزمانے لگا

رہون بی غم اور ایک دے جامِ می — کہ مین ہوش مین کچھ کچھ آنے لگا

جوانی مین غم مینی کہایا بہت — ضعیفی مین غم مجھکو کہانے لگا

وہ چلانی ہیرا ہے میرا اچھا — کری دل کو جب مین اوٹھانے لگا

کرو قید اسی جکڑ و زنجیر مین — تمہارا یہ سر غل مچانے لگا

اسی روز لیجائیگا دل کو ساتھہ — خیال آپ کا جسم آنے لگا

گرون مین ہی کو نشہ اتنا نہین — کہ مستون کو ساقی اوٹھانے لگا

ترا میری نالی سی پگہلا نہ دل — یہہ عرشِ برین کو ہلانے لگا

وہ آیا تو قالب مین جان آ گئی	گئی جان جسدم وہ جانے لگا

نہین شایگان کا خیال اے قبول
یہہ توقافیے کسی لانے لگا

خدا کا نور نبی کی جمال مین دیکہا	جمال پاک نبی اونکی آل مین دیکہا
حسینو نکو تری گیسو کی جال مین دیکہا	اسیر دام کو بہی بال بال مین دیکہا
اگر فرشتہ بہی آیا ہی پہنی حلّہ نور	تری فقیر کو مست ایسے کہال مین دیکہا
خیال رنج تنزل کا یہہ نہین ہرتا	یہہ لطف اہل دل کی زوال مین دیکہا
جو اسکے تہی تپ کے دیکہنی کی نہ تہی	جمال یار کو ہمنی وصال مین دیکہا
نہ پوچہو حال دل بیقرار گیسو مین	مثال ماہی بی آب جال مین دیکہا
ہماری سمت سی وکہار ہا کیا رخ پر	نہ روغن اُنسکا تل بہی خال مین دیکہا
شفق مین لال جو آیا نظر ہمین خورشید	جمال آپ کا اوسدم جلال مین دیکہا
منو و سبزۂ خط سمجہا جلد نازک سے	تمہین گلوری دبائی جو گال مین دیکہا
یہہ انقلاب دکہاتا ہون انقلاب مین مین	ہمیشہ شاد فلک کی ملال مین دیکہا

جو بحرِ رحمتِ حق گھیری ہی دو عالم کو ۔ اوسی عیان عرقِ انفعال مین دیکھا

صنم تری قد و گیسو سہی قد خم اپنا ۔ خدا کا شکر کرون وصل دال مین دیکھا

ائی خواب مین خوابیدہ بخت پاس جو تم ۔ تو خواب وصل کا اپنی خیال مین دیکھا

وہی سیاہی ہی غبار در کفن دو گز ۔ گدا و شاہ کو یکسان مآل مین دیکھا

ہمیشہ دیکھا ہی دینار داغ فقر بکف ۔ درم کبھی بھی نہ دستِ سوال مین دیکھا

تمام کرتا ہی سب عاشقونکو حسن حسن کر ۔ یہہ نقص حسن کی عینِ کمال مین دیکھا

خدا ہی جانی کہ کیا ہوگا اوسکی وصل مین لطف ۔ مزا وصال کا جسکے جدال مین دیکھا

سوا ہی رنج کی دولت سی کچھہ حصول نہین ۔ سوا الم کی نہ کچھہ نقطِ مال مین دیکھا

بہلا قبول سی ہم اپنا درد کیا کہتے
اوسی تو اور بہی رنج و ملال مین دیکھا

جگر کی داغون کو فرقت کے خار مین دیکھا ۔ چمن شگفتہ یہہ ہمنی بہار مین دیکھا

فسون عشق سی آیا جو اختیار مین یار ۔ تو ہمنی دل کو نہ پہر اختیار مین دیکھا

صفائی ملتی رہی گو جلا کی خاک کیا ۔ غبار تمتی نہ میرے غبار مین دیکھا

دکھا کی آب لہو سی کیا گلے کو تر
مزا چھری کا تری آبدار مین دیکھا

ہزار حیف کہ کیون کین مری لی آنکھین بند
رخِ حبیب نہ بوتین و کنار مین دیکھا

شکارِ ناوکِ رشک اور ہو گئی ای ترک
نیا شکار یہہ اپنی شکار مین دیکھا

نہ دیکھا تمکو تو ہمکو تمام عالم لی
الف سی سینہ کو لپٹی مزار مین دیکھا

نہ آئی دل مین کی سیر داغ رنگارنگ
مری چمن کو نہ تمنی بہار مین دیکھا

وہ سوز عشق تہا ای شمع بہر پروانہ
کہ سر دہونا فقط او سنی نار مین دیکھا

ہر ایک ذرہ مرا اُڑکی پہونچا در پہ ترے
ستارہ بخت سا کا غبار مین دیکھا

یہہ عہدہ ہی کہ کامل ہی دشمنی مین عدو
ذرا نہ انس دلِ دوستدار مین دیکھا

جب آیا یار تو ہوش و حواس و صبر گئی
پھر ایک کو نہ دلِ بردبار مین دیکھا

ہمارا چاند دکھایا نہ پھر کبھی ہمکو
یہہ گردشِ فلکِ کج مدار مین دیکھا

بہیونکو عشق بناتا ہی جانور ای قیس
تمام عاشقونکو اک مہار مین دیکھا

خزان سی صحن مین میری کہین نظر نہ لگی
اسی لیی نہ گلونکو بہار مین دیکھا

گلی لپٹ جو گئی آکی تم محبت سی
دو چند جان کو ای جان پیار مین دیکھا

غذا ای غم کو کرون ہضم یہہ ہوئی قوت | یہہ فائدہ فقط امراض ہجار مین دیکھا

یقین وصل توی آج کل ہی شکر قبول
پیا جوان یہہ دل کی دیار مین دیکھا

لگی جو آنکھہ تو دل کو عذاب مین دیکھا | کبھی رقیب کی ہمراہ خواب مین دیکھا
ہماری چاند کی پہلی جو چاندنی شب وصل | قمر کو شمع شب ماہتاب مین دیکھا
کتاب عشق کی بی حصر ہمنی دیکھی باب | بغیر فصل نہ وصل ایک باب مین دیکھا
پیا جو خون دل سوختہ بڑہی جرأت | اثر شراب کا صاف اس کباب مین دیکھا
ہمین شہید اسی جتنا زیادہ پیاس بڑہی | عجب مزا تری خنجر کی آب مین دیکھا
تمہارا روی کتابی جنا سراپا مین | دہن کا نقطہ جو اس انتخاب مین دیکھا
ہمارا چاند ہی ای چرخ وہ سریع السیر | دوان ہلال کو اسکی رکاب مین دیکھا
یہہ گہٹ گہٹ ری سمی ہی بخت سوئی ہین یار | نہ خواب وصل ہی ہمنی نہ خواب مین دیکھا
کبھی نہ آگ کو پانی مین ہمنی دیکھا تھا | تمہارا چہرۂ گلرنگ آب مین دیکھا
شراب ترک جو کی دل جگر جلی دونون | عذاب نار کا ہمنی ثواب مین دیکھا

ہزار طرح کی آبادیاں فدا اسپر
کہ آپ کو دلِ خانہ خراب میں دیکھا

خفا ہوا تہا وہ قاصد سی خط کی دینی میں
قلم سے اپنا سوال جواب میں دیکھا

جلایا ہجر میں ای چرخ مجھکو ساری عمر
نہ انقلاب تری انقلاب میں دیکھا

کبھی خوشی بہی ہین امیدِ مہر لبِ پے پر
سرور و رنج تمہاری عتاب میں دیکھا

اوڑائی خاک زمینِ غزل میں ہمنی قبول
ثواب منقبتِ بوتراب میں دیکھا

وہ عیسی آیا تو مرنی کا غم نہیں رہتا
مگر یہہ کیا کہ مری دم میں دم نہیں رہتا

گناہِ عشق میں دوزخ ملی تو کیا خطرہ
کہ سوزِ دل بہی جہنم سی کم نہیں رہتا

غمِ فراق جو خط میں نہ لکھا ہوں مجبور
کہ میری ہاتھہ میں فوراً قلم نہیں رہتا

اگرچہ دل کو بنایا ہی میں نی بتخانہ
خدا کا خوف کہاں وہ صنم نہیں رہتا

لہو جو روتا ہوں رہتا ہی جلد میں کچھہ کچھہ
یہہ میری آنکھوں پر ای دل ورم نہیں رہتا

قطعہ

ہزار جھگڑوں سی چھٹتا ہی عشق کا بیخود
کوئی جہان کا رنج اور غم نہیں رہتا

ہوا جوان مٹی سب ہی سیہ بختی
اسیرِ زلف کو ای جان غم نہیں رہتا

گیا پلٹ سی رسن عمر کی بڑہی گویا
یہہ سانپ وہ ہین کہ کچہہ انمین سم نہین رہتا

قطعہ

زبسکہ بام سی تیغ ن کیا ہی حسن کو عام
تو خالی کوچہ ترا ایک دم نہین رہتا

جوان گرتی ہین چپت ایسی ہوتی ہین
قد ضعیف مین ز نسخہ سا خم نہین رہتا

روان ہی تیغ سن عمر اپنا سوی ملک عدم
خرام تیز سی اسکا قدم نہین تہمتا

قطعہ

بدل ہی انس سرور و الم سی گو مجکو
نفاق انمین ہی پر اک بہم نہین رہتا

جو غم ہوا تو فراق سرور مین رویا
ہوا سرور تو غم ہی کہ غم نہین رہتا

نہ ہو لیو کبہی دنیا ہی بی وفا غافل
عروج و رتبہ و جاہ و حشم نہین رہتا

زبان تیغ سی کیا سرخرو نہو کا جسم
تری سبب سے ہوای الم نہین رہتا

دیا ہی یار نی کہانی سی مجکو کیا حاصل
جو وہ مسیح چہوی زہر سم نہین رہتا

مقابل کو اوٹہا کرتا ہے ہمیشہ ابر
کبہی یہہ دیدہ ترا وس سی کم نہین رہتا

جو پاون تیغ جی صحرای عشق کیون چہوڑون
زیادہ چلیی تو آخر ورم ہی نہین رہتا

فریب دولت دنیا مین آئیو نہ قبول
پہنسا کی دام مین پہر اک درم نہین رہتا

وہ ہوتا تنگ لپٹنی سی پیار کیا کرتا — مین اپنی جان پہ جبر اختیار کیا کرتا

فراق یار قدیمی تھا سو وہ چھوٹا آج — خوشی وصال مین مین دلفگار کیا کرتا

رکاب تھامنی دی دوڑ لی مین شاہون کی — سلوک اور وہ اب شہسوار کیا کرتا

خزان نہی ہی معین تو دیکھی ہی ہم — گلون سی موسم فصل بہار کیا کرتا

موئی ہم انس سی گو وہ صنم رہا وحشی — خدا ہی جانی کہ ایسی کا پیار کیا کرتا

نہ کر سکا تھا دل یار صفا جیتی سب جی — پھر اوس گلی مین ہمارا غبار کیا کرتا

قیامت آئی ہی جاتی تھی گر نہ تم آتی — مین اس سی اور سوا انتظار کیا کرتا

جنون عشق سی جنگل مین مجھکو مٹنا تھا — بھلا دیار کو مین بی دیار کیا کرتا

دی اپنی جان محبت مین جب یقین آیا — بڑی کی بات کا وہ اعتبار کیا کرتا

تری گلی کا گڑھا قبر ہی تو خاک کفن — شہید تیرا کفن اور مزار کیا کرتا

پھرایا خاک بسر مجھکو ساری عالم مین — بسر اب زمانہ ناپایدار کیا کرتا

جلا کی خاک نہ کرتا تو اور کیا تھی شکل — دل برشتہ سی ای حسن یار کیا کرتا

دکھایا رشک چمن کو نہ آہ سوزان سی — شجر جلا ہوا اپنی بہار کیا کرتا

تن اپنا ہجر مین کب آب تیغ سی کم تہا
وہ مجہ شہید اپنی عشق وار کیا کرتا

تمہاری بگڑی ہی بنی بنائی جانون پر
تو عاشقون سی تمہارا انکہار کیا کرتا

مری خوشی پر اگر ملتی نار عشق و سقر
جبھی یہہ کہلتا کہ مین اختیار کیا کرتا

تمہاری حسن کو ہمسی ہمیشہ ننگ رہا
ہمارا عشق بہلا تمسی عار کیا کرتا

بہایا ہجر مین آنکہون نی ساری جسم کا خون
مین اونکی تیغ کو امیدوار کیا کرتا

خوشی سی روح نکل کر وہین فدا ہوتی
وہ عیسیٰ آکی دم اختصار کیا کرتا

قبول پر ہوئی تہمت تمہاری الفت کی
لیاقت اوسکو کہان تہی وہ پیار کیا کرتا

دامن کشان اونکی گیسو کا سلسلا رہا
ان دو بلاؤن مین دل وحشی پہنسا رہا

ساغر بہرا جو عمر کا فورا شفا ہوئی
جبتک رہی حیات مرض لا دوا رہا

وہ کوچہ ہی ترا جو ملک آیا خلد سی
چارون طرف سی شور یہہ دوڑہا رہا

دم گہٹ کی نکلا پر نہ سنا تمنی درد دل
ہم تو چلی مگر یہہ ہمارا گلا رہا

داغ قمر چہپا نہ نگاہون پر امی قمر
ہر چند چشم داغ جگر کو دکہا رہا

رسوائیوں میں مد نظر سب سے ہیں سوا
آنکھوں میں اونکی رتبہ ہمارا اُتر رہا

اب کوچہ اونکا مرلی سہی میری اوو اس سے
کیا زندگی میں نالہ و شور و بکار رہا

وصلت کی رات خواب گران سے کہلی آنکہہ
ہرچند بخت چونک کی جہکو جگا رہا

مارو نکالات کفر کو جھپلا کی ایک دن
وہ بت قدم تلی ہی جو سر پر خدا رہا

ایسا جہان دل جگر اک بار لی گئے
اب کیا طلب کرو گی مری پاس کیا رہا

کوچی میں تیری لاتی محب وقت جان کنی
دروازہ خلد کا جو کہلا تہا کہلا رہا

اُرتی ہی خاک کوی صنم پیکر و نکو روح
کیا خاک کیمیا کا بہلا اعتبار رہا

جتنی بڑہی کدورت بد باطنان خلق
صاف اونسی اوسقدر دل اہل صفا رہا

گہبرا کی عشق کا نہ کہیں کیجیو علاج
رشک دوا یہہ درد ہی اپنی دل ہار رہا

صحرا میں خاک اُڑائی بہت پہر کی چار سو
میں اوس گلی میں پہونچا تو بیدست و پا رہا

ہو ماہ حسن میں بہت اچہی ہی ہو تم
پہر اپنا داغ عشق ہی میں کیا برا رہا

برسون سی لی تصور بہت کہا ہیں گالیان
ہمنی ہی کچہہ کہا تو کہیں آپ کیا رہا

ہیں ہیچ ادا ہوا وہ یہہ سمجہی کہ محو سے
اُٹہی سی بہی مری وہ نہیں ناز و ادا رہا

بیرا ہمیشہ سب ہی تیری فراق مین | پایا نہ گو کہ درپی مرگ و قضا رہا
مستِ شرابِ مہرِ علی لی نظر نکی | ہی جام آفتاب مین عیسی پلا رہا
اوسی بیوفا بس اک تری نا آشنائی مین | مونس رہا قلق تو الم آشنا رہا
کہٹکا سفر کا روح سی کرتا رہا خلش | جبتک ہی حیات یہہ کانٹا لگا رہا

کب سختیان بتوں کی اوٹھا سکتی ای قتول
حامی ہم و الم مین ہمارا خدا رہا

غیر ہر دم سے ہی غمسے حال اپنا | نہین ہوتا وہ خوش حال اپنا
یا سے آلهی اثر دعا کو ملے | غیر ہو ہجر اور وصال اپنا
کہول دو تم نقاب سی چہرہ | دو یہہ قرآن بہرِ فال اپنا
دہن کچھہ اوس خوش گلو کی کم کر دے | راگ لایا کیا خیال اپنا
بوسہ لعل لب سے جب نہ ملا | غصّی سے کیون نہ منہہ ہو لال اپنا
کوچ کی صبح تک نہ توبہ سے کی | ہی سیہ کار بال بال اپنا
نہ کہو اِن تلون مین ہستیل نہین | دیکہو چہرے پر اپنی خال اپنا

ہی یہہ چوٹی کا راھزن گیسو — دیکھہ ای جعلساز جال اپنا

اوسنی ہمکو اوتارا تربت مین — اوج دکھلا گیا زوال اپنا

دلِ حیرت زدہ مقابل ہی — دیکھو آئینی مین جمال اپنا

اب مری موت سے لڑو آکر — آہ ہوا قصۂ انفصال اپنا

کبھی دم بھر نہ دل سے عشق ٹلا — وِردِ ہی روز و ماہ و سال اپنا

سر کیا وقف تیغ ناز سے اے جان — خون تمپر کیا حلال اپنا

تجھکو سوجھی وصل کی کوئی گھات — دیکھہ لے ای ذہن انتقال اپنا

آج نگہ کر نہ جہہ نشانے پر — تیر لے ای ترک دیکھہ بھال اپنا

مجھکو اوس چاند کا جواب دکھاؤ — ہی نکیرین سے سوال اپنا

لب زخم جگر کو سرخ کرون — بھیجدو تم اگر اوگال اپنا

بوسہ دیگا ای ھلال ابروی یار — آج ہمکو دکھا کمال اپنا

سر اوٹھاتا ہی سرو گلشن مین — قد دکھا دی وہ نونہال اپنا

جب نہ اوسکو ہوا ہمارا رنج — آپ کرنا پڑا ملال اپنا

نالی لب پر ہین تہرتہری دل ہین — اوسکی محفل مین ہی یہہ حال اپنا

عشق جبتک ہی عیش ہمکو ہی — یہی جان اور یہی ہی مال اپنا

ہوگیا حسن تیر سے گے دونا — زلف پر جب پڑا وبال اپنا

جب نکالوگی اپنے کوچی سی — نہ ٹلیگا کبہی خیال اپنا

صدمی آغاز عشق مین ہین قبول
دیکہین ہوتا ہی کیا مآل اپنا

جو دوا کا تہا اثر صبح و مسا اولٹا رہا — ای مسیحا دم تری بیمار کا اولٹا رہا

زلف پیچان کی محبت مین ہو السیدہا عبث — کیون نہ اس عاشق کا بخت نارسا اولٹا رہا

عشق چشم کج ادا مین کیا دوا اوسکا علاج — یہہ مرض ٹہرا رہا جام دوا اولٹا رہا

ہی وہ نالائق کری نا آشنا کا جو گلا — ہمسی تو ای چرخ کج رو آشنا اولٹا رہا

اون لبون سی وانت میری عمر بہر کہٹی رہی — شہد کا ہی شور بختی سی مزا اولٹا رہا

عشق رخسار بت کج رو نی رکہا سرنگون — قد آدم آئینی مین قد مرا اولٹا رہا

پیچ مین ہمکو سیہ بختی نی رکہا عمر بہر — ہمسی اکاک بال وسکے زلف کا اولٹا رہا

ستمگر شکوہ تہا نہ انکا جب آیا مین سپہی ۔ لتنی ای جان جہان میرا گلا او لٹا رہا

قلب نی دریای الفت مین کچہہ دکہلائی ہی ۔ عمر بہر اپنا جہاز ای ناخدا او لٹا رہا

ہر گہڑی ہر دل ہر اک کو ڈہونڈتی پہرتی ہی موت ۔ ایک مین فرقت مین جو باقی قضا او لٹا رہا

کج ادائی سی پہر اسکو بہت پچہتائیگا ۔ میرا دل سیدہا رہا ای جان پا او لٹا رہا

تم سر شام آکی در پہ پہر گئی جب او لٹی پانون ۔ رو دیا مین اتنا سحر تک دم مرا او لٹا رہا

یاد کیا ارض و سما کا آئیگا بعد فنا ۔ ارض تو ٹہہری رہی جیسی سما او لٹا رہا

قیس و امق کوہکن نل ہم رہی سب نامراد ۔ عاشقون کا بخت ازل سی ابجد او لٹا رہا

فیض سی اپنی نہ جب آباد کرنی آئی تم ۔ شہر دل مثل دہ ای مہ لقا او لٹا رہا

ساری مسکینان عالم سی ہا سید مقبول
پادشاہو لیتی مگر تیرا گدا او لٹا رہا

فریب کار محبت شعار کیا ہوگا ۔ غلط ہی وہم وہ عیار یار کیا ہوگا

زبسکہ نقص ہین حسن مہوشین لاکہہ صورت کی ۔ گناہگارون مین بنین شمار کیا ہوگا

فنا کی بعد بہی ذرون مین افتراق رہا ۔ زیادہ اس سی اب انتشار کیا ہوگا

شبِ فراق کو کاٹا ہی داغطابث ٹرا
مہیب اس سی ہی روزِ شمار کیا ہوگا

چرائی آہوؤن نی آنکھہ چشم جانان سی
مقابلی مین بہلا پہر عرار کیا ہوگا

جلا رہی ہی نخل دل کو آتشِ عشق
بتائین آپ کہ پہر برگ و بار کیا ہوگا

تمہاری کوچی مین ناچار منہہ چہپا لیگا
رقیب جو رہی سب مجہسی وچار کیا ہوگا

دکہا رہی ہی جو گردش ہماری گردشِ چشم
یہہ رنگِ گردشِ لیل و نہار کیا ہوگا

ملا نہ خلد جو داغون کی بدلی محشر مین
تو نخلِ عشق کا بہر برگ و بار کیا ہوگا

کیا ہی عشق نی اوس سنگدل کی سرد جسی
لحد مین میری بدن پر فشار کیا ہوگا

ملا ہی ساقی کوثر سی ہی کنارہ جسی
وہ بحرِ رحمتِ خالق سی پار کیا ہوگا

کہنہ جو مول نہ لیگا گناہگار وںکی
تو نقدِ رحمتِ پروردگار کیا ہوگا

بنا ہی چشمہ آبِ حیات چشمۂ مہر
ہماری روز سی ظلمات تار کیا ہوگا

کبہی نہ عشق سی حسن اوسکا متفق ہوگا
بہم مصالحہ نور و نار کیا ہوگا

ٹرپ سی جسکی ہر اک عضو ہی مرا بیتاب
جو تم نہ چاہوگی اوسکو قرار کیا ہوگا

ہمارا دل تو کسی نی نہ آج تک دیکہا
جو دل مین راز ہی وہ آشکار کیا ہوگا

ہماری ہونی عبث ڈالتی ہو تیر آنکہہ | رقیب تیرِ نگہ کا شکار کیا ہوگا

گنہ کہی نہ گنی جب تو پہر سزا کسلئے
ضررِ قبول کو روزِ شمار کیا ہوگا

غمِ مرگ کا شادی مین یہہ بیدل نہین رہتا | امیدِ سحرِ وصل کا غافل نہین رہتا

عاشق سر اوٹہا کر کہین جہوٹی نہ قسم کہاے | قرآن گلی مین وہ حمائل نہین رہتا

ڈر ہی کہین گنتی نہ مخالف مین مری ہو | مین مشغلۂ عقدِ انامل نہین رہتا

خورشید مین گرمی تری ہنسی تو انور | مہتاب تری شکل و شمائل نہین رہتا

ایسا ہو پہر جاے نگہہ رحم کی جانب | وہ آنکہہ سوے دیدۂ بسمل نہین رہتا

پیٹا کرون تا حشر زمین کو نہ لگی پیٹہ | تربت مین خود اسو اسطی قاتل نہین رہتا

شرمندہ کسی کا ہون نہ میرا کوئی ممنون | مین منتِ عطا و لبِ سائل نہین رہتا

ٹہرا ہی کیا کرتا ہی محفل مین وہ جبسے | جہوٹون بہی صد افسوس مرا دل نہین رہتا

آنکہونکو جلا دیتا ہی شیرین دہنون کی | وہ خالِ سیہ تیزی فلفل نہین رہتا

دل چہی چکا ہون آپکو لیٹون گا بلا خوف | سینی مین کلیجہ بہی یہہ بیدل نہین رہتا

کارِ جہلا کرنی کو دی علم ہوئی خلق ۔ تکلیف جو عالم کو ہی جاہل نہین کہتا

جیسے کہ ہوئی عاشق غم و شادی ہی فراموش ۔ کیا کام کسی شی سی کہ مین دل نہین رکھتا

خورشید مین بہی سایہ ہی کہتی ہین جسی ہو ۔ بی مثل وہ محبوب ہے جو ظل نہین رکھتا

ویران کیا اوس شوخ خوبان نی دل افسوس ۔ یہہ ملک مرا حاکم عادل نہین رکھتا

محمل کوئی دیکھی تو ندا دیسین ہوئی لیلی ۔ ناقہ نظر آیا تو وہ محمل نہین رکھتا

دل پاس تری رہتا ہی تو رہتا ہی دل مین ۔ لیکن مجھی پاس اپنی مرا دل نہین رہتا

کرتا ہی مری عشق کی داغون سی وہ تکمیل ۔ ناقص مجھی میرا مہ کامل نہین رکھتا

کہو ٹون سی بہی ہی صاف دل پاک ہمارا ۔ یہہ نام کو ہی قلب مگر غل نہین رکھتا

ہی دل کی علاقون پہ مسلط وہ پری آپ ۔ ایسا ہی سمایا ہی کہ حائل نہین رہتا

فانوس مین کپڑی کی چہپی شمع کا کیا نور ۔ پوشیدہ اوسی پردہ محمل نہین رکھتا

محتاج ہوئی سراج گداؤ نکا ہون لیکن ۔ کشکول ہی پاس اپنی یہہ سائل نہین رکھتا

مجذوب وہانکا ہون جہان جذب بنا ہی ۔ اوس سمت کا سالک ہی جو منزل نہین رکھتا

اسی سینی تڑپ جاوہ بلاتا نہین سینا ۔ سینی سی نکل تو کشتہ اسی دل نہین رکھتا

عشق اوسنی جتا سکتا نہین خوف کی ماری
دولت یہہ سی پاس ہی پر دل نہین رکھتا

بار اتنا ہی مجہپر مرض عشق بتان کا
اس طرح کی سختی مرض سل نہین رکھتا

دیوانہ گیسو کو تری طوق بہت ہے
زنجیر یہہ پابند سلاسل نہین رکھتا

جو پہنس گیا دریای تعشق مین وہ ڈوبا
یہہ بحر وہ ہی دوسرا ساحل نہین رکھتا

دیکھو یہہ ہلال اور ہلال آکی ملی ہین
پاس ابروی خمدار کی وہ تل نہین رکھتا

تونین مین کرتا ہی بہلا اہل کرم کا
کم رتبہ سخی سی لب سائل نہین رکھتا

جب ہجر مین کچھہ ہوش ہو انظم کی یا شعر
بی فکر قبول ایک گھڑی دل نہین رکھتا

بوسہ لب دو نہین سائل کہڑا رہجائیگا
مختصر سی بات کا شکوہ بڑا رہجائیگا

بعد مرگ آئی گی میری کام غفلت یار کی
اوسکی در کی سامنی مردہ پڑا رہجائیگا

اوس لب نگین کا اب دل سی نکلی کا خیال
یہہ نگین سرخ اس گھر مین جڑا رہجائیگا

جان ہی جائیگی جو گڑ جائیگا غفلت نکر
بال جو گاڑا ہی او ممسک گڑا رہجائیگا

نرم ہو راہ فنا مین ورنہ قبر سخت سے
پہونچیگا مردا جہنم مین کڑا رہجائیگا

عجز کر درگاہ حق مین سخت بدمستی کبر ہے
نرم اس منزل کو پہونچیگا کڑا ہو جائیگا

صبح دم سامان عشرت سبی چلی گا اور دل
جائینگی وہ پائدان اور جو گہرا ہو جائیگا

ہیچ تو پائیگا بند و نیز کڑا ہو کر بڑا
واعظا ڈاڑہا ہین جب کہ بڑا ہو جائیگا

آمد جانان سنا دینا نہ مجکو نزع ہے
دم جو سینے مین اڑا ہی وہ اڑا ہو جائیگا

جمع کیا کرتا ہی تو اسباب دنیا چھوڑ کر
تو وہان ہوگا یہہ سب یان ہین پڑا رہ جائیگا

صبح مجہہ وحشی کو وہ طوق گلو ہوگا قبول
اونکی جب گہبرا کی جانی مین چہرا وہ جائیگا

قضا ہی یاد رکھا گو کہ یار بھول گیا
خدا نہ بھولا ابھی بہت ہزار بھول گیا

نہ دوست آیا نہ دشمن نہ راہ روکوئے
تری شہید کا سبکو مزار بھول گیا

ہمین جو بھولا یہہ عادت ہمارے کام آئے
رقیب کو بھی وہ غفلت شعار بھول گیا

کبھی شگفتگی دل ہو غیر ممکن ہے
یہہ غنچہ موسم فصل بہار بھول گیا

برنگ طائر گم گشتہ آشیان ہے تباہ
تمہاری کوچے کو میرا غبار بھول گیا

رہین ہوں مست مے حب ساقی کوثر
مری دماغ کو رنج خمار بھول گیا

لہو بہانی مین لخت جگر گری سی ایسی
کہ باغبان تو انکو بھی لالہ زار بھول گیا

پھرایا ہجر کی اس درجہ جنگلون مین مجھے
کہ اب وطن یہہ غریب الدیار بھول گیا

فراق یار کو کیون ایسی پائداری ہے
اسی زمانہ نا پائدار بھول گیا

مین اپنا وصل مین اچھلا کیا کہ فرقت مین
اچھلنا اپنا دل بیقرار بھول گیا

قبول بخشد یا یون کریم نے گویا
مری گناہون کو پروردگار بھول گیا

دل کی کیون تہیان تیری زلف رسا کا باندہا
آپ تو چہوٹ گیا مجکو سراپا باندہا

دہیان جب تار تصور کی کمر کا باندہا
مین یہہ سمجہا کہ مری یار کی پٹکا باندہا

رک گیا سیل سرشک آنکہہ مین جب یکہی گل
سحر سی حسن فسون ساز کی دریا باندہا

دل کی آ جو پہلو مین ہوش اوسکی مثال
جیسی کی ہل کسی لشان کی قبضا باندہا

عشق سنہ زور ہی بدہی نکری کیونکر تنگ
جسنی سینی مین جگہہ دی اسی گہوڑا باندہا

دل ہی پر تیر نگہ پڑتی ہین ہر بار ای ترک
واہ ای تیر فگن خوب نشانا باندہا

اشک خونین جو کبہی پاک کیی ہاتہو سی
آفرا چرخ ستمگر کی حنا کا باندہا

انہیں وجہیرون کی الفت مین ہی عمر تمام
ابرو و زلفِ دل آویز نی مارا باندہا

یا خدا تیر سی اون تک کی موت آئی مری
اوسنی باندہی جو کمان مینی یہہ چلا باندہا

وا ہوئی کعبۂ الفت کی بلندی ملتی
دلِ مجنون مین کیون ناقی کو لیلا باندہا

سفرِ ملکِ عدم پر جو کمر باندہی ہے
چہوڑا کیا اہلِ فنا نی کہین کیا کیا باندہا

طبع شوخ ونکو جو پوشاک پہ تیری ہی جنون
خلعتِ لفظ مین معنی کی نہ پردا باندہا

کبہی ابرو کی گہی جب پلک سید کی
تیغ سی چہوڑا تو نیزی کا ارادا باندہا

اوسکی الفت کی سوا دل مین گذری کوئی شئے
یار کی حسن نی میدان ہمارا باندہا

تند رفتار شبِ وصل ہی ای سالک سی باندہ
ہم اسیرونکو جو باندہا تو بہلا کیا باندہا

مین ہی مجرم تہا اک ای سلسلۂ عشق و ہین
عمر بہر پہر نہ کہلا مین مجہی ایسا باندہا

وہ پری صبحکو جاتی ہی عروسون کی طرح
ہمنی اشکونکا پتی کی لیی سہرا باندہا

صبر بخشا دلِ بیتاب کو منہہ کہلا کر
شعلۂ رخ سی ہی یار نی پارا باندہا

قطعہ

زخمی دستِ حنائی جو ہوی ہم بیٹہا
ایک نی ہی نہ تدارک کا ارادا باندہا

مرہم اس زخم کا لائی نہ کسی پٹی ہائی
چہوٹی منہدی نہ حنا بند تمہارا باندہا

چمن فکر مین پہول اوسکو جو باندہا تو قبول
پاس ہونی کی لیی آپ کو کانٹا باندہا

رحم افزون غضبِ حق ہی مگر تہوڑا سا
عیب بندی مین زیادہ ہی ہنر تہوڑا سا

مہربان ہی وہ ابہی سنگِ صفت پر تہوڑا سا
رہ گیا دردِ دل و داغِ جگر تہوڑا سا

ای جنون آپ وہ زنجیر مجہی پہنا جای
الفتِ زلف دکہا دی جو اثر تہوڑا سا

عشق کا داغ لگا دل کو مری قبل شباب
حیف بچنی ہی نپایا یہہ ثمر تہوڑا سا

عشق مین ہو گیی ہم زلف سی آشفتہ سوا
گر نی پائی تہی ابہی پیچ کمر تہوڑا سا

ایک دن فاقہ سہی کر صبر کہا خالق کو
فقر بہی چاہیی ای صاحبِ زر تہوڑا سا

سیر کرتا نہین بہوکونکو تو اونکا غم کہا
داغ بہی دل مین کہہ ای صاحبِ زر تہوڑا سا

داغِ دل کو مری خورشید سمجہتی ہین بہت
عشق نی جلوہ دکہایا ہی ادہر تہوڑا سا

رابطہ غیر سی سنکر وہ لہو ہو کی بہا
داغ فرقت سی بچا تہا جو جگر تہوڑا سا

نگہِ گرم سی آگ اوسکو کیا ہی مجہہ پر
تمسی شکوہ ہی یہہ ای مین تر تہوڑا سا

ایک ہی شعلہ اوٹہا تہا کہ موی ہجر مین ہم
سرخ اسواسطی ہی دی سحر تہوڑا سا

عکسِ مژگان بہی ہی بہالا تری عاشق کی لیی — جان لینی کو بہت ہی یہ سفر تہوڑ سا

لہو رلواتا ہی فرقت مین بہت سا گردون — یادِ وصلت مین ہنساتا ہی مگر تہوڑا سا

رات وصلت کی جو کم ہی تو نہین غم مجہکو — دم بہی سینی مین ہی ای رشکِ قمر تہوڑا سا

خانۂ دل مین غم و صبر ہین مہمان قبول
غم تو ہی حد سی سوا صبر مگر تہوڑا سا

آنسو دل بہی ہمسی ہر اک دم بہرا رہا — مرہم بہرا تو خون سی مرہم بہرا رہا

چہوڑا جو تو نی دل تو بسا آکی دردِ ہجر — خالی ہوا جو تجہسی ترا غم بہرا رہا

ہر رات عشق زلف مین دوڑا مین اسقدر — دن بہر کسی سی بات نہ کی دم بہرا رہا

تو عاشقانِ حسن سی خالی ہوا جہان — عالم مین تیری حسن کا عالم بہرا رہا

جوہر کبہی نہ دیکہا بجز ابرِ سرخ خون — خنجر لہو سی آپ کا ہر دم بہرا رہا

تابع فروتنی سی ہی عالم فقیر کا — عالم سی اپنا جامِ دل ای جم بہرا رہا

تم صبحدم سی ہنسی جو چمن مین تو شام تک — آب گہر سی کاسۂ شبنم بہرا رہا

مستی نگہہ نگہہ سی ہی خالی ہے اپنی آنکہہ — دل غم سی دل سی سینہ پر غم بہرا رہا

ای جسم محل جو حال تھا تو حال تھا محل
عالم مین جام جام مین عالم بھرا رہا

منظور تھا کہ سنا تھا یہی زر سوا اسلیئے
کیسہ تہی رہا دلِ حاتم بھرا رہا

رکھا فنا کی بعد بھی زندہ برای ظلم
سب جسم مین وہ روح مجسم بھرا رہا

ساغر لبالب ایک تو ساقی عطا کرے
جام دل اس امید سے ہر دم بھرا رہا

ای بت تری جگہ ہے مری دل مین بجا نہ تھے
اس گھر مین اوسکا نام معظم بھرا رہا

آیا گیا خبر کو رقیب اونکے سمت سے
زخم دل و جگر مین مری سم بھرا رہا

عشاقِ باطنی کو گلی سی اوٹھا دیا
ظاہر مین جسکی آگی ترا دم بھرا رہا

جنت چھٹی محبت گندم مین اسکی بعد
حوا کی انس سی دل آدم بھرا رہا

دل ماسوا سی خالی رہا اسلیئے قبول
اسمین خدا کا اسم معظم بھرا رہا

مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون ستمگر نہین ملتا
ملتا ہی وہ سفاک تو خنجر نہین ملتا

لب سی تری گو لعل ہو احمر نہین ملتا
دانتون سی جو خوش آب ہو گوہر نہین ملتا

مژگان سی تری ہی جو مشابہ ہے اے جان
رگ سی مری فصاد کا نشتر نہین ملتا

جسکی لیے نکلا تہا وہ آتا تہا مری گہر
اب ایسا ہون مین جوش کہ مجہی گہر نہین ملتا

بستر پہ ہین بستر تری کوچی مین اب اپنی
مینے جو لگایا تہا وہ بستر نہین ملتا

پتون مین چہپا جاتا ہی چہر یسی تری گل
قد سی تری گلشن مین صنوبر نہین ملتا

گو کوہ الم ہی تری سودائی کی سر پر
سر پہوڑنیکو چاہون تو پتہر نہین ملتا

ہر دم کی چہری ہی مجہی وصلت تن و سر کے
سر تن سی جدا کرنی کو خنجر نہین ملتا

لکہنی کو نہتا کوئی تو قاصد تہی ہزارون
لکہوایا ہی نامہ تو کبوتر نہین ملتا

شنہہ پہیرا ہی وس کی چشمی لی دہن سی
ہونٹون سی تمہاری لب کوثر نہین ملتا

ہشیار رہا کرتا ہون مین نشہ می سے
ہوجاتا ہون بیہوش جو ساغر نہین ملتا

طوفان یہہ اوٹہا ہی مری دیدۂ تر سی
سب ایک سا عالم ہی سمندر نہین ملتا

اُڑتا ہی جو اوس گل کا کبھی طائر پیکان
بلبل کا گلستان مین اک پر نہین ملتا

مین شیتا جگہہ داغ جگر مین کہ وہ ہو خاک
آتشکدہ ہی ہٹو ہی مین سمندر نہین ملتا

ہو عیش کہ اندوہ قبول اسکو یقین جان
جبتک نہین تائید مقدر نہین ملتا

جبتلک دم ہی جگر سوزان جدا ہی دل جدا
سر جدا قاتل کری تو ہو بڑا قاتل جدا

مین جدا اغیار سی الفت مین میرا دل جدا
عشق کا دل اور شی ہی حق جدا باطل جدا

عیب یون نقدِ سخن سی کرتی ہین کامل جدا
کیمیاگر جسطرح تانبی سی کردی غل جدا

احتیاجِ فیضِ منعم سی ہوی حاجتمند سے
دستِ اہلِ جود سی کب ہی کفِ سائل جدا

کام آجاتی ہین دونون اپنی اپنی جا مگر
جامِ جمشید جدا ہی کاسۂ سائل جدا

ایک تربت مین ہوی لاکھون خاک کی پتلونکی جا
ہونگی پر روزِ جزا یہہ ساری گل در گل جدا

بد وضع خلقت سے شریک بدر تابان ہی ہلال
نقص و بیشی جو اس ناقص سی ہو کامل جدا

عارضِ سرخ و سیہ خال اپنی حق مین قہر ہین
رخ جدا خواہان ہی دل کا اور جگر کا تل جدا

تیغ کھنچتی ہی شہادت کے خوشی مین مر گیا
قتل کی حسرت مین ہین غمگین جدا قاتل جدا

قتلگہ مین کھینچ لایا ہی کس غصی سی آج
اب گلی دل دل کی ہوگا خنجرِ قاتل جدا

راہِ عشق ای قیس کٹ جانا بہت آسان ہی
محمل لیلی سی ہو دل کی اگر محمل جدا

عشق کا دل مین آیا شہر مین کیا صبر و قرار
پاس سی عالم کی ہو جاتی ہین سب جاہل جدا

جسطرح وہ چشم وحشی آہو وحشی ہی الگ
مشکنافی سی ہی اونکی آنکھ کا ہی تل جدا

وصل و ہجر کرم کی لب سی ہی لب مین
جبتک آپس مین ہین دونون لب ساحل جدا

روح امر رب ہے امر رب کو عین رب سمجہہ
تو جدا ہی پر نہین سمجہی وہ ای غافل جدا

دل جلا ای فلفل خال لب شیرین دہن
جس سی منہہ عالم کا جلتا ہی وہ ہی فلفل جدا

دو فرشتی گل وہان سب ان و جن انسمین آ
آپ کی چاہ ذقن سی ہی چہ بابل جدا

اسقدر کیون خواب غفلت مین ہی کر اعمال نیک
روح ہر شب ہوتی ہی ای موت سے غافل جدا

بزم وصلت گہر مین ہی فرقت کا وہ ٹہکا دل مین ہے
محفل عشرت سے یہہ ماتم کی ہی محفل جدا

جسم سی جسدم جدا ہونی لگی روح قبول
تم نہ یا مشکل کشا رہنا دم مشکل جدا

باغبان خلق گل انداز وفا بہول گیا
چمن دہر مروت کی ہوا بہول گیا

چہوڑکر دل اپنی محفل سی جو مین گہر کو چلا
ہوش اتنا ہی نہ آیا مجہی کیا بہول گیا

شکوہ جور و جفا دل مین بہرا تہا لیکن
تمکو دیکہا تو کیا شکوہ گلا بہول گیا

دشت الفت مین بہت خار پڑا ہی یہہ زار
تری کانٹی کو ہر اک آبلہ پا بہول گیا

درس الفت کی ترقی سی ہوا اور سے اور
یہہ سبق جتنا کیا یاد سوا بہول گیا

خط کا لکھا ہی جو اب اوسنی تو ایسا خوش ہے
مری گہر کا مری قاصد کو پتا بہول گیا

قطعہ

ای پری جب سے کہ سودا تری عاشق کو ہوا
وہیاں یک لخت طبیبونکو مزا بہول گیا

نبض دیکہی جو کسینی تو اوڑی ایسی ہوش
نسخہ لکہنی کو جو بیٹہا تو دوا بہول گیا

یاد رکہنی کا نہ وقفہ شب وصلت نے دیا
مین مزا وصل کا ای جان بجا بہول گیا

نعرہ سی کرتا ہون تیری نام کی جشت مین ہے
گل کو کب بلبل بی برگ و نوا بہول گیا

عشق بڑہ جای نہ اتنا کہ تجہی بہی بہولون
ای صنم ساری خدائی بخدا بہول گیا

دل بیہوش تعشق ہی نہایت ہشیا
سہو و نسیان کو تری یاد سو ابہول گیا

ہاتہہ ہین جب سی یداللہ کی قدمونپہ قبول
بادشاہونکی عنایت یہہ گدا بہول گیا

ہجر مین ہر لحظہ رونی کا بہانا کیا ہوا
وصل مین جیسا ان آنسو بہانا کیا ہوا

غیر کی تمکو گلوری دی لہو سو کہا یہان
یہہ لہو پینا ہوا یا پان کہانا کیا ہوا

ہم ہی ہین تم وہی ہو مشکل گردون بہی وہی
اسن جسمین تہا تمہین بہی وہ زمانا کیا ہوا

دیکہتی ہی آنکہو مارنی مشتی کی جان دی
ساتہہ عزرائیل کو لائی یہہ آنا کیا ہوا

پیرہن صد چاک عاشق کا نہین ہی جسم مین
ای جنون اب عشقبازی کا وہ بانا کیا ہوا

باغ مین پہونچا ہمارا پہول یا بجلی گری
اڑ گئی کس سمت بلبل آشیانا کیا ہوا

ہجر مین ہی ہی حشر تک اللہ سی اب ہی وصال
وصل دم بہر کا جو اوس بت نی نہ مانا کیا ہوا

چال کچھ ایسی چلا جس سی قیامت آگئی
قتل خلقت ہو گئی اوس سی بچانا کیا ہوا

سنگ طفلان سی مین بچ جاتا تو کہتا ہی وہ شوخ
بیحیا میری محبت مین توانا کیا ہوا

مردی منہہ پہ پہری جب آنکہہ عمداً پہیر لی
جان ہی لی لی محبت آزمانا کیا ہوا

زلف مین پیدا کیا دندان افعی کا اثر
چوم لون مین دانت شانی کی وہ شانا کیا ہوا

ای فلک معشوق آگی آپ آتا تہا مدام
اب وہ اولٹی چال ہا الٹا زمانا کیا ہوا

اب عداوت سی نکلتی ہین جو آنکہین دمبدم
عین الفت مین صنم آنکہین لڑانا کیا ہوا

اہل دنیا کا گلا کیا جب ٹہرا پاس دل
تہی وہ بیگانی گئی پر یہہ یگانا کیا ہوا

سر اوتارا تیغ سی اوس شوخ نی دستار بعد
ہم سو دستار کیسی سر بنانا کیا ہوا

دشت ہستی سی گئی ہشیار و بیخود ای قبول
قیس ناداں اب کہان بہلول دانا کیا ہوا

دہن سا دُرج ای دلبر نہ ہوگا — تمہاری دانت سا گوہر نہ ہوگا

قطعہ

رہو تم بی مروت ہی یہہ منظور — بلا سی رحم کو مجہپر نہ ہوگا

رقیبون سی ملوگی نرم ہو کر — تمہارا دل اگر پتہر نہ ہوگا

بنی ہی جان پر اب منہہ کہا جا — یہہ عاشق ای پری جان بر نہ ہوگا

جو مرجاؤن کہ لاشی پردہ گذری — تو مرنی کا اوسی باور نہ ہوگا

قطعہ

اگر ہوگا کبہی خنجر کمر مین — تو غفلت مین وہ مہ پیکر نہ ہوگا

خفا ہوگا جو مجہہ بدبخت پر یار — تو اوسدم ہاتہہ مین خنجر نہ ہوگا

سڑی سی پوچہتی ہین آئین کب ہم — اگر رہینگی قصد وہ جب گہر نہ ہوگا

یہہ آنسو ہجر مین چنگاریان ہین — جلی گا صاف دامن تر نہ ہوگا

جو آیا نزع مین بہی مست ای یار — لبالب عمر کا ساغر نہ ہوگا

رہی کسطرح شعلی مین رطوبت — پسینی سی کبہی رخ تر نہ ہوگا

ہوا ہین دربدر ای عشق لیکن — وہ کہتی ہین میسر گہر نہ ہوگا

ڈری بیدل تمہارا تیغ سی کیا — نہ ہوگا دل تو دل کیون کر نہ ہوگا

کٹتی ہین ہاتھ پہلی قتل کی وقت
سند کو حشر مین محضر نہ ہوگا

گلی ہم سنگ ہیون کی نہ کاٹی
یہہ تیری تیغ کا جوہر نہ ہوگا

پیونگا جلوۂ مستی چشم جہکا کر
جو ای ساقی کوئی لے ساغر نہ ہوگا

اگر گہر سی نکالو گی تو عاشق
کبہی اس حکم سی باہر نہ ہوگا

تصدق جان ہی ای جان ہم دم
فدا دل آپ پر کیون کر نہ ہوگا

قبول اس بحر مین آیا تخلص
تو ساقط ہمزہ اب کیون کر نہ ہوگا

دل داغون سی چمن ہمارا
دیکھی گل پیرہن ہمارا

ابرو کی خوب کہائین چھریان
دیکھو تم بانکپن ہمارا

وہ کہتی ہین کہ بوسہ لی لی
ملجای اگر دہن ہمارا

منت پہ بہی نہ ایک کی بات
برباد کیا سخن ہمارا

ایسی گہل کر موی کہ اب ہی
ہمسی بہاری کفن ہمارا

کیون آئی جو پہنس گئی فنا مین
تہا ملک بقا وطن ہمارا

گہوٹوں سی ہی کہڑی رہی ہین — گیا خوب رہا چلن ہمارا

شاید دنیا نئی نظر آے — اب دل ہوا کہن ہمارا

پہونچا تا ہی وطن ہمارے — محسن ہی راہزن ہمارا

وہ گل دلِ داغدار مین سے آے — گیا پہولا ہی چمن ہمارا

پہاڑا ملبوس کو بنا دو — پہوڑا ہی سب بدن ہمارا

ای دستِ جنون بچی مشقت — شاباش جو لی کفن ہمارا

کہتا ہے یار پائیگا کون — ہی سیبِ جنان ذقن ہمارا

لاکہوں درِ اشک لٹ رہی ہین — آباد رہے عدن ہمارا

تیوری ہی ہمیں چڑہاؤ خوش ہین — دل توڑے ہر شکن ہمارا

ہر پل یہہ اشارہ آنکہہ کا ہے — ہی کام فریب و فن ہمارا

ہرگز نہ دیا قبول بوسا
محروم رہا دہن ہمارا

اب کہینچون گا ستم تمہارا — عاشق سے سمجھے کرم تمہارا

دنیا سی جب چلی عدم کو — ہمراہ ہوا الم تمہارا

ہستی برباد ہوگیا مین — ہے مجھسے سار احشم تمہارا

چھوتے نہ پر ہاتھہ کاٹتی ہو — مین لیتا ہون قدم تمہارا

پس کر ہو جاتی سرمہ ساقاف — چندی جو رہی ستم تمہارا

کیا منہہ کہ رقیب بیٹہتا پاس — کرتی ہین پاس ہم تمہارا

کونین مین ٹین کہر رہے گا — دل میرا اور غم تمہارا

الفت جو ہوا اس کہو نہ دیتے — دم بہرتی دمبدم تمہارا

پتھر کو چوم کر پہرا رند — شیخو دیکہا حرم تمہارا

ایسا سودا بڑہا کہ ہم سی — کرتی ہین شکوہ ہم تمہارا

مخمور جو جام چشم دیکھی — ساقی بنجاتی جم تمہارا

ای ستاہو خلق کو پہنسا لو — ہی دام بڑا درم تمہارا

دنیا سی آپ اوٹھہ چلے ہم — جب اوٹھہ نہ سکا ستم تمہارا

ہی آب حیات وصل ای جان — بیشک ہے ہجر سم تمہارا

سے لیتے ہی جان مہربانی — ہیں لاکھ ستم کرم تمہارا

ای زلفو پہلوان کیا ہین — چت کر دی پیچ وخم تمہارا

دیکھین کب ظلم سی کرو قتل — دیکھین کب ہو کرم تمہارا

دم مین مرکر وہین پہونچتے — ہوتا جو دہن عدم تمہارا

تولا جب عشق وحسن تھہرا — میرا تو زیادہ کم تمہارا

لکھا جو قبول وصف گیسو
کیا کیا بہٹکا قلم تمہارا

حال عاشق پوچھتی کیا ہو کہ کیونکر مٹ گیا — ہمہ مو میری مٹانی پر ستمگر مٹ گیا

دو پہر کو جب وہ موزون قد گیا گلزار مین — اپنی سائی کی طرح سرو صنوبر مٹ گیا

بیوفائی کر کی حال دل نہ پوچھ ای بیوفا — تجہسی خالی ہو گیا ہی جیسی یہہ گہر مٹ گیا

اوسکی الفت سی لہو میرا دل سنگین ہوا — نقش کیسا نقش کی بابت سے پتھر مٹ گیا

آنسوونکا پانی ماتھی سی ہوا ہاتھون بلند — حرف قسمت کو لسنا ای دیدۂ تر مٹ گیا

انقلاب گرم وسرد دہر سی تم خوش جو ہو — آگ مین مچھلی تو پانی مین سمندر مٹ گیا

قطعہ

عاشقون کی چہری گٹنی کی گہڑی گرم ہی
ہر گہڑی اک مجمعِ عشاق مضطر مٹگیا

مین جو پہونچا دو گہڑی بعد اور حتبا یا اپنا نام
دی صدا دیوان مقتل نی وہ دفتر مٹگیا

خاکساری اصل انسان ہی نکر یا تو غرور
آدمیت مٹگئی جسدم یہہ جوہر مٹگیا

روبرو جسدم ہوا عشقِ دلِ شفاف سے
جوہرِ آئینہ صافِ سکندر مٹگیا

عشق نی مارا جوانی مین تو سب کہتے تہی ہای
تو ابہی مٹنی کی لایق یہہ تہا پر مٹگیا

کہل گیا اوسکی لئی جنت کا در فوراً قبول
نام پر حیدر کے جو دنیا مین آکر مٹ گیا

مین ہا نیچو جو اوس محبوب کا جو یا رہا
جبتک اوس گل کو ڈہونڈہا آپ مین کہویا رہا

آمدِ جانان نی شادی مرگ سبکو کر دیا
پہر گیا وہ بیوفا سویا تو مین سویا رہا

جب تلک آنکہین رہین دیکہا کیا چہرہ ترا
وصف چہرہ کا کیا جبتک دہن گویا رہا

دل مرا گو نار الفت نی جلا یا رات دن
نخلِ قد ای سرو قد دل مین مگر بویا رہا

بی حوا سکی محبت کی بہسرا یا چار سو
دل مین اوسکو پایا جسکا عمر بہر جو یا رہا

عشقِ صادق اوس صنم سی کام آیا بعد مرگ
یون تو اب وہ لی ہین جہپر عشق او نہین گویا رہا

حسن مین بی مثل ہو نازو ادا مین لاجواب
پہر گیا عاشق کا دل ای دلربا و یار ہا

دانۂ خالِ صنم کا پہل اشکو نینے دلا
تخم الفت مزرعِ دل مین مری بو یار ہا

اکڑی وہ تیغ نگہ سی قتل کرکی ای قبول
خون مین نہلا کی دیدہ دہوی کا دہو یار ہا

ہر اشک گرم ہجر مین تیزاب ہو گیا
ہم حسن کنج مین پہ وئی وہ تالاب ہو گیا

سب نور لیکی مہر سی نکلا شب وصال
مہتاب آفتاب جہانتاب ہو گیا

تیغون کی پہل سی او سنی گلستان کر دیا
ہر ایک بند جسم مرا باب ہو گیا

موتی کی قدر آب سی ہی کی نہ اوسنی قدر
در گو کہ اشک کا ہمہ تن آب ہو گیا

دریای اشک بہتی ہتی آیا مگر جو بار
آنسو پہر ایک بہی در نایاب ہو گیا

جز گریہ ہجر مین نہ پلک سی پلک لگی
غش ہم گیا جہی تو وہی خواب ہو گیا

جب گردش اونکی آنکہہ کی آنکہون مین پہر گئی
ہر قطرہ اشک کا وہین گرداب ہو گیا

سینی مین دل کہان جو بہر آ اکی عشق گرم
عشق آگ بن گیا تو یہہ سیماب ہو گیا

صحرا مین سیل اشک چڑہا جلد اسقدر
اٹہا تہا گرد باد وہ گرداب ہو گیا

جب بہر نوش ناز سی لایا وہ لب تلک | انگور سبز عکس سی عناب ہوگیا

آرام جان نہین ہی جو بستر پہ ای قبول
خواب وصال اپنی لیی خواب ہوگیا

راغب فقر بھلا طالب زر کیا ہوگا | لطف جسکو ہی اودہر کا وہ ادہر کیا ہوگا

دل کو یاد در دندان مین اثر کیا ہوگا | آب گوہر سی دہن سیپ کا تر کیا ہوگا

نوشدارو نی شفا دی نہ تری عاشق کو | زہر ہی مرنی کو کہا لون تو اثر کیا ہوگا

کون کہتا ہی شب وصل مین نکلا ہی چاند | ہوگا مہر سحر ہجر قمر کیا ہوگا

سوت سی اپنی غفلت ہی سب انسانون کو | ہمسفر ہی مین ہین اب اور سفر کیا ہوگا

اپنی عشق بہشت سی پہر کر نہین آتا مجکو | آہ سی آگ لگا جاؤن یہہ گہر کیا ہوگا

قطعہ

اوس شیخ حسن سی کہتا ہون جو مین سودائی | خانہ دل مین کروگی جو گذر کیا ہوگا

ہنسکی کہتا ہی کہ ظاہر ہی کہی دیتا ہی | جسمین تم مجکو بلاتا ہی وہ گہر کیا ہوگا

رخ شفاف سے تیری جو ملائی کو ہی منہہ | جرم روی قمر ای رشک قمر کیا ہوگا

ہنر بخت رسا ہی ہنرون کو جو وہ دی | اوس جگہ مفتی پہری اہل ہنر کیا ہوگا

کرہ نار کو کردیگا جلا کر یہہ خاک
دل سوزان سی جو اوٹھا ہی شرر کیا ہوگا

دل قانع سی ہی ای معن دنیا بہاگ
یون تو سب کچھہ ہی ور کار ہی پر کیا ہوگا

نہ ہوئی ہجر مین آہون کی اثر سی وصلت
ساختہ آہ کا وصلت مین اثر کیا ہوگا

دل جگر چہید یا اک مرتبہ دونون ای ترک
ورنہ کس کام کا یہہ تیر دوسر کیا ہوگا

عرش ہل جائیگا سو بار مری آہون سی
پر دل سخت کو اوس بت کی اثر کیا ہوگا

نہ ملا وہ تو بہی عشق سے سر کردیگا
فلک کو نین سی چہوٹونگا ضرر کیا ہوگا

لیکی گل ہاتہہ مین کہتا ہی وہ نازک سفاک
پہول سی بڑہ کی بہلا بار سپر کیا ہوگا

بال سی گو شعرا دیتی ہین تشبیہ تجہی
تجہسا باریک وہ ای مُغ ہی کمر کیا ہوگا

عرق شرم مین ہی غرق یہہ شبنم کب ہی
روبرو تیری چمن مین گل تر کیا ہوگا

سب جہکا لینگی جو سر ذبح کریگا وہ ترک
جس سی ٹوٹا ہی زمانہ اوسی کیا ہوگا

ابتدای شب فرقت مین کہین دم نکلی
دم نکلتا ہی کہ تا وقت سحر کیا ہوگا

صرف کیون پند مین تم کرتی ہو اوقات قبول
تربیت کا دل جاہل کو اثر کیا ہوگا

اونکی آتی ہی لحد پر اسقدر تن بڑہ گیا
دونون جانب سی مراد وہاتہہ مدفن بڑہ گیا

جب ملا دانتون مین تمنی یہہ صنیا حاصل ہوے
موتیونکی خاک سی ای جان منجن بڑہ گیا

جان دی کس کسکو یہہ وحشی تری حیرت مین
میری آگی کوہ کا صحرا کا دامن بڑہ گیا

جب گہٹا پانی اشک آنی لگا آنکہونسی خون
خون دل بہی گہٹ گیا جب جدسی شیون بڑہ گیا

جو لگا تیر نگہ بہر نظارہ جا ہوی
دین دل کی لیی ایک اور روزن بڑہ گیا

موم و روغن جب ملا ای غنچہ لب شیرین دہن
شہد سی موم اور گل خوشبو سی روغن بڑہ گیا

حسن تہا نیم جان مین چال سی پہونچا عدم
وہ قدم ناز و ادا کا اور توسن بڑہ گیا

چاک جامہ سی بہی وحشت مین تن مین عریان ہوا
ہاتہہ دو وہاتہہ اور بہی آگی سی دامن بڑہ گیا

سامنا ہوتی ہی نکلی جسم سی جان **قبول**
بس چراغ زیست ای گیسو کی ناگن بڑہ گیا

ہین قیبون مین ملکہ مدام ہو نہ سکا
تری گلی مین ہمارا قیام ہو نہ سکا

بدی کا سخت ادہر سی کلام ہو نہ سکا
حرام غصہ ہی کہانا حرام ہو نہ سکا

روان شنازی کی ساتہہ ایک گام ہو نہ سکا
تمام کام کیا پر یہہ کام ہو نہ سکا

غلام حضرت یوسف کے ہین تمام حسین
مری حسین کا وہ خود غلام ہو نہ سکا

مین لکھتا جاؤن سیر اجلد لیکی چل قاصد
پہونچکی کہینچو یہہ خط تمام ہو نہ سکا

نہ عشق زلف کا چہوٹا نہ موت آئی ہمین
کسیطرح یہہ تسلسل تمام ہو نہ سکا

وہ بادہ کش ہون کہ ابتک آنکہہ لال ہوی
خمین تہی ہوئین لبریز جام ہو نہ سکا

فراری ہی رخ پہ خط سبز سی ہوی زلف
یہہ ہندو وہ ہی کہ سر سبز شام ہو نہ سکا

جہکا جو دیکہتی ہی خاک پر گرا یا سر
پہر اسپہ کہتا ہی قاتل سلام ہو نہ سکا

نشان مٹ گئی خود مٹگئی یہہ کوشش کی
نمود اوسسی نہ چاہی تو نام ہو نہ سکا

طمع نی مال کی سنگہوا ہی بونی لف بتان
درم کی دام سی افزون یہہ دام ہو نہ سکا

نہ داغ ہجر بہرا مرہم وصال سی بہی
خود اوسسی چاہا مگر التیام ہو نہ سکا

کمر کی ہونی نہ ہونی مین تہی بڑی حجت
سخن دہن مین جب آیا کلام ہو نہ سکا

برا ہو لغزش پا کا پیا جو آب حرام
روانہ مین سوی بیت الحرام ہو نہ سکا

بہار توبہ کی تہی خزان مین ای زاہد
بہار باغ مین بادہ حرام ہو نہ سکا

نہ دو قدم چلی حیرت سی کبک اور طاوس
تمہاری سامنی اونکی خرام ہو نہ سکا

ہمیشہ بندگی عشق مین رہی خوار سے
سلام کرنیکو بھی پر سلام ہو نہ سکا

بنا ہی عرش خدا دل ہوا بلند ایسا
ہماری بُت کا پر افسوس بام ہو نہ سکا

فراقِ روح سی جسم اسقدر خفیف ہوا
سوا زمین کی نیچی مقام ہو نہ سکا

بقول حق تو یہہ ہی جز علیؑ ولی خدا
نبیؐ کا کوئی بھی قائم مقام ہو نہ سکا

ہین عدم کو خارِ مژگان سی روانا ہو چکا
زخمِ تیغِ تیز ابرو اب اوٹھانا ہو چکا

رونقِ بستر کرو وصلت کے رات اب ہی تمام
دانتون مین مسّی لگی زلفون مین شانا ہو چکا

دیکھین ہم کیا لائی پیغامِ زبانی کا جواب
خط چلا ہی آج پہلی دل روانا ہو چکا

کہتی ہین جھوٹا ہی تیرا عشق رونا کر ہی
آنسو پونچھ اپنی بس الفت کا بہانا ہو چکا

وصل اب برسون نہین جز ہجر ای رشکِ قمر
جسکی گردش تھی موافق وہ زمانا ہو چکا

مسکرا دیتی ہی چٹکی سی بہا دل ہو کی خون
ہنسکی اب مجکو ہنسانا ہی وہ رلانا ہو چکا

جسقدر کہنا تھا گدا ہم اشتہا سی دل بڑہی
ہین وہی ہیو کی کا ہو کا ہوئی کہنا ہو چکا

جیسی خال و آب تاب رخ کا مجکو عشق ہی
ہیری حیثی کا جہان مین آب دانا ہو چکا

جان میری لی چکی جب امتحانِ عشق مین
اب محبت عاشقون کی آزمانا ہو چکا

بوسۂ چشم و لبِ میگون دیا ہی یار نی
ہوش مین اب روزِ محشر تک ہی آنا ہو چکا

مشکیا عالم جہپکی آنکھ نیند ایسی اڑے
ہو چکا یہہ خواب آخر یہہ فسانا ہو چکا

حسن و زر افزون سی قیمت اُنس کو ملتی ہی ہو
عشق زورون پر چڑہا ہی بن تو انا ہو چکا

عاشقِ صادق نہین ملتا کر اب کوئی تہی
مٹ چکی جب ہم تمہارا ہی مٹانا ہو چکا

اس زمینِ سست مین چلتی نہین طبعِ اقبول
خیر ہی بس اب طبیعت آزمانا ہو چکا *

گیا جو وصف اوس لبِ جانکا
مزا ملا قوتِ بیانکا

جو وصفِ دندانِ ضعفتانکا
کیا تو جوہر کہلا زبانکا

ہوا ہون کشتہ غمِ نہان کا
مقام ہرگز نہین بیان کا

پتا یہہ ہی یار کی مکان کا
کہ دل مین مسکن ہی اُس جانکا

نہین جو وہ بحرِ حسن بر مین
تو ایک دریا ہی چشمِ تر مین

ترپ رہا ہون اکیلی گہر مین
ہی مشغلا نالہ و فغان کا

بتو یہہ کبتک زبان درازی خدا کی شان اور بی نیازی
کرون کہانتک زمانہ سازی گہمنڈ ہی یہہ تمہین کہانکا

بہت نہ تڑپا بہت نہ بلکا علاج کر قلب مضمحل کا
بڑہا یا اس غم نی زخم دل کا نہ رکہا مرہم تو نی تانکا

وہ مہر طلعت جو شبکو آیا سحر کو بہی اپنی ساتہہ لایا
نقاب اولٹ کر جو منہہ دکہایا بدل گیا رنگ آسمانکا

جو چاہی اوس شعلی کو سمندر تو پہینکی پانی مین اوسکو جلکر
ہو پرتو افگن وہ ماہ انور جو پہنی کپڑا کوئی کتانکا

حسین وہ جنگجو ہی بیحد ہلال ابرو قمر ہر اک خد
خوش اوسکی خو خوش مزاج خوش قد جوان رعنا وجیہہ بانکا

جو پاس وہ رشک حور ہوگا تو ہمکو ناحق سرور ہوگا
جدا ہی فوراً ضرور ہوگا بہم ہو گو ربط جسم و جانکا

ہوا ہون جب سی میں نیش الفت دہن کی جاتی رہی حلاوت

کمال کڑوا ہی زہر فرقت مزا بدلتا نہین زبان کا

جنون کی اب ہی امنگ جھکو لگاتی ہین لٹکی سنگ جھکو

نہ عار ہی کچھ نہ ننگ جھکو تماشا ہون کودک و جوانکا

ہون مست آنکھونکا بادہ کیا ہی شراب اس سی زیادہ کیا ہی

یہہ می نذی اب ارادہ کیا ہی نہین جھی ہوش جسم و جانکا

نہ خار چبھتی ہین اب جگر مین نہ جوش ہی دل کو اپنی بر مین

بہار سی ہی مری نظر مین زیادہ احسان ہی خزانکا

بلایا ہی تو خوشی سی سو دو جو میری دلکا ہی مدعا دو

رقیب کو بیچ سی اوٹھا دو حجاب اوٹھہ جای درمیان کا

کیا پریشان بیکلی سی دکھایا دل کو بری بہلی سی

نکل گیا دل تری گلی سی کسی طرح تونی اسکو ہانکا

فریب ہین مکر و زور ہین یہہ نہین انہین پاس وہ ہین یہہ

جو شکل دیکھو تو نور ہین یہہ مزاج ہی آتشین بتان کا

کبھی مخاطب ادہر بھی ہو گی   ہمارا دل لیکی بوسہ دو گی
یہہ ہدیہ تم لو گی یا نہ لو گی   ضعیف و بیمار و ناتوان کا

مقابل ای ترک اگر ہو رستم   تو خوف مژگان سی لرزی پیہم
کمان منہہ پر چڑھا ای اوسدم   یہہ تیر رخ پھیر دی کمان کا

رہی مریض اور دوا نہ پائی   مروت اینی ذرا نہ پایئے
گلون مین بوی وفا نہ پایئے   زبان ہو وصف اپنی جان کا

جہان مین جوش و خروش کیا ہی   وہان جو سب ہین خموش کیا ہی
یہان کسی اس غل کا ہوش کیا ہی   کہ حال پہر کہلی وہان کا

کمال گلرو یونسی جلا ہون   مرض مین آہون کی مبتلا ہون
کلیجی پر داغ لیکی چلا ہون   برنگ گل ظلم گلرخان کا

الگ جگہہ دی ہی جھکو سب سے   ڈرا ای بت اللہ کی غضب سے
یہہ ظلم مین دیکھتا ہون کب سے   کہ ایک آبیٹھا ایک جا بہ کا

مری بھی سن کر ذرا تامل   مرا بھی محبوب ایک ہے گل

تو روک نالونکو اپنی بلبل جو شوق ہی گل کی داستان کا

فلک ہی ایساہ چہرہ تیرا ستارہ ہی خال روی زیبا

جو خال تک اپنا ہاتہہ پہنچا تو توڑ تارا اس آسمان کا

تہانتک اب زخم دل ہو گہرا نہ آب کر قہر کرکی ہرا

ہمارا دنیا سی کوچ ٹھہرا ہو خاتمہ ابتو امتحان کا

فلک تلک حسن کا ہی شہرا کہ اب ترا مشتری ہی زہرا

رخ و جبین مین ہی نور زہرا قمر کا خورشید آسمان کا

بہت جو فرقت کا درد ہوگا تڑپ کی عاشق یہہ سرد ہوگا

تمہارا چہرہ بہی زرد ہوگا کہ روکی غم اپنی جان فشان کا

تمہین حسینون مین صدر دیکہا نجوم اونہین تمکو بدر دیکہا

یہہ حسن مین آہ غدر دیکہا کہ دل کا دشمن عدو ہی جان کا

وہ مغ بچہ رشک حور ہوتا تو شیشۂ دل نچور ہوتا

ہمین تو وہ سرور ہوتا وہ ہر ہین لب پر لب اوس جوانکا

لیا کنارہ منہہ اوس سی موڑا لباس پہاڑا وہ عہد توڑا
جہاز دل اب خدا پہ چھوڑا نہ ناخدا کا نہ بادبانکا

تغیر ردیف چاہیی اب کہ گوش دل سی سنین غزل سب
قبول رتبہ ترا یہہ ہی کب کہ قصد ہو تیری امتحانکا

ہوا ہی عشق ایسی مہ جبین کا پتا نہین جس بت حسین کا
یہہ حال وحشت ہی مجھہ حزین کا نہ آسمان کا نہ اب زمین کا

ہر ایک دم حسن ہی دوبالا اندہیری گہر کا ہی تو اوجالا
تو مہر ہی مہر نی سر اٹھالا قمر ہی پرتو تری جبین کا

یہہ غیظ اے نازنین کیون ہی چڑہی ہی اک آستین کیون ہی
یہہ بل جو ہی اے حسین کیون ہی کہلا نہ عقدہ تری جبین کا

تری جدائی مین زرد ہی گل ترے لیی نالہ کش ہی بلبل
سیاہ ہو کیون نہ روز سنبل خیال ہی زلف عنبرین کا

جو بوسہ لب دیا ہی مجھکو تو اب نہ شرما کی گالیان دو

حلاوتِ بوسہ کھو رہی ہو مزا بدلتی ہو انگبین کا

ملال جو دمبدم ہی افزوں تو رنج جانان سی ہی جگر خون

خوشی سی ہر لحظہ سہ رہا ہون عتاب محبوب خشمگین کا

پری کہی کون مہ جبین کو فلک سی نسبت کہان زمین کو

ملاؤن کیا جسم نازنین کو کبود ہی رنگ یاسمین کا

تری گلی مین ہین عمر بھر سی دکھا دی منہہ اب کہ خوب ترسی

ذرا نکل آ تو اپنی گھر سے نکل رہا ہی دم اک حزین کا

جو سرو پہنلسکی مشجر ہمیشہ ملبوس تہی معطر

سو حیف ایک ایک ماہ پیکر ہوا ہی پیوند اس زمین کا

دماغ مین آئی بوی جانان نظر وہ آتا ہی روی جانان

ملی ہمین آج کوی جانان کمال جو پایا تھا اس مہین کا

ہر ایک لب شہد سی ہی خوشتر گھرا ہی غیرون مین پر وہ دلبر

نشینِ اغیار سی حذر کر مزا جو چکھنا ہی انگبین کا

یہہ حال دانتون کا ہی چمک مین ضیا نہین موتیون تلک مین
یہہ مصرا تسینہ فلک مین ہی عکس خسار آتشین کا
ترا ہون عاشق تجہی سی الفت تری گلی رشک باغ جنت
سوا تری در کی بی مروت مجہی تصور نہین کہین کا
جو تیری گیسو مین خال دیکہا وہ حسن مین بی مثال دیکہا
بہت بغور و خیال دیکہا یہہ مہر ہی مار عنبرین کا
رہی تری نور رخ پہ مائل سیاہ زلفون مین پا پہنسی دل
جو حکم دی وہ کری یہہ جاہل کہ عشق یکسان ہی کفر و دین کا
وہ حسن ہی یار تند خو کا کہ خون ہوتا ہی ایک دو کا
ہمیشہ چہری پر اوسکے دہوکا ملک کو ہوتا ہی حور عین کا
جو اوس سی تشبیہ دون قمر کو تو دہبا لگجائی سیمبر کو
پسی ہی خجلت سی منہ اودہر کو ستارہ چرخ چہارمین کا
روانی طبع کو نہ بہولو اسی غزل مین بس اب جہولو

جو دوسری ہی غزل مین پہولو   تو باغبان سمجھون اس زمین کا

مطلع اول

سہیل کو عشق ہی جبین کا   قمر کو رخسار نازنین کا

ہرن فدا چشم سرمہ گین کا   بدن پہ دل غش ہی یاسمین کا

مطلع ثانی

ادب کرامی بت دل حزین کا   مکان ہی تیرا بری کمین کا

جہکادی سر ہی شرف جبین کا   یہہ قصر ہی کعبہ آفرین کا

جما ہون آنکہین ملا کے جانا   گرہ ہی تیر نگہ روانا

ہوا ہون صد شکر مین نشانا   تمہاری چشم نشانہ بین کا

زبان پہ ہی کلام اوسکا   عقیق دل ہی نام اوسکا

نظارہ اب ہی مدام اوسکا   وہ نام سینی کی ہے نگین کا

دہن کہان ای فرشتہ خو ہی   ہمین بہی اسمین گفتگو ہی

فقط تصور ہی روبرو ہی   خیال تک بہی نہین یقین کا

لہو لبون کی لیے رلایا   کمند گیسو مین گہہ پہنسایا

ذقن مین غوطہ کبہی کہلایا   برا ہوا اس چشم حسن بین کا

نہ تاب زینہار لائی جل کر — وہ اولٹا پھر جائی اپنی جا پر

اگر کری آفتاب محشر — مقابلہ داغ آتشین کا

لباس سی ہو گئی ہی نفرت — جنون سی اور مجھسی ہی محبت

بنا ہون گا اسکو تا قیامت — یہہ سایہ تھہ ہی دامن آتشین کا

شراب جانی مین ہم جو پہونچی — چڑھائی شیشون پہ اور شیشی

ہوا ہی لب خشک دیکھنی سی — ہر ایک فنجان و ساتگین کا

عزیز ہین تمکو غیر پُرفن — ہماری جانب سی دل ہی آہن

پڑی گا جلکر تمہاری دامن — سی جھاڑنا ہمکو آستین کا

ہوا وہ شوخ اب سوار توسن — زیادہ ہی حسن اور جوبن

ہوا مین شعلہ ہوا ہی روشن — چراغ صرصر کہی ہی زین کا

یہہ حسن بخشا ہی آب گل کو — ضیا یہہ دی شمع مشتعل کو

تری ہی صورت کا عشق دل کو — کہ عشق صورت آفرین کا

ہی آگی آنکھون کی کور نرگس — زر گل و سنکی رنگ سی مِس

چمن میں کیوں نہ سرو جس خرام دیکھا ہی اوس حسین کا

جلانا ہی برق عشق مجکو رولانا ہی برق عشق مجکو

دکھانا ہی برق عشق مجکو فراق اوس برق خشمگین کا

ہماری ہستی میں گھر نہیں ہی کہاں ہیں ہم نون خبر نہیں ہی

دل اب نہیں ہی جگہ نہیں ہی مکان ہی خالی ہر اک مکین کا

کلام سے بلبلیں ہیں مائل لبوں سی گل تازگی کی سائل

نگہ سی نرگس تمام ہی گھائل چمن ہی کشتہ مری حسین کا

جو عشق سینی سی کم نہ ہوتا تو میری سینی میں دم نہ ہوتا

جو دم نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا فراق محبوب مہ جبین کا

ملک ہی کب اس چمک دمک کا کہاں ہی نور اس نمک کا

وہ تارا ہی کون سی فلک کا وہ ہیرا ہی کون سی زمین کا

مجھی نقش اس اثر کا لکھہ دی کہ شکل بخت سیاہ بدلے

قبول لفظون تلک جو پہنچی غلام بن جای شانہ بین کا

ردیف الباء

نکلا نہ چرخ پر بھی مری یار کا جواب
ٹھہرا نہ آفتاب بھی رخسار کا جواب

وہ ہی درازی اور وہی اسمین تیرگی
ہی زلف یار میری شب تار کا جواب

ملا حکیم سب تو جواب آکی دے گئے
اب موت دیتی ہی تری بیمار کا جواب

ای برہمن جبھی بہی ہی ورد اوسکی نام کا
تسبیح میری ہی ترے زنار کا جواب

دن رات اپنی آنکھہ جھپکتی نہین کبھی
ہین مہر و ماہ دیدۂ بیدار کا جواب

چلتی تجھی جو دیکھا تو پامال ہو گئے
کیا منہہ جو کبک دے تری رفتار کا جواب

نالون سی اوسکی غنچۂ روش تنگ ہی گل
وہ گل نہ دیگا بلبل گلزار کا جواب

اوس پر کھنچی سی مرتا ہی اور دیکھکر اسے
کس طرح دار ہو قد دلدار کا جواب

ساری ختن کو چھانا نہ ہرگز ملا کہین
خوشبو مین زلف یار کی اک تار کا جواب

لاغر کمال سنتی ہین تیری کمر کو ہم
دکھلا ہمین ہماری تن زار کا جواب

ہم وحشی کیون الجھکی پریشان ہین اور نہ ہی
زنجیر دیگی کاکل خمدار کا جواب

مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھہ گالیان
ہی اسوال دیکھی اور یار کا جواب

نزاکت اوسکی نہ ابرو کا ای قبول
برچھی کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب

ہماری دور مین ساقی ہی آبروی شراب
مدام ہاتھہ مین لبریز ہی سبوی شراب

نگاہ ہی رخ ساقی پر اپنی آٹھہ پہر
سبوی دل مین ہمیشہ ہی آرزوی شراب

اندھیری راتی پہرتا ہون میکدون مین
چراغ ہاتھہ مین ہی او جستجوی شراب

وہ ناتوان ہون کہ تا حشر پہر نہ ہوش آئی
اگر دماغ مین آجای ہی بوی شراب

گناہگار نہ ہونا یہہ دختر رز ہی
نہ کیجیو کہین واعظ نگاہ سوی شراب

جب ابر آتا ہی کرتا ہون یہہ دعا مین رند
لگاون غوطی ہمیشہ ہی آکی جوی شراب

ہوا جو چاک دل جرم میکشی پر دل
عوض لہو کی نکل آئی آرزوی شراب

اسی ہی محفل عالم مین سرخ رو مین ہون
ہی سیاہی مے کی آنکھون مین آبروی شراب

شراب کیا پیون نازک دماغ ایسا ہون
کہ میری منہ سی اڑا لی ہی گفتگوی شراب

نگاہ ناز سی مین ساقیا ہوا بیہوش
ہر ایک آنکھہ پہ تیری ہی یا سبوی شراب

وہ گل نہین تو نہین کچھہ ہی اسمین کیفیت
نہ دیکھون اوسکو تو مین جاکی دیکھون سوی شراب

رقیب نے بھی بہکا کی مے پلائی ہے
دہن سے صاف تری آرہی ہے بوی شراب

لبیہ اشتیاق تھا جبتک کہ جام لب تک آئی
زبان بڑہ گئی مانند موج سوی شراب

محب ہون اوسکا جو ہی دوست میری ساقی کا
عدو ہون اوسکا جہان مین جو ہی عدوی شراب

یہہ آرزو ہی کہ محشر مین پیاس ہو جو مجھے
قبول ساقی کوثر سی لون سوی شراب

خوش ہون جو غم سی مین تو نہ ہرگز ہو غم نصیب
چاہون جو داغ چرخ سی تو ہون درم نصیب

فربہ کیا یہہ عشق و صلت نے اب مجھے
مستسقیون کی طرح ہوا ہی ورم نصیب

دم بھر گل اسکی ساتھ کیا ہمنی دسی خواب
جاگی تمام عمر مین بس ایکدم نصیب

دکھلا دی می پلا کی نہ سیر آسمان کی
ساقی مجھی کبھی نہو جام جم نصیب

لکھکر جو دیکھون بیت اوس ابرو کی وصف مین
ہوجای تو زیارت بیت الحرم نصیب

تو ہمپہ ظلم کرتا ہی گلکا ہی اوسپہ جوب
جانان ہم اور بلبل شیدا ہین ہم نصیب

بل کر نہ زلف یار سی زیبا نہین اوسی
سنبل کو کب ہوا یہہ بھلا پیچ و خم نصیب

آزردہ تمہاری زلف کا بہزاد سی کھنچے
ہو کاکل پری کا اگر مو قلم نصیب

بوسہ کبھی ملیگا نہ ہوگی کبھی شفا
ہوگا دہن کی عشق مین تنگ عدم نصیب

ہین خاک تیری راہ مین پڑے ہوئے ہی ہمتین
تو پا تری قدم کو ہوا ہی پدم نصیب

مانگون دعا کی وصل تجھ ہو ہجر حشر تک
چاہون اگر سرور تو ہو دل کو غم نصیب

ہنسکر وہ دیکھہ لیتا ہی مجکو کبھی کبھی
مین بی نصیب تو نہین لیکن ہین کم نصیب

تدبیر سی نہ رزق سوا ہوگا ای قبول
تقدیر سی کبھی نہین ہوتی کا کم نصیب

قابل تو گالیونکی ہون مین جان من خراب
کیون آپ کرتی ہین مگر اپنی زبان خراب

تاریک ہے وہ جا نہ جہان نور عشق ہو
واعظ نی ڈال رکہا ہی دل سالکان خراب

صحرا مین کانٹی لگتی ہین بستی مین سنگ طفل
برباد ہی وہان تر وحشی یہان خراب

دو ٹکڑی اک اشارہ ابرو مین کر ہے مجھے
پھرتا ہی دربدر یہہ ترا ناتوان خراب

توبہ جو ہمنی کی تو اوڑی سیکڑی مین خاک
آوارہ مغ بچی ہوی پیر مغان خراب

دل مین بتونکا دھیان ہے لب پہ خدا کا نام
نیت تری بری ہی موذن اذان خراب

گر چہوڑتی ہو قید سی تو قتل ہی کرو
خو بیٹھی رہینگی ہی پہرن گا کہان خراب

ای کاش جذب شعلۂ گلشن ہی کہینچ لی
ہون ہر گلی ہین صنعت برگِ خزان خراب

ہون رحم دل بہار ہین پیدا ہوا ہہ غم
کیا جانی کسطرف گئی ہوکر خزان خراب

اب گہر قفس ہی بلبل برگشتہ بخت کا
بلبل کی دل کی طرح سی ہی آشیان خراب

آغوش دید و وصل کی امید ہین ہوی
لڑکی نڈہال پیر تباہ اور جوان خراب

خود سوی مجکو پہرنی دی کاش اوسکی گہر کی گرد
کیون نالونکی طرح ہوی پاسبان خراب

اشعار تیری دیکہہ لیی ہمنی ای قبول
بندش بری ہی فکر ہی ناقص زبان خراب

ردیف بای فارسی

ہین لطف کا قیدی ہن عبث کیون ہین خفا آپ
دیوانی کو زنجیر ہی دینی لگی نر آپ

اک جنبش ابرو سی ہمین کہیچی ادا آپ
عاشق کو دکہا دیجیی آج اپنی ادا آپ

در پر مجہی آنی کی لیی منع کیا آپ
پہر الٹی نہ آنی کا وہ کرتی ہین گلا آپ

ہین وصل ہی ہین کہانا نہ کہانیکی کرون مشق
آخر تو چہٹی گی تری فرقت ہین غذا آپ

بیمار عبث جانا ہی لی جان ہون جانا
نادان ہین مردی کو پلاتی ہین دوا آپ

فرقت مین تری روتا ہون مرتا ہنین افسوس
نالون سی مری ہوگئی بہرلی ہی قضا آپ

آہون سی چلا جاتا ہون ای اشک خبر لی
فریاد ہی مین آگ مین اپنی ہی جلا آپ

پروانہ بجہانیکی عبث کرتا ہی تدبیر
شمع سحری ہوگی کوئی دم مین فنا آپ

غواص سعی ان دریا ہی فنا کا نہیون مین
لب تک مری آپہونچی اگر آب بقا آپ

آرایش حسن ای مہ تابان جو ہو منظور
افشان تری ماتہی پہ چنی آکی سہا آپ

سرخی ہی تری ہاتہہ مین ای جان خدا داد
چہوتی ہی تری سرخ ہوئی برگ حنا آپ

غازی سی تری چہرۂ پرنور کو کیا کام
خورشید کی مانند یہہ رہتا ہی صفا آپ

گیا غم ہی جو بی آب ہی کان کی موتی
ہنسکر وہ دندان سی وہ دی لینگی جلا آپ

ای گل تجہی کسطرح سی ہم بہیجین خط شوق
مضطر نظر آئی تری فرقت مین صبا آپ

سرخی بدن صاف کی کیا صاف عیان ہی
اسد جب تو پہنا کرین تنگ قبا آپ

ظاہر مین عداوت ہی تو باطن مین محبت
الدم مری دل سی نہین ہوتی ہین جدا آپ

تلوار فقط کہینچ تو ہو جای مرا کام
اٹہتا ہی تری تیغ کی جانب کو گلا آپ

دکہلائی کشش ضعف مین بہی ہم تو وہ آجای
یہہ کاہ وہ ہی جس سی کہنچی کاہ ربا آپ

جانیکی نہین کوچہ جانان مین قبول اب
کیا ہمسی خفا ہی وہ ہم اوس سی ہین خفا آپ

ردیف التاے

قابضِ ارواح خود ہی پاسبانِ کوی دوست
کیون نہ مہمانِ قضا ہون میہمانِ کوی دوست

سبز ہی اشکون سی میری بوستانِ کوی دوست
بلبلِ شیدا بنا ہی باغبانِ کوی دوست

آج کل پہولا ہوا ہی بوستانِ کوی دوست
مثلِ بلبل نالہ کش ہین عاشقانِ کوی دوست

گوچہ دل اسقدر ہی صاف بغض و شک سی
گو ہی دشمن پر ہوا مجکو گمانِ کوی دوست

پرتوِ رخسار تابان ہی بس کو سو تلک
شمع روشن ہی ہر اک سنگِ نشانِ کوی دوست

مر گیا مین پر نہین جاتی مری سرگشتگی
خاک بہی میری بنی ریگِ روانِ کوی دوست

مین دعا کرتا ہون یہہ بزولِ قبول کو قرب
آدمی کو پہاڑ کہاتی ہین سگانِ کوی دوست

جنبشِ صرصر سی اُٹہہ کر بیٹہہ جاتی ہین وہین
گرد کی صورت سی ہم ناتوانِ کوی دوست

گوچہ عشقِ حقیقی کو مجازی سی لیا
سنگِ بتخانہ ہوا سنگِ نشانِ کوی دوست

رشک سی خالی ہو آنکہو نہین جگہہ کہین نہ دون
مردمک سی ہین زیادہ مردمانِ کوی دوست

خواب میں سب کی ہی ہیں جنت الماویٰ کی سیر
حشر کی دن ہی نہ جو نکلی خستگان کون دیکھی دوست

اوسکی گھر کا راستہ کبھی ہو بھولکر لگ گیا
سنگ اسود بن گیا سنگ نشان کون دیکھی دوست

ہاتھہ جاتی ہیں شل اور پاؤں اٹھہ سکتی نہیں
یاد جسکی بیدست و پا کو ہین نشان کون دیکھی دوست

واعظو تم دیکھہ لینا حشر کی میدان میں
رہنمائی خضر ہونگی سالکان کون دیکھی دوست

کیا زمین دلکش ہی اسکو نسی بہی سہہ سکتی نہیں
جم گئی ہین نقش پائی رہروان کون دیکھی دوست

سرخ خلعت پہنی کس آرام سی کیوں ہین خواب
طعنہ زن زندونپہ ہین سب خستگان کون دیکھی دوست

مجکو اٹھوایا ہی جس جا اوسہی کر دون سجدا
جا کی پریونکو سنا دون داستان کون دیکھی دوست

غیر کی اوپر تعلّی دیکھہ سکتی ہی نہیں
عاشقونکا دود دل ہی آسمان کون دیکھی دوست

سونگہہ کر کہایا نہ ہرگز واہ ری کبر و غرور
ہین ہما کی ہڈیان پیش سگان کون دیکھی دوست

سرمہ بیخوابی کا دیتا ہی سحر تک دود آہ
نیند اڑا دیتی ہی اہل داستان کون دیکھی دوست

اوس گلی کی خاکسارونکا یہہ رتبہ ہی بلند
عرش سی بہی ہین اونچا افتادگان کون دیکھی دوست

تنگ ہو کر کوئی جان سی نکلتا ہی قبول
خاک اوڑاتی ہی صبا جاتی ہی جان کون دیکھی دوست

جب آئی لب بام نظر یار کی صورت
حیرت سی بنی ہم در و دیوار کی صورت

تب مہر کی مانند چہرہ ہی زرد ہو غم سی
دیکھی جو مسیحا تری بیمار کی صورت

فرقت مین تری مجکو چمن ہی قفس ای گل
کیون پھڑ کون نہ مین مرغ گرفتار کی صورت

گلشن مین قد یار جو آیا ہی مجھی یاد
ہی سرو لگا ہون مین مری وار کی صورت

جب دیکھا اوسی پھر گیا آنکھون مین رقیب آہ
گل سی نظر آتی ہی مجھی خار کی صورت

تشبیہ صبا کو نہین دی سکتی ہم اوس سی
کب ہی وہ مجسم تری رہوار کی صورت

تیر مژہ سی تری پائی ہی ای ترک دہ لذت
ہین زخم ہی خندان لب سوفار کی صورت

ایسا ہی جلا ہون جو قبول اب وہ خو آئی
منہہ پھیر لون دیکھون نہ کبھی یار کی صورت

بی لطف کٹی وصل کی ای ماہ لقا رات
تڑپا یا ہمین کی نہ توجہ نہ مدارات

اوس رشک مہ و مہر کا کوچہ ہی یہہ عجیب
اکبار ہمی جانا وہان دن ہو یا رات

باران جسی سب کہتی ہین آنسو یہہ سہی ہین
سمجھی ہین جسی ابر وہ ہین دل کی بخارات

شکوہ تری کوچی مین رقیب آئی نہ کیونکر
ہان دیدہ خفاش کو دیتی ہی ضیا رات

اوس نرگس بیمار کی ہون وصف جو تحریر
دیوان بہرا دی شیخ بہی شرح اشارات

کرتا ہون دعا ہجر کی شب مین یہہ سحر تک
فرقت کی نہ دشمن کو بہی کہلاوی خدا رات

پایا تہا مزا اجتنا تری وصل کی دن مین
اب اوس سی سوا ہجر کی دیتی ہی سزا رات

کیا جلد ہوئی صبح گیا وہ گل خندان
دم بہی نہ لیا تہا کہ ہوئی ایمن ہوا رات

تائید کرو تم تو مدینی مین قبول آئی
یا احمد مرسل ہی بہت شوق زیارات

ردیف تای ہندی

دعوی جرات رقیبون کو ہی سر و چار کاٹ
آج تو دکہلا دی ای تیغ نگاہ یار کاٹ

طی بلند و پست دنیا کر جو ہی ثابت قدم
پاؤن آہستہ اٹہا کر راہ ناہموار کاٹ

تیز کرتا ہی نگہ کو سرمہ دنبالہ دار
باڑہ رکہی جای تو دونا کری تلوار کاٹ

جب وہ گل آیا تو کٹ جائین گی گلبن تمام
باغبان گلزار کی پہلی ہی تو اشجار کاٹ

ہی لب معشوق تیر اوسکا نہ چوکا اسوقت مین
ای دہان زخم بوسہ لی لب سوفار کاٹ

کاٹ کہائین سنگ سی اغیار اپنی جسم کو
جسم میرا اسقدر رای یار کی تلوار کاٹ

کچھ تو پاس اُسکی نشانی ہو کہ یاد اُسکو رہے
دی جو اُسنے بوسہ تو ہونٹون سی لبِ دلدار کاٹ

کوہ کاٹی سے نہ ہوگا کچھ حصول اے کوہ کن
وصلتِ شیرین کا دل سی کوہِ ناہموار کاٹ

سیرِ شیرین کی چمن کی ہجر مین کبتک کرون
اے گلِ خورشید آبو کی یہہ گلزار کاٹ

برہمن زادونکی الفت کا اٹھا دی سلسلا
خنجرِ اسلام سی اب رشتۂ زنار کاٹ

غم ہو یا شادی ہو دنیا مین بسر کر اے قبول
زندگی کی یہہ کچھ باقی ہین دن دو چار کاٹ

ردیف الثاے

شکوے تا صبح رہی وصل مین دلدار سی سخت
اب ہی پانو کی صوت در و دیوار سی سخت

لبِ معشوق نہ ہوگا جو تیرا اے ترک
دہنِ زخم کریگا لبِ سوفار سی سخت

آشیان اب چمنِ دہر سی ہم اپنا اٹھائین
زاغ بہی کرنی لگی بلبلِ گلزار سی سخت

روزِ روشن مین عیب اپنا اسی سمجھا ہون
اے پری کیون نہ کرون سایۂ دیوار سی سخت

سیکڑون کوس ہی پیچھی غبار آلودہ
لی جو سرعت مین صبا تیری ہوار سی سخت

برگ کیونکر نہ ہون خاموش گلونکی آسے گی
نہین زیبا ہی تہیدست کو زردار سی سخت

میری کیا جان ہی بجنون جو مین آزاد نہ ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کیون کیا کرتی ہو تم اپنی گرفتار سی بحث

سب کا مرجع ہی ہی خانہ بر انداز قبول
ہین جو نا فہم تو ہی کافر و دیندار سی بحث

ردیف الجیم

ای گلعذار روتا ہون مین ابر وار آج ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ دکہلا دی باغِ حسن کی مجکو بہار آج

رونی مین ہنسی یاد وہ جو دل بیقرار آج ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ اغلب ہی کہ آتا ہی وہ برق وار آج

روزِ شمار چہوٹا ہی کیونکر ہون دادخواہ ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ داغ جفای یار نہ ہون گی شمار آج

ہر ذرہ آفتاب بنا ہی جو ای نسیم ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کیا اوس گلی مین جانی گا اپنا غبار آج

آیا ہی اوسکی زلف کا ایک ایک بال یاد ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کس طرح ٹوٹی اشک مسلسل کا تار آج

ای ترک صیدگاہ مین پایا نہ ہو جو صید ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ اُڑلی ہماری طائرِ دل کو شکار آج

کل تک تو تمسی شیر و شکر تہا تو ای صنم ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کیون اپنی یار غار سی ہی ننگ و عار آج

ایسی شراب پی کی گرا ہون زمین پہ ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ ہین حشر کو اُٹہون تو ہنوا ہوشیار آج

سیرِ چمن مین ساتہ جو میری وہ گل نہین ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ مانند تیر دل کو ہی صوت ہزار آج

طول امل کی فکر کو چہوڑا ہوئی فقیر
پٹکا ہی اپنی دوش سی ہمنی یہہ بار آج

پائی ہی عشق قد کی گہنہ مین یہہ آبرو
سرو چمن بنا مری کہنچنے کو دار آج

آخر کو تنگ ہو کی لڑا مین بہی یار سی
مینی بہی اپنی دل کا نکالا بخار آج

ای دشت پاون جادۂ الفت پہ کیا نہین
کہٹکا ہی مجہکو کیون نہین چہبتی ہین خار آج

زلف و رخ صنم کا نظارا ہوا نصیب
سیدہی ہی مجہسی گردش لیل و نہار آج

کل حشر ہو تو پوچہیو اس سی مرا پتا
مرتا ہون دل کو دی کی تمہین یادگار آج

ناز و ادای یار سی بیتاب کیون ہوئی
ای جان و دل وہ کیا ہوئی صبر و قرار آج

اوس شعلہ رو کی باغ مین آمد ہی ای صبا
سرو چمن جلینگی برنگ چنار آج

تاری جلا کی داغ قمر کو لگا دیا
اوٹہا ہی میری دل سی یہہ کیسا شرار آج

جاروب کش صبا ہی تو ہوتا ہی یہہ یقین
آتا ہی میری قبر پہ وہ شہسوار آج

خالی کی چاند سی مری خالی پڑی ہی گود
ای ماہ سال بہر مین تو بہر دی کنار آج

کرتا ہی مجہکو قتل تو سن خون بہا یہہ ہی
مہندی مری لہو کی لگا ای نگار آج

مین تشنہ کام عشق ہون سیراب کر مجہی
قاتل ہون آب تیغ کا امیدوار آج

کل جز ندامت اور کچھہ ہوگا ای قبول
سوجھی اگر تو سوچ لی انجام کار آج

ردیف جیم فارسی

اس طرح دل سی مری کہتی ہی زلف یار پیچ
کاٹ کر انسان کو کہاتا ہی جیسی مار پیچ

قبر کی گو وال مین دونون گرین گی ایکدن
پہلوان کی طرح کرلین کافر و دیندار پیچ

راہ حق بہکا کی کبہی لیچلا ہی مجھکو شیخ
حیف ہی دیندار سی کرتا ہی دنیادار پیچ

گیسوی خمدار کی صحبت جو رہتی ہی مدام
اسلیی رکہتی ہی تیچہی یار کی دستار پیچ

تیر سیدہا جسقدر ہو اوسیقدر قاتل ہی وہ
دیکہہ لینا ایک دن وہی کی نگاہ یار پیچ

حرف حق کیا بولیی سیدہی ہی بن جاتی ہین کج
کر گئی منصور سی دیکہو تو کیسا دار پیچ

سوزن عیسی سی بہی باہر نہ نکلی ای جنون
چبہہ کی تلوون مین کہتی ہین مجہسی خار پیچ

ای نظیر ایسی کمر تیری ہی پیچ و تاب مین
سیکہتی رہتی ہین بڑہ کر گیسوی خمدار پیچ

سر جہکائی کب تلک مقتل مین بیٹہی گا قبول
اسکی گردن کا نکالی گی تری تلوار پیچ

ردیف الحاے

زلفِ سیاہ شب ہے تو ہی وہی یار صبح
یہ شب شبِ برات ہے صبحِ بہار صبح

اوس آفتاب رو نے کمند بہت کیا
پہنچی نہ کس طرح نفسِ غبار صبح

تیری جبین کی نور سی ملتا ہے اوس کا نور
پہر اسکا کس طرح نہ کری افتخار صبح

طولِ شبِ فراق سی دم گھٹ گیا مرا
کیونکر کریگا یہ فلکِ کج مدار صبح

گردن کا نور گیسوون سی ہی عیان مدام
ہین نظر رہی یہی لیل و نہار صبح

شب ہے سوادِ مردمکِ چشم سی خجل
تیری بیاضِ چشم سی ہی شرمسار صبح

فیتہ سیہ قبا کا نگہ مین ہی زلفِ شب
ہین نظر ہی چاکِ گریبانِ یار صبح

دفتر جو ہی صباحتِ رخسار یار کا
اک فرد ہی اوسکی جو ہی آشکار صبح

ای گل اسی نسیمِ سحر تو نہ جا بنو
کرتی ہی تیری ہجر مین دم کا شمار صبح

چمکا رہا جو بعدِ فنا آفتابِ داغ
ای جان ہو گی تو ہمین لیلِ مزار صبح

مجھ تیرہ دل کو یون ہی شبِ وصل کی تلاش
جس طرح ڈہونڈتی ہین طاعت گزار صبح

ہنسنی لگا وصال کی شب مین صبح مین قبول

شبنم ہی چھپکی ولی لگی زار زار صبح

نقطہ نہ جزو لایتجزا کسی طرح
کچھ بھی وہاں یار نہ ٹھہرا کسی طرح

قطرہ کسی طرح ہی نہ دریا کسی طرح
دل قلب ہے سو کچھ بھی نہ ٹھہرا کسی طرح

جگنو نہ پاوی نور قمر کا کسی طرح
ادنی نہ ہو سکے کبھی اعلی کسی طرح

پہونچی گا چشم و سرخی چشمان مست کو
ساغر کسی طرح سی نہ صہبا کسی طرح

مجروح دل کو کر سکی مژگان کی شکل ہے
ناوک کسی طرح سی نہ بھالا کسی طرح

دندان و نور رخ سی مقابل ہوا ہی سنم
گوہر کسی طرح سی نہ دریا کسی طرح

تم آپ بوسہ دو تو کرم ہی مگر ہمین
دعوا کسی طرح نہ تقاضا کسی طرح

سر ہڑ سی جلد اوتار لی قاتل کہ تجکو ہی
دہشت کسی طرح سی نہ ڈر کا کسی طرح

آرام زخم ناوک مژگان کو دی سکی
مرہم کسی طرح سی نہ پھاہا کسی طرح

سر سے بلا ہی الفت گیسو کو کہو سکا
ملا کسی طرح نہ سیانا کسی طرح

شوخی ترک چشم صنم کو پہنچ سکے
آہو کسی طرح نہ چکارا کسی طرح

چشم سیاہ یار کو منظور ہی کبھی
کاجل کسی طرح سی نہ سرما کسی طرح

کیا منہہ جو تیری قد سی کبھی سرکشی کری — عرعر کسی طرح سی کہ طوبا کسی طرح

ممکن ہی ہی کہ طالبِ دنیا کی دل سی جاہی — حسرت کسی طرح کہ تمنا کسی طرح

آرام گاہِ ماہ جبینان ہی میرا دل — کعبہ کسی طرح نہ کلیسا کسی طرح

کہلتا نہین ہی کس لیی حالِ دہانِ یار — یہہ تو نہ لغز ہی نہ معمّا کسی طرح

کم ہی ہماری خرمنِ دل کی جلانی کو — بجلی کسی طرح سی نہ بالا کسی طرح

کیا منہہ جو مشتری تری نورِ جبین کا ہو — زہرا کسی طرح کہ ثریا کسی طرح

سچ ہی کہ تیری عشق سی ای نوجوان مری — کودک بچا نہ پیر نہ برنا کسی طرح

بن حسینہ پکا ہون یہہ ملت ہی اور یہہ دین — مومن کسی طرح ہون نہ ترسا کسی طرح

کیا منہہ جو گردِ توسنِ جانان کو چہو سکی — آندہی کسی طرح کہ بگولا کسی طرح

پہنچا نہ تیری اور مری دل کو ای صنم — پتہر کسی طرح نہ شرارا کسی طرح

ہین عشق مین ہمین وامق و فرہاد پر شیوخ — شیرین کسی طرح ہی نہ عذرا کسی طرح

ہمسر ہی گا گیسو و رخسارِ یار کا — سنبل کسی طرح سی نہ لالا کسی طرح

کیا منہہ جو تجہکو دیکہلی اور عشق سی بچی — یوسف کسی طرح کہ زلیخا کسی طرح

پہونچیگی بیقراری دل کو مری صنم ‏ ‏ صرصر شرر نسیم نہ پارا کسی طرح

لیا منہہ نگاہ کا جو تری سامنا کری ‏ ‏ نشتر کسی طرح سے کہ نیزا کسی طرح

محبوب ہے وہ اپنا جسی بیقصور جرم ‏ ‏ کچہہ قتل مین نہ دیر نہ عرصا کسی طرح

دندان سی اور لب مسی آلودہ سی ملا ‏ ‏ نیلم کسی طرح سی نہ ہیرا کسی طرح

مین سب طرح نثار ہون سب طرح جسی فدا ‏ ‏ تمکو مری غرض ہی نہ پروا کسی طرح

پی یار گرم پہلوی عاشق کو کر سکے ‏ ‏ گرما کسی طرح سی نہ سرما کسی طرح

پہونچیگا چاند ابرو و رخسار کو تری ‏ ‏ سارا کسی طرح سی نہ آدہا کسی طرح

تیری دہن کو مین جو کہون ہی وہ یا نہین ‏ ‏ تو یہہ سخن بجا ہی نہ بیجا کسی طرح

مقتول چشم ناز کو تیری جلا سکے ‏ ‏ ساحر کسی طرح نہ مسیحا کسی طرح

بیبس ہی ہجر یار مین ان جس بہی ہی ہاے ‏ ‏ زندہ کسی طرح ہون نہ مردا کسی طرح

خیر الامور اوسطہا پر عمل جو ہے ‏ ‏ ادنا کسی طرح ہون نہ اعلا کسی طرح

کچہہ گو مگو ہی درد دل اپنا سمجہہ تو آپ ‏ ‏ ظاہر کسی طرح ہی نہ اخفا کسی طرح

مین دل کو تیری عشق مین کیا سکتا ہون صنم ‏ ‏ نادان کسی طرح سی نہ دانا کسی طرح

لیا تسبیح خیال میں جو ترا نور پاک لے
ہمی کسی طرح سی کہ بینا کسی طرح

سر سبز معنی دین بھی بدون حال ہے
غبرا کبھی کہ گنبدِ خضرا کسی طرح

ناصح ہی عشق کا گل وسخ جائیگا خیال
اسکا کسی طرح سی نہ اوس کا کسی طرح

درجہ کمال دور ہی تحمیل کا قبول
شاعر ہون مین مگر نہین غرّا کسی طرح

ردیف الخاء

جنون مین یاد جو آتی ہین لعلِ خندان سرخ
لہو یہہ روتا ہون ہوتی ہین جیب و دامان سرخ

گمان پاتی یاقوت کا ہر ایک پہ ہے
یہہ عکسِ لب کی یار تیری دندان سرخ

سر اپنا روز جو ٹکراتا ہی ترا وحشی
سیاہی اُٹر کی لہو سی ہوا ہی زندان سرخ

ہر ایک بوند لہو کی ہی دانۂ مرجان
ہر ایک پلک ہے مری مثلِ شاخِ مرجان سرخ

مری فراق سی آنکھون مین ہی جہان سیاہ
یہہ رولی ہین کہ ہوی دیدۂ محبان سرخ

یہہ سرخ پوش مری قتل کی خوشی سی ہے
نہ جانیو کہ لہو سی ہی تیغ جانان سرخ

کہان نہین لب گیسو کا عشق جلوہ نما
سیہ سوادِ ختن ہی رخِ بدخشان سرخ

تری گلی مین کہی سیر کے دِوانون کی
بہت ہوا ہو گلون سی جیو باغِ رضوان سرخ

چہپای سی نہ چہپین خون بی گناہون کی
رہیگی حشر تلک تربتِ شہیدان سرخ

کسیکی نیت جہی اب نظر نہین آتی
قیامت آئی غضب سی ہی چشمِ جانان سرخ

لہو جگر مین ہی رو آتا ہی ترا عشقے
ہوی ہین ایسی سب دندہای مرجان سرخ

نقاب شکر ہی جل کر جدا ہوی رخ سی
ہوی شراب سی ایسی عذارِ جانان سرخ

قبول صبح کی دیکھی جو استہا صادق
تنورِ چرخ نی دی نانِ مہرِ تابان سرخ

ردیف الدال

تیری پوشاک ہی کیا ای بتِ بی پیر سفید
وصف مین اوسکی سیاہی کی ہی تحریر سفید

سرخ تصویر مری کہینچکی قاتل کو مری
کوئی دکہلای تو ہو خوف سی تصویر سفید

انکو جوہر نہ سمجہنا کہ مری قتل سی قبل
رو لی ایسا کہ ہوی دین شمشیر سفید

سرخی رنگ پہ نازان تو عبث ہے ای گل
خون تہا پہلی جو آتا ہی نظر شیر سفید

مانگ کو دیکہکی دل کہتا ہی سبحان اللہ
نصفِ شب مین کی جو صبح نی تحریر سفید

دو دو آہو نگاہی صاف سیہ کرویگا
میری مرقد کی عبث کرتی ہو تعمیر سفید

لب تلک کہ یہ بیمار ہوں اے حجِ جنون
تھتی گھستی ہو لب آہنِ زنجیر سفید

جبہہ سیائی میں تیری ذرگی گھسا ہی ایسا
سیم کی طرح ہوا طوقِ گلوگیر سفید

شب کو اوس ماہ سے میں نے نہ پایا وصل قبول
کر دیا مہر نے رولی فلکِ پیر سفید

مجھ کو کیا کو بھی گرا ہی گنبدِ گردان برباد
تیری گردش سے ہوا تختِ سلیمان برباد

رنگ اُڑ جائیگا ہاتھ اپنی ملیگا قاتل
غیر ممکن ہے کہ ہو خونِ شہیدان برباد

دانۂ خال نے تسبیح مری توڑ دی اے
دستِ ہندو سے ہوا دینِ مسلمان برباد

جب ہاتھ سے ہوئی موج تری وحشی کی
دشت ویران ہوئی ہو گئی زندان برباد

سیپ ہر ایک ہوئی گردشِ گردونِ عقیم سے
مفت ہوتا ہے ہر اک قطرۂ نیسان برباد

سیر کو آتا ہے وہ خانہ برانداز چمن
باغبان مفت ہوا آج گلستان برباد

کس کو منظور ہے اے غنچہ دہن جمعیت
کر چکی مجھ کو تری زلفِ پریشان برباد

دم بھی مارے نہ کبھی مصلحتِ حق میں قبول

چاہیی شکر کری ہو اگر انسان بزاد

ردیف الدال الہندی

کیونکر کری ہمسی وہ شام و سحر گھمنڈ
ہی اوس پری کو کاکل و رخسار پر گھمنڈ

مارا جو مور چی کو سلیمان نی تو کیا
مجھ ناتوان کی قتل پہ اتنا نہ کر گھمنڈ

ہر صبح پڑتی ہی گل رخسار یار پر
کیونکر کری صبا سی نہ اپنی نظر گھمنڈ

عاشق کو بھی تجھسی چاہیی ہی گو فروتنی
معشوق کو نچاہیی پر اسقدر گھمنڈ

اب بادبان زورق دنیا اسی کرون
کرتا ہی چشم تر سی بہت ابر تر گھمنڈ

بیدست و پا ہون عجز ہی مجھسی چاہیی
گل ہی کری نہ بلبل بی بال و پر گھمنڈ

جو پیچ و تاب و سمین ہین آہین بھلا کہان
کرتی ہی اوسکی زلف سی اوسکی کمر گھمنڈ

اندھیر اب جہان مین ہی کر عجز ای قبول
وہ دن گئی جو کرتی تہی اہل ہنر گھمنڈ

ردیف الذال

ہاتھہ مین لی جو جان جان کاغذ
پہول کر ہو وہ بوستان کاغذ

اضطرار اوسکو خط مین جب لکہا
خود بخود ہوگیا روان کاغذ

کشتئ دل روان ہی ان روزون
خامہ مستول بادبان کاغذ

اپنی زردئ رخ لکہون تو ہو
شکل برگِ خزان کا کاغذ

جسم گہلتا ہی روز کاغذ بہر
ہمکو بہیج اپنی جانِ جان کاغذ

تختۂ زعفران کی شکل ہو زرد
چہوئی تیرا جو ناتوان کاغذ

صفحہ دونون طرف ہوئی دستی
نہ وہان ہی نہ اب یہان کاغذ

وصف اوس رشکِ ماہ کی جو لکہی
ہوگیا رشکِ آسمان کاغذ

ہوش نامی کا اب کسی ہی قبول
اب کہان خامہ اور کہان کاغذ

ردیف الرّاء

پاؤن کسطرح سی مین یار کو عیار سی دور
گل کو دیکہا نہین گلشن مین کبہی خار سی دور

قتل کی بعد لبِ تیغ کی بوسی لونگا
سرگرمی کیجئی نہ قاتل تری تلوار سی دور

تبتلک ہجر کی صدمون مین ہونگا زندہ
حیف آتا ہی چلی جانِ حزین یار سی دور

دل سی بدتر مرض عشق کو میں پایا ہی
بھاگ کر بیٹھا ہی عیسیٰ تری بیمار سی دور

عشق میں آگ سراپا ہوں وہ جل جائین ابھی
دشت میں کیونکہ نہ کہوں پاؤں ہر اک خار سی دور

یوں تو ممکن نہیں پر آہ جو سوزش دل کہلائے
آستین جل کی ہوا میں وہ پئے خونبار سی دور

جو میں دیکھا اوسی بستر سی میں اوٹھہ بیٹھا
ہو گیا درد جگر شربت دیدار سی دور

بیٹھا کو نہ بنا ناوک مژگاں کا ہدف
میں ہوں استادہ تری روزن دیوار سی دور

بھاگ کر غمسی بٹھا پھرتا ہوں اوسکے پیچھے
ساتھہ لدار کی رہتا ہوں دل آزار سی دور

یوسی کی جرم پہ تیر اوسکا وہیں جو لگا
ڈر کی لب سینی رکھی ہیں لب سوفار سی دور

ای صنم اونکی خشش آپ سی نجھا بت ہوا ہیں نہیں
در دندان جو نہ ہوں چشم گہربار سی دور

ایک نالی میں فنا جان ابھی ہوگی صیاد
رکھہ قفس بلبل شیدا کا نہ گلزار سی دور

سیر گلزار کو جاتا ہی جو ای آہو چشم
دیکھہ پھر نا نظر نرگس بیمار سی دور

جبسی وہ نیند بھری آنکھین نظر آئی ہیں
یک قلم خواب ہوا دیدۂ بیدار سی دور

میں جو جاتا تھا وہ کاٹین گی رہا ہو نگا میں
بھاگی افعی تری زلفوں کی گرفتار سی دور

ٹک اب مرتی ہیں انسان تو ہی کیکی پا ل
پھر وہ مت یہہ چلن ہی تری رفتار سی دور

جلد پہونچادی خدایا کہ شفا پای قبول
درد ہی دل مین درِ حیدر کرار سی دو

ہون برنگِ ابرِ گریان کیون نہ جانان چھوڑ کر
غم نہ کیونکر کہای آدم باغِ رضوان چھوڑ کر

ای جنون میں ہنستا ابتک ہی جو دیکہون یا کہ
اوسکا دامن تہام لون اپنا گریبان چھوڑ کر

شہر سی مجکو نکالا ہی یہان تو چین دے
اب کہان مین جاؤن ای ناصح بیابان چھوڑ کر

الفتِ کوی صنم ہمراہ تہی وقتِ سفر
کوچہ جانان مین آیا باغِ رضوان چھوڑ کر

موتیون کی لہر پر جانان نظر پڑتی نہین
سلکِ گوہر خاک دیکہون سلکِ دندان چھوڑ کر

قتل کرتی ہو تو دامن سی کفن دیجائیو
اس شہیدِ ناز کو جانا نہ عریان چھوڑ کر

قید مین غل تیری وحشی نی یہ نالون سی کیا
ساتہہ کی قیدی جو تہی بہاگی وہ زندان چھوڑ کر

تہا زلیخا کا تنزل یا وہ کنعان کا عروج
چاہ مین اوسکو پہنسایا چاہِ کنعان چھوڑ کر

ہاتہ کین مین چہوڑا تری زلف سا کو ہاتہ سے
خود پریشان ہو گیا زلفِ پریشان چھوڑ کر

یادِ چشمِ مست مین نالی جو مین وحشی کرون
کیسی آہو شیر سب بہاگین نیستان چھوڑ کر

آتی ہو تو سیرِ گلشن کا مزا بارش مین ہے
کیون چلی ہنستی ہوی تم مجکو گریان چھوڑ کر

ایک ہی نالی مین مجھ وحشی سی ایسا ڈر گیا
تو سون ہی بھاگا درِ جانان کو دربان چھوڑ کر

کھینچ تیر اوسکی نہ ای جراح میری جسم سی
ہر دہانِ زخم خون اُگلی گا پیکان چھوڑ کر

مارا ہی تیرِ نظر سی جسکی زخمی بھی کرو
جانِ جان جاتی کہان ہی مجکو بیجان چھوڑ کر

شبکو آنکھہ اپنی ملاتا ہی اگر وہ چاند سی
بھاگتا ہی چرخِ اول ماہِ تابان چھوڑ کر

گیسوی پیچان کو بکھرا کر مرا دل خوش کرو
عقل اُس عاشق کا کہو لو زلفِ پیچان چھوڑ کر

روح یون نکلی ہی اپنی سینہ پُر داغ سی
بوی گل جسطرح سی نکلی گلستان چھوڑ کر

عشق کی کوچی مین کیا ٹھہرین مین آگی رقیب
بھاگتی ہین طفل مُلّا سی دبستان چھوڑ کر

تجھسی کون حافظ ہی بچا یارب مجھی
ڈھونڈ لی جاؤن کسی تجھسا نگہبان چھوڑ کر

اک نگاہِ ناز پر دیتا ہی دل تم کو قبول
دیکھو پچھتاؤ گی یہہ جنس ارزان چھوڑ کر

تم میری دل کی حال کو پوچھو بار بار
عاشق ہون گل سی جی پہ کا کہدون ہزار بار

ناحق اُٹھا نہ دوش پہ یہہ بار ای نسیم
اوس کوچی مین نہ پائی گا اپنا غبار بار

بیکار ہی عداوتِ گردونِ دون مدام
عالم کی بند رہ نہین جاتی ہین کار بار

سر لیکی تیری کوچی مین آئی ہین دور سے — قاتل ہماری دوش سے یہہ جلد اُتار بار

روزِ وصال مین جو شبِ ہجر کا ہی ڈر — زلفِ سیہ کا دلپہ ہی ایک ایک تار بار

حسن شکست گل یہہ بہلا شاخ پر کہان — رہوار پر ترا نہین اے گلعذار بار

ملتی ہی بو بہی زلف سے قوّت دماغ کو — کس طرح تار تار کو سونگھون نہ بار بار

گلزار پہر قفس سے سوا تنگ ہو اوسی — اِلّا بار اوس گلی مین جو پالی ہزار بار

لالی کو چار داغ ہی اسلیئے قبول
اوس گل کی روی سُرخ کو دیکہا ہی جا ربا

وہ ہنستا ہی مری اشکونکی قطرونکی روانی پر — پہرا کرتا ہی پانی موتیونکا شور پانی پر

تہکی شتہ ور سب پر مین نہ اُٹہا تیری کوچی سے — نہین فوق اب توانائی کو میری ناتوانی پر

شبِ فرقت مین میری حال آ گیا عل مچاتا سے — رکہا ہی پاسبانکو مینی نوکر نوحہ خوانی پر

یہی ونا ہی تیری عشق مین حاصل ہوا اُتنا — کہ ہنستی ہین رقیب اب میری رنگِ زعفرانی پر

شہیدونکو مزی ملتی ہین تیری تیغِ بران کے — عبث کیون خضر کو غرّہ ہی عمرِ جاودانی پر

ملا عشقِ حقیقی واعظا عشقِ مجازی سے — خدا کا قہر نازل ہو گا تیری بدگمانی پر

نہ مرتا کوی ایسی تہی حلاوت تیغ مین ایجان
پہڑک جاتی ہین مچہلیاں آبِ خنجر کی روانی پر

پڑہا تو حال کی مضمون خط پر ہی کر ڈالا
کیا قاصد کو ٹکڑی ہی ٹکڑی پیغامِ زبانی پر

شباب آتی ہی مجکو عشق نی ضعف استقدر بخشا
کہ پیری ہنس رہی ہی میری ایامِ جوانی پر

زبس مشقِ فغان مین نالہ موزون کی کثرت سی
بہت مائل ہی انکا لب سبیلِ فغانی پر

جو دانا ہی تو کر ترکِ غذا گلزارِ عالم مین
ثمر پائی درختون نی قناعت کرکی جو پانی پر

شبِ فرقت مین تجہ بن جان کیسی مشکل سی جاتی ہی
اجل ہی آکی چہاتی ہی میری زندگانی پر

بجز خاک اور کچہ بعد از فنا پایا نہ یارون نی
نشانِ قبر شاہد ہی ہماری بی نشانی پر

نہ کیونکر اڑ چلی وہ رخت رنگین زیب تن کرکی
لگاتا ہی پر پریرو کو لباسِ آسمانی پر

عبث اب غم ہی صبحِ فرقت کا ہمین کچہ وصل کی شب مین
پہڑک کر جان دی مرغِ سحر نی میری جانی پر

مری معشوق مین خاصہ خالق کی عاشق کا
زبان کہہ جاتی ہی لکنت کا شکن لفظِ لن ترانی پر

مجہی آغوش مین لیکر جہڑی کس لطف سی پہیری
فدا جانِ قبول اے جان تیری قدردانی پر

داغِ سودا جو شگفتہ ہین تنِ زار پہ چہا
حسن کی سحر سی پی ہین گل خار پہ چہا

دیدہ و دل ضعفِ بصر زخمِ جگر درد و تپ ہر
یہہ مرض اور بڑہی عشق کی آزار پہ چار

دین و دل جان و جگر بہیجی ہی قاتل کو
تیری احسان ہین ممنون کی جفا کار پہ چار

صدقہ تیرا جو چوراہی مین جا کر کہڑا
ایک پر ایک گرا ایسی کو اور چار پہ چار

ہوی تسخیر قمر زہرہ عطارد مریخ
عالمو پہول ہنین یہہ سپر یار پہ چار

نگہہ کرم جو دو بار کرون کا دمِ ذبح
چہالی پڑ جاینگی قاتل تری تلوار پہ چار

آب و خاک آتش و باد انسی ہی عاشق کی بنا
غم قلق درد تعب ٹوٹ پڑی چار پہ چار

دیکہنی کو تری عشاق لڑی مرتی ہین
چار در پر تری اور روزنِ دیوار پہ چار

برچہیان دو نگہین تیغین ہین دونون ابرو
حربی قاتل ہین مری چہرۂ دلدار پہ چار

دل کو حسن سے ہی چشم و گلِ رخسار کا عشق
داغ لالی کی طرح ہین دلِ بیدار پہ چار

عشق بکتا ہی جو تیرا سرِ بازار ای حسن
آٹہہ پہر آٹہہ گہری پڑتی ہین اور چار پہ چار

ہو کی چوبار دل آیا ہی سرِ مژگان پر
مثلِ منصور یہان آج چڑہی دار پہ چار

جان کرتی ہین فدا آٹہہ پہر مین اپنی
چار گیسو پہ تمہاری گلِ رخسار پہ چار

ای قبول اوسکو سمجہہ یار جو ہو پنجتنی

چار یاری جو ہو تو حرف ہین اوسمارے چار پر

گرانسر کٹلی بہر سنگ لینا پاسی رہزن پر
مری گردن کا سارا بوجھ ہے کٹنا اپنی گردن پر

عنایت کب تری موقوف ہی شیخ و برہمن پر
پڑا ابر رحم ہی اے دوست تیرا دوست دشمن پر

حسینان جہان مجکو خدا سی بخشوا لینگے
پڑینگی سوت قاف آکی پریان سی مدفن پر

ہوا ہی نور رونا چہرے کا چیچک کے داغون سی
ستارے جڑ دئے اللہ نے خورشید روشن پر

مری خونوں کو ٹانکی دی نہ ہوگا درد کچھ اصلا
ہر اک موی تن اے جان آج چشمک ہی سوزن پر

پھڑک کر جان دی ہمنے جھکا لیکن سر اوسکا
ہمارا خون ہی ساقی تری شیشی کی گردن پر

دکہائی ہی عجب آج کی ریاضت جذب آخر کو
سر بت بتکدے مین خم ہوا پائی برہمن پر

لب شیرین جانان تک گیا ہی جب وہ ترمی سی
بھلا کیونکہ نہ مجکو رشک آئی موم روغن پر

تری کہنی سی تسبیح و من ہٹا کیونکر مین اے واعظ
نماز اکثر پڑہا کرتی ہین جب زین ہی دامن پر

گرا کر چکا پامال سر سی نہین ٹلتا
لگاؤن تازیانہ آہ کا گردون کی توسن پر

اگر جانون کہ ہاتہ آجائیگا سر رشتہ الفت کا
صفائی کی لیے سر کو جھکا دون پای دشمن پر

تمہارے ساتھ رہتی خونریزیان میری ہی تم تک نہین
الہی توبہ کر خنجر چڑہا دو میری مدفن پر

مری کم مائگی سی بنگیا دشمن محب میرا / ہوئی پانی حیا سی برق گر کر اپنی خرمن پر

ہوں گو فولاد پر اوس سنگدل سی بس نہیں چلتا / ہمیشہ سنگ مقناطیس ہی غالب ہے آہن پر

مری آنکھونکی حلقے جو زنخونکی گرد رہتی ہین / تصدق پتلیان آنکھونکی ہین ذرات روزن پر

مری گردنکی خونکی ہار لی چاک اوسکو کر ڈالا / لہو خنجر کا ڈورا بنگیا قاتل کی دامن پر

ہمین اوس شمع رو کی گرمیان کیا یاد آتی ہین / جلا دیتی ہی پروانونکی جسد شمع روشن پر

غلط فہمی ہی مرجانی پہ و تابی کسی کو ئی / ہنسی کل لیون نہ مجھکو گمان یارونکی شیون پر

تری پہنچی ہی مستی کا کٹہرا جانتا ہون مین / ٹہر جاتی ہی گلشن مین جسد مرگ سوسن پر

گل و نسرین سمٹ کر شرم سی بن جاتی ہین غنچے / نگاہ مست اوس گل کی جو پڑ جاتی ہی گلشن پر

دریچی کو تری ای مہر مین برج حمل سمجھا / یقین خط شعاعی کا ہوا کہڑکی کی چلمن پر

قبول اس عشق کی دولت سراپا باغ مین خون ہون / شگفتہ ہین گل داغ جنون سارے مری تن پر

قدر موقوف سخن کی ہی سخندانون پر / ہوتی ہی موتیون کی آب سو انکانون پر

بحر مین نالی جو سنتی ہین مغنی سب کی / ہاتھ رکھتی ہین ہی نام سی وہ کانون پر

ہون سرخود رفتہ نہ گردش مین بہی آنکھون کی دکہا
کوئی جادو بہی بہلا کرتا ہی دیوانون پر

سیکہو خوف کرو آج خفا ہی ساقی
شیشی جہکتی ہی نہین بہرتی ہی پیمانون پر

ساری محفل کا کوئی دم مین نکلتا ہی دم
جان جا بن آکی یہان بن گئی ہی جانون پر

نالی سنتی ہین موذن جو مری شام و سحر
ہاتہ رکہتی ہین مری نام سی وہ کانون پر

جوہری لائی ہین دعوی سی گہر ہنس دو تم
پہیر دو پانی ذرا موتیون کی دانون پر

دیکہتا ہی نہین اس حیلی سی مجہہ وحشی کو
آنکہ نظر کرنا بہت منع ہی عریانون پر

نہ رسائی ہوئی گویا کہی ہم ابر کی شکل
ہائی بجلی نہ گری در کی نگہبانون پر

درد و غم دل مین ہین کس طرح سی نالی کہینچون
پہونچی صدمہ نکہین ان مری مہمانون پر

تا کمر اترا اہا نیکو جو وہ دریا مین
چہلیان دوڑ کی قربان ہوئین رانون پر

مثل انسان کوئی دیکہا نہین خوابیدہ شعور
خواب کل ہوگا خیال آج ہی افسانون پر

لو کہ ہی شمع بہی گل چار پہر کی مہمان
صبح تک دیکہیی کیا بنتی ہی پروانون پر

جوش گل ہی یہہ نوا باغ مین ہی بلبل کی
فصل امسال بہت سخت ہی دیوانون پر

قتل عشاق کیی تو نی یہہ بیدردی سی
آنکہ پہری نہ قصاب بہی حیوانون پر

عشق گیسو مین پہنوالی ہین زنجیر مجہے / بجلی گرتی ہین ان سلسلہ جنبانون پر

صبحدم باغ مین وہ گل تہ چلا ہی لیکن / اوس پڑ جاتی کی فورا چمنستانون پر

عکس دندان جو پڑا خندہ زنی مین ای گل / در بنی موتیا کی پہول تری کانون پر

لب مزہ ہی دہن زخم ہمارا کہ ہوے / مہر اوس کان ملاحت کی نمکدانون پر

ای جنون پاؤن بڑہی دامن صحرا کی طرف / دست عشاق پڑین ہاتہو گریبانون پر

مین پری اوسکو جو کہتا ہون تو دیتا ہی جواب / پر نکل آتین مری دشمنون کی شانون پر

ای پری کاتب اعمال تری عاشق ہین / نقش تسخیر لکہا کرتی ہین وہ شانون پر

جبہ مہ بوسی کا لکہی کون کہ دیکہا جو اوسی / غش ہوی کاتب اعمال مری شانون پر

زاہدا آج تو رندونکی کہی ہی سپے / بند انکہین ہین فرشتونکی تری شانون پر

چشم حسن ایسی ملک ہین کہ گناہونکی عوض / وصف رخ اوسکا رقم کرتی لگی شانون پر

بجلیان تمکو جو پہنائی لگا آج قبول
بجلیان ٹوٹ پڑین دشمنونکی جانون پر

ہنستا ہی صید غفلت صیاد گور پر / بچہا ہی دام تربت بہرام گور پر

بیچ ہی کہ مرغِ روح کا اُڑنا محال ہو
پرواز کی یہی جو نکالی نہ مور پر

اِی شاہِ حسن تیغ کا پانی چڑھالیا
لکھہ حدِ شرع چاہیئی خمون کی چور پر

تکّل جو اپنی دستِ حنائی سی تو اُڑا ای
پروانہ خود پتنگ ہو جھٹکی کی ڈور پر

زنجیر سونی کی تیری سینی پہ دیکھہ لی
اب عقل ضعف پر ہی جنون اپنا زور پر

میکش کی طرح جھومتا ہی ساقیا پتنگ
کیا شیشہ شراب کا مانجھا ہی ڈور پر

مجھسی چھڑائی لو دلِ پُر داغ تا بڑہے
طاؤس آج اڑا وو ذرا اپنی ڈور پر

بہرِ شکار شست لگائی جو بحرِ حسن
کانٹی پہنسا تین مچھلیان قاتل کی ڈور پر

سر قطع ہو یہہ حکم ہی اوس شاہِ حسن کا
پروانہ لائی شمع یہہ خود اپنی چور پر

اوس کا داغِ عشق جو بخشی اوسی ضیا
پروانہ شمعِ ماہِ فلک ہو چکور پر

کرتا ہی قصد کیا دلِ پُر داغ ای پری
دیکھی تجھی تو کیون نہ پھلا ہی یہہ مور پر

تنگ شکلِ تار دہن پر ہی ای پری
قربان ہیشکا ہی تری پور پور پر

ہر تار ریتی مین جو ڈورا ہی تیغ کا
مانجھا دیا ہی ریت کا قاتل نی ڈور پر

ای غافلو ورنگینی گلزار دیکھہ لو
گل ہنس رہی ہین بلبلِ نالان کی شور پر

پیوند خاک ہو کی سیون خاک کا دہن ۔۔۔ تار کفن کا بخیہ ہو لبہائی گور پر

حکم اوسکا ہی گلی مین مری شور و شر نہ ہو ۔۔۔ شور کرنہ پاسبان ہی نالون کی شور پر

برسون اوج بام صنم پاؤن ای قبول ۔۔۔ اڑنیکو ہاتھ آئین جو فرضاً کرور پر

درین غزل الف نیامدہ

مر گئی ہم وہ جو دلبر کی قدم پر توڑ کر ۔۔۔ روی وہ عرصی تلک مردی پہ خنجر توڑ کر

مطلب دل زور دست عشق سی ممکن نہین ۔۔۔ محفل دلبر مین پہونچون کس طرح در توڑ کر

سنگ دہلیز صنم کی عشق مین لذت یہ ہی ۔۔۔ پوجتی ہین سنگ در ہر بتکو بتگر توڑ کر

عشق مین وس پیچ تک ملک عدم پہونچی نہین ۔۔۔ کوہکن سی سیکڑون ہی مر گئی سر توڑ کر

جب شکستہ ہو دل سنگین دہن مضمون ملی ۔۔۔ لعل ہم سینی سی لیتی ہین پتھر توڑ کر

چشم تر مین کی جگہ تو دیجیی دل کو شکست ۔۔۔ لیجیی سیر تری سد سکندر توڑ کر

شوق بوی عنبر دست ختن مین ہم ہین مست ۔۔۔ سونگھتی ہین موی گیسوی معنبر توڑ کر

یہ نہین ممکن کہ سر نہ ہو سکی ہمسی رقیب ۔۔۔ تنگ ہین ہی چہین لینگی ہم تجہی سر توڑ کر

سیدھی کر کر تیر پلکون کی یہہ کہتی ہین وہ دیکھہ
عرش پر پہونچین گی یہہ سدِّ سکندر توڑ کر

پھینکی ہی می توڑ کر شیشہ جو ہمت ہو چلو
محتسب سی شیشہ بھر لین میکشو در توڑ کر

گر دلِ مضطر کی کیفیت کرون مین مندرج
حرف جتنی ہون وہ نکلین جلدِ دفتر توڑ کر

تو رہم و برہم کرینگی صف کی صف پلکون کی تیر
دل تو یکسو نکلین گی یہہ قلبِ لشکر توڑ کر

عشق کی شعلون سی دل سینہ مین مضطر ہی بہت
کیون نہ نکلی یہہ سپندِ قلبِ مجمر توڑ کر

صحن گلشن مین پھرون تو دل کھلی غنچی کی شکل
فصل گل ہی چھوڑ دی مجکو مِری پنجر توڑ کر

سخت ہی عشقِ بتِ سنگین جگر مین گو نشست
رگ مری چھدتی نہین نشترِ شمشیر توڑ کر

مرتضیٰ حق ہی نہ ہو غم شبّر و شبیر کو
اُس طرح سی پھر خوش نہون جبرئیل کو پر توڑ کر

منعمو جیتی ہی جی نخوت کرو تم سی سوا
دیکھو عبرت سی سرِ فغفور و قیصر توڑ کر

بس مقبولِ خستہ تن محبوبون سی شکوہ نکر
روح تن سی لیتی ہین یہہ دل کو یکسر توڑ کر

مرضِ ہجر سی اتنا مجھی ای یار نہ توڑ
ای مسیحای زمان خاطرِ بیمار نہ توڑ

پاسبان کہتا ہی اُس گل کی جو پھاندون دیوار
چھد کی رہجائیگا خارِ سرِ دیوار نہ توڑ

مجکو غش دیکہکی پہر جاوی نہ پہچان یار
اسقدر بہی جہپی اہی عشق کی آزار نہ توڑ

ہی جو منظور کہ اوس حق کا جلوہ دیکہی
دم بہر اہی ہین دل آنسوونکا تار نہ توڑ

خار و گل مین نظر آتا ہی اوسی کا جلوہ
دلِ احباب تو کیسو دلِ اغیار نہ توڑ

سخت جانی سی ہین نہ ہنین کہینچتی تیغ کا جرم
اور اک وار لگا لی اہی تلوار نہ توڑ

تو خریدار نہین ہی تو نہ ہو اور بہت
نرخ دل کا مری ظالم سرِ بازار نہ توڑ

یار استادہ ہی کسطور سی اٹہکر لیٹون
ضعف کہتا ہی کہ پہنیرا ہی بیمار نہ توڑ

تو جو قائل ہی خدا کا تو نہ کعبے کو گرا
دلِ کسی بیتِ اللہ کا زنہار نہ توڑ

شاد رکہہ گبر و مسلمان کو جو داناہی قبول
تارِ تسبیح تو یک سمت ہی زنار نہ توڑ

ردیف الزای

محتسب اس لیی ہی دلکی مری جام عزیز
مجکو کہتا ہی بہت ساقی گلفام عزیز

چاہتی ہین جسی سچ ہی کہ وہ کرتا ہی گریز
بہاگا اوتنا ہی کیا جسقدر آرام عزیز

نقشِ یاقوت کی صورت نہ جدا ہو یارب
اسقدر ہو لبِ جانان کو مرا نام عزیز

ساتھ ہی حسنِ خداداد کی امدادِ خدا
کیون نہ یوسف کو کری دونِ ایام عزیز

گرد فن مجھسی چھپایا تو آنکھین ہی کہا
سبب ہے مجکو سوا ہین تری بادام عزیز

کیون نہ ہو تجھسی مجھی عشق عزیزِ دلہا
نام اللہ کا ہی ای بتِ خود کام عزیز

اس سرا سی تجھی کس سمت کو جانا ہی قبول
سوچ کچھ اپنی اس آغاز کا انجام عزیز

بیمارِ ترا کیون نہ کری تجھسی بھلا ساز
تو رشکِ اطبا ہی ترا ساز و دوا ساز

ہوتا نہ شب افروز کبھی نورِ جبین سی
مہ تجھسی نہ کرتا اگر ای مہر لقا ساز

تیری نگہِ ناز جو اک روز پڑی ہی
بس طبع اوسی روز سی کس کی ہی نا ساز

ای مہر کبھی پاؤن مین پڑ ہی کہا کہ
تا خاکِ قدم ڈھونڈ کی لیجائین حنا ساز

یہ حسن یہ نور یہ سجاوٹ یہ ادائین
گہوڑی سی تری کیون نہ کری بادِ صبا ساز

نا ساز ہوئی طبع اگر جورِ فلک سی
فوراً وہین صحت ہی ہوئی مجکو خدا ساز

بیمارِ محبت کو ہی کونین کی صحت
عیسی ہین شفاخانۂ حیدرؑ کی دوا ساز

دل عشق مین ہی مضطرب بسیار و کان ہی ہین
آفت پی دل گانا ہی کانونکو بلا ساز

کہ گل بنی ہین آکی بدل شیشۂ مینا | گلون کی لیی لائی ہی پہولون کا صبا ساز

وحشت ہی قبول اوسین حکارپری بنی یادہ
پہر عاشق نالان سی ہو گیا اوسکو بہلا ساز

ردیف السین

عیش و سرور خلق ہین رنج و محن کی پاس | محفل خوشی کی بہی ہی اسی انجمن کی پاس

رخسار صاف ہین لب نگین کی متصل | دیکہو حلب کا شہر ہی شہر یمن کی پاس

ہوتا جو زور عشق تو کم زور ہوتی ہاتہ | تیشہ پہونچ نہ سکتا سر کوہکن کی پاس

خال سیہ ہی آنکہہ مین پتلی کی متصل | نافی کی پاس مشک ہی نافہ ہرن کی پاس

نزدیک کوی یار گرا ہی ضعف لی | دم چڑھ گیا ہمارا پہونچکر وطن کی پاس

ای عندلیب آتش گل سی بہٹک نجای | کیون آشیان بنا لی ہی اپنا چمن کی پاس

یہہ چال ڈہال جانورونکو کہان نصیب | کبک دری نہ ٹہرا تمہاری چلن کی پاس

لاکہون قبائین چاک ہوتین پر کیا نہ رحم | بوی وفا نہین ہی گل پیرہن کی پاس

کس کام کی وہ لفظ جو معنی سی دور ہون | وہ کیا سخن جو پہونچی نہ اہل سخن کی پاس

آبِ بقا یہ خضر ہی کیا کام زاغ کا — جز سبزہ کوئی خال نہین ہی دہن کی پاس

اِک تیغ مین ہا ہوئی شیرین جان تہی — تہی خوب دو سر کی دوا کوہکن کی پاس

ربطِ سیاہ کار و سیہ کار ہو گیا — دل ہی ہمیشہ زلفِ شکن در شکن کی پاس

ایسا عدو لباس کا وحشت نے کر دیا — تارِ نگہ ترا بھی نہ پہونچا بدن کی پاس

جانان کی ساتہہ دل مین رقیبونکا ہی ہی دھیان — مجلس اِک اور غم کی ہی اس انجمن کی پاس

مطلوب کا پتا نہ کسی سی مجہے ملا — لے پہونچا شیخ پاس کبھی برہمن کی پاس

چشم و کمر کی یاد مین صحرا نورد ہون — لے جیتی پاس گِرتا ہون گاہی ہرن کی پاس

سیراب جو ہوا وہ لہو تہوک کر موا — پانی ہی تیغ کا تِری چاہِ ذقن کی پاس

موذی ہمیشہ باغ جہان مین ہین بی ثمر — گو شاخ ہی مگر نہین پہل گرگدن کی پاس

عارض کی متصل مسی آلودہ لب نہین — ہین پہول یاسمن کی گلِ نارون کی پاس

نادان نہین جو مین تِری عارض سی دون مثال — خوشبو ہی پر یہہ رنگ کہان نسترن کی پاس

مداحی حسین ع سی ہون کی گناہ دور
ہو گا قبول حشر کو شاہِ زمن کی پاس

مرغِ دل یون نالہ کش تہا کاٹی کہاتا ہی قفس
چہٹکی گلشن مین گیا تو یاد آتا ہی قفس

کنجِ عزلت باعثِ جمعیّتِ خاطر ہوا
اب چمن سی بہی سوا مجکو خوش آتا ہی قفس

کس خوشی سی صید کو تاہی وہ گل گلزار مین
دام جی سی اور دل سی مجکو بہاتا ہی قفس

عشقِ مژگان مین تمہاری صید کی تسکین ہے
تیر ناوک چار جانب سی کہاتا ہی قفس

تیر کہاتی کہاتی نالۂ بلبلِ دل کر اوٹہا
یاد اب اے سینۂ صد چاک آتا ہی قفس

بنتی ہین غنچہ شبنم مین ساری تیلیان صبحِ نسیم
جب وہ گل ہار دیتی ای گلچین بساتا ہی قفس

وہ ہما ہی جس سے ہوتا ہی نظرون سی نہان
گوشت میرا باز کی مانند کہاتا ہی قفس

گلشنِ دنیا مین جو خوش زمزمہ طائر ہوئی ہین
ہر کوئی میری تصور مین بناتا ہی قفس

طائرِ جان چہٹ کی سوی گلشنِ جنت گیا
آپ اب زیرِ زمین پہنچی کو جاتا ہی قفس

روح کی جسم مین آسایش وہی کرتا ہی تن
ناز اپنی طائرِ جان کی اوٹہاتا ہی قفس

طائرِ جان چہٹ گیا تن قبر مین پہونچا قبول
خاک پر رہنی کو اب وہ طفل لاتا ہی قفس

ردیف الشین

برسون ہی ہمنی کی ہی دل آرام کی تلاش
پایا اوسی تو ہی دلِ ناکام کی تلاش

بادِ صبا کی گہومتی پہ اُڑتی ہین چار سُو
پہولونکو بہی ہی میری گلِ اندام کی تلاش

تیرا نشان ڈہونڈتی پہرتی ہی سبکی آنکہہ
سبکے زبان کو بہی ترے نام کی تلاش

دِن رات زلف و رُخ کی تصوّر مین ہم پہرے
ہر صبح جستجو رہی ہر شام کی تلاش

ناکام مین ہونگا بلا وہ تو کیا حصول
لیکن کام کی ہی اوس بُتِ خودکام کی تلاش

صیاد مین اسیر ہون زلفِ سیاہ مین
میری لیی عبث ہی تجہی دام کی تلاش

ساقی کی چشمِ مست پہ جسنی پی ہی آب نکہت
شیشی سی کچہ غرض نہ تجہی جام کی تلاش

کیا جانی قبر مین بہی میسّر ہو یا نہ ہو
دنیا مین دل لی کی بہت آرام کی تلاش

بلبل و ہزار اپنی عجب رنگ مین کٹے
عارض کی فکر زلفِ سیہ فام کی تلاش

جائیگی چشمِ یار سی خشکی دماغ کے
کیون ہی طبیب روغنِ بادام کی تلاش

آیا کہین نظر نہ وہ خورشید رو کبہی
کو مینی اوسکی صبح سی تا شام کی تلاش

ہین ابتدای عشق مین ہم طالبِ وصال
آغاز ہی مین ہی تجہی انجام کی تلاش

دل ڈہونڈتا ہی گیسوی پیچان کو ای مقبول

طائر کو اپنی رہتی ہی اب دام کی تلاش

ردیف الصاد

عام سب بام فلک ہیں اور ترا بام خاص
سخت ہیں بیدار اسکی ہی تمہی آرام خاص

ہمسی مرلینی کی ہی فرصت نہیں دیتا فلک
کیا ہماری واسطی ہی گردش ایام خاص

لعل و گوہر کی عوض ہو بوسی لب و دندان کی دو
فیض کرتی ہو تو میرا ہی یہی انعام خاص

خاص تو ہی سب حسینان زمانہ عام ہیں
مستفق استاکی اوپر ہیں ساری عام خاص

اپنا ساقی ساقیان دہر میں ہی منتخب
شیشوں میں شیشہ ہی اک جاموں میں وس کا جام خاص

زلف پیچان میں دل جہکے پہر نکل سکتا نہیں
طائر دل کی پہنسا لینی کو ہی دام خاص

خاص و عام اب مست پیتے ہیں نہیں قاضی کا ڈر
دختر رز منتخب ہے ساقی گلفام خاص

دل پہنسا زلف و لادیر صنم میں ای قبول
جیسی ہی بی مثل طائر اوس طرح یہ دام خاص

ردیف الضاد

دل نقش جمع ہو گل و ریحان سی کیا غرض
وہ گل ہو تو سیر گلستان سی کیا غرض

وہ جانہ یب جب بغل مین ہوای جنون — دامن سی کیا تال گریبان سی کیا غرض

کیا کام پھر خدا سی وہ نہین ہین جو سنگدل — دل مین شہ ہو جو در تو دربان سی کیا غرض

روزِ وصال ہی مین تصدق کرونگا جان — پھر کیون ڈرون غمِ شبِ ہجران سی کیا غرض

ہنسنی کی ہی جگہہ مری آنسو نکلتی ہین — ہون مژہ دل مجھی لبِ خندان سی کیا غرض

نظارہ زلف و رو و خطِ یار کا جو ہو — پھر ہمکو سنبل و گل ریحان سی کیا غرض

مجکو بہشت کوچہ جانان ہی ای جنون — پھر تو ہی کہہ کہ کوہ و بیابان سی کیا غرض

ہم ہین اسیرِ چاہِ زنخدانِ بحرِ حسن — ای خضر ہمکو چشمہ حیوان سی کیا غرض

بی حکم اوسکی گھر مین رسائی نہ ہوئیگی
پھر ای قبول منتِ دربان سی کیا غرض

ہی چشمِ مستِ ساقیِ گلفام سی غرض — شیشی سی کام ہی نہ مجھی جام سی غرض

دیکھون تمہاری رخ کو یہہ مطلب ہی صبح سی — گیسو دکھای دین یہہ فقط شام سی غرض

چھوڑا نہ ہمکو اور نہ باندھا رقیب کو — نکلی نہ کوئی زلفِ سیہ فام سی غرض

آنکھہ اپنی ہمسی پھیر لی اوس گل نی باغ مین — نرگس سی اب نہ کام نہ بادام سی غرض

صحرا سے بہر کی آئے تو اب کوچہ گرد ہین
نکلے کبھی نہ گردش ایام سے غرض

عاشق کو تیرے عرش وہی ہے جہان تو ہو
مطلب نہ تیرے گھر سے کچھہ بام سے غرض

جیسے رہا ہے دل جھے اے بت قبول نے
رکھی نہ ایکدم کبھی آرام سے غرض

ردیف الطاء

عالم شوق کیا کرین مرے دیوان کی احتیاط
لڑکون سے ہو سکی نہ گلستان کی احتیاط

اے ترک ترکش ایسی حفاظت نہ کر سکے
کی جیسی دل نے تیر کی پیکان کی احتیاط

غنچے اسی طرح جو کھلین گے بہار مین
ناصح نہ ہو گی ہمسے گریبان کی احتیاط

سینے مین ضبط کرنے سے دل ہو گیا کباب
کبتک کرون مین نالہ و افغان کی احتیاط

بادِ خزان بہی آتی ہے کرنے دے مجکو سیر
کبتک یہہ باغبان چمنستان کی احتیاط

اے غم بہا دے آنکہون سے اب دل کو کر کے خون
کرتا ہے کون خانۂ ویران کی احتیاط

مین پاؤن دیکہہ دیکہہ کے رکہتا ہون دشت مین
تلوون نے کی ہے خار بیابان کی احتیاط

عارض کی خط نے دی صفِ عشاق کو شکست
کی مورچون نے ملکِ سلیمان کی احتیاط

چاہِ ذقن کو سبزہ چہپاتا ہی ای قبول
کرتا ہی خضر چشمۂ حیوان کی احتیاط

مین اور پر فریفتہ ہون ای صنم غلط — تجہسی رقیب کہاتی ہین آکر قسم غلط
تیری سنی وہ پند و نصیحت جو ہو صحیح — ناصح مریضِ ہجر کا کیونکر ہو غم غلط
حرفِ دروغ چاک نہ کیونکر کری بان — زلفون کو مشک لکہہ گیا اپنا قلم غلط
تجہسی امیدِ وصل تہی آخر ہوا وصال — اب ہوگیا صحیح کہ سمجہی تہی ہم غلط
ای شاہِ حسن زیرِ نگین ہی تیری جہان — رہتا ہی سکۂ اور کا دل پہ درم غلط
جیتی ہی کمر کو تیری دیکہکر رقیب — مشہور ہی یہہ جادۂ ملکِ عدم غلط
سیر اسنی ایکدن نکیا اپنا حلقِ خشک — سمجہی تہی ابرِ تیغ کو ابرِ کرم غلط

دل مین مدام جلوہ بتون کا ہی ای قبول
زہاد اسکو کہتی ہین بیت الحرم غلط

ردیف الظاء

کیون نہ ہو تجہہ یارِ پُرفن کا لحاظ — ہمکو ہی ای دوست دشمن کا لحاظ

کس طرح چہانکون تجہی ہون باحیا
آنکہہ کو ہی چشم روزن کا لحاظ

چرخ چارم سی نہ آگی بڑہ سکی
کیون کیا عیسی نی سوزن کا لحاظ

ہو خوشی تو یا غم ہی ہی ضرور
چاہیی ہی دوست دشمن کا لحاظ

طور کا شعلہ نہ چمکا اب کبہی
ہی یہہ تیری روی روشن کا لحاظ

خط نہین پڑتا ہی قاتل کو ہی رنج
تیغ کو ہی میری گردن کا لحاظ

سر یہہ کرتا ایک ٹکر مین مگر
سر کو ہی سنگ فلاخن کا لحاظ

جیتی جی میری نہ ای بت قدر کی
ہی عبث اب سنگ مدفن کا لحاظ

دشت مین حاضر ہون جان و مال سی
ہی یہی ہمسفر کو رہزن کا لحاظ

کیون نہ چہیدی نوک غم دل کو مدام
خار کب کرتا ہی دامن کا لحاظ

منہہ رقیبون کو نہ اب دکہلاییی
کچہہ تو کیجی اپنی جوبن کا لحاظ

وہ پری ڈر کر نہ آیا قبر پر
ہی مری تعویذ مدفن کا لحاظ

بس لپٹ اتنا نہ ای خاک قبول
کچہہ تو کر جانان کی توسن کا لحاظ

ردیف العین

سمجھے بیوفا کی عشق مین کیا ٹہری پای شمع
تا صبح تو بہنا کری آنسو بہای شمع

محفل سی ہمتو دور رہون اور یار پای شمع
پہر کیون نہ اس فروغ سی ہمکو جلای شمع

دلسوز زندگی مین مرا کون تہا بہلا
جو بعد مرگ قبر پہ آکر جلای شمع

تا صبح تیری عشق مین جل کر فنا ہوی
کیا مستقل ہمارا محبت مین پای شمع

محفل مین شب کو یار پہنچا جب اوسکا چڑہ گیا
پہیکی ہوی ہی ساق کی آگی صفای شمع

ایسا جلایا عشق نی مجہکو کہ بعد مرگ
نخل آگ کا اگا ہی لحد پر بجای شمع

ای گل ترا وہ نور ہی جسکا نہین ہی مثل
گل ہو جو تیری سامنی محفل مین آی شمع

عشاق تیری شبکو سب آپس مین کہتی ہین
پروانی ساری جمع ہین خالی ہی جای شمع

اسطور سی شعلۂ عشق اوسکا دور ہو
اسطرح روی یار کو دلسی جلای شمع

پا ہی بان ہی اور حرکت ہی نہ بان کو ہی
افسانہ کہہ تو سوزش دل کا سنای شمع

دیکہی جو تجہکو اتنا کہان نور آنکہہ مین
ایسا کہان سی رشتۂ نظارہ پای شمع

بی بال و پر ہون پہر ہمہون پروین مین اوسکی گرد
پروانہ اسطرح نہ کبہی ہو فدای شمع

پروانہ کی کبھی مرنی جلنی کی اے شمع رو
پروا نئی کی لیی ہی سحر تک جلا کی شمع

وہ گل جو آئی ناز سی خاکِ مقتول پر
گل پہینکدی لحد سی اٹہا کر بجہا دی شمع

ردیف الغین

شام سی تا صبح جلتی ہین جو یہہ گہر گہر چراغ
ہی نمونہ میری داغِ دل کا جانا ہر چراغ

نور کا چہری کی پروانہ بنی اے شمع رو
آی اڑ کر روبرو تیری جو پائی پر چراغ

مِٹ گیا داغِ جگر گیسوی جانان دیکہہ کر
سامہنی کالی کی روشن رہ سکی کیونکر چراغ

جب شبِ تاریک مین آتا ہی سیر گور تا
ٹوٹ کر آتی ہین وہ کہلانی اوسی اختر چراغ

تو نہ لایا پہول تربت پر مری وہ شمع رو
گل چڑہاتا ہی لحد پر صبح تک جلکر چراغ

شمع رخ سی آنکہہ ملتی ہی ضیا حاصل ہوی
بتی ہی تارِ نظر کی اور چشمِ تر چراغ

ہی فتیلہ عکسِ رخ سی ساقیا موجِ شراب
ہر حباب اس می ہی شعلہ اور ہر اک ساغر چراغ

شب کو مین نے جو یہہ سمجہا گہر میری آیا ہی وہ
ڈہونڈتا ہون ہر طرف خورشید کو لیکر چراغ

لختِ دل ہین دو طرف مژگان کی او جاری ہین اشک
جلتی ہین اس نہر کی دونون کنارے پر چراغ

داغِ دل کا آہِ سوزاں کی سبب سے ہی فروغ
کون کہتا ہی کہ گل کر دیتی ہی صرصر چراغ

جسکی آنکھوں کا ہوں کشتہ اوسنے آکر قبر پر
روغنِ بادام سی روشن کیا بھر کر چراغ

داغِ غم ہی مشتعل دل میں مدام ای بیوفا
رہتا ہی اس گھر میں روشن رات بھر دن بھر چراغ

شبکو بھی راہِ عدم روشن ہی عاشق کی لیے
ہی تری تیغِ درخشاں کا ہر اک جوہر چراغ

مے سے شعلی سی روشن ہی کفِ ساقی میں آج
ہر خطِ ساغر فتیلہ ہی ہر اک ساغر چراغ

قبر میں مارِ سیاہِ زلف کا آیا جو دھیان
گل ہوا ہی میری لحد کی دفعتہً یکسر چراغ

جسم میرا جلنی لگتا ہی فتیلی کی طرح
ہاتھ سی اپنی جلاتا ہوں جو میں لاغر چراغ

ای صنم رخسارِ آتش رنگ کا کیا نور ہے
بنگیا ہی کان کی لو میں ہر اک گوہر چراغ

صبح آئینہ دکھاتا ہی اوسکو تمام
جسکو محفل میں جلاتا ہی مہِ انور چراغ

روتی روتی یادِ رخ میں دیکھتا ہوں جب اوسے
صاف دکھلاتا ہی مجھ سودائی کو نشتر چراغ

عشقِ عارض نی سراپا نور کر ڈالا مجھی
داغِ سودا ہی ہر اک مجھ زار کی تن پر چراغ

نور تیری کان کی لو کا مجھی آتا ہی یاد
رات کو کیا ہی جلاتا ہی مجھی جلکر چراغ

جسکو مضمون ڈھونڈھ لی رخ کا جو نکلی میری فکر
آگی آگی ہو دکھاتا جسکو مہِ انور چراغ

کیون ہو تاریکی کا غم مجکو تہِ خاک ای قبول
قبر مین ہو گا مری نورِ رُخِ حیدر چراغ

ردیف الفا ی

تو آئینی کی شکل ہی اپنا غبار صاف
ہم مرٹی مگر نہ ہوا ہم سی یار صاف

غربت مین گو کوئی نہین چارہ کش مگر
آ جاتی ہی نسیم بہار اِ مزار صاف

آمد جو یار کی مِری گہر کی طرف ہے آج
پلکون سی اپنی کرتا ہون مین رہگذار صاف

کب ہین یہہ ماہ و مہر مِری یار کو فلک
دو آئینی دکہاتا ہی لیل و نہار صاف

اوس سیمتن کی سینی کا اللہ ری فروغ
بس موتیو نکا ہار ہی بیلی کا ہار صاف

آئینہ دل ہو گئین مگر ایسا ہون بدنصیب
دشمن تو کیا کبہی نہ ہوی دوستدار صاف

اوس مہوش نی ہاتہہ مین جب لیلیا ستار
خطِ شعاع بنگیا ایک ایک تار صاف

دل اوسکا جیسی شیشہ ساعت کی شکل سی
ہوی نہ دیگا یہہ فلکِ پر غبار صاف

لغزش ہزار جا ہوی پائی نگاہ کو
کیا گال تھی کی پائی ہین ای گلعذار صاف

اون گیسوؤنکی پیچ مین ای دل نہ آئیو
اُلجھی کسی سی تھی ہی نہین زینہار صاف

شعلہ مری جلاتی کو حسن عروس کا بن گیا
ہین نور سی طعن تو وہ ہو جای نار صاف

خط چہری پر ہیگا نہ انکہون کی سامنی
آہو کرینگی سب یہہ ترا سبزہ زار صاف

تیغ نگاہ یار کو تشبیہ کس سی دون
تلوار ایسی کونسی ہی آبدار صاف

دانتون تلک جب پہونچی تصدق کو ای صنم
دو دلی ہوی چمک کی در شاہوار صاف

کیونکر قبول نکلی کدورت جہان کی
مجہسی کبہی نہ ہوگا غرض روزگار صاف

ردیف القاف

مسیح سی بہی جو حال ہی دوا ای فراق
عجب بلا مین پہنسا ہی یہہ مبتلای فراق

الٰہی دل نہ کسیکا ہو آشنای فراق
بجز رقیب کسیکو نہ منہہ دکہای فراق

وصال یار میسر ہو اور جای فراق
وہ ایسا آکی ملی منہہ نہ پہر کہای فراق

ہوا نہ تو وصل کہ جاتی ہی جان بہی میری
دل و جگر کا لہو ہو چکا غذای فراق

تمام دن ہو جوا اوس مہروش سی وصل تو کیا
شب فراق لیی آتی ہی بلای فراق

سحر قریب ہی اور قصہ ہجر کا ہی طویل
شب وصال مین پوچہو نہ ماجرای فراق

کبھی وصال سے ہی عشق دی یہہ میسا انتہا | فراق جا ہی او سی پاس جسکو بہائی فراق

شبِ وصال مین بہی چین سے نہ سویا مین | سحر کی یاد مین لب پر رہا کہ ہای فراق

فراق پاس نہ تہکی بغیرِ وصلِ صنم | الہی وصلِ صنم سیکہہ لی وفا سی فراق

لہو بہا یا ہی فرقت لی میری آنکہو نسی | بغیر وصل کی دی کون خون بہا ہی فراق

الہی ہجر کا مین درد سہہ نہین سکتا | کہین سمائی کی رنج والم سوای فراق

گمان صورِ سرافیل کا سی تقینی ہو | ستاون خلقِ خدا کو جو نالہای فراق

سکہا دیا ہی سب گوشت کہا لیا میرا | کسی طرح سی ہوی کم نہ انتہای فراق

قبول ساحلِ وصلت پہ کون پہونچا دی
غریقِ سیلِ فنا ہین سب آشنای فراق

ردیف الکاف

اُٹھہ سکی دل سی ہے کوہِ غمِ جانان کبتک | متحمل غمِ سنگین کا ہو انسان کبتک

دستِ وحشت مین ہی میر گریبان کبتک | ای جنون قطع کرون دشت کا دامان کبتک

دیکہیی وصل میسر ہو کہ ہو جاے وصال | دل مین کہٹکی کا مری ہجر کا پیکان کبتک

دستِ وحشت مین تو ہر دم ہی زیادہ قوت
دیکھون تو سیتی ہین احباب گریبان کبتک

زمزمی کیون نہ کرون گل بہی ہی گلزار ہی ہے
رہی خاموش بھلا مرغِ خوش الحان کبتک

بس نہ یادہ نہ دکھا شکل اسی ای آئینہ رو
رہی آئینہ تری شکل کا حیران کبتک

دل مین جو کچھ کہ مری تھا وہ زبان تک پہونچا
عشق کا راز ہو دیوانی سی پنہان کبتک

روح ہوتی ہی رہا صدمۂ تاریکی سی
مجھسی آباد رہی گوشۂ زندان کبتک

نہ وہ دکھلائیگا چہرہ نہ تھمین گی آنسو
دیکھیی بہتی ہین آنکھین مری گریان کبتک

دیکھون کبتک تری کوچی سی نکلتا ہی رقیب
دیکھون فردوس مین رہتا ہی شیطان کبتک

رخِ پرنور کسی شب تو دکھادی آکر
داغ دیگا مجھی تو ای مہِ تابان کبتک

خواب آیا ادہر اسکو ادہر اندہیری مین ہون
در پہ ہشیار رہیگا ترا دربان کبتک

کسی دن آکی تو پامال کر ای شاہسوار
منتظر تیری ہی خاکِ شہیدان کبتک

کبتک ای راحتِ جان خشک مرا جسم رہے
تر رہی آنسوون سی گوشۂ دامان کبتک

ای فلک آج تو گھر مین وہ مری ہو مہمان
دل مین مہمان ہین حسرت و ارمان کبتک

کبھی زنجیر مین پہنتا ہون کبھی زندان مین
پیچ مین کھینچیگی اب کاکلِ پیچان کبتک

سختی ہر کار کہہ دہیان حریص نعمت
چسخ پہ کہینچی گا دہن مین تری دندان کبتلک

اپنی کوچی مین جگہہ مجکو بہی دی تہوڑ سی
مین پریشان پہرون اپنی لف پریشان کبتلک

کبتلک برق تبسم کا رہیگا مجہی دہیان
لہو رلواینگی مجکو در دندان کبتلک

تنکی جنون اینگی کبتک مجہی ای وحشت عشق
کہینچون تلوون سی بہلا خار بیابان کبتلک

اب تو اس عشق کی منزل مین قدم مار آہی
دیکہون توطی نہین ہوتا یہہ بیابان کبتلک

اندنون دو غزلین کہتا ہون بہر زہ مقبول
جمع ہوتا ہی مگر دیکہی دیوان کبتلک

جو ظلم و ستم چاہو کرو شوق سی ہم تک
معشوق کی سب ناز ہین عاشق ہی کی دم تک

سمجہین سفر دور و دراز اسکو نہ سالک
اک چشم زدن مین گئی ہم ملک عدم تک

تہوڑا ہی لکہون درد تو گہس جاتا ہی خامہ
پہونچی گا کبہی حال ہمارا نہ رقم تک

محنت مین ریاضت مین کٹی عمر مگر حیف
اللہ تلک کیا کبہی پہونچا نہ صنم تک

اللہ ری سبک سیا کہ تنکی ڈہونڈہ کی ستائی
اوصاف تری لف کی پہونچی نہ قلم تک

ہم ضعف سی پہونچینگی نہ کوچی مین تمہاری
تم بہر خدا آؤ کبہی روز تو ہم تک

کیا رتبہ بڑا اور مرا طایرِ دل کیا
اوس بت نی تو چہوڑا نہ کوئی مرغِ حرم تک

جو زہر کا خوگر ہو وہی اوسکی دوا ہی
مین تنگ ہون ای یار تری درد و الم تک

ہیہات کہ محروم چلی پاس سی تیری
بوسہ تو کہان ہاتہہ بہی پہونچا نہ قدم تک

افسوس ہوا مین نہ اودہر کا نہ اودہر کا
کعبی سی پہر آیا ہی تو پہونچا نہ صنم تک

فرقت مین تری فایدہ کیونکر ہو دوا سی
تاثیر دکہاتا نہین اب تو جو بہی سم تک

تیرا کسی گلشن مین پتا پایا نہ ای گل
پہر آیا تجسس مین تری باغِ ارم تک

اب کوئی گدا لی نہ اوسی کوڑیونکی مول
توقیر جو کچہہ جام کی تہی ہو گئی جم تک

تہی مجہہ پہ ہمیشہ نظرِ لطف و ترحم
افسوس قبول اب نہین کرتا وہ ستم تک

تو نہین دل مین تو پہر ہی دلِ ویران تاریک
کعبہ بی شمع کی کیونکر نہ ہو جانان تاریک

نورِ الفت کہین پاتا نہین اب نام کو ہی
ہو گیا حیف دلِ گبر و مسلمان تاریک

آفتابِ رخِ روشن کی نہ ہو تو بیچون
خفقان ہی مجہی اور گنبدِ گردان تاریک

شمعِ رخسار سی بخشا اپنی شہیدونکو فروغ
ماہرو ہی بہت اب گورِ غریبان تاریک

برق کی طرح چمک جاتی ہی زنجیرِ سیاہ — تیری وحشی کا یہہ ہی خانۂ زندان تاریک

رات دن ہی جو تصور مین تری زلفِ سیاہ — نظر آتا ہی مجھی عالمِ امکان تاریک

دودِ پیچان سی سینہ جو بنا شعلۂ داغ — سخت یہہ ملکِ عدم کا ہی بیابان تاریک

گیسوِ یار کی الفت نے رلایا ایسا — مثلِ پتلی کی ہوئی دیدۂ گریان تاریک

دودِ آہِ دلِ عشاق یہہ لایا ہی بلا — اور بھی ہوگئی وہ زلفِ پریشان تاریک

طالبِ آبِ بقا ہو کی نہ کہو نورِ فنا — ہی نہایت ہی رہِ چشمۂ حیوان تاریک

مخزنِ معنی روشن یہہ بلاشک ہی قبول
کس طرح سی ہو دلِ مردِ سخندان تاریک

زندگی مین مینی کب کی تھی تِری توسن سی لاگ — روندتا ہی کیون اسی کیون ہی مِری مدفن سی لاگ

ہی یہی جیسی بعُد اُسکو تری زندان سی اُنس — دشمنِ صحرا ہوا ہون ہی مجھی گلشن سی لاگ

آچکی قاتل کہین قصہ یہہ فیصل ہو چکی — کب تلک ہی تیغ اوسکی رکھیگی مری گردن سی لاگ

حسنِ غارتگر کا دشمن خود فنا ہی ناصحا — پہونچی کب منزل پہ گر رہبر کہی رہزن سی لاگ

دشتِ الفت مین کہان ہی پاؤن جیسی انس ہی — ہوگئی ہی پنجۂ وحشت سی ہی دامن سی لاگ

تیرِ مژگان سی جگر چہد جائیگا اپنا ضرور
اب لہو ٹہکو اٹیگی چشمِ بُت پرفن سی لاگ

جا مژگان انکہون پر کہتا ہون کانٹی دشت مین
دوست کیا مین تو کبہی کہتا نہین دشمن سی لاگ

سب لہو میرا پیا پر یہہ نکلتی ہی نہین
کیا ترِی تیرونکو ہی ای تُرک میری تن سی لاگ

یہہ بہا کرتا ہی اور وہ بند رہتا ہی مدام
دیدۂ گریان کو ہی دیوار کی روزن سی لاگ

گریہ کی تاثیر ہی روتا گیا مین جس قدر
اور بہی بڑہتی گئی اوسکو مرِی شیون سی لاگ

کیون رقیبِ م دل جہہ سخت جانکا ہی عدو
فتح کب ہو موم کی کرتی اگر آہن سی لاگ

عشق اوس لعلِ سیہ کا ہی دلِ پرداغ کو
ہم نہ مانین گی کہ ہی طاؤس کو ناگن سی لاگ

سختیان سہہ سہہ کی تہہر ہوگیا آخر قبول
میری دل کو کیون ہو ہی تہا اوس بُتِ پرفن سی لاگ

بہر کی ہی دل مین عشقِ بُتِ گلبدن سی آگ
نکلی نکیون ہر ایک سخن مین دہن سی آگ

اوس مہوش نی رقص مین جب کی ہین گتین میان
ہلتی ہین پاینچونکی جہڑی ہی کرن سی آگ

برقِ نگاہِ یار نی گلشن جلا دیا
ملتی ہی اب ثمر کی عوض مین چمن سی آگ

اوس شعلہ رو کا عشق تہا ملکِ عدم مین بہی
ہمراہ اپنی لائی ہم اپنی وطن سی آگ

دوزخ کو بھول جاؤ گی ای منکر و نکیر ‌ ‌ ‌ نکلی گی عشق کی جو ہماری کفن سی آگ

بھڑکا ہی آہِ گرم کی کوئی عاشق ای صنم ‌ ‌ ‌ سُرخی جو ہی نکلتی ہی چاہِ ذقن سی آگ

وہ سنگدل ہی مین جو نشانہ ہی ہون تو کیا ‌ ‌ ‌ ہرگز نہ نکلی گی دلِ ناوک فگن سی آگ

خاکِ سیہ جلا کی کیا عشقِ زلف نی ‌ ‌ ‌ ہمکو ملی ہی مشک کی بدلی ختن سی آگ

ہر سرو باغ سرو چراغان بنا دیا ‌ ‌ ‌ بھڑکی جو عشقِ رخ مین گلِ نارون سی آگ

یون ہی بسا جو آہ مین دل گرم ای پری ‌ ‌ ‌ نکلی گی تیری زلف کی اک اک شکن سی آگ

دندان لب کو تیری ملی کیون نہ ای صنم ‌ ‌ ‌ دُرِّ عدن سی آب عقیقِ یمن سی آگ

نارِ سقر کا حشر مین کیا خوف ای مقبول ‌ ‌ ‌ تو سون رہی گی ذاکرِ شاہِ زمن سی آگ

وحشی ہی اندنون مین ترا ای نگار تنگ ‌ ‌ ‌ دستِ جنون کشادہ ہی فصلِ بہار تنگ

ڈھونڈھا بہت ملا نہ وہ بوسی کی واسطی ‌ ‌ ‌ یعنی دہن سی تنگ ہوا جیسی یار تنگ

سختی زمین گرم سی اس درجہ آبلی ‌ ‌ ‌ تلوونمین میری ہو گئی جنگل کی خار تنگ

خوشبو مین کم نہین گلِ شاداب سی کبھی ‌ ‌ ‌ غنچی سی ہی سوا دہنِ گلعذار تنگ

مجھسی وہ گل شگفتہ رہا جیتی جی مدام
گزرا نہ میری بعد اوسی ای غبار تنگ

امیدوار چشمِ عنایت ہین گاہ گاہ
مثلِ دہن نگاہ نکر ای نگار تنگ

عشقِ دہان تنگ سے وحشت ہی آگئی
صحرا مین پھر رہا ہون ہوا ہی دیار تنگ

دِن رات نالہ کش ہون جو فرقت کی آگ مین
اب ہین تری مریض سی اغیار و یار تنگ

گزرا نہ بعد مرگ دہن یاد ای قبول
دونا فشار ہوگا جو ہوگا مزار تنگ

ردیف اللام

ابرو کی یاد مین ہی ترا ناتوان ہلال
دکھلا دی مجکو عید کا ای جانِ جان ہلال

اللہ ری نور ہاتھ مین لیتا ہی جب وہ ترک
بنتا ہی تیر خطِ شعاعی کمان ہلال

می مجکو دی کنارۂ جامِ شکستہ سے
ساقی صیام کا نہ ہو عیان ہلال

ابروِ تری نظر جو نہین آئی تین دِن
نکلا فلک پہ ہو کی بہت ناتوان ہلال

اوس مہوش کی عشق نی بخشی ہی یہہ صفا
ہی بدرِ دل کی جا عوضِ استخوان ہلال

قربان سب ہین ابروِ خمدار یار پہ
محراب طاق تیغہ خنجر کمان ہلال

عارض کا دل میں دہیان ہی ابرو پہ ہی نگاہ
کیا سحر ہی کہ بدر نہان ہی عیان ہلال

دل میں خلش نہ ہی ناخنِ جانان کی یاد سی
دیکہا ہی جیسی عید کا ای آسمان ہلال

سوگند لو جو دیکہا ہو ابرو کی عشق میں
آزردہ ہم سی کیون ہی کہان ہین کہیا ہلال

تہوڑا اترِ افلاک ہی تو پنجہ ہر ایک مہر
پہر کیون نہ ہو رکاب میں تیری روان ہلال

ای ماہ تو اشارۂ ابرو سی گر دکہای
ہو جای زخم کہا کی وہین خونچکان ہلال

جب کہینچتا ہون اوس مہِ کامل کی یاد مین
بنتا ہی میری آہِ رسا کا دہوان ہلال

چپ بیٹہنیکو تیری قصرِ معلے پہ ہی ضرور
اسو اسطی لگائی ہی یہہ نردبان ہلال

بن جای بدر عارضِ تابان کی عکس سی
ای چرخِ پیر دیکہی جو وہ نوجوان ہلال

چہرہ ہی خال و ابرو و عارض سی شکلِ چرخ
دو مہر اک سہیل ہی اور دو یہان ہلال

دیکہین منجم ابرو و عارض تو یون کہین
پاتا ہی آفتاب سی بالامکان ہلال

ای ماہ تجہسی بوسۂ ابرو طلب کرے
پائی اگر کلام کی خاطر زبان ہلال

ہمسر رکابِ توسنِ جانان کا مین ہی ہون
یہہ وہم ہی نہ کیجیو ای بدگمان ہلال

تشبیہ تیری عارض و ابرو کو کس سی دون
بی اعتبار بدر ہی اور بی نشان ہلال

عاشق ہلالِ خالِ رخِ سرخ کار ہا کیونکہ نہ پائی باغِ جنان مین مکان ہلال

لکھی ہین وصفِ ناخنِ جانان قبول نی
ہر مصرعِ غزل نہ سمجھہ ہی عیان ہلال

خالی کبھی نہ جائیگا ہر بار کا خیال کھینچی گا دار پر قدِ دلدار کا خیال
آتا نہین وہ اپتو عیادت کی بھی لیی بس ہو چکا مسیح کو بیمار کا خیال
گلشن مین گل کی پاس نہ ہون خار کس طرح ہی دل مین ساتھہ یار کی اغیار کا خیال
چھوٹی ہم اوسکی یاد مین اسلام و کفر سی تسبیح کا ہی دہیان نہ زنار کا خیال
اب خواب مین بھی شب نظر آتی نہین کبھی خورشید بنگیا تری رخسار کا خیال
دلبر کو دہیان اب مری دل کا ذرا نہین خواب اوسکو ہو گیا دلِ بیدار کا خیال

ہو جمہہ ضعیف کا اوسی کیا دہیان ای قبول
ہوتا نہین ہی گل کو کبھی خار کا خیال

ردیف المیم

ہوشمین آئی تو اک روز ضرور آئین گی ہم پائی ہین داغ جو تمسی وہ دکھا جائینگی ہم

داغِ دل گو کہ نشانی ہی مگر سینی پہ
پہلا اوس گل کا جو پائینگی تو گل کہائینگی ہم

خواب مین بوسہ لیا ہی حجر الاسود کا
شرم سی سامنی اوس بُت کی نہ اب جائینگی ہم

وہ جو آجائیگا تو ہوش نہین رہنی کی
آپ گم ہونگی کسی دن جو اوسی پائینگی ہم

ای فلک ہم ہی بلا نوش ہین گر تو ہی سخی
جسقدر غم ہمین کہلوائیگا تو کہائینگی ہم

غنچی کہلتی ہین تو کہتی ہین بآوازِ حزین
ای صبا حیف ابہی پہولی ابہی مُرجہائینگی ہم

نہین ملنی کی رقیبون سی مگر اُسکی سوا
جو کہو گی ہمین ای جان بجا لائینگی ہم

عطر ملوائیگا غیرون سی یقین ہی اسکو
ہاتہہ مل کر تری آگی سی چلی آئینگی ہم

دیکہتی ہی مجہی محفل مین پکارا وہ صنم
پاس تو آکی جو بیٹہیگا تو اُٹہہ جائینگی ہم

ہوگا حُسن اوسکا سوا عشق جلائیگا ہمین
شعلی بہڑکین گی اودہر داغ ادہر کہائینگی ہم

دلِ نالان مجہی سینی سی یہہ دیتا ہی صدا
نالہ روکو گی اگر تم تو نکل آئینگی ہم

ہین وہ افتادہ کہ کوچی سی نہ اُٹہینگی تری
صورتِ نقشِ قدم دیکہو مٹ جائینگی ہم

یار کی اور کی کوچی مین اگر دیکہہ لیا
شق زمین ہوگی قبول اور سما جائینگی ہم

بھلا ای باغبان ایسی کہان شان گل و شبنم — فدا روی عرق آلود پر جان گل و شبنم

رخ اوسکا مہر ہر قطرہ پسینی کا ستارے ہے — نہ لی ای باغبان وہ نیز یہ بہتان گل و شبنم

نظر آتی ہین وہ نکیطرف یہہ اوڑ کی جاتی ہین — آہی خورشید وہی یا جانان گل و شبنم

نہین ہوتا کسی کا حسن دن باغ عالم مین — یہہ رنگ نور کوئی دم ہی مہمان گل و شبنم

مرض وہ نیکا اوسکو ہی پریشانی کا دکہہ اوسکو — لب و دندان دکہاوی ہی یہہ درمان گل و شبنم

زراسمین ہی صفا ہی گوہر پر نور اسمین ہے — ازل کی باغبان نی بہری خوان گل و شبنم

زبان رخ گل ہی نور مین شبنم در دندان — دہن گویا ترا اے جان ہی کان گل و شبنم

خط گلچین کا اسکو صبحدم خورشید کا اوسکو — بھلا پہر وصل مین کیا نکلین ارمان گل و شبنم

نچہاور کیا اسنی تصدق دی کیا اوسنی — ہوا میر گلخندان جو مہمان گل و شبنم

تری وہ عرق آلود کی الفت مین ہین محبوس — نہین صحن گلستان ہی یہہ زندان گل و شبنم

چہپا معشوق کو بلبل اڑا لی دوست کو اچہی — نہ دیکہی آنکہ کی گلچین جسم عریان گل و شبنم

نہ رنگت گلبین ہی اب اور نہ شبنم مین چمک وہ گل — لب و دندان کہا کہ لیگیا جان گل و شبنم

خزان مین نالہ کش ہین بلبلین خورشید سر عریان — چمن مین جمع ہین سب فاتحہ خوان گل و شبنم

ورق برگ و رگ گل سطرین ہین اتہی مصحف عارض
ہی تیری یاد مین گلستان بستان گل و شبنم

زبان سیراب و س ستی انکہہ ہی سیر اسکی جلوہ سی
نہ کیون ہو بلبل شیدا ثنا خوان گل و شبنم

بہار عارض و دندان جانان مجکو دکہلا ی
جہا کی باغ مین جہپر ہی احسان گل و شبنم

نہ کچہہ گلچین کا خطرہ ہو نہ ہو خورشید کی دہشت
جو ہوں بلبل کی مشت پر نگہبان گل و شبنم

ہنسا جو ایکدم وہ شام سی تا صبح روتا ہی
سنین سب گوش عبرت سی فرمان گل و شبنم

سخن مین پہول جہڑتی ہین ہنسی مین جلوہ دندان
دہن غنچہ ہی جانان پر یہہ ہی گمان گل و شبنم

پڑی ہین داغ دل مین آبلی فرقت کی آتش سی
تری قیدی کا خود سینہ ہی زندان گل و شبنم

تہ تی اتشین داغون کی اور اشکونکی ہر دم ہی
خلیل و نوح دیکہین آکی طوفان گل و شبنم

نگہبان سی حسینونکو غرض کچہہ ہی نکچہہ گہر سی
نہ دریا دیکہا کبہی تہی نہ دربان گل و شبنم

نہ کیونکر رو کی پہر تا صبحدم مین سیر گلشن سی
نظر آیا جہی حال پریشان گل و شبنم

نہ کیون نالی کری بلبل کہ ہو وہ دور پہلو سی
مقام رشک ہی افسوس دامان گل و شبنم

قبول آئی خزان خورشید بہی مشرق سی آتا ہی
نہ ہو اس بی ثباتی پر ثنا خوان گل و شبنم

دہن سخن سی ہویدا ہی پر نہین معلوم
کمر یہ دال ہی پٹکا مگر نہین معلوم

چہپا ہی شرم سی تو داغ ہم جو سینہ دکہائین
ہمارا داغ بہی ہی ای قمر نہین معلوم

عجب طلسم دکہایا ہی ناوک افگن نے
نشانِ تیر عیان ہی جگر نہین معلوم

سنی ہی اوسکی زبان سی کبہی کبہی دشنام
دہن کی ہمکو خبر ہی کمر نہین معلوم

اکیلا چہوڑ کی اس خاکدانِ وحشت مین
کدہر چلی گئی سب ہمسفر نہین معلوم

کمر کہلی تو نہ آیا نظر دہن ہمکو
دہن دکہائی دیا تو کمر نہین معلوم

بدن تمام مرا خشک ہے اور انکہین تر
جہان کا بہی کچہہ خشک و تر نہین معلوم

یہہ ہجرِ یار مین بیہوش ہو رہا ہون مین
کدہر گیا ہی مرا نامہ بر نہین معلوم

شبِ فراق مین عارض کا بندہ گیا ہی خیال
سحر ہوئی بہی ہی اور سحر نہین معلوم

کہان کی دانت دہن بہی نظر نہین آتا
کدہر اوڑ گیا ہی درجِ گہر نہین معلوم

نہ انتہا کبہی پاویگا عشق جانان کی
وہ مبتدا ہی یہہ جسکی خبر نہین معلوم

ہماری گل کا مگر مشتری ہر اک گل ہے
گرہ مین باندہا ہی کیون سب نے زر نہین معلوم

ہوا ہی گل مین نہان جب سی بوی وفا
کدہر کو اوڑ گئی بلبل کی پر نہین معلوم

بہشت بہی ہی مہیا ہی کوی جانان ہی
کدہر کو روح کریگی سفر نہین معلوم

ملا بدن کو گلِ زخم اور خبر نہ ہوی
جدا بدن سی ہوا سر مگر نہین معلوم

بہیگا آنکہہ سی پانی نہ سونگہہ دامنِ یار
قبول کیا تجہی گل کا اثر نہین معلوم

بہولین وسی کبہی نہ گوارا کرین گی ہم
مر کر بہی یار یار پکارا کرین گی ہم

تعزیر پر بگڑ گئی اپنو سی گلی لگو
پہر ذکرِ حسن بہی نہ تمہارا کرین گی ہم

فصلِ بہار آئی ہی حق بس جنون سی لیتی
دی گا خدا لباس تو پارا کرین گی ہم

دانتون کی یاد مین نہ ٹہین گی ہماری اشک
بحرین سی کبہی نہ کنارا کرین گی ہم

جل بہن کی خاک ہونگی جہنم بہی واعطا
گر آہ کا بلند شرارا کرین گی ہم

ہمسی اگر رقیب کو مارا نہ جائیگا
نعری تمہاری سامنی مارا کرین گی ہم

صیاد لیچلا ہمین گلشن سی ای گلو
اب مثلِ بو گذر نہ دوبارا کرین گی ہم

طاقت نہین ہی آہ کی بستر سی اوٹہہ سکی
اپنو عصا نہین کہ سہارا کرین گی ہم

کانٹو نہ جستجو مین پہرین گی برہنہ پا
یوسف کو قافلون مین پکارا کرین گی ہم

توچہ ترا نہ چھوٹیگا گر خاک ہے ہوے — صرصر کی ساتھہ ساتھہ گذارا کرین گی ہم

پوچھی گا حشر مین جو خدا چاہتا ہی کیا — آنکھون سی تیری سمت اشارا کرین گی ہم

ای جان وحشت اور بھی ہو گی فنا کی بعد — سر کو لحد کی تختون سی مارا کرین گی ہم

آمد ہی اوس حسین کی اور کوچ روح کا — آنکھون مین دم رہا تو نظارا کرین گی ہم

دل ہی نکال ڈالین گی پہلو کو چیر کر — اب اپنی دردِ دل کا یہہ چارا کرین گی ہم

قطعہ

پریان کرینگی حسن مین گر تجھسی ہمسری — ای رشک حور یہہ نہ گوارا کرین گی ہم

شیشی مین روز ایک پری کو اوتار کر — شیشہ پری کا تجھہ پہ اوتارا کرین گی ہم

پہونچا تہا ہاتہہ سینۂ جانان تلک قبول
اب ہاتہہ اپنی سینی پہ مارا کرین گی ہم

ناز سی تو جو چلا گر گئی ای یار قدم — میری قدمون کی ہوی ملکِ نثارِ قدم

حسن کی رعب سی بڑہتی نہین رفتار قدم — ہاتہہ اوٹہاتی ہین تری کوچی سی ناچار قدم

مین تنہا و رہون جمانا نہین دشوار قدم — ہاتہہ جس بحر پہ ڈالا ہی ہوا پار قدم

جہسی کیا آگی بڑہالی ترا رہوار قدم — میری بہی باد کی گہوڑی پہ ہین اسوار قدم

بعد مرنے کی گڑی یا نہ گڑی جسم اپنا — گاڑتی ہین تری کوچی مین ہم ای یار قدم

کیون نہ رکھین پاؤن زمین پر محبوب مین وہ — پر یہ رکھتی ہون فرشتون کی جو زنہار قدم

کس طرح در دہنا آ کی قدمبوس ہوا — جو رسی شاہ سی رہتی ہی خبردار قدم

آمد و شد جو رقیبونکی ہین گہر مین تری — نظر آتی ہین یہہ کسکی پس دیوار قدم

رہنما ہوینگی غیرونکو تری کوچی سے کے — گاڑین کیا بیل کی مانند ہم ای یار قدم

ہو گیا ایک نفس مین سفر ہستی سے طے — کون کہتا ہی کہ ہی ملک عدم چار قدم

اپنی ٹھوکر سی کسی روز مجھی آ کی جگا — میری حق مین ہین ترا طالع بیدار قدم

عشق مین پاؤن دیا بیڑیان پہنائین ہین — دل دیوانہ سی ہین اس لیی بیزار قدم

سر کی بہل دوڑ پڑون فرش کرون آنکہون کا — تو اگر آتی تو سر آنکہون پر ای یار قدم

جب زمین پر وہ چلا نقش ہی گل بوٹے — خاک پر صاف بنا دیتی ہین گلزار قدم

ہم سیاہی سی جو گہبرا کی تڑپ کر سے نکلے — ہو گئی زلف کی پہندون مین گرفتار قدم

گرد کو بہو نچین نہ عشاق اگر سر ٹپکین — چلی سرپٹ سی بہی لی فزون تر رہوار قدم

ہو کی شل کوی حسینان مین گرا مین آخر — کوچی ہر گز نہ کٹی ہو گئی بیکار قدم

پاؤن مُہر ہو کی ہتھین میری مسیحا کی اگر
نہ رکھین غیرِ فلک خاک پہ بیمار قدم

شاخِ گل کو کی بتاتی ہین لچکنا ہو چی
بلبل و طاؤس کو سکھلاتی ہین رفتار قدم

زاہد آیا ہی کبھی سی تو میخانی چل
ہاتھہ مُغ چو میگا لیگا ترِی خمّار قدم

ہوی پامال ہین عقل عقولِ عشرہ
شش جہت مین جو چلا ناز سی وہ جبار قدم

اے قبول اسکی ردیف اور جھکتی جائی
روکنا ہاتھہ کہین پائی جو بیکار قدم

تیری عاشق کا فلک سی ہی کہین پار قدم
باہر اس دائرہ سی کہتا ہی پرکار قدم

وادیِ عشق مین اوٹھتی نہین نسپار قدم
ہی تقاضا سی دل اس راہ مین تو مار قدم

خدمتِ صبر کیون جلوہ رفتار جلا کی
صاف میری لیی ہین برق دم اے یار قدم

تو وہ ہی جنبش کہ ہاتھہ آنا ترا مشکل ہے
نقدِ دل دیکی اگر پاؤن تو چھولون یار قدم

سنگ تیر کیو مرِی کردی زرِ دست افشار
یارسولِ مدنی دل پہ رکھہ اکبار قدم

چلن اولٹی مری بدراہ کی ہین اے جلّاد
کاٹنا ہاتھہ جو ہو جائین گنہگار قدم

اے جنون ساتھہ سرِ سنگ کا تہا بستی مین
آئی جنگل مین تو اب ڈہونڈتی ہین خار قدم

وہ صنم قبر پہ آیا نہ کبھی وائی نصیب | ہائی تعویذ کی بھولی رہی رفتار قدم

تاب ہے سیکڑون عشاق کی سر توڑیگا | جب نکالے گا پری رو ترا رہوار قدم

سادہ رو عشق مین تیری ہوئی جب مین وارد | آشنا خار سی ہوتی نہین زنہار قدم

اوسی مقتل مین جو دو چار بلای عاشق | سر بکف سب سی ہین آگی چلی چار قدم

دست بردار دریا سی ہو جائین اگر | تو ہین زنجیر کی بی شبہہ سزاوار قدم

دوش پر مثل خم می سو مسجد لی چل | واعظ النشہ کی باعث سے ہین بیکار قدم

بن حسن نظر آتی ہی ہر ہر ملت | آگی لیتی ہین تری کافر و دیندار قدم

سر بھی کٹ جائی تو بی دیکھی نہین ٹلنی کی | آگی رکھین گی تری طالب دیدار قدم

دل پہ پڑ لی نقش ہی تہو نسی مٹائی ہین نشان | تیری کوچی مین اگر رکھتی ہین اغیار قدم

مشک جانان لی دکھایا مجھی صحرای ختن | الفت گل لی کیی کانٹون سی افگار قدم

باوقار اپنی جگہہ سی نہین جنبش کرتی | کٹ بھی جائین تو اوٹھاتی نہین کہسار قدم

پاؤن سر پر جو رکھو زینت و عزت ہو مری | مین یہہ سمجھون کہ ہوی طرۂ دستار قدم

بدر شرمندہ ہوا اپنی جو خورشید سحرا | تو لی آی جان عجب پایۂ انوار قدم

نہ وہ پاؤنیگی گل اور نہ یہہ دامن تیرا
ہاتھہ منظور ہین اب مجھکو نہ درکار قدم

پیروا اونکا جو ہو سالکِ رہِ عرفان ہاتھہ آئے
عینکِ حق طلبی کہتی ہین ابرار قدم

کس طرح نکلین بھلا کوچی سی عاشق ای گل
بھول جاتین جو اوٹھاتین تری بیمار قدم

بھاگنا افعیِ گیسو سی بہت مشکل ہے
میری دو پاؤن ہزار اسکی ہین ای یار قدم

گلِ مضمون یہہ کھلین تختۂ قرطاس پر آج
کلکِ گل بن کی لی بلبلِ گلزار قدم

الفتِ سوزنِ مژگان مین یہانتک دوڑے
سو کہہ کر ہو گئی ای جانِ جہان تار قدم

فائدہ دشت نوردی مین ہوا کانٹون سی
آبلی پھوٹ گئی ہو گئی ہموار قدم

لذتِ زخم اوڑا لائیگی کوچی مین مدام
لاکھہ بار آؤنگا کانٹو کی جو اک بار قدم

خونِ دل پینی مین تقلید ہی پیکان کو مرے
ہنسنی مین تری لیا کرتا ہی سوفار قدم

کہہ نہ آیا جو مری ہاتھہ یہہ حیلہ آیا
کہ تقدم مین بہم کرتی ہین تکرار قدم

لی اوڑا ساتھہ وہ پڑتی ہی یہہ ہون صیدِ ضعیف
تیرِ ناوک سی بہی مین بڑھہ کی گرا چار قدم

آبلی پھوٹتی جاتی ہین مری صحرا مین
دُرِ دندان کی محبت مین ہین دُربار قدم

اپنی کوچی سی اوٹھاتی ہو تو کیونکر جاؤن
ناتوانی سی بہی مین پیچھی ہٹن دو چار قدم

صبح کیا ہوی قبول اپنی سیہ حالی مین
تیرگی سی نہ اوٹھاینگی شب تار قدم

جان بلب مین ہون غذا سی کیا کام — اب دوا پائی دوا سی کیا کام

انگلیان صاف یہہ دس چہریان ہین — غیر خون انکو حنا سی کیا کام

بیوفائی سی بہی کیا مطلب — آپ کو مہر و وفا سی کیا کام

ہو گا پہانسی سی مرا کام تمام — نکلی گا زلف رسا سی کیا کام

تلخی مرگ بہی کیا شیرین ہے — تلخ ہی میرا دوا سی کیا کام

کر گئی صف کی صف ای جان قضا — اب تمہین تیغ ادا سی کیا کام

جب کہا مینی کہ مین مرتا ہون — بولی وہ میری بلا سی کیا کام

غنچہ دل نہ کہلے گا ہرگز — ہجر مین مجہکو صبا سی کیا کام

آنکہون مین نور ترے حسن سی ہی — ہجر مین انکو ضیا سی کیا کام

جو کدورت سی نہ خالی ہون کبہی — اونکو ارباب صفا سی کیا کام

واسطی وصل کی خاطر نہ سنی — ہی وہ بت اوسکو خدا سی کیا کام

وہ نشۂ حسن نہ پوچھی گا سب مجھے
پادشاہون کو گداسی کیا کام

تنگی پہرتی ہین ترا سو دا ہے
عشق مین ننگ وحیاسی کیا کام

جسکو ہو درد محبت اوسکو
مرگ سی کام شفاسی کیا کام

تشنۂ جام فنا خضر سبہی ہین
نکلا پہر آب بقاسی کیا کام

بخشنا ہی جو نہ ہو مد نظر
پہر تمہین میری خطاسی کیا کام

جو مقدر ہی ملی گا وہ قبول
پہر مجہی حرص وہواسی کیا کام

ردیف النون

خوش کیون نہ ہو اپنا دل رنجور بغل مین
ہی ہاتہہ مین ساغر بت مغرور بغل مین

اک نالہ جو کہینچون تو جہان ہو تہہ و بالا
دل کب ہی سرافیل کا ہی صور بغل مین

جنت مین بہی جاؤن تو نہ بہون تجہی لیجان
منہہ پہیرلون آبیٹہی اگر حور بغل مین

ساقی مئی گلرنگ سی بہر کر مجہی دی جیک
اب رکہہ نہ بہت ساغر بلور بغل مین

لیس شوق مین گاتا ہوا آتا ہی سنتی
ہی ساغر می ہاتہہ مین طنبور بغل مین

واعظ نظر آتا ہی نظر اوسکی نہ لگ جاے
مین شیشہ می کرتا ہون مستور بغل مین

جب سے کہ مری سامنی دلدار مرا ہے
دل آٹھہ پہر رہتا ہے مسرور بغل مین

لب چہرۂ روشن کی ہی پہلو مین تری لیٹ
خورشید لی ہی شب دیجور بغل مین

مجکو نہ دیا جام رقیبون کو پلایا
ساقی لی کیا شیشۂ دل چور بغل مین

دلبر اگر آیا تو بیٹھ جائیگا اوسی پاس
ٹھہری گا نہ اک دم دلِ رنجور بغل مین

عاشق جو ترا خلد مین پہونچی پسِ مردن
غلمان رہین آنکھون پر اور حور بغل مین

بس ذوقِ شہادت مین پڑا پھرتا ہون قاتل
رکھی ہون کفن دوش پہ کافور بغل مین

مین شیشہ می دور جو کرتا ہون بغل سی
تو اوسکی عوض پڑتا ہی ناسور بغل مین

بیری جگر و دل کو بھی تسکین ہو یارب
اک حور ہو آغوش مین اک حور بغل مین

گر یون ہے رہا دہیان اسی شعلہ رخون کا
رہجائیگا جل کر دلِ محرور بغل مین

آزاد بنا عشقِ قدِ یار مین جب سے
مین رکھتا ہون شاخ شجرِ طور بغل مین

پریون کا قبول اوس سی کرون ملک سنجر
ہو اوس شہِ خوبان کا جو منشور بغل مین

تیغ ابروسی ہوا سر قلم آسانی مین
کاٹ جو اسمین ہی کب وہ خمِ اسانی مین

دیکھتی دیکھتی خط اوسکا ہوی الفتِ زلف
دل گرفتار ہوا اور پریشانی مین

داغ ہر روز بڑہی جسم پہ مجہہ وحشی کی
خوب پیوند لگی جامۂ عریانی مین

ابروی یار کا اک روز یہہ کشتہ ہوگا
کلکِ قدرت نے یہہ لکہا مری پیشانی مین

قصہ خوانِ یار کو رغبت ہے اگر ان روزون
داستان میری بلا دفترِ طولانی مین

پاس ہی داغِ محبت تو وہ نالا کیون ہے
گل ہی جو دلِ بلبلِ بستانی مین

ہوی بالفرض تری لب کے برابر سرخی
ایسی نرمی تو نہین لعلِ بدخشانی مین

گوشت اب دل مین رہا ہی نہ جگر مین ہی لہو
یار آتا ہی عجب بے سر و سامانی مین

اسی پری ہی یہہ تری تارِ نظر کی تاثیر
رشتہ نور ہی تسبیحِ سلیمانی مین

اوج شاہونکا تو کیا خاک ہے بعدِ فنا
پر ہما کی ہوی مصروف مگس رانی مین

ہون وہ گمگشتہ رہِ عشق مین تیری اتنا
خضر ہی میری نظر غولِ بیابانی مین

رونی مین آئی جو اوس کانِ ملاحت کے یاد
نمکِ شور ملا آنسوون کی پانی مین

عاشقو جلتی ہو شاید ہو شہادت حاصل
عیدِ قربان ہی وہ مصروف ہے قربانی مین

تو نے اے بحرِ لطافت کبھی منہہ دیکھا تھا | آئینہ غرق ہے اب تک اوسی حیرانی مین
طائرِ رنگ ترے ہاتھہ سے اڑتا ہی نہین | ہے مگر دزدِ حنا صرفِ نگہبانی مین

خوفِ حق سے نہ بہے دانۂ اشک آہ قبول
حیف ہے عمر بسر ہو گئی نادانی مین

تمہارے شکوے سے اپنی زبان دراز نہین | غریب کُش نہین تم او زبان دراز نہین
بلند طبع ہون مین خلق ناتوان بین ہے | فلک عدو ہے کہ طبعِ زمانہ ساز نہین
وہ بت نہین جو نہین سنگ سے ہے سخت سوا | وہ دل نہین ہے کہ جو موم سے گداز نہین
کبھی تو پہونچو گا مین چہرے تک ہے کاکل سے | شبِ فراق سے زلفِ سیہ دراز نہین
کبھی بام پر اوسنے طلب کیا مجھکو | نشیب ہے مری تقدیر مین فراز نہین
بھلا بچے ترے پنجے سے کس طرح اے ترک | کہ یہہ مرا دلِ بے بال و پر ہے باز نہین
کیے فلک نے ہنرمند و بے ہنر یکسان | دُر و خزف مین کسیکو اب امتیاز نہین
مجھے عجب ہے کہ کیون ہو گیا ہے دل ٹکڑے | ابھی تو ابروِ سفاک تیغ باز نہین
چھپایا دل سے بھی حال اوسکی عشق کا ہمنے | جسے کہ جان لے غماز یہہ وہ راز نہین

قبول کیجی اوسی اور جان نذر نہ دی
تمہاری ناز سی لیتا اسی نیاز نہین

منہہ نہ دکھلای گرفتا ہون مین
بیوفا خاک تجکو چاہا ہون مین

زلف کی پیچ مین پہنسا ہون مین
تون سی مشکل سی رہا ہون مین

ہون جو یکتا بلا نصیبی مین
عاشقِ گیسوِ دوتا ہون مین

دل صدا دیتا ہی نہ توڑو تم
ای بتو خانۂ خدا ہون مین

سب سی پہلی مجہی کو قتل کرو
کہ شہیدون کا پیشوا ہون مین

پیس ڈالونگا اسکو گردش سی
دانہ گردون ہی آسیا ہون مین

زلف کا عاشقون سی ہی یہہ کلام
قہر ہون سحر ہون بلا ہون مین

یار آیا تو روٹہہ بیٹھا مین
ہی شبِ وصل پر جدا ہون مین

مجہسی ہر سمت تیری شہرت ہی
بوی گل تو ہی اور صبا ہون مین

واعظا خوف اب سقر کا نہین
شعلہ رویون سی یہہ جلا ہون مین

غمکی ہی مجہہ مریض سی تسکین
اب تو خود درد کی دوا ہون مین

قصد ہی شمع رخ سی جل جاؤن — شکل پروانی کی فدا ہون مین

ناز و انداز و عشوہ و غمزہ — ان بلاؤن مین مبتلا ہون مین

مین تو ہون جسم تو ہی روحِ روان — بی وفا تو ہی باوفا ہون مین

حسن تجکو ملا ہی عشق مجھی — شاہِ خوبان ہی تو گدا ہون مین

تجکو پاتا ہون جان کا دشمن — دوستی تجہسی کیا نباہون مین

کیون نہ ہر بحر مین روان دل ہو — اپنی کشتی کا ناخدا ہون مین

تہک کی بیٹہا ہون تری کوچی مین — کو بکو در بدر پھرا ہون مین

ناز کر گر مری قضا چاہی — ناز کی ساتہہ ہی ادا ہون مین

میری تربت کو سرخ پوش کرو — کشتۂ سرخیِ حنا ہون مین

مجہسی الفت بس اب کرو نہ قبول
تم بہت اچھی ہو برا ہون مین

اپنی شہری سی مجکو کام نہین — یہہ نشان ہی مرا کہ نام نہین

شیشہ مفتی کی سر سے توڑون گا — محتسب تجہسی کچہہ کلام نہین

نرگس انکھون کی کب نہین لونڈی
سروِ قامت کا کب غلام نہین

نظرِ بد حرام اسپر ہے
واعظا شبِ بدمی حرام نہین

نہ مٹا آبِ اشک سی نہ مٹا
داغِ سودای عشقِ خام نہین

انتہا اوج شعر کے نہ ملے
یہہ وہ زینہ ہے جس کا بام نہین

تیری قامت نہین قیامت ہے
آمدِ حشر ہی خرام نہین

موم دل ہو تو دل کا درد سنو
سنگدل ہو تو کچھہ کلام نہین

ایسا سوکھا ہون آتشِ غم سی
آنسوؤن مین بہی نم کا نام نہین

بات کی بات مین گئی شبِ وصل
صبح وقت وہ ہی کہ شام نہین

دردِ دل کروٹین بدلتا ہے
ایک پہلو مجھی قیام نہین

جان لینا اگر ہی خو تیری
جی چہپانا ہمارا کام نہین

ہون وہ مجنون کہ جان کر بیہوش
مجھسی مجنون بہی ہم کلام نہین

چادرِ گل کہان غریب ہون مین
خار کا بہی لحد یہ نام نہین

وہان نکیرین تنگ کرتی ہین
قبر ہے جبین کا مقام نہین

لب نہین دو ہلال دونون ہوین | گال کب دو مہِ تمام نہین
یادِ جم کرکے روؤ بادہ کشو | چشم عبرت ہی می کا جام نہین
جو تری زلف و رخ کی ہین ہمسایہ | صبح دنیا مین ہین تو شام نہین
خامشی تیری مرگِ عاشق ہے | زندگی ہی ترا کلام نہین
پھنس گیا کیون ہمارا طائرِ دل | زلفِ محبوب ہی یہہ دام نہین

پڑھ بدل کر ردیف اور غزل
خامشی کا قبول کام نہین

لطف سی کر لیا غلام ہمین | قہر سے کر دیا تمام ہمین
واعظا جب سے کی ہی توبہ ہے | زندگی ہو گئی حرام ہمین

قطعہ

اِس کا ڈر دورِ دورِ ساقی ہے | مست رکھتے ہی می مدام ہمین
لڑکھڑا تین تو ہاتھ پھیلا کر | محتسب سے کہین کہ تھام ہمین
بلبلون کی صدا ہی ای گل رو | صحنِ گلشن ہی تیرا دام ہمین
ہوگئی ہم خوشی سی شادی مرگ | آیا جب وصل کا پیام ہمین

یہہ اشارہ ہی ماہِ کامل کا — اوسکے رُخ نی کیا تمام ہمین

رہگئی خونِ دل ہی ہم پی کر — نہ دیا تو نے ایک جام ہمین

حالِ دل پوچھتی ہو نزع کی وقت — اب کہان طاقتِ کلام ہمین

خاص تیغِ نگہہ سے کہینچے اوسکے — نظر آتا ہی قتلِ عام ہمین

ہمصفیر و خبر نہ لے ابتک — خوب چھوڑا میانِ دام ہمین

نہ خفا ہو پھڑکنی پہ صیّاد — ہی قفس مین یہہ پہلی شام ہمین

دل تو قامت دکہائی پہ بس چکی — کیون دکہائی ہو اب خرام ہمین

چشمِ جانان پہ ہم ہوی مفتون — کرلیا وحشیون نی رام ہمین

بزمِ ساقی مین بیٹھنا نہ ملا — رہی گردش مثالِ جام ہمین

قبرِ مجنون پہ فاتحہ پڑہ دی — جب ملا نجد کا مقام ہمین

جو ہوا خضرِ راہِ چشمہ حسن — پہیر لایا وہ تشنہ کام ہمین

سرو اور ہم تہی دونون قد کی اسیر — کیا آزاد اوسی غلام ہمین

ہو مبارک رقیب وصل تجہے — ہجر نے کر دیا تمام ہمین

مہدی دین سی عرض کر یہہ قبول
شکل دکہلاؤ یا امام ہمین

دل خاک مین ملا ہوس وصل یار مین
دل مین وہان غبار یہان دل غبار مین

ہر سرد و گرم ہی چمن روزگار مین
سرسبزی خیار مین ہی گرمی چنار مین

جیسا سیاہ بخت نہین روزگار مین
تاری چہپی ہین جیسی شبہای تار مین

کہتی ہین لوگ مشک سو ہی کس شمار مین
تا تار زلف یار کی ہی تار تار مین

سب عضو گہل گئی ہین مری ہجر یار مین
اک دل ہی ایک داغ رہا ہی شمار مین

مضمون غم عیان ہی یہہ صوت ہزار مین
پرزی اڑی گلون کی گریبان بہار مین

جلتی ہین برق خندۂ دندان نما سی خاک
دیکہین کس طرح نہ ہماری غبار مین

لاغر وہ ہون کہ چشم ملائک سی ہون نہان
منکر نکیر ڈہونڈہ رہی ہین مزار مین

رویا تو ہنسکی یار نی دانتونکی عکس سی
موتی پرو دیی مری اشکون کی تار مین

خود ہی شگفتہ لالہ خودرو کی طرح سی
کچہہ آرزو نہین جگر داغدار مین

پہلو سی دل ہی وہ ہی دلبر ہی دور سی
دہرا قلق ہوا ہی کنج مزار مین

ملتی نہین شراب تو امید زیست ہے — انگور بند ہی زخم دلِ بادہ خوار مین

تسکین کی لئی ہی یہہ خطِ سپید صبح — اشکون کا تار کہتا ہون شبہای تار مین

گرمی سی عشق کی نہ چہٹا بعد مرگ بہی — دل آگ سا چمکتا ہی میری غبار مین

مستی کی تہمت اوسپہ ہی کہتا ہون صاف صاف — خطِ سیہ کا عکس ہی دندان یار مین

ہوتی ہی عشق خاک اوڑا لیگئی ہوا — ہو جای جذب آب عناصر ہی نار مین

مارِ سیہ کی دانتونکا دہوکا ہمین ہوا — ہوتی نظر جو آئی سرِ زلفِ یار مین

دل کی صدا یہہ کوچۂ جانان مین ہی بلند — صورت دکہا غریب ہین تیری دیار مین

داغِ جنون جگر مین مری ہین بجای خون — تسکین کی جا ہی برق دلِ بیقرار مین

ہی گرد آہِ گرم مری پیچ مین وہ بت — کیا سحر ہی کہ سنگ نہان ہی شرار مین

پی لین شراب ہم تو کرین وعظ پہ عمل — کچہہ اختیار ہی نہین رہتا خمار مین

خون جگر ہی میری رخِ زرد پر روان — کیا ہی مزہ شفق ہی خزان بہار [illegible]

جوہر ہی اور تیغہ ہستی کا مفلسی — پیسا مری کمر مین نہ کوڑی مری کنار [illegible]

اوس شعلہ رو کی یاد جو ہین سینہ بریان — جاڑا چڑہا ہی کانپتا ہون [illegible]

دندانِ تیغ ابروے قاتل کی یاد ہی
امید قطع ہی دلِ امیدوار مین

اے گل نیاز دامنِ صحرا مین اپنی پاؤن
ہاتھون کی نذر ہی یہہ گریبان بہار مین

وحشت مین سینہ چاک کیا ہمنی یا قبا
نکلا رگون کی طرح لہو تار تار مین

اوس سر کا اسیر ہی روتا ہی متصل
زنجیر کی روش کا ہی غل آبشار مین

فرقت کی یاد مین کبھی نکلی جو آہِ سرد
ٹھنڈی ہوا ہی جل گئی بوسِ کنار مین

ہی اک سیاہی شبِ فرقت سو مہیب
میرا لبس کون ہی شبھکی تار مین

کیونکر نہ جنکی آہ کی شعلی بلند ہین
بجلی عوض شرر کی ہی سنگِ مزار مین

خود ہی تڑپ تڑپ کی پہونچ جاتی قاصدا
نامہ لکھون جو یار کو مین اضطرار مین

دیتا ہی گالیان مجھی بوسی کی نام پر
مین خود سبک ہوا طلبِ یار بار مین

جسکی کا نشے طائرِ گردون ہی تیر سی
مصروف اب وہ صید فگن ہی شکار مین

پلکون کی صف سے آنکھہ لڑائی مین کام لو
مجکو اسیر فوج کری کارزار مین

ہشیار ای مین سگِ جانانکا حق یہہ ہی
شرمندہ استخوان مری کیون فشار مین

تا ہم بسی جز ندامت و ذلت نہین حصول
شوکت بہری ہوی ہی تہِ تاجدار مین

سیراب ہو کی ملکِ بقا مین گئی شہید
آبحیات تہا بڑی خنجر کی دہار مین

عاشق ہون مین تقی سی مجکو ہی اتقا
اوس گل سی عشق کرتا ہون کہ ہی ہون ہار مین

انسان کری نہ شکوہ ملی درد اگر کوئی
راحت ہی رنج مصلحتِ کردگار مین

موذی ہی ہو یارِ غار تو اوسکا شرف نہین
تہا سانپ بہی قریب پیمبر کی غار مین

حیرت سی عشق کی مجہی ہو کا صبا کا ہی
میراہی شہسوار ہی میری غبار مین

مین ورہا ہون اوس گلِ ترکو جو کر کی یاد
خندان گلِ جنون ہین بدن پر بہار مین

تعمیر مقتلِ شہدا کی تو قاتلا
خونِ قبول صرف ہو نقش و نگار مین

سر خنجرِ صنم کی سزاوار ہے نہین
ہمسی زیادہ کوئی گنہگار ہے نہین

ناصح جو اس ترکِ محبت نہ آئینگی
دیوانہ مین نہین ہون تو ہشیار ہی نہین

منہہ ہی کہانی آئی جبتک تہی تاب وصل
اب وصل کیا کہ طاقتِ دیدار ہی نہین

لیا جلد پہنچا لینی گریبان کی خبر
ای جامہ زیب اب تو کوئی تار ہی نہین

مقتل مین وہ دہڑکی مین ہو گیا ہلاک
کرتا نہین وہ قتل تو انکار ہی نہین

ہنس ہنس کی تیر کہاتا ہون اوس ترکِ بیوفا
پر حیف خندہ زن لبِ سوفار بھی نہین

مہتاب ہالہ وار سیاہی ہی آنکھ مین
مجھسی زیادہ کوئی سیہ کار بھی نہین

وارستہ ہون کشاکشِ اسلام و کفر سی
تسبیح اگر نہین ہی تو زنار بھی نہین

انکار وصل کر کہ نہ امید ہی جیون
مشکل مگر یہ ہی تجھی انکار بھی نہین

دل ہی ولای دوست سی معمور اسقدر
گنجائشِ عداوتِ اغیار بھی نہین

وہ گل ملا نہ مجکو سو جاتا ہون ای نسیم
تیری چمن مین اب خلشِ خار بھی نہین

سمجھو فنا سی نقطۂ موہوم یار مین
انکار اگر نہین ہی تو اقرار بھی نہین

لب کثرتِ سوال سی تھک تھک کی لگ گئی
اب بوسہ دو نہ دو مجھی درکار بھی نہین

بادِ خزان نی سبکو اوڑایا ہی ای **قبول**
گل اک طرف چمن مین کوئی خار بھی نہین

وہ اجن پاس ہی اپنی وہی مجبور کرتی ہین
بتِ چینی ہمارا کاسۂ سر چور کرتی ہین

سیہ ابین تیز تیرو لبنی سخن لبھاتی ہین کی
مرا دل شہد سی وہ خانۂ زنبور کرتی ہین

تری الفِ سیہ کی دید مین دن ہو چلا آخر
سحر سی آج ہم سیرِ شبِ دیجور کرتی ہین

صدا کوہی پہ چڑہ کر دیا کرتا ہی عاشق کو
ہم اپنی بام کو جب چاہتی ہین طور کرتی ہین

تمہاری تیر مژگان چہید جکتی ہین جب میرا دل
سخن فرقت کی اون زخمونکو پہر ناسور کرتی ہین

لب سوفار تیر آخر دہان زخم سی چہوٹی
وہی دل نی کیا میری جو اچہی سو کرتی ہین

زیادہ تیر کی کہینچی سی صدمہ ہمکو ہوتا ہی
جب اپنی دل سی یاد تیر مژگان دور کرتی ہین

الٹ دیتی ہی جہنجہلا کر نقاب چہرۂ تابان
شبہہ اوسکا دیکہین اس باعث سی صف حور کرتی ہین

پتنگونکو جلایا شعلۂ آواز سنوا کر
تری ساقین وہ کہا کر شمع کو کافور کرتی ہین

ترا منہہ دیکہتی ہی دیکہتی ہوجاتینگی اندہی
عبث خورشید سی آنکہونکو ہم بی نور کرتی ہین

تصور یار کا دل سی نکلجاتا ہی جہنجہلا کر
کبہی گر خواب مین بہی ہم خیال حور کرتی ہین

گیا جامون سی ہمکو نشہ مین کیون جو آپی ساقی
اب ہم بیخودی مین جام مینا چور کرتی ہین

قبول اب شعر کہنی کا کبہی جو دہیان آتا ہی
تو پہلی ہم خیال ناسخ مغفور کرتی ہین

الگ ہم نالہ کش ہین غم سی پاس اغیار رہتی ہین
جدا بلبل ہی اور پہلوی گل مین خار رہتی ہین

تصور تیری افشان کا ہمین سونی نہین دیتا
ستاری دیکہتی ہین رات بہر بیدار رہتی ہین

لبِ جانبخش کی اُلفت مین مجھکو جان آتی ہی
ہُوا ہی جبسی عشقِ چشم پہ بیمار رہتی ہین

گرے ہم پاؤن پر ساقی کی بدمستی مین آ واعظ
وہ مے کش ہین کہ بیہوشی مین بہی ہشیار رہتی ہین

اگر معدوم کرتا ہی تو اے خورشید سر پر آ
ہمیشہ مثلِ سایہ ہم پسِ دیوار رہتی ہین

رقیبو تیغ سی اپنی مجھے تم کیا ڈراتی ہو
ہمیشہ تیرِ مژگان میری دل کی پار رہتی ہین

تِری فرقت مین نالہ ہی فلک سی رزم ہی غم ہی
رقیبون مین ہماری بات پہ دو چار رہتی ہین

خبر سُنتی کو جانان کی کُہلی رہتی ہین کان اپنی
مری دیدی اوسی کی طالبِ دیدار رہتی ہین

اوسکی یاد مین تا صبح نیند آتی نہین مجھکو
قبول الله کی طالب جو ہین بیدار رہتی ہین

تو جو آتا ہی تو غش مین ہین جاتا ہون مین
تجکو پاتا نہین جب ہوش مین آتا ہون مین

باغبان سیر نہین کرتا خلش مجھسی نہ کر
تیرا گلزار سی لا ہی چلا جاتا ہون مین

آرزو ہی مجھی وہ دولتِ دیدار ملی
بختِ خوابیدہ کو برسون سی جگاتا ہون مین

مرضیِ دوست مین ہی شرف سی افزون یہ عزیز
شکر کرتا ہون غم و رنج جو کہاتا ہون مین

اپنی گلرو کو کہا کہتی ہی آج اے بلبل
آشیانے کو تیرے آگ لگاتا ہون مین

نہین ملتا کف افسوس تری فرقت مین
اپنی ہاتہون کی لکیرونکو مٹاتا ہون مین

بہیجی کو ہون عدم خواب جو کرتی ہین رقیب
دہن یار کا افسانہ سناتا ہون مین

نہ کبوتر ہی نہ قاصد ہی نہ مجہمین طاقت
بہیجکر دل کو خبر اوسکی منگاتا ہون مین

حشر کی دن ہی رہا محو تری صورت کا
آنکہہ خورشید قیامت سی لڑاتا ہون مین

ہین تری ناز اُٹہانیکا زبس خوگر تہا
خلد مین حورونکی اب ناز اُٹہاتا ہون مین

رحم دل ایسا ہون خنجر زخمی ہوا جاتا ہون
تیر مژگان سی رقیبونکو بچاتا ہون مین

اندنون بارہ یہ دریای طبیعت ہی قبول
اور اسی بحر مین کچہہ شعر سناتا ہون مین

راز الفت کو زبان پہ نہین لاتا ہون مین
یہہ وہ دولت ہی جسی دل مین چہپاتا ہون مین

اوس سی کہتا ہون بیان عشق زلیخا ہر شب
اپنی مطلب ہی کا افسانہ سناتا ہون مین

ہون وہ میخوار کہ بیہوش پڑا رہتا ہون
ہوش آتا ہی تو پہر جام چڑہاتا ہون مین

مرض عشق گیا مر کی جو دریا پہونچا
مجکو صحت ہوی ای جان نہاتا ہون مین

ڈہونڈہتی سا انسونسی ہو دیتا ہون ای گل جاکر
صبحدم باغ مین غنچونکو کہلاتا ہون مین

بوالہوس سا سامنا میرا نہین کر سکنی کی
تیری کوچی سی رقیبونکو بہگاتا ہون مین

لخت دل اشک کی سیلاب مین کب ہین یہ روان
نقش حب لکہی ہین دریا مین بہاتا ہون مین

قتل کی خوشخبری سنکی ہوا شادی مرگ
آب شمشیر کی حسرت لیئی جاتا ہون مین

باغبان اُتری مری کپڑی یہہ ہوس گل کی مین
باغ مین لایا ہون پہولونکو بساتا ہون مین

ذبح ہونیکی خبر اپنی جو سن پائی ہی
زہر مین خنجر قاتل کو بجہاتا ہون مین

خون دل اشکون مین بیوجہہ ملانا نہ سمجہہ
ای صنم سوتی کو یاقوت بناتا ہون مین

شعر گوئی مین ہی سیر چمن دہر قبول
خلد تک اچہی ستبیر سی پاتا ہون مین

تو ای گل سیر کر گلزار عالم کی بہارون مین
ترا عاشق نہ نکلیگا کوئی جہسا ہزارون مین

وہ گم گشتہ ہون اب تک اپنی لذت خود نہین سمجہا
کبہی مین بادہ خوارون مین کبہی پرہیزگارون مین

دل و جان و جگر ایمان سب تیری ہی فقرا
جو تو آیا نہ ٹہرا کوئی میری پاس جانپہون مین

گناہونکی عقوبت سے رہائی بخشیو یارب
مجہی محسوب کرنا حشر کو بے اعتبارون مین

غزلخوانی ہماری باغ مین کیا رنگ دیتی ہی
ہزارون سی بلند آواز اپنی ہی ہزارون مین

ہر اک جانب کو شہرت جلد تیری حسن کی پہنچی
رسالی لکھہ کی اپنی عشق کی بابتون سوارون مین

اندھیری رات مین ہاتھی کی افشان کیا چمکتی ہی
جبین آسمان پر یون یہہ کب ہے ستارون مین

تری اقرار پر محفل تو مین تیار کر بیٹھا
مگر ای جان ہنسوانا نہ مجکو میری یارون مین

جو مجھہ گم گشتہ کا ای ہمدمو تمکو تجسس ہی
کہین ملجاؤنگا ڈھونڈو اسکی رہگذارون مین

قباحت کیا جو لالہ بھی ہو نیت کی لینی شامل
ہماری لخت دل بھی گوندہ لو بیلی کی ہارون مین

تمہاری ہجر مین پر زمین تڑپا جو مین وحشی
زمین پہٹ پہٹ گئی چونک اوٹھی مردی سب مزارون مین

ابھی کیا یونہی گم منہہ پہ اشک بہتی ہین
شرر پیدا ہوی میری چمن کی آبشارون مین

گنہگارونکو بہر قتل قاتل نی بلایا ہی
سری پر سب استادہ ہوا ہون مین قطارون مین

جو ہو تقسیم غم تو ای فلک غم دوست ہون مین ہی
سری پر نام میرا لکہیو تو امیدوارون مین

تجسس خاک کو میری جو ہی فرہاد و مجنون کا
پریشان گہہ بیابانون مین ہی گہہ کوہسارون مین

تری آگی ہون مین ای بی آٹھون پہر حاضر
رقم ہو جای میرا نام بھی خدمتگذارون مین

جدا جسمونسی ہو کر تیز رو جیسی ہین شتین
تفاوت ہی نہایت پیدلون اور سوارون مین

جبسی گبر و مسلمان ڈہوندتی ہین دیر و کعبہ مین
نپایا ہین تجسس کی لونگی ہو یارون مین

جو بتوں کا محب ہے جان سے ہے خلش مجھکو
گلو نہیں گل ہو نہیں اور خار بن جاتا ہوں خاروں میں

نشانہ اے قدر انداز کر تو نسر طائر کو
تری بندوق کی گولی بہت ملتی ہے تاروں میں

شب باران ہجر میں اوس فرق کی فرقت میں روتا ہوں
نہیں ملنے کی جگنو میری آہوں کی شراروں میں

پریزاد آئی ہیں در پر عصا کے آہ لی لیکر
رکھ انکو اے شہ خوبان تو اپنی چوبداروں میں

اگر وہ نزع کی بھی وقت بالین پر مری آیا
تو اوس سے شکوہ جور و ستم ہونگے اشاروں میں

ہر اک ملت میں میرا میل ہے راضی ہیں سب مجھسے
کہ دن کٹتا ہے مسجد او میں شب طاعت گزاروں میں

مری کچھ زبان کی قدر ہو گر شہر سے نکلوں
زمین شعر کی کھیتی پہلی پہولی گنواروں میں

قبول اوس نے کی نقد دل عالم جو پایا ہے
عوض دیوان کی لکھوا یہہ مضمون اشتہاروں میں

ہندوستان میں جیسا کوئی نازنین نہیں
جب ہند میں نہیں تو پہری بت کہیں نہیں

اک آفتاب رخ کی جو لکھتا ہوں وصف میں
ہے آسمان نور غزل کی زمین نہیں

ہرگز نہ سکہا سکے نہ اسی آتش فراق
ہے دامن سحاب مری آستین نہیں

اسکو نہیں ہے وصل کی امید پر خوشی
وہ کون ہے جو ہجر میں تیری حزین نہیں

ابرو نہین یہہ تیغ ہماری جگر کو ہے
پیکان ہی دل کی واسطی چین جبین نہین

یادش بخیر کبھی کرو تم ہمارا ذکر
سب ہین تمہاری بزم مین جایان ہمین نہین

اک بوسہ دیکی کیون نہین دیتی مجھی شفا
ای جان کار خیر مین اتنی نہین نہین

شیرین کوئی سخن نہ سنا غیر حرف تلخ
میری لبی ہی زہر دہن انگبین نہین

رخسار دونون بدر ہین ابرو ہین دو ہلال
زہرہ چمک رہی ہی تمہاری جبین نہین

وہ آکھڑا ہوا ہی تو دل ڈرسی چاک ہی
سر پر فلک ہی پاؤنکی نیچی زمین نہین

کہتی ہی وہ پری کی ہاتہہ آون کس طرح
مومن ہی تو تو کیا مجھی مین حور عین نہین

کس کو ملی ہی سلطنت اس سرزمین کی
اقلیم نظم شاہونکی زیر نگین نہین

سید ہلا کہدہی قلب پر اپنی تمہارا نام
الٹا جو کوئی کہودی یہہ ایسا نگین نہین

گر مجھکو تنگ ظرف سمجھتا ہی ساقیا
فنجان ہی پلا دی اگر ساتگین نہین

اوس پر یہہ بچنین ہم تو شفا کا یقین ہے
پر ضعف ہی کہ بچنی کا ہرگز یقین نہین

بستی ہوگی بس دل ویران مین ای قبول
غیر از غم اشکبار کا کوئی مکین نہین

تری دیدار کی بہوکی ہین جب بیدار ہوتی ہین
تو غم کا ناشتہ کرنیکو منہہ اشکون سی دہوتی ہین

رکہا اندیشہ مرگ و زیست مین اس تہ سختی نی
شب فرقت مین یا جاگی تہی یا تربت مین سوتی ہین

بہا کرتی ہین آنسو جب سے دندانکا تصور ہی
مری آنکہین نہین ہین سیپ کی موتی پروتی ہین

مژہ کس طرح روکی اشک اے ناصح رکین کیونکر
خس و خاشاک سی کب بہتی دریا بند ہوتی ہین

بہا اشک رونیکی خوگر ہوی ہم ہجر جانان مین
جو اب ہنستی بہی ہین تو سب سمجہتی ہین کہ روتی ہین

مقابل ہو نہ موتی آئی ہین دندان جانان سی
عجب نادان ہین جو آبرو اپنی کہوتی ہین

ثمر پایا نہ غیر از دانہای اشک کچہہ آخر
محبت کی بہت کہیتی ہمینی بوجہی بوئی ہین

اوہین ہولی کی دن کیا نشہ جرأت سمایا ہی
لہو مین عاشقونکو رنگ کی ڈولی ہوتی ہین

جو دم بہر بہی کہین آنسو کلیجہ منہہ کو آتا ہی
تڑپ جاتا ہون یہہ اسو حسد شمع ہوتی ہین

عجب نظم مسلسل ہی تری دانتونکی صفون مین
یہہ شاعر شعر کہتی ہین و یا موتی پروتی ہین

یہی ضدی ہی تیغ اٹہہ جاتی ہین ہم بہی خدا حافظ
نہ پا اینگی کہین ہمسا ہین مفت آپ کہوتی ہین

سحر آئی چلا وہ مہر سیما کی شب گذر گئی
نہالی کو ہم اشک گرم سی پانی سموتی ہین

اودہر برق وش بیٹہا ہی صحبت مین نئی شیفتی
ادہر پروبال ہم بیٹہی بگہوتی ہین

قبول انجام کا آغاز ہی مین ہیان آیا ہے
تولد ہوتی ہی سو آسطی اطفال روتی ہین

دست و پا شل ہین ہم حسینی کی سر کیونکر کرین
کوئی سمجھا دی کہ فرقت مین بسر کیونکر کرین

سنگدل ہین ستم وہ مجھہ زار پر کیونکر کرین
میری دل کی نالی تمہین اثر کیونکر کرین

مجمع عشاق سی کیونکر نکلنا چھوڑ دین
در وہ کیونکر بند کر لین رہگذر کیونکر کرین

مر بھی جانا غیر ممکن کبتلک تڑپین گی ہم
روز محشر ہجر کی شب ہی سحر کیونکر کرین

میری دل مین ہی کی جب دل سی اٹھی نہوین
غور کی چاہی پھر اونکی دل مین گہر کیونکر کرین

غیر کی پہلو مین تجکو دیکھین ہمسی ہی محال
ہجر بہتر بزم مین تیری گذر کیونکر کرین

برق و سیماب و شرر ساکن ہین اور دل بیقرار
ہم تجھی اپنی خبر ای بیخبر کیونکر کرین

چشم شفقت سی ہی وہ محبوب کا مد نظر
پیش دشمن ہوگیا زیر و زبر کیونکر کرین

بدگمانی آپ سب سی ہی ہمین دیکھہ لین
دم کی دم انسو نکو ہم سلک گہر کیونکر کرین

پر لگا کر آئی ہین بس اب یہہ کہکا دوڑ ہو
چھوڑ کر ہمکو یہان پرواز پر کیونکر کرین

تیغ نازِ یار چلنی کو ہی آگی سے ہٹو
ای قبیوہ ہم تمھین اپنی سپر کیونکر کرین

الفتِ اصنام کب عاشق کی دل سی ہو جدا
زر کی بندی ہو دل سی حبِّ زر کیونکر کرین

زہر کہانی کہانی عادت ہو گیی موت اب کہان
نا آہ جانگاہ پہر جان ضرر کیونکر کرین

مہربانی کی نظر سب پر ہی ہمپر چشمِ قہر
جنکی ہنسی مین پسی جاتی ہین شر کیونکر کرین

وحشتِ طرّاری گل تہی عاشق ہین تمہیں سے سارے
پاس میر وصل مین داغِ سحر کیونکر کرین

باغبان منحوس ہو لون مین نہین رنگِ وفا
ہم طلب باغِ محبت سی ثمر کیونکر کرین

دل سی گذری توڑکر سینہ یہہ ہی عینِ مراد
پہر بہلا ہم تیرِ مژگان سی خطر کیونکر کرین

قاتلو بعدِ فنا ہو چین یہہ بہی دوجہ ہو
روح ساری جسم کی ہم خبر و سر کیونکر کرین

عزم ہی اغیار اوسکی کوچی کی طرف بالجزم ہے
ہمسفر سے کا عدو ہین ہم سفر کیونکر کرین

کیمیا گر ہم نہین شعر و سخن کی ای قبول
پہر بہلا اپنی مسِ مضمونکو زر کیونکر کرین

وحشتِ دل کم کری ایسی دوا کچہہ بہی نہین
جور و ظلم اوسکی بڑہی مہر و وفا کچہہ بہی نہین

رخ کی آگی چاند مین نور و ضیا کچہہ بہی نہین
گیسوؤنکی سامنی کالی بلا کچہہ بہی نہین

غیر کو پہلو مین دیکہون ای تری مین دور سے
شکوۂ تقدیر ہی مشتی گلا کچہہ بہی نہین

بوسۂ عناب لب مانگوں تو کہتا ہی وہ شوخ
خبط ایسا ہو جسی اوسکی دوا کچھ بہی نہین

چپکا منہہ ڈہانکی پڑا رہتا ہوں مُردی کی طرح
دہیان مین اوس سرو نے پا کی سوا کچھ بہی نہین

جانتی تہی ہم وفا مہر اوس محبوب مین
دل مین حسرت لیچلی ہم اسمین پا کچھ بہی نہین

حشر کی دن بہی نہ اوٹہی ناز کا مارا ہوا
جان لینی مین ادا سب کچھ قضا کچھ بہی نہین

عشق کی غیرت نی بوسی سی کہا محروم رکہے
بیحیائی خوب آتی ہی حیا کچھ بہی نہین

مجہسی ہوتا آپکا شکوہ نہ غصہ کس لیی
غیر تہمت کرتی ہین مینی کہا کچھ بہی نہین

غیر سی محفل مین آہستہ کہا کچھ یار نی
مینی پوچہا کیا کہا ہنسکر کہا کچھ بہی نہین

نازنین باغ عالم دید کی قابل کہان
رنگ و بو سب کچھ گلو نمین ہی وفا کچھ بہی نہین

وہ نہین پرسان جگر کا زخم مرہم سی ہوا
درد دل کا بڑہتا جاتا ہی دوا کچھ بہی نہین

عشق اوس عیسی کا ہمکو اس سبب ہی محال
جان کا نقصان ہی اور فائدا کچھ بہی نہین

تو جو کہتا ہی برا جیتی جی اور اچہا کوئی
اوٹہ گیا دنیا سی جب اچہا برا کچھ بہی نہین

وصل کی بدلی وہ کرتا قتل ای دل اوٹہی اثر
آہ میری نارسا ہو نارسا کچھ بہی نہین

ای طبیب غل سی کیون تو لا لیا بی فائدہ
کچھ مرض مجکو نہین میری دوا کچھ بہی نہین

بو الہوس انسان کا عالم نظر آیا عجیب — سب طرف دل دوڑتا ہی جی جلا کچھہ بھی نہین

شکوہ تیرون کا کرون ای ترک مجہسی ہو سکی — کاٹ ڈال آکر گلا میرا گلا کچھہ بھی نہین

عشق سی میری ہوئی ہی شہرت تمہاری حسن کی — میری داغون پر نظر ای مہ لقا کچھہ بھی نہین

حسن کا جوہر تم مین ہی تو مجھہ مین عشق کا — تم تو سب کچھہ ہو گئی اور دوسرا کچھہ بھی نہین

قطعہ

دل جگر ایمان لیکر بھی ہی وہ ناز طلب — جان لی لیجی کہ اب اسکی سوا کچھہ بھی نہین

دفعتہ منھہ پھیر کر بیٹھی جو میری سمت سی — کچھہ بھی اسکی وجہ ہی ایجان یا کچھہ بھی نہین

قطعہ

یون تو عاشق ہر گھڑی ہر آن ہی تقصیر وار — جرم اس شیدا کا لیکن ظاہرا کچھہ بھی نہین

فقر مین نقصان ثروت سی امین ای مقبل — بندۂ اللہ ہون شاہ و گدا کچھہ بھی نہین

دام مین پھنستی ہین آوی گلبدن بھی دیکھہ لین — اب قفس سی ہی کی نکلین گی چمن بھی دیکھہ لین

دیکھہ لی راہ عدم عنقا کہا اب ای پری — کھل چکی تیری کمر اب جسم مین بھی دیکھہ لین

مدتون صلت رہی ہی چار دن فرقت سہی — عیش کیا کیا کر چکی رنج و محن بھی دیکھہ لین

آج غیرونکو تیری کوچی مین للکارین ذرا — ڈھنگ کرتی ہین اب انکا بانکپن بھی دیکھہ لین

قطعہ

مرگِ شیرین کی خبر سُنوا کی سر پہوڑوائین آج
خامۂ سودای دماغِ کوہکن بھی دیکھہ لین

دشت سی پہر لایا شوقِ سنگِ اطفال آج جنون
پاس انکی ہین پہر لطفِ وطن بہی دیکھہ لین

آب و سُرخی مین جو جمی نگ انکا یہہ تو ہی محال
لب ہلا دیجی تو ہم لعلِ یمن بھی دیکھہ لین

جو ہمیشہ دیکھتی تہی سیرِ وحشت بام سی
وہ سُوی ملکِ عدم میرا چلن بہی دیکھہ لین

لاش بہی دیکھین تماشائی جنون آخر ہوا
پیرہن پُرزی جو تہا اوسکو کفن بہی دیکھہ لین

سو تیو بنکا لطفِ جن جن کو صدف مین ہو پسند
دیکھہ لین سلکِ دُرِ دندانِ دہن بہی دیکھہ لین

تیری سودائی کی وحشت قبر مین بہی ساتہہ ہی
تار تار اکر کفن دزدِ کفن بہی دیکھہ لین

شہر ہی ملکِ عدم میرا لحد میرا مکان
میری دشمن ساتہہ ہون گہر ہی وطن بہی دیکھہ لین

بند معنی بند کہنی مین زبان ہی ای قبول
صاف ہی میرا سخن اہلِ سخن بہی دیکھہ لین

ہی سہل اپنی جان نکلنا فراق مین
مشکل مگر ہی دل کا بہلنا فراق مین

تیری سبب سی جان بچی کی کٹی کا دن
ای یادِ وصلِ یار نہ ٹلنا فراق مین

وصلت کہان نصیب مین دیکھلائیگا وصال
ہر دم ہماری دل کا دہلنا فراق مین

جیسی سرورِ وصل مین گم ہوگیا تہا تو
اے دل مری بغل سی نہ ٹلنا فراق مین

دل کا پگہلنا ہجر مین ہی رات دن نصیب
آنکھون پہر کلیجی کا جلنا فراق مین

وصلت کی شب عجب تہی ستارے صبح ہی جو
اللہ رے ہر دم آنکھ بدلنا فراق مین

سامانِ غم سی اور ہیو غم تہا نصیب مین
وصلت مے کہان ہاتہو نکا ملنا فراق مین

شرطِ خوشی سی ساتہہ نہ وصلت مین چہوٹیو
اے روح میری تن سی نکلنا فراق مین

جیسی ہی اولٹی چلنی کی عادت مدام سی
اے آسمان چال بدلنا فراق مین

وہ آکی پہر نہ جاے نفس اسکی طبع ہے
لازم ہی روز کپڑے بدلنا فراق مین

مارِ عذاب سے ہی بری رات ہجر کے
اے روز سوے شام نہ ڈہلنا فراق مین

سرتابہ پا یہہ رہتا ہی طور اپنی جسم کا
ہوجانا سرد وصل مین جلنا فراق مین

لڑکونکا غل ہی آپسی باہر ہی تو قبول
باہر نہ اپنی گہر سی نکلنا فراق مین

کس سی صحبت گہر سی ہی اٹہون پہر کہلتا نہین
بند کیون رہتا ہی نزلت وسکا در کہلتا نہین

مہر قہرِ یار کچہہ کہتا نہین خاموش ہی
گیا خبر لایا ہی حالِ نامہ بر کہلتا نہین

کہہ نظر آتی ہی کہہ آنکہوں سی ہوتی ہی نہان — تیر کچہہ ہوتا نہ ہوتا ہی مگر کہلتا نہین

رات دن عشقِ دہن مین دل سی آہین ہین بلند — پر دہن کی طرح انکا بہی اثر کہلتا نہین

اب تلک ہم مین شگفتہ ہو رہی طلسمِ وجود — بند ہو جاتا ہی جب دل عمر بہر کہلتا نہین

تہلکہ سینی مین ہی شل ہو گیا ایک ایک عضو — عشق سی پیچ پڑا ہی کیا دل کو ضرر کہلتا نہین

خاک ہو کر مٹ گئی اس بیوفا کی راہ مین — جوہرِ تیغِ وفای دل مگر کہلتا نہین

خونِ عاشق جوش مین ہی پر کری کیونکر وہ جم — سرخ جامہ تنگِ سبزِ یار پر کہلتا نہین

کبتلک سودا بڑہی گا یہہ عیان ہوتا نہین — طول صحرا سی جنون ہی کس قدر کہلتا نہین

زلف و رخ کبتک کہاؤ گی مجہی ہی اضطراب — جب ملو گی شام ہو گی یا سحر کہلتا نہین

شاہدِ مستور اسمین جلوہ گر ہو یا نہو — کیون پڑا رہتا ہی پردہ آنکہہ پر کہلتا نہین

گر جی ہین دُرِّ عدن بی آب دُرِّ بحرین کی — دانت کس پاکی موتی ہین مگر کہلتا نہین

صبحدم افشان کی ڈرسی گہر نہین جاتا وہ گل — روح کا اب خانۂ تن سی سفر کہلتا نہین

وصفِ گیسو دہن کہل جای یہہ ممکن نہین — جبتلک علمِ مطول مختصر کہلتا نہین

ذائقہ کیونکر ملی جبتک ثمر ہی نخل مین — سینۂ انسان مین ہی جبتک ہنر کہلتا نہین

کیا بری آمد ہوئی ہی یا الٰہی خیر ہو | گہول ڈالی ہی کمر اور نامہ بر کہلتا نہین

دُور بہاگا اس دام سی اب نامقدور ای قبول
بندہ گیا جو گیسوؤن مین عمر بہر کہلتا نہین

سبکو اک وحشت ہی کوئی زینہار اچہا نہین | جوش مین لیکن آنا ای فصل بہار اچہا نہین

خاک ہٹ جاتی سی سیج جاتا ہی شقاف تبہی | آپکی دل مین ہی گرد و غبار اچہا نہین

تو ہی چہپی کا نہین ای دل جو مین جل جاؤنگا | عشق مین پیہم نکلتی ہین شرار اچہا نہین

بہاگتا ہی میری صحبت سے اور اوس سی التجا | غیر کو ناحق برا کہتا ہون یار اچہا نہین

میری دن بہرنی سی وہ خوش ہین کیا سے اندہیرے | رمز مین کہتی ہین پہر سبکو یہہ یار اچہا نہین

عشق کا آغاز ہی ای دل سنبہل اب بہی سنبہل | حد بری یہہ آگے سے انجام کار اچہا نہین

تیری مژگانکا تصور مجہکو رہتا ہی مدام | رات دن دل مین کہٹکتی ہین یہہ خار اچہا نہین

دل کی ٹکڑی ایکدن بہہ جائینگی مانند گل | روز آنسو بہنا مثل آبشار اچہا نہین

شہر سان پیسی گی مجہکو بار یابی غیر کی | عاشق کم زور پر کہنا یہہ بار اچہا نہین

عاشق صادق ترا کیونکر نہ ہو صحرا نورد | چار جانب غدر ہی اب یہہ دیار اچہا نہین

غنچہ سان تنگ دلکو کرویگا تقاضا تنگدلی | مانگنا بوسہ دہن کا بار بار اچھا نہین
چار سو دوڑا رہا ہی دل کو ناحق عشق دوست | حکم کا تابع ہی یہہ گہوڑا سو اچھا نہین
تو قدر انداز ہی ہیکل ہی تیری کمان | تیر تیرا ہو نہ جب تک دل کی پار اچھا نہین

جان جانی کی سوا ہین ذلتین بہی ای قبول
چہوڑ عشق و عاشقی انجام کار اچہا نہین

سوال رد نہ مرا کر فقیر تیرا ہون | کچہہ اپنی ہاتہہ سی دی دستگیر تیرا ہون
بندہا ہوا ہون تری رشتہ محبت مین | قفس کی کچہہ نہین حاجت اسیر تیرا ہون
دل و جگر پہ مری سب طرح ہی تو قادر | کہ جان و دل سی بر سبب قدیر تیرا ہون
کرم کر ای اسد اللہ شاہ کون و مکان | گدا ہون مین تری در کا فقیر تیرا ہون
تجہی بہی چاہیی ہی یہہ کہ ہو مرا امی جان | کہ جانتی ہین صغیر و کبیر تیرا ہون
وہ رتبہ عشق نی بخشا ہی مجکو ای صوفی | مرا مرید ہو آکر تو پیر تیرا ہون
ضعیف مین ہوا پہر پہر کی وہ جوان نکلا | کمال شاکی ای چرخ پیر تیرا ہون

کوئی غرض نہ رہی تو اگر ہو یار قبول

سبھی کو مانگتا ہون مین فقیر اتیرا ہون

خون عشاق مین بہتی ہین تری تر پلکین / سیان ہی آنکھہ نگہ تیغ ہی جوہر پلکین

جان لیتی ہی نگہ کرتی ہین بی سر پلکین / تیغ اونکی نظر تیز ہی خنجر پلکین

غور سی دیکھی بیکار ہین کیونکر پلکین / چہریکا حسن ہی آنکھہ آنکھہ کا زیور پلکین

آبداری ہی اشکون کی نہ دیکھی اکدن / تبتلک بیدھین گی ای جان گوہر پلکین

گردش چشم تو کیسی کہ صفین عاشق کی / الٹ گئین چشم زدن مین تلی اوپر پلکین

کاٹون دل کو جو نہ پہونچائی یہہ آنکھون مین لہو / پہوڑون آنکھین جو لہو سی کرین تر پلکین

قاتل خلق ہو تم خلق خدا فریاد سی / محشر انگیز ہین آنکھین صف محشر پلکین

تیری مجروح کو ای جان ہین عیسی آنکھین / کیون نہ ہون سوزن عیسی کی برابر پلکین

سرخ مانند رگ گل ہین مدام ای میخوار / پیتی رہتی ہین مگر خون گل تر پلکین

رونی پر جب نظر قہر سی دیکھا تمنی / سکتی مین ہگئی ہم اشکونسی بہر کر پلکین

سجکو عشق مژہ چشم مین ای کشتی دل / آنکھین طوفان بلاخیز ہین لنگر پلکین

خانۂ چشم کی در پر ہی سکونت دل کی / لو سمجہا ہی مژہ ہین کانٹونکا بستر پلکین

دیکھو مدِ نظرِ قدرتِ حق آنکھوں سے
مدِ نور آنکھوں میں ہی آنکھوں کی باہر پلکین

آنکھوں کی سحر سی ہین جان و تن و سر کی لیی
کبھی ناوک کبھی نیزہ کبھی خنجر پلکین

محوِ تیرِ نگہ انکا جہاں جسم خبر تک نہ ہوئی
منظرِ تیرِ نگہ مین مری منظر پلکین

چھلنی چھلنی جو ہوا جسم ایسی ہین کیا جھپکون
گڑتی ہین خنجرِ فولاد کو خنجر پلکین

سیل آنکھوں مین نہین کچھ دمِ تیر اندازی
خشک ہین ترک تری جن مین ہین تر پلکین

دل ہی ترکش لیی ہمراہ کمان ابرو کے
جیسی سینی مین مری گڑ گئین ہین گہر پلکین

رسنِ زلف سی گو پیشِ نظر کوتہ ہین
باندھنی ہین ہین مگر زلف سی بڑھ کر پلکین

اوسکو دیکھا تو پلک سے نہ لگی اپنی پلک
ہوتین ہرگز نہ جدا ہجر مین ملکر پلکین

حسن و خاساک سی دریا نہین رکتی لیکن
آنکھوں مین رکی ہین اشکوں کا سمندر پلکین

چہرۂ یار کہا ہی جو نگاہوں مین قبول
آنکھین ہین دشمنِ جانِ دل کو ستمگر پلکین

منہہ کہاں دل مین تصورِ صبح و شام اچھا نہین
تیرا ہر دم کعبی مین ای بت مقام اچھا نہین

جتنا بگڑا عشق سی ہین تم نہ بگڑی حسن سی
تم تو پہر اچھی ہی ہو لیکن غلام اچھا نہین

حشر مین اوسکی تعب سے بچ کسکو ہوئیگا / چاہنا قاتل سی اپنی انتقام اچھا نہین

خال عارض تری سر سبز خط سی محال / دانہ مین طائر دل خوب دام اچھا نہین

تیری گہر اغیار سے آنی لگی جلتا ہون مین / آج کل در پر تری میرا مقام اچھا نہین

سیر کوثر خلد مین مجکو تجہی سے ہی جہان / جام مے سی تیرا ای جمشید جام اچھا نہین

ای مسیحا تیری تک بہی پہنچ سکتا نہین / آج کل بیمار ہی تیرا غلام اچھا نہین

تو نہ ہو تو قول یہہ دانا کا اور اعلی کا ہے / ورنہ تیرا اچھا نہین ای ماہ بام اچھا نہین

دیکھون مین بینی اگر گیسوی مشکین بانبین / نور مین بی مثل الف اونکا ہی لام اچھا نہین

اپنی اپنی جا رخ و گیسو کی رنگت خوب ہے / بعد رنگ صبح کی کب رنگ شام اچھا نہین

گو ستاری اطلس گردون مین ٹانکی ای پر ہے / کام سی تیری پاجامی کی کام اچھا نہین

تین دن کی بہوک مین لی تیری اچھی اجمال / عرش پر سی ہی اگر او تری طعام اچھا نہین

ساقیا پی ہی پتی ہین مست جام مے ہمیشہ / جام چشم مست لبریز ہی جام اچھا نہین

ہجر مین درد و الم رنج و تعب کیون جہیلتی / دفعتہ سودا ای پریہہ ازدحام اچھا نہین

بوسہ چاہ ذقن سی پیاس میری ہی بجھی / ٹوٹ جاینگا ہی خطرہ فیض عام اچھا نہین

تدبیر کہا کہ جان و تن پا پختہ کاری سے ہی ہو
دل مین ہر دم یہہ خیال ہے عشق خام اچھا نہین

کیا ریاضت عشق مین کیجے کہ جب اوسکی حضور
بندگی اپنی بری اپنا سلام اچھا نہین

معتبر ہی میری نزدیک اے قبول انکا کلام
میری حق مین جو یہہ کہتی ہین کلام اچھا نہین

لطمونکا بحر عشق کی ممکن بیان نہین
مچھلی کی طرح ہی ہمین اپنا زبان نہین

روشن نہین زمین مین و یا آسمان نہین
جلوہ تمہاری حسن جلی کا کہان نہین

مصرع تمام لاتی ہین مضمون کی ثمر
باغ غزل کی نخل کبھی رائگان نہین

تو جیسی بات بھی نہین کرتا وہ سنگدل
آگی فقط دہن ہی نہ تہا اب زبان نہین

دست قضا سی چال مشابہہ ہی یار کے
وہ آسکی روح ہی جو بدن سی روان نہین

پژمردگی سی عشق مین اتنا ثمر ملا
اب باغ دل کو خوف ہوا ہی خزان نہین

ہم خاک ہونگی جان سی گی جہان مین
تن میہمان ہین روح کبھی میہمان نہین

جب پوچہتا ہون وصل بھی قسمت مین ہی کہ نہی
اونکی زبان پہ ہی نہین ہاے ہان نہین

او سن جانجان سی عشق مین ہوتا ہون سرخرو
غمزن جگہ یہہ چہری پہ ہاے ل وان نہین

رنج و عذاب ہجر جو دل نی اوٹہای ہین
بیچارہ کیا بیان کری گا زبان نہین

جو صاحبِ محل ہی مقید محل کا ہی
سارا جہان اوسکا ہی جسکا مکان نہین

ہر دم جلا جلا کی یہہ کرتا ہی دل کو خاک
ٹہنڈا رکہی یہہ صورتِ حسنِ بتان نہین

چمکا جو داغ عشق جدا ہو گیا وہ چاند
منحوس مہر و ماہ کا کیونکہ قران نہین

یہہ وقتِ گریہ محوِ خیالِ حبیب ہون
دریا ہی میری انکہون کی آگی روان نہین

اون بُت کی بارِ عشق سی ہلنا ہی ہی محال
گر ہو پہاڑ چہاتی پہ ای دل گران نہین

غیرون کو حزن آپ فنا ساتہہ حسرتین
عمرِ روان مین صورتِ طبعِ روان نہین

ہمکو تو بال ہی نی نہ ہونی مین ہی ہی شک
سب کہتی ہین کمر مین تری استخوان نہین

شک تمکو عشق مین ہی کرون کسطرح یقین
تم بدگمان ہوا کرو مین بدگمان نہین

معشوق سی سوا کوئی نازک نہین قبول
عاشق سی بہی زیادہ کوئی سخت جان نہین

ردیف الواو

دکہادو تم خرامِ ناز آکر ان چہچہون کو
سکہادو بیٹہنی پر باغ کی بیجان معمرون کو

کمند اوس بام پر شب کو رقیب آ کر لگاتی ہین
عسس کو لا کی مین اکین پکڑ اونکا چورون کو

ترقی ہی بہی گی حسن کی تو آدمی سے کیسے
جمال اوس ماہ کا دیوانہ کر دیگا چکورون کو

امید گردشِ چشم امی ہی ساغر کی لبی ہا
ابہی ہم مست ہون کہین جو انکہون کی کٹورون کو

تیری سیب زنخدان کا مزا اغیار چکہتی ہین
لگین دو چار میوہ خوبیان ان میوہ خورون کو

ہمین یون رشتۂ الفت تمہارا کہینچی پہرتا ہے
عصا کس طرح سولی پہرتی ہین کورون کو

امید وصل ہی زندگی ہی ہم مریضون کے
وگرنہ تیری عاشق جہانک جہانک آتی ہین گورون کو

سیوا خورشید روشن سی ہویدا نور تیرا ہی
بشر معذور ہین کیونکہ نظر تو آئی کورون کو

لہو کا عاشقون کی تو جو پیاسا ہی تو لی پی لے
بہرا خون جگر سی سب نے دل کی آبخورون کو

رقیب مست اب اوٹہی لگا آنی اجل اسکے
تشکل ہی موت آتے ہی پڑتی ہین میرون کو

چراتی ہین کسیکی بیت کا جو سکہ مضمون
جو بس دار پر مصرع کی کہینچون ایسی چورون کو

مری شیرین بانی آنکہ سی سبکی اتر جائے
تو نسبت نیشکر سی دون تیری انگلی کی پورون کو

جو یاد چشم جانان مین کبہی گلشن کو جاتا ہون
تو خون دل سی چہلکاتا ہون نرگس کی کٹورون کو

گلی کٹ کٹ گئی لالا کی کہنگی تیری سبزہ رنگی پر
رلہا عالم مین تیرے لی تن کا لون کہنہ گورون کو

لہو کی گہونٹ پلواتا ہی وہ بت شیر خوارونکو	جوان و پیر یکسو جام چشم ناز دکہلا کر

قبول اب سیکہکر آیا ہی پیچ اوس زلف پر خم سی

رقیبو آؤ تو دیکہون ذرا تم سیکہنی ورنکو

غزلی کہ اوّل گفتہ بودم

فراقِ یار مین مطلق نہین تاب و توان مجکو
نہ طالب وصل کا ہون حوصلہ اتنا کہان مجکو

جب آیا خطِ گل رخسارِ جانان پر تو مین سمجہا
بلا دیدار باغِ حسن کا وقتِ خزان مجکو

نہ مانع ہو مری رونیکا ای ناصح کہ فرقت مین
عوض صبر و تحمّل کی ملی آہ و فغان مجکو

دلِ روشن پہ میری آئی پہر کیونکر نہ تاریکی
چہپایا اوسنی چہرہ زلف سی دیکہا جہان مجکو

بہت سرسبز ہوتا مین اگر برگِ حنا ہوتا
کہ ہوتا دست رس اس طرح تا پای بتان مجکو

تصرف کر لیا اعضا مین میری اس لیی اینا
کہ سمجہا ناتوانی نی نہایت ناتوان مجکو

مقابل چاند میری ہو نہین سکتا کہ ظاہر ہی
نصیب اوسکو ہوا داغِ عیان داغِ نہان مجکو

سگِ کوی صنم کو اسلیی سینی کیا ہی رم
کہ اوس کوچی مین اپنی سمجہی ہین مہمان مجکو

وہ کہتا ہی نہین اب ایک ذرہ بہی تری الفت
جو مین کہتا ہون تجکو ہنسکی کہتا ہی کہان مجکو

قطعہ

سیر اک دن سرو گلشن قمری شیدا سی کہتا تھا — آکے کل وہ سیر کو آیا تھا جب دیکھا یہان مجھکو

برابر پھیری آکر قد موزون سی خجل کرکے — زمین مین گاڑکر اہی ہوا سرو زدان مجھکو

یہی کہتا ہون سیل اشک سی پانی مین ہر دم مین — بٹھادی اوسکی کوچی مین تقاضای آبِ روان مجھکو

اڑون اکدن تصدق مرغ دل اوسکا نشانہ ہون — نہایت دوست رکھتا ہی مرا ابرو کمان مجھکو

پس از مردن بھی کاوش ہی یہی تڑپائیگا کبتک — زمین کی نیچی تو آرام دی ای آسمان مجھکو

زبان پھیری ہی اوسکی آتشین رخسار پر اکثر
قبول اسواسطی سب کہتے ہین آتش زبان مجھکو

نہ منگایا کرو اتنی بھی خبر جانی دو — مین اگر ہجر مین تاہون تو مر جانی دو

بال بال انکا بلا لائیگا اک عالم پر — اپنی زلفون کو ذرا تا بہ کمر جانی دو

صبح تک ہم جو نہ گذری تھی چلی جاتا تم — خیر یہی وصل کی یہہ شب تو گذر جانی دو

خم تو لبریز ہی اتنی نہ کرو کم ظرفی — میکشو ایک دو اجام تو بھر جانی دو

اختلاط اوسکا سنو وصل کی شب آئی ہی — بات کی وسنی تو یہہ کی ابھی گھر جانی دو

بات اچھی ہی یہہ دیوانہ اوسی پاس رہی — دل اگر لیکی وہ مکری تو مکر جانی دو

دوڑ کر پیٹھون گا قاتل کا نہ رو کو کوئی تم
بوجھہ سر کا مری تن پر سی اُتر جانی دو

دل دیوانہ شب ہجر مین سمجھاتا ہی
نہ کرو چاک گریبان سحر جانی دو

غیر اغیار یہان بہی نظر آیا نہ وہ دوست
اب مجھے حشر کے میدان اودہر جانی دو

تم ہو خونریز علامت ہے یہہ خونریزی کی
اپنی دامن کو لہو سی مری بھر جانے دو

پہول ہنس ہنس کے اٹھاتی ہو ابہی کیون ای جان
قبر مین تم مری میّت تو اُتر جانے دو

لاکہہ آفت سے چہڑا کر اسی لایا ہون مین
پہر تقاضا ہی یہہ دل کا کہ اُودہر جانی دو

بو کی مانند اوسی پاس رہیگی سہر
گل رخسار تک اکبار نظر جانی دو

نہ ہٹو کوچہ اُلفت سی جو سر بہی کٹ جاے
پاؤن ثابت ہے پاپوش سی سر جانی دو

جا چکا نور بہی اب قصد تمہارا کیا ہے
نہ بہو پہوٹ کی ای دیدہ تر جانی دو

مین ذوقن مین نہ موا ڈوبون وہن مین شاید
اب کنوین سی مجہی دریا مین اُتر جانی دو

تم ابہی ناوک مژگان کا نشانہ نہ کرو
زخم دل گہرا ہی کچھہ تو اسی بہر جانی دو

مین پہر اوس بحر لطافت کا ہون وہ میرا ہے
پار دریا سی محبت سی اُتر جانی دو

ای قیبو جو اُٹہا سکتی نہین جور اوسکے
اور در ڈھونڈلو اوس شوخ کا در جانی دو

نکڑی سی چاک جو دل شانہ کی صورت ہو قبول
مو شگافی نہ کرو وصفِ کمر جانی دو

این مطلع پنج معنے دارد

تیرِ الفت کا ترے دل مین گذر ہو کہ نہ ہو
آہ مین کرتا ہون دن رات اثر ہو کہ نہ ہو

صبح کو یار نے آنیکا کیا ہی اقرار
صدمہ ہجر سے کیا جانے سحر ہو کہ نہ ہو

اوس مین دیکھا ہی ترا چہرہ پر نور ہے صاف
اسی ہی ماہ خجل تجھسی قمر ہو کہ نہ ہو

میری الفت کی طرح آنکی ہی ہو گی تاثیر
زہر کہاتا ہون خدا جانے اثر ہو کہ نہ ہو

تیغ مین رکھکی سر اوس نے یہ صدا دی آخر
ہم چلے اب تجھے اے جان خبر ہو کہ نہ ہو

مہربان ہو کے بظاہر تو وہ لایا ہی مجھے
اوسکی گھر مین ہون دلِ یار مین گھر ہو کہ نہ ہو

زر سے افزون ہی ترے عشق مین اپنا رخِ زرد
ہون غنی ہی ہی سوا ہاتھہ مین زر ہو کہ نہ ہو

چوٹ رکتی ہی نہین تیغ نگہ کے ہر گز
پڑ ہی جاتی ہی یہہ تلوار سپر ہو کہ نہ ہو

یکقلم کی ہی سنا ہی تو یہہ تنہا سبکو
خواب مین بہی ترے کوچے مین گذر ہو کہ نہ ہو

دیکھون پلکون کو تری آنکھہ اوٹھاکر کیونکر
دستہ تیرِ قضا ہی مجھے ڈر ہو کہ نہ ہو

رہی ملکِ عدم مین نہین رکتی دم بہر — ہم سفر ہی سحر مین ہین دن رات سفر ہو کہ نہو

اپنی رخ سی وہ شبِ وصل اُلٹتی کو ہی زلف — مجہسی کہتا ہی بتا جلد سحر ہو کہ نہو

اُف بہی کرتا نہین نالونکی بند ہی نہین طوفان — تہمتِ گریہ ہی دامن مرا تر ہو کہ نہو

ہم نظر باز ہین دیکہین گی تصور سی تجہی — کور ہو جائین نہ ہو جائین نظر ہو کہ نہو

ہوتا ہمجنس ہمارا تو وہ ہمسی ملتا — کس طرح کہتی بشر اوسکو بشر ہو کہ نہو

پاؤن مین پہنی ہی زنجیر تری سعی دی مین — دیکہی ہاتہہ کبہی طوقِ کمر ہو کہ نہو

سیرِ گلزارِ محبت کی مناسب ہی قبول
آگی حاصل نہین کچہہ اس کا ثمر ہو کہ نہو

روز شب گو ہجر مین کہتا ہی مجہہ ناشاد کو — کیا جلاؤن آہ سی اس چرخِ بی بنیاد کو

پیرہن پہنا دیا اوسکو جو مقتل کا — لی کفن مین رنگیا خلعت ملا جلاد کو

قدِ موزون کا تری عاشق جو جانا ہی تجہی — سرو کہلاتا ہی قد تن کی مجہہ آزاد کو

ای مسیحا مین تری تصویر کہنچوانیکو ہون — لب ہلا کر زندہ کردی مانی و بہزاد کو

کیا غضب ہی یار میری گہر ابہی آیا نہین — پہلی آ پہونچی رقیب اوس سی مبارکباد کو

جب عدم سے آیا ہستی مین تجھی پر جان دے
حشر مین لپٹا تجھی سے دیکھہ میرے یاد کو

عجز سے حکم آیا قاتل کو سر ہی پھینک دے
نرم ہوکر موم سے مینے کر دیا فولاد کو

وصل اوس سے ہو گیا سودا مرا جاتا رہا
طوق میرے یار نے پہنا دیا حداد کو

وحشت دل کی ترقی مین مٹی کا ڈھیلا ہے جہان
تنگ تر زندان سے دنیا ہے مجھہ آزاد کو

زلف جانان جانکر سنبل کو سلجھاتا ہون مین
قد کی دھوکے مین لپٹ جاتا ہون مین شمشاد کو

اتنے نالے باغ مین بلبل نہ کر بے فائدہ
بیوفا گل ہین نہ پہونچین گی تری فریاد کو

اے مسیحا زندہ ہوکر کوہ سے وہ تڑپے آہ
تو لب شیرین سے دے آواز گر فرہاد کو

ہون وہ خوش لہجہ کہ میری زمزمون پر محو ہے
ہون قفس مین صید لیکن کر لیا صیاد کو

فصد مجھہ مجنون لاغر کی بھلا کیونکر کھلی
رگ تو کیا مین خود نظر آتا نہین فصاد کو

اے پری تیری طرح گاہے دیکھا اوسکو ہے
تو تو کیا نفرت ہے ہمسے تیرے ہمزاد کو

خاک ہوکر اوسکی کوچے مین پڑا ہون چین سے
اے فلک اب تو نہ کر برباد مجھہ برباد کو

جان لے لیتا اے شیرین عمارت ہو چکے
تیغ کا تو حکم دے اب تیشۂ فرہاد کو

زیر خنجر بھی نہ دیکھا مینے اس ڈر سے اوسے
آنکھہ ملتی ہے نہ رحم آئے کہین جلاد کو

دعوی باطل کی آخر یہہ کہا یا انقلاب
خلد بنوایا تہا پر دوزخ ملا شداد کو

حاسدون مین گہر گیا ہون عرض کر اب ای قبول
یا علی مشکلکشا پہونچو مری امداد کو

چمکی عارض کی قریب آکی قمر دیکہین تو
سلک دندان سی ملی سلک گہر دیکہین تو

دل مرا سینی سی نکلا ہی پریشان ہوکر
دوستو جاتا ہی وحشی یہہ کدہر دیکہین تو

رشتۂ جان بہی کہین اسکو رگ گل بہی کہین
لیکن اوس گل کی کبہی موی کمر دیکہین تو

ہم شب ہجر مین عارض کا تصور باندہین
کس طرح پہر نہین ہوتی ہی سحر دیکہین تو

کہین تم آکی نہ دو در پہ کہڑا رہنی دو
نہ سہی وصل تمہین ایک نظر دیکہین تو

قاصد جان بہی مانگی گا تو پہر حاضر ہی
کتنا جلد اوسکی تو لاتا ہی خبر دیکہین تو

لوگ کہتی ہین رگ گل سی بہی نازک تر ہی
اپنی تو بند قبا کہول کمر دیکہین تو

بیوفا یار ہی وہ تو نہ دکہائی دیگا
کبتلک روتی ہوای چشم تر دیکہین تو

اونکو الفت کا ہماری نہین آتا ہی یقین
چیر کر دل بہی کہا دین وہ ادہر دیکہین تو

شکوہ ہم خانہ بدوشون سی نہ آئی کا کبہی
آئین آنکہون سی مگر آپ کا گہر دیکہین تو

تیغ ابرو ہوی قبضی مین اب آو تو سہی
ای قیبو کسی عرتی ہی ظفر دیکھین تو

کیا کبھی آہ سی اپنی نہ ملی گا وہ یار
نخل کب تک یہہ نہ لائی گا ثمر دیکھین تو

خون کی دعوی ہین کیونکر اوسی دیکھین یارو
ہاتھ کس چیز مین ہم ڈالین کمر دیکھین تو

ہم جلا کرتی ہین اوس مہر کو بھی اک دن لا
کبھی تیر اثر ای آہ ادھر دیکھین تو

منتظم دونون جہان کا ہی قبول ایک ہی
غور سی قدرت اللہ بشر دیکھین تو

دکھاو چہری کو مشتاق ہون جفا نہ کرو
نقاب اٹھاو زیادہ بس اب حیا نہ کرو

شفا جو ہوگی تو نالونسی جان کہا لون گا
طبیبو دیکھو تم اب بہی مری دوا نہ کرو

پڑہو نماز جنازہ کہ خوش ہو میری روح
ادا سی مار ہی واجب تم اب قضا نہ کرو

کبھی سٹرتی کرو اپنی جامہ زیبی پر
قبا دکہا کی گریبان کو قبا نہ کرو

کرو ہمین بھی ذرا ستر غیب سی آگاہ
دہن دکہاو بس اب تنگ تم سوا نہ کرو

پہر شکار دربدر ای جان ٹہوکرین کہاتا
تم اس اسیر کو زندان سی رہا نہ کرو

ہماری خاک پر آئی تو آبرو بخشو
گذار شعلہ رخو صورت ہوا نہ کرو

تمہارا عشق ہی مجکو تمہین سی حاجت ہے | تمہین روا ہی کہ مطلب مرا روا نہ کرو

ہی اوسکی آتشِ رخسار دم بدم افزون | یہہ گرمی دیکھو کہ کہتا ہی تم جلا نہ کرو

برنگِ شمع ہوا وس شعلہ رو کی عشق مین گرم | جلو مدام پر ای عاشقو حسد نہ کرو

مرا بھی ہی دلِ صد چاک شانہ یکتا | تم اپنی زلفِ دوتا سی اسی جدا نہ کرو

تمکو دیکھتی ہی راہیِ عدم ہون گا | تم اپنی بندِ قبا میرے آگی وا نہ کرو

وفا ہو یا ہو جفا ہم تمہاری بندی ہین | گلہ نہین ہی کرو التفات یا نہ کرو

دکھاؤ ہمکو نہ ای جان تازیانۂ زلف | سمندِ عمر ہمارا چراغ پا نہ کرو

زمین پہ دھوپ مین ای عاشقان خوش بیٹھو | یہہ سلطنت ہے طلب سایۂ ہما نہ کرو

تمہین بھی عیب لگے گا جو ہونگی ہم رسوا | ہمارے عشق کا تم ذکر جابجا نہ کرو

قبول یہہ بھی غنیمت ہے اوسکو دھیان تو ہے

جفا و جور کا تم یار سے گلا نہ کرو

جو عشقِ حسن ہو تو آہِ آتش بار پیدا ہو | سمائی نور جب دل مین تو نور انوار پیدا ہو

نہ ہو جب کوئی غم باقی تو پھر غمخوار پیدا ہو | جو ہم ہو جائین ناپیدا تو ناتمدار پیدا ہو

مری داغِ جگر مین یاد مژگان گہر کری آیا
شگفتہ غنچۂ دل ہو تو گل سی خار پیدا ہو

مری سینی مین کتنا صاف تیر اُتر لے ہے
لبون سی جسم کے لون مین گر لبِ سوفار پیدا ہو

وہ گریان ہین مرون گر عشقِ دندان تو تربت پر
عوض نرگس کی فوراً چشم گوہر بار پیدا ہو

شبِ باران مین کیسی دربدر مجبور پہرتی ہین
مراد آئی الٰہی خانۂ خمار پیدا ہو

بجز دشمن نہ پایا دوست کوئی اس زمانی مین
نئی دنیا جو پیدا ہو تو شاید یار پیدا ہو

تری قابل نظر آیا نہ اے گل کوئی بھی گہوڑا
مجسم گر صبا ہو تو ترا رہوار پیدا ہو

تصور مین قدِ دلدار کی جاؤن جو گلشن کو
ہر اک سروِ چمن سی میری خاطر دار پیدا ہو

ہرا ہو تا جا ہی تیرا سبزۂ خط زخمِ دل میرا
نہ مرہم کی لیی آفاق مین زنگار پیدا ہو

عجب ملبوس مجنون وحشی کی پہنا نیکو لائی ہین
چہپون جا کر جو کوئی دامنِ کہسار پیدا ہو

قدِ موزون سی نسبت سروِ گلشن کو اگر دیجی
کہان گفتار اوس مین وہ یہ رفتار پیدا ہو

ہم ای قاتل وہ وحشی ہین گریبان صبح کا پہاڑین
بدن پر تیغ سی گر زخمِ دامن دار پیدا ہو

درِ گلشن پہ جہہ کر مانگیون ای باغبان گل کا
اگر اون لختِ دل جسجا وہین گلزار پیدا ہو

اگر تنگی مین غنچہ ہو دہانِ یار کی صورت
دہان غنچہ سی ایسی کہان گفتار پیدا ہو

لہو ہو کی جلی تپ مین دینا عشق بندی کو
آلہی سیل ہو ق ہو پر نہ یہہ آزار پیدا ہو

زمین پر گر پڑی ہی لف سیہ کا سایہ پڑ جائی
مری قسمی کو اوس سائی سی نورا مار پیدا ہو

پڑا پہرتا ہون مع کر خاک مین جون مین برسون کی
لپٹ جاون کا بوسی جو وہ اسوار پیدا ہو

قبول اس زمین کیا انقلاب جیب خودن کہا
جو وہ بیدین پیدا ہون تو اک دیندار پیدا ہو

گیا مژگان جانان لی نشانہ لی سبب محب کو
لگی کاراستی سی تیر کی آیا عجب محب کو

کدورت سی بری ہی ان صاف دل ہون اہل عالم سی
نہ لیون آئنی کی گہر مین کہین اہل حلب محب کو

زبس انجام شادی کا تصور ہی نگاہون مین
ہوی ہی مجلس غم محفل عیش و طرب محب کو

چلون انکہون سی گر امداد ہو کچہہ پای مژگان کی
گیا ہی یار لی بیدست و پالی مین طلب محب کو

ہر اک کو کیون نہ کالی کہا و نہین پوانہ ای ناصح
سب جانان نے شفقت سی سکہایا ہی ادب محب کو

ستم مجہہ پر جو پی درپی بہت سفاک کرتا ہی
لہو وتا ہون یاد آتا ہی خالق کا غضب محب کو

بنا زلف سیاہ یار سی ظلمات گہر میرا
سحر کا دغدغہ جاتا رہا وصلت کی شب محب کو

غذا می غم جہان مین تہہ پیالی سی ملتی ہی
آلہی خشک کر ڈالین نہ یہہ بست طلب محب کو

تیری فرقت مین پانی ہو کی بہتا ہی لہو تن سے / لیی دیتا ہی جانان خشک آزارِ جرب مجھکو

بگڑتا ہی عبث ہر بات پر میری تکلف سے / تو اے بتِ نگار سکھلا دی سخن سازی کا ڈھب مجھکو

در و دیوار آئینہ ہین تیری رُوی روشن سے / نظر آتا ہی شہر لکھنؤ شہرِ حلب مجھکو

خزان مین نالۂ بلبل سی گویا تیر لگتی ہین / ستمگر باغ سی زندان مین بھیجی گا کب مجھکو

قبول اسکا عجب کیا ہی اگر وہ سایہ افگن ہو

بچالی آفتابِ حشر سی مہرِ عرب مجھکو

بوسہ کیونکر ملی اوس غنچہ دہن سی ہمکو / آشنائی نہین مطلب کی سخن سی ہمکو

دی بصارت ہی شہِ اعجاز ہین صانع نی / نہ کمر سی تری شکوہ نہ دہن سی ہمکو

باغِ عالم مین کوئی بد بھی نہ اپنا ہوگا / خار بھی کھینچ لی گا نہ چمن سی ہمکو

بارہا دل شکنی کی ہی مگر وائی نصیب / وہی الفت ہی بتِ عہد شکن سی ہمکو

رسنِ زلف کی اُلفت جو بڑہی کیا حاصل / نہ ملا آب کبھی چاہِ ذقن سی ہمکو

دہن اپنا نہ دکھا خیر مگر بات تو کر / سمجھہ اے جان تو اربابِ سخن سی ہمکو

دہنِ تنگ کا ہی عشق کمر کی اُلفت / ربط کیونکر نہ بڑہی کاہشِ تن سی ہمکو

وحشی چشم فسوں ساز کی مہمانی سے ہے — یہی آئین ہین ہرن دشتِ ختن سی ہمکو
لذتِ سنگ کی کیون یاد دلاتی ہو صبا — کیون نکلواتی ہو غربت کے چمن سی ہمکو
بوسۂ خالِ سیاہِ لبِ رنگین بخشا — بات کی اُلٹی دیا مشکِ ختن سی ہمکو
داغ دکھلاتی ہین عادل کو چھپاؤ نہ بدن — آخر اک روز نکلنا ہی کفن سی ہمکو
یاد آتی لبِ شیرینِ صنم زلفون مین — لیچلی مصر مین تقدیر ختن سی ہمکو
خط جو لکھا خطِ جانان کا تصوّر آیا — زلف یاد آگئی نامی کی شکن سی ہمکو
الفتِ چشم نی زلفون مین گرفتار کیا — باندہ لائی ہین یہہ وترک رسن سی ہمکو
جو دہن کرتی ہین ثابت بدلائل تیرا — گفتگو کرنی ہی اون اہلِ سخن سی ہمکو
خارِ مژگان کی جگہہ کیون نہ رہین آنکھون مین — دشت مین کھینچ کی لائی یہہ وطن سی ہمکو
دہنِ یار کا ہی عشق ہمین ای گلچین — کام کیا غنچۂ نسرین و سمن سی ہمکو
عشقِ قامت مین کیا کرتی ہین مصرعِ موزون — کام بندش سی نہ بندش کی سخن سی ہمکو
ای چرخ ان ظلم جو کچھ ہمپہ کیا تو نی کیا — کوئی شکوہ نہین اس چرخِ کہن سی ہمکو
جیسی الفت تری آنکھون کی ہی ای صیّاد — ہمسی وحشت ہی ہرن کو تو ہرن سی ہمکو

حسن گہر سی تجھی باہر نہ نکلنی دی گا
عشق آخر کو نکالیگا وطن سی ہمکو

اہلِ دُنیا سی اگر صاف ہون ہم دیوانی
بانٹ لین صورتِ آئینہ رسن سی ہمکو

کھینچا اوس ترک نی پر دل نی نچھوڑا پیکان
کیا خجالت ہوئی ہی تیر فگن سی ہمکو

تشنۂ حسن صبیحان جو گئی جنّت مین
جام حورون نی دیی نہر لبن سی ہمکو

جذبۂ تن ہمکی دغا دینگی ضعیفی مین ہمین
یہہ نہ اُمّید تہی اعضای بدن سی ہمکو

صحبتِ حضرتِ سلطان کا اثر ہی ہی قبول
دُرِّ مضمون ملی اقلیم سخن سی ہمکو

نہ صاف ہنیچو اسد م جواب دو مجکو
خمار ہی کوئی جام شراب دو مجکو

بگہرنی کو جو رکہا اوسنی آئینہ آگی
دکہائی وصل کی شب آفتاب دو مجکو

بیان کرون گا تری ظلم بیحساب ای بت
خدا جو حکم کریگا حساب دو مجکو

بڑا جو ہو تو ہوا پہر جوان پیری سے
کرم نی اوسکی کہائی شباب دو مجکو

عبث مرا دلِ شوریدہ پہیر دیتی ہو
نہ اب یہہ پہر نئی سر سی عذاب دو مجکو

فراقِ مَی نی مری جان لی اب اوسنی سوا
وہ چاہین آئین نہ آئین شراب دو مجکو

کرو نہ حیف ہی لیکن اپنی وحشی سے کے
مصیبت و قلق و اضطراب دو مجھکو

جفا ہی مجھپہ تمہاری وفا رقیب سی ہے
بلا ہی اک دلِ وحشی عذاب دو مجھکو

بلائین دیکھین ہین سویا تہا یادِ گیسو مین
بہت حسین ہو تعبیر خواب دو مجھکو

جو بوسہ دیتی ہو تو دو دہن کی نقطی کا
کتابی چہری سی یہہ انتخاب دو مجھکو

دہن سی نکلی وہ مضمون جن پہ دل اہسلی
زبان منہہ مین جو دیکر لعاب دو مجھکو

سفید بال ہی اب میری منہہ پہ ہنستی ہین
مٹاؤن جہریان ایسا خضاب دو مجھکو

تمہاری غنچہ لبی سی دل اپنا تو تنگ آیا
سوال بوسۂ لب کا جواب دو مجھکو

مین اوسکی دل سی گرا غیر بام پہ پہونچا
دکہائی چرخ نی یہہ انقلاب دو مجھکو

تہین کا پہر نہ رہی گا جو تم نہ رکہو گے
نہ اب مرا دلِ خانہ خراب دو مجھکو

بہارِ عمر مین تہا عشق ضعفِ پیری اب
پسند آئی گلستان مین باب دو مجھکو

یہہ خواب دیکہا ہی یاقوت مین چباتا ہون
تم اپنی ہونٹون سی تعبیرِ خواب دو مجھکو

اسی ہوس مین ہی قاتل مرا لہو پائے
زبانِ تیغ سی سنتا ہون آب دو مجھکو

جواب سوچی ہو تم کیا سوالِ محشر کا

قبول بات کا میری جواب دو مجھکو

چہرہ اوس شوخ کا واعظ کو دکھا لینی دو
وعظ پر بھولا ہی جو رنکو بھلا لینی دو

ایسا چپ ہوئگا کہ ای جان نہ بولونگا کبھی
اپنی کوچی مین مجھی شور مچا لینی دو

نیزون ہٹ جائیگا خورشید دکھاؤنگا جو داغ
حشر کی روز سوا نیزی پہ آ لینی دو

چستی جسم مرا دامن دل کھینچتی ہے
نہ ہٹو گود مین ای تنگ قبا لینی دو

زندگی مرگ ہی یارو نہ بچاؤ مجھکو
وہ صنم جان جو لی پھر خدا لینی دو

خم خالی مین اسی بند کرو ای رندو
محتسب کو در میخانہ تک آ لینی دو

صبح آپہونچی چلی رات ذرا سینہ دیکھون
پھر اسی زلف پریشان کو ہٹا لینی دو

دم نکل جائیگی ہی بالکل نہ ہی گا سودا
فصد لی ہی تو لہو حد سی سوا لینی دو

نوبت خامشی منعم کی ہی آپہونچی گی
اور دو دن اسی نقارہ بجا لینی دو

ناصحو تم مجھی سمجھائیو لیکن ٹھہرو
عشق جانان دل نافہم سی جا لینی دو

ہمدمو دل جو دیا یار کو اوسکی بدلی
یار سی درد و الم رنج و بلا لینی دو

دل مین ہو آٹھ پہر اور زبان پر ہر پل
ای منّو کوئی دم نام خدا لینی دو

عشق کا دین ادا ہو گا گٹین کی سب تیغ
جان لیتی ہی اگر اونکی ادا سے لینے دو

یار آغوش مین آیا ہی کنارہ کر جاؤ
بوسہ لب جو ہی اسی شرم و حیا سے لینے دو

چھوٹکر ہمکو تم اغیار سی کیون ملتی ہو
بیوفا سب ہین انہین نام وفا سے لینے دو

مرنی دیگا نہ مجھی ہجر کہ جلتا ہی رہون
مجکو حسرت نہ رہی زہر بھی کہا سے لینے دو

ایسی ضد ہی او سنی غیر کا جسوقت بڑہا
مین پکارا کہ نہ لی بوسہ کہا سے لینے دو

مرض عشق نہ اونسی بھی کبھی جائیگا
تم مسیحا کو فقط نام شفا سے لینے دو

منع کیون کرتی ہو تم حسن میں ستی کو قبول
چار دن عشق جوانی کا مزا سے لینے دو

نہ رہون تنگ جو اوس گل کا دہن پیدا ہو
بوسۂ لب کی لیی راہ سخن پیدا ہو

دشت غربت سی جنون ملک عدم دکھلا دے
اب غریب الوطنی جا می وطن پیدا ہو

اشک خون گرتی ہین پلکو نسی مری گلبرگ صبح
عشق اگر چاہی تو خارون سی چمن پیدا ہو

دل کبھی پیر کبھی احباب سی آیا نہ مرا
آئینی مین نہین ممکن کہ شکن پیدا ہو

دل ملی ہی ملی ہو حسن اگر جلوہ فروز
شمع روشن ہی تو کیونکر نہ لگن پیدا ہو

آبرو حال سی پاتا ہی محل شہرت
کیا عجب دُر کی پتی سی جو عدن پیدا ہو

آتشِ حسن سی محبوب کی اپنی وہ جلا
خاک اگر چھانیں دل کی تو دمن پیدا ہو

بوی گل تیری سراپا سی چلی آتی ہے
کیا عجب سایی سی جو بوی سمن پیدا ہو

رُو نما روح اُولٹ کر جو نقابِ تن ہو
حور بنجاتی نگاہون مین دولہن پیدا ہو

کھلی بندہن پیہر کیجتی بندہی ہاک ایسی
زلف بل پر اگر آجای رسن پیدا ہو

فاتحہ کو وہ مسیح آیا نکل کر لیٹون
کاش تنا سن اپنی لینی کو کفن پیدا ہو

نہ کہیں مشک اگر غور سی دیکہیں بینا
ہر شکن سی تری اِی زلف ختن پیدا ہو

انقلاب اونکو یہہ دکہلاتا ہی لغضِ اللہ
مجکو ہو عشق رقیبونکو جلن پیدا ہو

بوسہ لینی کو جو ملتا نہین مجکو نہ ملی
ڈوب لی کو مری چاہِ ذقن پیدا ہو

آنکہہ دکہلای اگر دستِ غزالانکو وہ شوخ
سیکڑون کوس تک اسمین ہرن پیدا ہو

وہ دعا سی ہوی بوسی پہ رضامند قبول
اب خدا سی یہہ چاہی کہ دہن پیدا ہو

کیا یہہ عاشق کہی کہ تم کیا ہو
جان تن آنکہہ دل کلیجا ہو

پاس میری وہ برق بیٹھا ہو — ابر ساقی شراب دریا ہو

قتل کرنی لگو تو ہو چنگیز — جب جلانی لگو مسیحا ہو

ایک سی ایک خوبرو ہی خوب — ایک دل ہی بھلا یہہ کسکا ہو

ہم ہوی خلق کے مگر اپنا — دیکھی ایک بھی نہ ہو یا ہو

جان لیگی وصال کی لذت — ہجر کی صبح بھی نہ ہو یا ہو

آگ دل مین پڑی بھڑکتی ہے — عشق پھر کس طرح نہ پکا ہو

تم لگاوٹ کرو تو جان کہان — مین نہین چاہتا کہ تم چاہا ہو

تشنہ لب بحر سے نہ غرق کرو — ای بتو حسن مین جو دریا ہو

ایک ہین پیش چشم وحدت بین — پھول ہو خار ہو کہ پتا ہو

قد محبوب کی رقم ہین وصف — کیون غزل کا نہ رتبہ بالا ہو

اشک نکلین کہین نہ آنکھو سے — دیکھنا راز دل نہ افشا ہو

قد موزون یار جب دیکھے — سرو موزون باغ دُھرا ہو

حسن سے عشق کا ظہور ہوا — نور سے نار کیون نہ پیدا ہو

وحشیون کی ہمین بی ستاتے ہے — دیکھیے انتظام کیا ہو

ماہِ کنعان جو دیکھ لے تجکو — ای صنم عشق مین زلیخا ہو

مین اگر بی نشان خط لکھون — نامہ بر چاہیے کہ عنقا ہو

شعر کا شوق ہی تمہین تو قبول
نظم مین انتظام ایسا ہو

ردیف طا

اک شب سوی چین سی ہم اوس قمر کی ساتھ — غم دل کی ساتھ داغ رہا یہہ جگر کی ساتھ

مین ہی گذر گیا جو ہین گذری شبِ وصال — میر اکفن قضا ہی آئی سحر کی ساتھ

بہلاؤ ہی کس سی دل کو یہہ وحشی مکان مین — راتون کو باتین کرتا ہون دیوار و در کی ساتھ

تشبیہ گل کو تجھسی اگر دون تو خیر ہی — نسبت مگر نہین رگِ گل کو کمر کی ساتھ

پایا یہہ جذب حسن پرستی مین آنکھ نی — ساری حسین پہرتی ہین میری نظر کی ساتھ

مارے خوشی کی جان گئی جب ملا وہ گل — چرخ دنی نی نفع دیا ہی ضرر کی ساتھ

کا سبز جگر کا داغ ہی جیسی دوسی طرح — ناسور ہی مدام ہی داغِ جگر کی ساتھ

سو توقف ہی اوسی قدر انداز پہ قضا
میری نہ کچھ چلی گی قضا و قدر کی ساتھ

مژدہ سُنا جو یار کی آنی کا اپنی گھر
اپنی خبر ہی نہ ہین اس خبر کی ساتھ

شوقِ وصالِ یار ہی میری سر کی ساتھ ہی
کیونکر نہ انس ہو مجھی اس دردِ سر کی ساتھ

یون جلوہ گر ہی پشتِ لبِ یار پر عرق
شبنم کی قطری جیسی ہون گلبرگِ تر کی ساتھ

جب آیا خط تو بوسۂ سیبِ ذقن ملا
ہیہات ہین خار ہی پای ثمر کی ساتھ

اوسکی سُنہری رنگ کا ایسا ہی ہی اثر
الفت ہو جیسی طالبِ دنیا کو زر کی ساتھ

جب کھینچتا ہون مین شبِ باران مین آہِ گرم
جل جل کی جگنو گرتی ہین ہر ہر شرر کی ساتھ

دل پای یار مین نہ ہین حاصل کچھ ای قبول
اکسیر ساز پھرتی ہین اوس سیمبر کی ساتھ

ہی نتیجہ جو مری ذہنِ رسا کا تازہ
آپ مضمون چلی آتی ہین تازا تازہ

تازہ مضمون سنو جیسی کہ کہتا ہی وہ شوخ
دل جو دو ہمکو تو ہو جای کلیجا تازہ

پہلوان جھپا پھیت اور نہ نکلی گا کوئی
الفتِ زلف کری گی بدن ایسا تازہ

قیس و فرہاد کا پیشِ نگرا ہی خضرِ جنون
لو تازہ کوئی دکھلا کوئی صحرا تازہ

اپنی تصویر مصوّر سی وہ کھنچواتی ہین
اور نکلا مری شوخی کو یہ نقشا تازہ

دور مینا مری گلزار ہی اے فصل بہار
گل داغ دل دیوانہ نکرنا تازہ

وصل کو تو نی جو ترسایا بہت ای بت ہند
ہمنی معشوق کیا اک بت ترسا تازہ

کیون لہو ملکی مرا ہونہ بہبہو کا وہ شوخ
میری قاتل نی نکالا ہی یہ غازا تازہ

دو دو خط گرد دہن بند کی نہ کیونکر نکلی
دمبدم ہی دہن یار کا حقّا تازہ

جیسا تازہ ہی ترا سیب ذقن ای بت ہند
ہوگا ایسا نہ ولایت مین بہی میوا تازہ

ہی ہمیشہ شجر قامت جانان سرسبز
گل رخ تازہ ہی ہر کان کا پتّا تازہ

خط ہی رخ پہ کبہی دیکہا ہنین گل پہ سبزا
پہول تازہ نظر آیا ہی سبزا تازہ

ہی غم خوان فلک مین ہین مری حصّی کی
کہاتا ہر صبح پہنچ جاتا ہی تازا تازہ

غم نودیکی ہمی کہتا ہی یہ چرخ کہن
باسی کہانا ہمی دیتا ہی مزا یا تازہ

وعظ کو آیا تہا خود دست ہوا می لی کر
آج رندون نی پہنایا ہی یہ ملّا تازہ

آرزو ہی قتل کا طالب ہی وہ قاتل ہمی ہی
یہہ ستم تازہ ہی محشر مین یہ دعوا تازہ

خط سبز اوسکا ہمی آیا ہی یاد ای جرّاح
زخم دل کرتا ہی زنگار کا پہاہا تازہ

سامنی ہی نظر آتا نہین لیکن ہمکو
دہنِ یار نظر آیا ہی عنقا تازہ

مژہ و ابرو و زلفِ ستم ایجاد نہین
تیر تازہ ہی کمان تازہ ہی چلّا تازہ

ای قبول آج بلی ہی مجھی تازہ زمین
نہ شگفتہ ہو تو مضمون بندھی کیا تازہ

جیسی جیتی شکل اگر مجھکو نہ دکھلائینگی وہ
خاک پھر بعدِ فنا قبر پہ بھی آئینگی وہ

وصل اوس مہر سی ملیگا تو نہنسین گی اغیار
مین تو شعلی سی لپٹ جاؤنگا جل جائینگی وہ

روح پہلی ہی نکل جائیگی اس ڈر کی سبب
لاشہ اوٹھیگا مِرا در سی جو اُٹھوائینگی وہ

چاپلوسی نہ چلیگی طلبِ وصل مین کچھ
مین بناؤنگا جو باتین تو بگڑ جائینگی وہ

ہونگی ہم سینہ سپر رشک سی تڑپینگی رقیب
تیر اوس تُرک کا ہم کھائینگی مر جائینگی وہ

صبحِ فرقت کی تصور مین نکل جائیگی روح
اپنا چہرہ جو شبِ وصل مین دکھلائینگی وہ

خونِ ناحق وہ عبث غصّی مین کرتی ہین قبول
کہ جھکین گی جو مجھی قتل تو پچھتائینگی وہ

گُل سی اچھا رُخِ ترا ای نگار تھا
دکھلاتین کیون نہ مجھکو چمن کی بہار تھا

ڈوبی جاتی ہی تری آنکھہ مژگان کی سیل سی
گر آئی پای یار کا میری غبار ہاتھ

جھپٹی جو چار ہو تو زبردست وہ نہ ہو
جاتا نہین رقیب سیہ رو کی چار ہاتھ

آتش شعلہ روسی ملنی کی حسرت ہی رات دن
پھیلائی ہی چمن مین جو اپنی چنار ہاتھ

ای منعمو غرور سخاوت نہ چاہیی
دو ہاتھہ مین تمہاری خدا کی ہزار ہاتھ

دنیا مین ہاتھہ پھیلتی ہین پیٹ کی لیی
سائل کو اور کی لیی کرتی ہین خوار ہاتھ

تیری حنائی ہاتھہ کی پہلی اسیر ہی
لی دام سحر حسن کی آیا شکار ہاتھ

اب صرف مشق قطعہ گلزار ہی وہ گل
بالیدہ شاخ گل سی قلم ہی ہزار ہاتھ

جیب النسی پھٹ سکا نہ وہ راہ وفا چلی
لی کا میری پاؤن ہین لی اعتبار ہاتھ

جاتا ہی مجہہ سی کر کی جو وعدہ وصال کا
سچ ہی تو میری ہاتھہ پہ ای جان مار ہاتھ

اوس مین شانہ کرتا تھا مین تھام کر جبین
اب ای قبول ملتا ہون لیل و نہار ہاتھ

دی جاتا ہی فرقت مین تری داغ جگر ماہ
تو آنکھوں مین پھرتا ہی جب آتا ہی نظر ماہ

اوس ماہ کو شبخون ہی جو عشاق کا منظور
مریخ تو ہی تیغ لی اور سپر ماہ

ہر روز ترقی پہ ترا نور ہی اے بدر
اک دن پہ چمکتا ہی فقط چار پہر ماہ

عاشق رخ پر نور کا تیری جو ہوا ہی
ہر شب تجھی آ آکی دکھاتا ہی جگر ماہ

ہوتی ہی بدن یار سے بنے خط شعاعی
سینۂ فلک نور ہی دل ہی جگر ماہ

ای شاہ حسینان یہہ ہوا تجھسی مقابل
تو حکم جو فرمائی تو ہو شہر بدر ماہ

آنکھون مین مری نور سمایا ہی جو تیرا
آیا نہ شب چار دہم مین بہی نظر ماہ

وہ چرخ نہین کرتا نہ پہر جاتا فلک پر
اک رات تری کوچی مین کرتا جو گذر ماہ

تو ایسا بہری نور کہ خورشید بہی ہو دنگ
جام اپنا تری سامنی لی آئی اگر ماہ

ہر شہر و بیابان مین تجھسی ہی سحر تک
پاتا نہین اوس چاند کی ٹکڑی کو مگر ماہ

اعجاز مین کیونکر نہ قبول ایک اوسی ہی
انگلی سی جو دو ٹکڑی کری خیر بشر ماہ

ردیف الیاے

آتش عشق سی کیونکر دل مضطر نکلی
صورت ہی آگ کی باہر جو سمندر نکلی

دم نکلتا ہی مرا سن بہی ای داور نکلی
پیشتر جان سی سفاک کا خنجر نکلی

گذری بی بال و پری مین مجھی ایام بہار
جب خزان باغ مین آئی تو مری پر نکلی

پھر کی دیکھا نہ مری گل بی گرفتارون کو
دم ہزارون کی تہ دام پھڑک کر نکلی

پاون کی کانٹی تو سوزن سی نکل سکتی ہین
خار غم دل مین چبھا ہو تو وہ کیونکر نکلی

اوسکی کوچی مین رقیبون نی ٹھہرنی نہ دیا
سیکڑون تیغین کھچین سیکڑون خنجر نکلی

چمکی پھر سینی کی داغ اتنا نہ گھبرا ای دل
شکر کی جا ہی شب ہجر مین اختر نکلی

ہلنی دیتا نہین ضعف اور چلی فصل بہار
سیر کو روح مری سینی سی باہر نکلی

کہین شرما کی وہ گھر سی نہ نکالی باہر
دیکھہ ای چشم کہین اشک نہ باہر نکلی

دیکھی گر درج دہن مین در دندان تری
شرم کہا کر نہ کبھی سیپ سی گوہر نکلی

سیدہی صحرا کو چلی یاد ہوئی مجنون کی
گھر سی طفلی مین جو ہم طوق پہن کر نکلی

یاد مین عارض روشن کی مجھی ہو تسکین
جلد ہو صبح کہین مہر منور نکلی

سر جھکائی ہوئی دروازی تک مین بیٹھا ہون
یا خدا تیغ بکف جلد ستمگر نکلی

چشم انصاف سی کی جبکہ نظر ہی قبول
ایک ہی شکل پہ محتاج و تونگر نکلی

یون مہر ہی تری رخِ انور کی سامنی
ہو جیسی ماہ مہرِ منوّر کی سامنی

آئینہ زرد ہی رخِ انور کی سامنی
عنبر خجل ہی زلفِ معنبر کی سامنی

جبسی کہ تیری عارضِ انور پہ کی نظر
آئینہ ہی سیاہ سکندر کی سامنی

فوراً گداز ہو کی بہا ہی مثالِ برف
جب آہِ گرم پہنچی ہی پتّہر کی سامنی

جبتک نہ مین گردن مرا اٹھنا محال ہی
دیوار بنگیا ہون تری در کی سامنی

خود اوسکی سر پہ تاج کا مین دیکھتا ہون بار
کیا سر جھکاؤن صاحبِ افسر کی سامنی

نامہ تو بھیجتا ہون مگر ہی مجھی یقین
پہاڑی گا اوسکو یار کبوتر کی سامنی

مطلب جو اوسنی پوچھا تو آنسو بہا دیی
کچھہ کہہ سکا نہ شرم سی دلبر کی سامنی

تہا ایک نقدِ دل سو وہ خون ہو کی بہہ گیا
کیا نذر لیکی جاؤن گا دلبر کی سامنی

تیری طرح نہ وہ بہی کسیکی گلی ملا
کیا کیا گلی کٹی تری خنجر کی سامنی

دوزخ شرر ہی سینۂ سوزان کی روبرو
طوفان قطرہ ہی مژۂ تر کی سامنی

تصویرِ یار کہینچی ہی اور دیکھتا ہون مین
ششدر رہی ایک دوسری ششدر کی سامنی

باعث مری حیات کا ہی وصلِ شعلہ رو
آتش ہی آبِ خضر سمندر کی سامنی

امید ہی قبول شراب طہور کے
پیاسا جو جاؤن ساقی کوثر کی سامنی

الفت کاکل و رخسار لیی پہرتی ہی
دن کو دن شب کو شب تار لیی پہرتی ہی

روح میرا جو تن زار لیی پہرتی ہی
کسی دامن کی لیی خار لیی پہرتی ہی

مجہہ مین طاقت یہہ کہان ہی پہرون مین بیمار
گردش نرگس بیمار لیی پہرتی ہی

مجہکو اوس کوچی مین پہونچا کی نکل جای روح
کیون مری ہڈیون کا بار لیی پہرتی ہی

گہہ سوی ملک عدم گہہ طرف ملک وجود
جستجوی کمر یار لیی پہرتی ہی

سبزہ رنگون نی کیا دل کو سراپا زخمی
ہوس مرہم زنگار لیی پہرتی ہی

ہدف سنگ جو کرتا ہی تو کرین اطفال
اوسکی الفت سر بازار لیی پہرتی ہی

دن کو اوس مہر کی جلوی سی رقیب اندہا ہی
شپرہ ہی وہ شب تار لیی پہرتی ہی

دیکہی تہا ہون کسی طفل برہمن کا سنگار
کو بکو الفت زنار لیی پہرتی ہی

جستجو کرنی مین اوس مہر کی ہین ہم سرگرم
دہوپ مین خواہش دیدار لیی پہرتی ہی

ای صبا چاک جگر ہی ہوا مجہہ وحشی کا
تو گریبان کی اہی تار لیی پہرتی ہی

کوئی گلرو نہ خریدی گا مری بخت جگر
چشم تر کیون سر بازار لیی پہرتی ہی

کیا خبر مرغ گرفتار کی پوچہین کیہ صبا
بال و پر دو شپہ دو چار لیی پہرتی ہی

روز و شب ایک ہی انکہون مین ہی دنیا تاریک
الفت کاکل خمدار لیی پہرتی ہی

کہین لیجا مجہی للہ کہ اب وحشت دل
کو بکو در بدر ای یار لیی پہرتی ہی

ایک گل باد خزان نی نہ چمن مین چہوڑا
داغ دل بلبل گلزار لیی پہرتی ہی

جسطرف نکلا ادہر دیکہی قیامت برپا
شور محشر تری رفتار لیی پہرتی ہی

سر کٹی پر بہی ہوئی ہم نہ سبکبار قبول
روح بار غم دلدار لیی پہرتی ہے

عین ہشیاری ہی بیہوشی بیہ مجہہ آزاد کی
خود فراموشی نشانی ہی تمہاری یاد کی

رنج و غم دیتی ہی مجہکو خو یہہ آدم زاد کی
جب خوشی ہولی اہی اِنی خدا کی یاد کی

روح تڑپی قالب خاکی مین آئی کو بہت
جب عدم مین تیغ عریان یاد کی جلاد کی

سیر جنت پڑہ گذرا ہی صبا کیطرح سی
توسن جانان نی ہٹی بہی مری برباد کی

ہر بن موسی لہو جاری ہی نشتر کان دیکہکر
اس جگہہ ہی آب پانی نشتر فصّاد کی

سخت جانی کی مری گردنسی جوہر کہل گئی
تیغِ خانہ ساز قاتل بن گئی فولاد کی

زلف نی سنبل کو گلشن مین پریشان کر دیا
کہوئی موزونی قدِ دلداری شمشاد کی

ہند مین پریان پڑی پہرتی جو دین دیوانہ وار
قاف تک پہونچی ہی شہرت حسنِ آدم زاد کی

دخترِ رز کو کیا ستی رین جب مین خراب
محتسب سے میفروشون نی مری فریاد کی

کوہ کندن کہہ بر آوردن کی معنی ہین یہی
جانِ شیرین کس مشقت سی گئی فرہاد کی

سخت جانون سی پڑا ہی اسقدر پالا اسی
چلتی چلتی تیغ آری ہو گئی جلّاد کی

اوس صنم کو داستان سننی سی نفرت ہو گئی
قصّہ خوان نی گرش جبسی ہی روداد کی

عشق نی ہو وی کتابی کا دیا ہی لکو درس
ہی توجّہ دمبدم شاگرد پر اوستاد کی

وصل کا سامان ہی آمد ہی اوسکی ای قبول
وی رہا ہی دل صدا مجھکو مبارکباد کی

جای گا میرا جنون اوس لیلی جہو ہی آب سے
تصفیہ ہو گا لہو کا شربتِ عنّاب سے

کیا نزاکت اوسکی لکّہی جای مجھہ بیتاب سے
جسکی تن مین فرشِ مخمل سے نشان ہو خواب سے

سرو مان ہوتی ہین خم اوسکے جسم سی اسجا جدا
تیغ ابرو کو بہی نسبت ہے دون محراب سے

حال میری سینۂ سوزان کا مجمر سی کھلا
بیقراری دل کی ظاہر ہوگئی سیماب سی

راحتِ دل دور ہی جیسی ہی قربِ دشمنان
غم کی نزدیکی ہوئی ہی دوریِ احباب سی

سوُدہ یاقوت سی وصفِ لبِ جانان لکھا
وصفِ دانتون کا لکھا ہی تیون کی آب سی

رازپوشی حیف عالی ہمتون مین بھی نہین
حال کھل جاتا ہی سب کا چادرِ مہتاب سی

نالہ وزاری مین رہتا ہون ہمیشہ چرخ ہی
ای فلک عالم مرا ہی کم نہین دولاب سی

ہوگئی چشم تصوّر یادِ دندان مین صدف
اشک بھی ہمسنگ ہین سب گوہرِ نایاب سی

حسرتِ دیدارِ دلبر حشر تک ہی ناصحا
دیدۂ بیدار کیونکر آشنا ہون خواب سی

ساقیا کیا تیغِ ابرو کا پڑا سا غر مین عکس
کٹ گیا میرا جگر موجِ شرابِ ناب سی

نرم مخمل سی زیادہ ہی شکم اوس حور کا
نازکی مین بڑھ گیا موئی میان بھی خواب سی

اشک کی قطرون سی رونی مین نکلتی ہین شرر
ای صنم پیدا یہان ہوتی ہی آتش آب سی

غرقِ بحرِ عشق چکر کھا کی اک عالم ہوا
کون سا تیر اک تہا نکلا جو اس گرداب سی

مہر مین یون ہی ضیا روئی علی سی ہی قبول
ماہ مین ہی نور جیسی مہرِ عالمتاب سی

مقتل سی تو جو سر کو مری کاٹ کر پھری
تن پاؤن پر نثار ہو سر گرد سر پھری

لی لی کی میری نامی کبوتر بہت گئی
گردان ہو گئی نہ ادہر سی ادہر پھری

اللہ ری جوشِ اشک کہ دریا بہا دئے
جس جس طرف کو دشت مین ہم چشم تر پھری

پھرنا ادہر نہ حضرتِ دل یار پاس سی
سینی مین اب جگہ نہ ملی گی اگر پھری

میری طرف سی نامہ کبوتر جو لی گیا
دوشِ صبا پہ یار کی جانب سی پر پھری

اللہ ری نازکی کہ وہین رنگ ہو کبود
گر دستِ وہم ہی تری رخسار پر پھری

تیرِ نگاہ صید کو چوکی محال ہے
وہ بہی خطا کری جو قضا و قدر پھری

کیا جان لیسنی آئی ہو جانان کی سمت سے
کیا وجہ ہی جو حضرتِ دل تم ادہر پھری

دوزخ سی منہہ نہ موڑی مری آہِ آتشین
طوفان سی کبہی نہ مری چشمِ تر پھری

تقدیر پھر گئی ہی کہ فرقت ہوئی نصیب
پھر لی تمہاری گردِ مقدر اگر پھری

گردش ہی دل کو سینی مین یون نارِ ہجر سی
آتش پہ جس طرح سی کٹہالی مین سپہری

تو خود مجھی شہید کری یہہ کہان نصیب
پھر جای دہار تیغ اگر حلق پر پھری

فرقت مین اشک کا جو سمندر بہاؤن مین
ترتا ہوا جہاز کی مانند گھر پھری

ساتون زمین ساتون فلک برخلاف ہون — یارب نہ ایک یار کی بھی نظر پھری

صحرا مین بھی رفیق ہی حضرتِ جنون — سائی کی طرح ساتھ ہی اُٹھون پھر پھری

بیخود ہوا ہی دیکھہ کی ساقی کو محتسب — ہر رند مست شہر مین اب بیخطر پھری

تلوارین چل گئین دلِ غمدیدہ پر ادھر — اپنی بھون کو تان کی جب تم اُدھر پھری

جب دی ہی جواب شربتِ دیدار سی مسیح — کیونکر نہ مُردنی رخِ بیمار پر پھری

دندان و لب کی دھوم ہی سب مین او جوہری — پتھر سی لعل اور صدف سی گہر پھری

مجنون پھرا جو دشت مین لیلی کہان ملی — تو کب ملا جو شہر مین ہم دربدر پھری

دھو ہاتھ چشمۂ لبِ جانان سی ای قبول
سو خضر آکی خشک لب او چشمِ تر پھری

ہجر مین ای گل ہی گلفام کسکی واسطی — شیشہ پھر کسکی لیی اور جام کسکی واسطی

وہ حسین صورت مین ہو پہلو سی وہ آرامِ جان — ای دلِ دیوانہ پھر آرام کسکی واسطی

سنگدل نا آشنا قاتل ستمگر بیوفا — حیف ہی ہم ہو گئی بدنام کسکی واسطی

بلبلین تنگ ہی ہین دامِ رگِ گل مین اسیر — پھر تو ای صیاد لایا دام کسکی واسطی

کسی

عشقِ چشمِ یار سے ممکن نہین تر ہو دماغ
اے طبیبو روغنِ بادام کسکی واسطے

بحرِ شہرت چاک دل اوسنے کیا مثلِ نگین
دیکہنا زخمی ہے کون اوس نام کسکی واسطے

اور طائر کیا کوئی پہنسنے کو ہے اس دام مین
خم ہوئی ہے زلفِ عنبر فام کسکی واسطے

جلد اگر لاتی مری خط کا جواب اے نامہ بر
نقدِ جان سینے مین ہے انعام کسکی واسطے

واعظو آغاز بدگوئی کبیرہ ہے گناہ
دیکہین ہوتا ہے بخیر انجام کسکی واسطے

زلف دیکہو ہے سیاہی کفر کی اسلام مین
پیچ مین آجائے اسلام کسکی واسطے

تم کہان اور یارِ بدخو سے کہان وصل اے قبول
کر رہے ہو یہہ خیالِ خام کسکی واسطے

کچہہ تو تاثیر کرے سحر بیانی میری
کیا کرون مین نہین سنتا وہ کہانی میری

کوئی کہتا ہے مرا حال کوئی سنتا ہے
عشقِ جانان مین ہے مشہور کہانی میری

خون عاشق کا ہے دہونے سے کوئی چہٹتا ہے
رہ گئی خنجرِ قاتل مین نشانی میری

بحرِ ہستی مین حبابِ لبِ جو ہون لاریب
ہے فنا سامنے بنیاد ہے فانی میری

آہ کی تیر تیری سینے سے کیا کیا گذری
دیکہی اے ترکِ فلک سخت کمانی میری

اپنی کوچی مین جگہہ دی نہ مجھی بعدِ فنا — جان لی تمنی مگر قدر نجانی میری

ہی لکہہ بہیجو کہ خط بہیجنا منظور نہین — قاصدا کہیو یہہ پیغام زبانی میری

عشق نی گہیر لیا سن شباب آتی ہی — کٹ گئی آگ کی شعلون مین جوانی میری

بسکہ کوہِ غمِ فرقت کی تلی دب کی موا — کوہکن ہی ہی سوا لاش اُٹہانی میری

حوضِ تراب کی صورت ہوئی اک پل مین قبر — مر گیا پر نہ گئی اشک فشانی میری

میری شعرون کی صفائی سی عدو کٹتی ہین — تیغ ہی اونکی لیی سیف زبانی میری

نہ کیا ذبح نہ آزاد کیا مجکو قبول
ایک ہی بات نہ صیاد نی مانی میری

صورتِ شاہدِ اصلی کا جو ادراک کری — آئینہ دل کا کدورت سی بشر پاک کری

ہو جو حاصل تو تونگر کو بھی کر دی یہہ فقیر — کیمیا کی ہوس ای دل کوئی کیا خاک کری

کچھہ تری سست ارادی ہی نہین ای شوخ — شبِ وصلت مین جو تو جیبِ سحر چاک کری

سیر کو آتا ہی وہ گل چمنستانون مین — کیون صبا دور نہ اک خس و خاشاک کری

دست بردار نہون قبر مین وحشت سی کبہی — پنجہ شل ہی گریبانِ کفن چاک کری

منفعل

منفعل ہو کی گناہونسی اگر روئی بشر
دستِ قدرت سی غم آنسوونکو پاک کری

چشمِ روشن تری نرگس کو بصارت بخشی
تیری ہنسی گلِ زنبق کو فرحناک کری

تیرِ مژگان سی جو مارا ہی تو کیا ہو قاتل
صید کو اپنی جو تو بستۂ فتراک کری

خُم سی شیشی مین سمجھکر اسی لانا ساقی
دخترِ رز کی نہ ہر اک نہ کہین تاک کری

حُسن دیکھا تو کہا بھولی سی ماشاء اللہ
دیکھی کیا مری حق مین بُتِ بیباک کری

مہر سا داغِ عقیدت ہی مری دل مین قبول
کیون نہ بندہ مجھی اپنا شہِ لولاک کرے

خانۂ دل مین ہر اک جانب اوسی کا نور ہی
میری گھر مین جلوہ گر تیرا چراغِ طور ہی

دل کو کھائی پر کسیکی خلق کیون مغرور ہی
نالۂ مورِ ضعیف اسکو صدائی صُور ہی

بعدِ مردن ہی گناہون کی سبب سی نجات تین
کوی جانان جنت الماوی ہی جانان جو رہی

شوقِ میخواری نی بھٹی مین گرایا ہی مجھی
جو پھپھولا ہی بدن پر دانۂ انگور ہی

رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبحِ وصال
یہہ سپیدا زخمِ دل کو مرہمِ کافور کری

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین
ہی شفق مین ہیرا یا ماہی پہ یہہ سیندور ہی

بھیک ہی مانگی تو بھر عبرتِ اہلِ دل
مجھ گدا کی ہاتھ مین جامِ سرِ فغفور رہی

تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندہ گیا
عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور رہی

دھیان ہو گر صید کرنی کا مری صیاد کو
شاہبازِ روح اک بی بال و پرِ عصفور رہی

مہر و مہ ساغر بنی میری مسیحا کی لیی
داربست افلاک مین تا را ہر اک انگور رہی

شمع کی مانند روشن ہین ہماری موی تن
جسم اپنا آتشِ فرقت سی کیا محرور رہی

ہی وہ نزدیک او نہین عارض پر اوسکی دسترس
مہرِ تابان پاس ہی ماہِ درخشان دور رہی

دستِ موسی ہی بغل مین شرمِ دستِ یار سی
نور پاسی سنگِ رہ جو ہی وہ سنگِ طور رہی

وصل قسمت مین نہین حسرت ہی ہیچ گا وصال
مین مسلمان ہون وہ بت ہی مین بشر وہ حور رہی

خط کی آتی ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا
سچ تو ہی مارِ سیہ اکثر غذای مور رہی

کوچہ گردی مہوشون کی عشق مین چھوڑای قبول
غیرتِ عشقِ حقیقی سی نہایت دور ہے

سوزشِ آہِ رسا کی اکمل ہی
اختر اخگر ہین چرخ منقل ہی

ایک ہی نور ہین نبی و علی
دو جو سمجھے انہین وہ احول ہی

سحِ ابرو سی کیون نہ تیز ہو ذہن
تیغِ طبعِ روان کو صیقل ہی

دردِ سر تیری کوچی مین نرہا
خاک نقشِ قدم کی صندل ہی

کوے بسمل ہی کوئی مرتا ہی
کوی جانان نہین یہہ مقتل ہی

سامنا عشقِ یار کا ہی اگر
جان دہنی مین قصّہ فیصل ہی

زم ہی پر نہین کوئی رویان
شکمِ یار رشکِ مخمل ہے

گل تو عارض ہی اور سیب ذقن
سروِ جانان مین پہول ہی پہل ہی

جان آنکہون مین ہی قریب ہی مرگ
ہجرِ جانان کا غم کوئی پل ہی

سخت جان آج کوئی قتل ہوا
تیغِ ابروے یار مین بل ہی

عشق دندان مین اشک ہین جو ڑان
موتیون کی گلے مین ہیکل ہی

مرگی بہی ساتہہ اوس سوار کی ہون
روح توسن کے ساتہہ پیدل ہی

دن پہری ہین سیاہ بختی کے
دودِ آہ اپنا اوسکو کاجل ہی

سرمہ دی اوسکی آنکہہ مین قبول
آپ چشمِ سیاہ مکحل ہے

ہوائی قامتِ جانان کی سی گئی گہر کی گھر خالی ۔ کہ قمری گہر وقد ہی آشیانہ سرو پہ خالی

تصور یار کا نکلا تو غم داخل ہوا دل مین ۔ کبھی مہمان سی پایا نہ ہمنی اپنا گہر خالی

خبر دل اور جگر کی کچھ نہ پوچھو ہمدمو ہمسی ۔ نہ دل بیکار دردون سی نہ داغون سی جگر خالی

دل اک چشمہ ہی سو اسکی یہہ دو سوتی ہین چہری پہ ۔ ہماری انکھین اشکون سی نہون گی عمر بہر خالی

مثالِ چوبِ تر جو خام ہین خم کرا نہین جاکر ۔ دماغِ پختہ مغزان جنون ناصح نہ کر خالی

تم اپنی گوہرِ دندان اگر ہنس ہنس کی دکہلاؤ ۔ ابہی ہو جای آب و تاب سی سلکِ گہر خالی

سحر کو روئین گی محبوب کو کیا خوش وصلکی شب ہون ۔ نہ جای گا شگون نالہ مرغِ سحر خالی

مری طالع ہون بیدار اوسکو خوابِ مرگ اگر آئی ۔ کبھی دربان سی پاتا نہین مین اوسکا در خالی

زبانِ زخم نی ای جان لذت پا کی پہر چاٹا ۔ نمک سی کی بہری پہر ہوا زخمِ جگر خالی

ہمین وہ طائرِ فربہ سمجھ کر دام مین لایا ۔ قفس مین بند کر کی پایا اوسنی مشتِ پر خالی

نہ نکلا حیف ہی دولت سی بہی کچھ کام دل اپنا ۔ کہرا ہی الفت سی ہی قلبِ سیمبر خالی

ترحم کی عوض سنکر وہ ظالم ظلم کرتا ہی ۔ ہماری نالہ دل مین اثر سی اسقدر خالی

بنائی نافِ جانان اس لیی نقاشِ قدرت نی ۔ یہہ نکتہ سہو کا ہی رہ گئی جای کمر خالی

تری فرقت کی کچہہ خورشید ہی کو تب نہیں رہتی
نہین ہی چاند بہی داغ جنون سی چرخ پر خالی

ہم اپنا قتل ہو جانی مین چہٹکارا سمجہتی تہی
سو اتنو ہی عداوت سی بہی قاتل کی نظر خالی

جہکی سنبل جب گلگشت کو وہ گلبدن پہونچا
ثمر سی اوسکی الفت کی نہ تہا کوئی شجر خالی

دنون مین جس طرح خالی گیا خالی کا چاند ای ماہ
چلا اوس طرح ذیحجہ محرم اور صفر خالی

اوسی دو باتون مین اپنا کرون غیرون سی چہپ اوون
نہین پاتا رقیبون سی جگہ کوئی مگر خالی

مرا اپنا ہی دل ہی ساقیا لبریز شکوی سی
اودہر بہر کر دیلی جام مے گلگون ادہر خالی

بتا تو ای قبول اس قضیے کو سلجہاؤن مین کیونکر
نہ کاکل پیچ سی خالی نہ اوس گل کی کمر خالی

وہ آیا بام پر سب طالب دیدار جا پہونچی
برا ہو ضعف کا ہم رہ گئی اغیار جا پہونچی

دلا کہلتا نہین مقتل مین کیسی سیر ہوتی ہی
طلب اوسنی کیا گر ایک کو دو چار جا پہونچی

رقیب ابلیس کی صورت فلک پر بہی چڑہ جائی
گری جل کر جہاں ای آہ آتش بار جا پہونچی

رہ ملک بقا ہوتی ہی طی اکثر ضعیفوں سی
بہلی چنگی ہنستی رہ گئی بیمار جا پہونچی

دہن کا چشمہ جب خالی ملا آب مروت سی
لب کوثر تری تشنہ دیدار جا پہونچی

ہمین ہلنا محال اور خانۂ زنجیر مین غل ہی
کہ تک اوس پری کی گیسوی خمدار جا پہونچی

کرین گی عین بیہوشی مین ٹکڑی شیشۂ و ساغر
خبر لی ساقیا گہر مین تری میخوار جا پہونچی

یہہ جوش نامیہ ہی اب چمن مین پہونچی کیا بلبل
گل خورشید تک خار سر دیوار جا پہونچی

نہین ہی ای قبول آفتاب حشر کا خطرہ
ہم اوس دلبر کی زیر سایۂ دیوار جا پہونچی

پونچھی نہ پونچھی اشک مری یار دیکھی
کب ٹوٹتا ہی آنسوؤن کا تار دیکھی

کیا رنگ اب دکھائین یہہ اشعار دیکھی
کس جا ردیف ہوتی ہی بیکار دیکھی

کیون جا کی دیکھی گل و سنبل کو باغ مین
پر پیچ سنبل اور گل رخسار دیکھی

گہر بیٹھی بن پڑینگی نہ یہہ خود فروشیان
یوسف اگر ہین آپ تو بازار دیکھی

راضی ہوا ہی سننی کو وہ درد دل مرا
وا ہون نہون مگر لب اظہار دیکھی

دن بہر تو یاد عارض جانان مین روئی حسن
کیا رنگ اب دکھائی شب تار دیکھی

مین تیر کا نشانہ ہون بوسی کی جرم پر
پر رخ کی سمت ہین لب سوفار دیکھی

قبل از وقوع واقعہ بڑھ چلیی یون نہ آپ
محشر کہین نہ لائی یہہ رفتار دیکھی

ہم سیر کرتی پھرتی ہیں بازارِ عشق کی
ہو کون جنسِ دل کا خریدار دیکھی

ہم کھایا کرتی ہیں غمِ دلدار رات دن
کھاتا ہی کب ہمیں غمِ دلدار دیکھی

ہر آن گو وہ فرقتِ جانان ہی بن
مجھہ ناتوان کو دیکھی یہہ بار دیکھی

دیکھی دُرِ عدن ہی نہ تسکینِ دل ہوئی
اب چل کی اوسکی لعلِ گہربار دیکھی

سودا ہوا ہی گیسوئے مشکیں کا
جامہ ہی تار تار ہی تا تار دیکھی

کچھہ معجزہ دکھائیں اگر ہیں مسیح آپ
مرتا ہی اب یہہ آپ کا بیمار دیکھی

ساری اسیر چھٹ گئی قید سی
ہوتا ہی قتل کب یہہ گنہگار دیکھی

تائید ہو اگر تو ابھی قصد ہی قبول
چل کر درِ سیدِ ابرار دیکھی

تیری عاشق ہوئی لیکر یہ سامان بہولے
بیخودی ایسی ہوئی چاک گریبان بہولے

تیری دروازی کی سائی ہر ملت
برہمن بتکدہ اور کعبہ مسلمان بہولے

کوچہ یار میں آنا کری از رقیب
راہِ فردوس آکے کہیں شیطان بہولے

کوچۂ دوست سی دل کی جانب پھرا
الفتِ مصر میں یوسف رہِ کنعان بہولے

بھولی ہم زلف کو تو خواب پریشان دیکھا
زلف کی اگر خواب پریشان بھولی

دیکھکر یار کی چال ایسی اڑی ہوش و حواس
نقشِ پا کھی مین رفتار پر حیران بھولی

دہوکا کہا یا تری گھر آئی سزا دی قاضی
جرم ہم ہوا خمار کی دکّان بھولی

سیر کو نکلی تہی پر واہ ری تقدیر کا پہیر
سیدہی ان مین گئی راہِ گلستان بھولی

حُسنِ انسان نی کیا حُسن سبہون کا پہیکا
عشقِ بلقیس مین پریون کو سلیمان بھولی

خاک سی خلق ہوا خاک مین پہر ملنا ہی
یادِ خالق کہی اصل نہ انسان بھولی

بارشِ اشک کر ای دیدہ گریان موقوف
ساکنِ ارض و سما نوح کا طوفان بھولی

سبزۂ خط ذقنِ یار پہ آیا آخر
کسطرح خضر چشمۂ حیوان بھولی

ہدفِ تیر ہوی یا تہِ شمشیر رہی
عشقِ ابرو سبب ناوکِ مژگان بھولی

جبسی ہی پیشِ نظر چاند سی صورت تیری
سورتِ نور کہ حافظِ قرآن بھولی

ای جوان عشق کی ہم پڑہتی ہین جبسی سی کتاب
بابِ پنجم کی سوی گلستان بھولی

کفِ ساقی پہ جو ہو جامِ شراب طاہر
یدِ بیضا کی چمک پیرِ عمران بھولی

حشر کا دن ہی لبِ شوخ کی بوسی لون گا
آج ہی تم دیتِ شہیدان بھولی

سامنا میری شب ہجر کا کرنا ہو گا
نہ درازی پہ تری زلف پریشان بہولی

دہن یار کا مضمون شعرا کو نہ ملا
راستہ چشمۂ حیوان کا لب نان بہولی

پہر گلگشت جو گلزار مین وہ گل آیا
محو رخ مرغ ہوئی لطف گلستان بہولی

دیکہتی دیکہتی لب زلف مین دل جا اٹکا
جب ختن دیکہا تو ہم سیر بدخشان بہولی

نام لی حیدر کرار کا دنرات قبول
مرد ہی تو تو نہ یاد شہ مردان بہولے

سر کرون نذر تو قاتل سی صفائی ہوجای
جان پاؤن جو بسر و تن مین جدائی ہوجای

سنگدل ہی وہ کبہی صاف نہوگا مجہہ سی
آئنہ ہو دل خودبین تو صفائی ہوجای

غم سی مرجاؤن پہنسون قبر کی تاریکی مین
گر تری زلف کی پہندی سی رہائی ہوجای

اوس پری کی جو تصور مین کرون مین نالی
آہ جو لب سی نکل جای ہوائی ہوجای

لکہون دیوان مین جو انگشت نگارین کی وصف
ہی یقین جدول زنگار حنائی ہوجای

باتین وہ کرتا ہی اس چپ ہوای قند لبو
کہین پہیکی نہ تمہاری یہہ مٹہائی ہوجای

صبح وصلت سی ہلون پانہون مین لیکن
شام فرقت سی کہین جلد جدائی ہوجای

انہیں دہڑکون مین بسر ہوگئی ایام وصال
کہین ایسا نہو درپیش جدائی ہوجای

کرچکا قتل مجہی چشم فسون ساز کا سحر
اب تری ہونٹون سی اعجاز نمائی ہوجای

آئینی کو تری زانو سی صفا کا ہی غرور
سامنا ہو جو کسی دن تو صفائی ہوجای

جیتی جی قید تعلق سی نہ ہم چہوٹین گی
روح سینی سی جو نکلی تو رہائی ہوجای

مرگ اب کیجیو وہ جان جہان آپہونچا
موت میری سر بالین اگر آئی ہوجای

چشم جادو کا تری عشق مجہی ہی صنم
سامری سی نہ کسی روز لڑائی ہوجای

خاک در پہ تری تڑپائی اگر مجہکو جنون
آہنی پاؤن کی زنجیر طلائی ہوجای

ای پری بخت رسا کاش دکہائی یہہ اثر
تیری کوچی سی تری دل مین رسائی ہوجای

گر خدا دوست مرا ہی تو وہ کافی ہی قبول
غم نہین دشمن اگر ساری خدائی ہوجای

زخم تن ابروی خمدار سی پایا ہمنی
داغ دل چاند سی رخسار سی پایا ہمنی

تشنہ بوسہ چاہ ذقن ای یار تہی ہم
خوب پانی تری تلوار سی پایا ہمنی

کور رہ ہم ہوگئی رونی مین کٹی عمر تمام
یہہ مرض نرگس بیمار سی پایا ہمنی

سبزہ آیا ہی تو بوسی ہمین تو دیتا ہی — گل رخسار ترا خار سے پایا ہمنی

داغ بڑہتی گئی لیکن نہ وہ مغرور ملا — نہ تو ور ہم سی نہ دینار سی پایا ہمنی

تیری زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا — درد نو مرہم زنگار سی پایا ہمنی

ایسا صدمہ کوئی اغیار سی ہمکو نہ ملا — جس قدر رنج و الم یار سی پایا ہمنی

لطف یہہ سایۂ طوبیٰ مین نہوگا ای یار — جو مزا سایۂ دیوار سی پایا ہمنی

دل دانا کی لیی ہوتا ہی رہزن رہبر — صاف تسبیح کو زنار سی پایا ہمنی

دوست ہی پر اوسی نادان کہین کیون نہ قبول
کہ عداوت کا لقب پیار سی پایا ہمنی

تجکو جو مرغوب میری شعر خوانی ہوگئی — ای پری اپنی طبیعت مین روانی ہوگئی

مین کہان عشق قد دلدار ای واعظ کہان — کیا کرون نازل بلائی آسمانی ہوگئی

سبزہ رنگی ختم ہی اوسپر کہ پوشاک سفید — زیب تن جس وقت کی فی الفور دھانی ہوگئی

اوس پری رو لی کیا ہی اسقدر مجکو عزیز — خواب اب یوسف زلیخا کی کہانی ہوگئی

داغ اوسکا دل پہ ہی اب کون لی سکتا ہی کون — اس خرابی پر سلیمان کی نشانی ہوگئی

آج گل کیونکر نہ ہمکو دیکھکر وہ گل ہنسے
عشق سے رنگت ہماری زعفرانی ہوگئی

آج ہی چھپکی تمکو دیکھہ پایا بی نقاب
اب نہ کچھہ کہنا وہ ساری لن ترانی ہوگئی

نالہ موزون کی موزونی پہ تم ہنستی رہی
بار ہا ہمپر فدا روح فغانی ہوگئی

اب نہ آتی ہو کبہی دل مین نہ آنکہون مین کبہی
میری جانب سے تمہین یہہ بدگمانی ہوگئی

ناصحو بس بس زیادہ عشق نے بھڑکائی آگ
یہہ نصیحت مجھکو پریون کی کہانی ہوگئی

ہاتھہ کاٹی ہین کہان جاؤگی میری ہاتھہ سے
خوب دست آویز خون محشر مین جانی ہوگئی

میری وحشت دیکھکر مجنون دہل کر مرگیا
ناقۂ لیلےٰ کی مجھکو ساربانی ہوگئی

عشق مین غیر از گل داغ اور کیا بخشا ثمر
حسن کی معلوم ہمکو قدر دانی ہوگئی

جو سخن تیرا ہی میری حق مین میٹھا زہر ہی
عشق لب مین تلخ مجھکو زندگانی ہوگئی

کھینچی کاغذ پہ جو تیری شکل ای مانی حسن
صدقی مچھلی بن کی اوسپر روح مانی ہوگئی

کاٹتی ہی حلق ہجر یار مین پانی کی دہار
آب مین بہی آب خنجر کی روانی ہوگئی

ای گلو بیفائدہ پہولی تہی اپنی حسن پہ
دو ہی دن مین شکل تم سبکی خزانی ہوگئی

لب سخن کی مین جو کھلتی نہین مطلب کھلا
ختم تجھپر ای پری شیرین دہانی ہوگئی

اُڑ گیا سب نشۂ تیری خوف سی ای محتسب
می تری خاطر جو رکہی تہی وہ پانی ہو گئی

تن سی پیری مین نہ نکلی کس طرح روحِ رُوان
خوف کی جا ہی عمارت جب پُرانی ہو گئی

ساقیا جلد آ کہ شیشی خُم سی ٹکراتی ہین سر
زرد فرقت مین شرابِ ارغوانی ہو گئی

چُپ لگی ہی حالِ داغِ عشق مین کیونکر کہون
مُہر لب پر ہو گئی دل پر نشانی ہو گئی

اہلِ محفل عاشقانہ شعر سُنکر رو اُٹہی
یہہ غزلخوانی ہماری نوحہ خوانی ہو گئی

ناخدا سی کام ہی مجہکو نہ فکرِ بادبان
کشتیِ دل آہ پیچان سی دخانی ہو گئی

کیون تری نازاب اُٹہائین قاصدا خط مجہکو دی
خواب مین کچہہ گفتگو اوس سی زبانی ہو گئی

ساقیا اب رنگ و کیفیت کہان تیری بغیر
جام مین پانی شرابِ ارغوانی ہو گئی

ای قبول اب عشقِ محبوبِ حقیقی کا ہی عہد
بچپنا اکدن کا دو دن کی جوانی ہو گئی

آفتاب ای مُغ چہپایا جب خُمِ افلاک نی
خوشۂ انگور پروین کو لگی ہم تاکنی

تیری دانتون سی صفائی کی ہی پیدا ای پری
موجِ آبِ دُر کی صورت ریشۂ مسواک نی

اپنا سر اب کسی کو سر مگر گہستا نہین
پاؤن کی کہونٹی پہ چڑہوایا تری فتراک نی

جادہ ہی دشت جو سمجھا ہی وہ مجنون ہی — پھاڑا ہی دامانِ صحرا جسنی گریبان چاک نی

عیب ظاہر کر رہا تھا آسمانِ عیب جو — پردہ پوشی کی تنِ خاکی کی لیکن خاک نی

ایک شعلی مین جلایا وسوسون کا خار و خس — صاف میدان دل کا کر ڈالا ہی عشقِ پاک نی

تیر جو بر شست بھی باندھی مگر پھر کچھ نہین — مرغِ دل کو خوب پھڑکایا ہی چھوٹی تاک نی

کونسی مجنونِ صحرا گرد کی یہہ خاک ہی — اسقدر کیون پائی ہی سرگشتگی ہر چاک نی

کسطرف ساری ہوا بدہضمی کا مرض — قاضی ہیضی سی موا جسدم لگی ہم ڈاکنی

کر کی کیسہ پای نازک مین ہماری سامنی — ہمسی کیسی ہاتھہ ملوائی تری دلّاک نی

واعظا ہم نشۂ می مین نکرتی تجھسی عجز — سر کو جھکوایا ہی قدمون پر تری تریاک نی

طاق ہی شیشہ نہ جب تو نی اُتارا ساقیا — طاقِ نسیان تیرا ہی ظالم لگی ہم تاکنی

ہو گئی بیہودگیِ کوہکن اپنی ای قبول

جب مری تائید کی آکر شہِ لولاک نی

حیا سی تم نہ مری دل کا مدعا سمجھی — جو سمجھی بھی تو بس اتنا کہ بی حیا سمجھی

وہ ہوشیار ہی سمجھا کی لاا وسی ناصح — تری کلام کو بیخود جو ہو وہ کیا سمجھی

جو سمجھی اب تو مجھی کیا سمجھہ کی قتل کیا
غم اپنا کہا دو کہ جو سمجھی تم بجا سمجھی

جو ایک نقطی کی سمجھی بلندی و پستی
تو وہ خدا کو نہ پھر آپ سی جدا سمجھی

اوسی نہ لایا کوئی بلکہ جا کی بھڑکایا
کسی کو کوئی بھلا خاک آشنا سمجھی

طبیب عقل نی آخر کیا علاج اپنا
شب فراق مین ہم زہر کو دوا سمجھی

کسی طرح نہ ٹلی سر سی دم گھٹا میرا
شب فراق سی اوس زلف کی بلا سمجھی

ہنسا کی گل کو چمن مین سے لایا بلبل کو
یہہ جوڑ توڑ تمہارا ہم نہ ای صبا سمجھی

چبھی ہین تلوونمین اوٹھ اوٹھہ کی دشت کی کانٹی
ہماری آبلون کو خار کہربا سمجھی

فروغ اوسکا ہو محفل مین تیری جا بجا پہر
جو مثل شمع کوئی آپ کو فنا سمجھی

پہن کی طوق جو ای قیس بیٹھی پہلو مین
ہم اپنا اور ترا ایک سلسلا سمجھی

خدا کی یاد نہ کی عمر کہوئی غفلت مین
تم اس جہان مین آکر قبول کیا سمجھی

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی
منہ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہی

جسم پہ بوند یون سی آبلی پڑ جاتی ہین
قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی

ہجر مین خون نہ رلوا تو برس کر مجھکو — ای گھٹا بیرا لہو اور گھٹا جاتا ہی

چھینٹی دینی مجھی اوس شوخ کی یاد آتی ہین — کس بہانی سی مجھی ابر رلا جاتا ہی

دیکھون لگتی ہی یہ ساون کی جھڑی کبتک — سیری بہی آنسوون کا تار بندھا جاتا ہی

دم گھٹا جاتا ہی جب آکی گھٹا چھاتی ہی — دلبر ابر غم فرقت وہین چھا جاتا ہی

کیون گذرتا ہی سر سی تو ای سیل سرشک — کوئی دم مین خط تقدیر مٹا جاتا ہی

سرخ کانٹی نظر آتی ہین مجھی ای صحرا — مجھسی بہی آگی کوئی آبلہ پا جاتا ہی

نہ سوا پہیری غش آتا ہی روتی سوتی — آپ ہنستی ہین بہلا آپ کا کیا جاتا ہی

ای سگ یار پہونچ کر تو سعادت حاصل — ورنہ اب آکی ہما ہڈیان کہا جاتا ہی

ظلم کر جاتا ہی ہر مرتبہ آکر ناصح — بیخودی مین مجھی یاد اوسکی دلا جاتا ہی

وسعت نور خدا داد تو دیکھو یارو — دو جہان ایک ہی پتلی مین سما جاتا ہی

لاؤبالی جو کبھی باغ مین آتا ہی وہ گل — عشق گل سی دل بلبل کو چھڑا جاتا ہی

خوف اغیار سی مجھکو نہین زنہار قبول
دل مگر یار کے تیور سی ڈرا جاتا ہے

اوس سیمتن کی دل مین محبت مقیم کی
اب زر کی کچھہ ہوس نہ تمنا ہی سیم کی

ترسایا اسقدر کہ چلے ہم جہان سی
حالت تو دیکھہ جاؤ تم اپنی سقیم کی

اکسیر یہہ زمانہ ہی نافہم کے لیے
اس دور مین خراب ہی مٹی فہیم کی

یا جان جای یا کہین قاتل سی ہو وصال
دشوار ہی یہہ زندگی امید و بیم کی

طالب ہو کون طاقت دیدار کسکو ہی
جلوہ تو ہی پہ آنکھہ کہان ہی کلیم کی

میرا سخن کرین گی مری بعد سب عزیز
ہوتی ہی اہل درد کو الفت یتیم کی

انداز و ناز و غمزہ سی لٹتا ہی ملک دل
یکبار فوج ٹوٹ پڑی ہی غنیم کی

اوس حور کی فراق مین دوزخ ہی مجھکو باغ
لذت ہی آب سرد مین ماء حمیم کی

تو گنج تھا مرا سو اڑا لیگیا ہی غیر
پائی مری رقیب نی قسمت نعیم کی

مین تلخ کام اوس لب شیرین کا ہون مریض
منہہ مین مری بانہین پتی ہی نیم کی

نکلا صدف سی اور صدف گوش تک گیا
قیمت دو چند ہو گئی در یتیم کی

ہون صرف وصف بینی و زلف و دہان یار
تفسیر لکھہ رہا ہون الف لام میم کی

میری دوا کو آیا تھا اپنی پڑی اوسی
ساقط ہوئی ہین دیکھی نبضین حکیم کی

بی اشتہا سخی سی لی نان جو تو لون
نعمت نکہاؤن تیسری فاقی لئیم کی

مضمون کُند طبع سی پیدا ہون کس طرح
اولاد آج تک نہین دیکہی عقیم کی

دل میرا توڑا غیر کو لیجا کی بام پر
بنیاد پست ہوگئی عرشِ عظیم کی

کیا جانی آج آئی ہی کس گل کی پاس سی
ہر موج شاخِ گل سی ہی خوشبو نسیم کی

ملتی ہی آنکہہ تیغِ نگہہ چل گئی ادہر
پُتلی کی ڈہال نیم نگہہ سی دو نیم کی

محشر مین مجہہ فقیر کا ہی نور دیکہنا
خطِ شعاع پشم بنی گی گلیم کی

تا وقتِ مرگ مجکو بچا لی گی ای قبول
دیوِ رجیمِ نفس سی رحمت رحیم کے

اشک جاری رہی گو دیدۂ تر بند ہوئی
جا گی یا سوئی یہہ سوتی نہ مگر بند ہوئی

عاشقِ چشم تری اُٹھہ نہ سکی در سی کبہی
آخر اسکی یہہ سزا تہی کہ نظر بند ہوئی

آنکہون مین آگئی ہی لختِ جگر اپنی نہ رکی
بیوفا وقت بدا افسوس جگر بند ہوئی

دل ہا چاہِ ذقن مین گئی ہم زندان مین
اوس طرف بند ہوا وہ ہم ادہر بند ہوئی

غم رہا ہونی کا نکلا ہی یہہ جا شکر کی ہی
دل کہلا میرا جو زندان کی در بند ہوئی

تیغِ اغیار سی تیز اپنی رہی تیغِ زبان	کٹ گئی بند نہ باتون مین مگر بند ہوئی
آج وہ قتل مین مصروف ہی کیونکہ پہونچون	اسقدر خون بہا راہگذر بند ہوئی
شب کو آمد جو سُنی تیری تو در کہولی	دونون دیدی نہ مری تا بسحر بند ہوئی
اُڑ سکین خاک کہ سب محو تری حسن کی ہین	ای پری غول پری زادون کی پر بند ہوئی
بند اوسی دن سی ہی مرآیا نظر آنکہہ مین ہی	ای صنم جب سی تری روزنِ در بند ہوئی

ہمصفیرو گئی سب طاقتِ پروازِ قبول
داخلِ دامِ بلا ہوگئی پر بند ہوئی

سلسلا سلکِ دُرِ اشک کا اب کیا چہوٹی	دُرِ یکتا سی ہم اپنی لبِ دریا چہوٹی
ای خزان ہجر مین ہون باغ کر ایسا تاراج	گل تو کیا چاہی گلشن مین نہ پتا چہوٹی
ایک بوسی کی لیی ساتہہ پڑا پہرتا ہون	صدقہ جان کی دی دو کہین پیچھا چہوٹی
پاؤن دریا پر اوسی خضر ملی آئی مراد	جمعہ جلد آئی جو بہادون کا تو بیڑا چہوٹی
ہمصفیرو مری پر توڑ دو منقارون سی	صید اوسکا ہون بہت کیا کرو لاسا چہوٹی
بانکپن ختم کرو اپنا کسی دن مجھپر	نیمچہ کوئی چلی کوئی طمنچا چہوٹی

کوچۂ یار کی جانب کو ذرا چل نکلین
ناتوانی سی اگر ساتہہ ہمارا چھوٹی

دربہی ہو بند تو غیرون کی لیی وا ہو جای
نیچی غرفی کی جو ہم آئین تو پردا چھوٹی

شہد شیرین ہین لب ایسی جو مجہی بوسہ دی
نہین ممکن کہ دہن سی کہین اوسکا چھوٹی

دن کو ہو مہر فدا رات کو صدقی مہتاب
تیری چہری پہ اگر زلف سمن سا چھوٹی

کون بچ سکتا ہی ابرو و مژہ سی ای ترک
تیغ پڑ جای اگر تیر سی جیتا چھوٹی

عین معشوق کیا عشق نی مجہہ عاشق کو
مین نہ چھوٹون جو مری یار کا سایا چھوٹی

اوسکی مین پاؤن جو چہوتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
کہین ایسا نہو اب ہاتہہ ہمارا چھوٹی

مجہہ سی عاشق کو بہلا ہجر مین ہو خاک شفا
مرض الموت ہوا اور مسیحا چھوٹی

لی چکی بوسہ چلو کوچۂ جانان سی قبول
اب خدا جانی کہ ہاتہہ چہٹی گہوڑا چھوٹے

روز و شب صدمی اوٹہاتا ہون جانی کی لیی
خلق ہون خلق خدا کا سخن کہانی کی لیی

عمر بہر جلوہ نہ تو دکہلائی گا تا بمعاد
ہمنی آنکہین پائین ہین آنسو بہانی کی لیی

بعد مرنی یاد آئی گی فضائی کوی دوست
خلد مین تڑپین گی ہم دنیا مین آنی کی لیی

مژدہ جان بخش ہی یہہ ہر کی قائم مقام
اوسکی جانب سی رقیب آیا بلانی کی لیی

قتل اس و بیدار کی بہو کی کا ہی منظور اگر
تیغ کہینچوائی ہین ہم زخم کہانی کی لیی

قبر پر اس کشتۂ ساعد کی پہونچی ہو اگر
گجری پہونچون کی اوتار و تم چڑہانی کی لیی

بیوفا ایسا تجہی پایا کہ مجہہ سودائی نی
نام تیرا یاد رکہا ہی بہلانی کی لیی

جل کی اوس طفل برہمن سی جو بینی جان دی
لی گئی ہندو مرا مردہ جلانی کی لیی

سنتی ہین پیر مغان نی در کیی ہین آج بند
میکشو چلتی ہو میخانی کو ڈہانی کی لیی

آہوون نی مست ہو کر پہر ختن کی راہ لی
آئی تہی اوس مست سی آنکہین لڑانی کی لیی

تہک کی سوجاتا ہون شب کو کہ تی کرتی یہہ دعا
یاربا یارب صبح کو آئی جگانی کی لیی

یعنی جو عارض و کہانی کا سوال اوس سی کیا
ہو گیا موجود وہ آنکہین دکہانی کی لیی

قبر مین ہم پہونچی ہو کر کشتۂ چشم سیاہ
ایکدن تو آؤ وہ آنسو چڑہانی کی لیی

چہری پر چہوڑی ہی کب زلف پریشان یار نی
جال پہیلا یا ہی عنقا کو پہنسانی کی لیی

کیون نہ پہر بلبل جلی جب آشیان برباد ہو
باغبان لیجا ہی چوب گل جلانی کی لیی

لاکہہ غم ہون ہم مگر ہون گی نہ دل برداشتہ
تیری در پر بیٹہی ہین صدمی اوٹہانی کی لیی

باہر آ سینی سی ای دل ہی بہت گر اشتیاق
کہینچا اوسنی تیر ترکش سی لگانی کی لیی

واہ کیا انصاف اُلٹا ہی ترا ای بدمزاج
ہمکو رُلوایا رقیبون کو ہنسانی کی لیی

سیر کو گلشن مین جیسی لوگ جائین ای قبول
آئی ہین دنیا مین سب دنیا سی جانی کی لیی

یار تجہہ پاس جو ای رشکِ سلیمان ملجای
ہی یقین خیلِ پریزاد مین انسان ملجای

ہفت اقلیم سکندر کو نہ پہر یاد رہی
سیر کرنی کو اگر دل کا بیابان ملجای

وحشیِ چشمِ فسون ساز کو تسکین کہان
دونی وحشت ہو اگر دشتِ غزالان ملجای

محفلِ یار مین یارب ہو رسائی میری
مہربان ہو کی کسی وزتو دربان ملجای

مر رہی شہر کی باہر یہہ ترا دیوانہ
ہو کفن میرا اگر دشت کا دامان ملجای

مین یہہ سمجہون کہ ملا روضۂ رضوان مجہی
سیر کرنی کی لیی کوچۂ جانان ملجای

مجمرِ چرخ مین جل جل کی ہو تو خاک سیاہ
داغ میرا جو تجہی ای مہِ تابان ملجای

ہو اوسی شاخِ نشیمن سی سوا ای قاتل
مرغِ دل کو جو تری تیر کا پیکان ملجای

کیون نہ پامال کری کبک جب اوسکی رفتار
تیری رفتار سی ای سروِ خرامان ملجای

دمِ خفا ہی نہین ملتا ہی جو مجھسی قاتل | خفگی جائی گلی خنجرِ بُران ملجای

شکرِ خالق کا بجالای نہ کس طرح قبول
بتجہسا محبوب جو مداح کو جانان ملجای

یہی کرتا ہون دعا صبح و مسا یا باقی | وصل باقی رہی جبتک کہ ہی دنیا باقی
تیری سودائی کا سودا نگیا گلشن ہی | سیر کرنی کو جو باقی ہی تو صحرا باقی
بند ہر آنکھہ ہوئی اوسنی اُٹھائی جو نقاب | بی حجابی مین رہا نور کا پردا باقی
وصل کا ہی وہی اقرار قیامت کی یہی دن | حشر مین بھی ہی وہی وعدۂ فردا باقی
بسمل اب تک تو تڑپتی ہین گیا گو قاتل | محفل آخر ہوئی لیکن ہی تماشا باقی
کیسی ہشیار کہ دیوانی ہی مانگین گی پناہ | چند روز اور رہی گا جو یہہ سودا باقی
دہنِ تنگ کی بوسی نہ دیی ای قاتل | حشر کی دن بھی رہا خون کا دعوا باقی
یاد اتنا ہون کہ آئی نہین تیا وہ مجھی | دور ہون بزم سی پر دلمین تو ہی جا باقی
تنگ ناصح ہوا گل دیکھہ کی دو چار آنسو | ابھی ہر آنکھہ کی پردی مین ہی دریا باقی
ہمنی وحشت مین گریبانِ قبا چاک کیا | قطع کرنی کو رہا دامنِ صحرا باقی

مردہ دل سیکڑون ہی زندہ کیی جانان نی | ہی جہان مین ابہی اعجازِ مسیحا باقی
ساقیا فیض دکہا ورنہ کوئی ساعت مین | نہ یہہ محفل ہی نہ ساغر ہی نہ مینا باقی

ای قبول آپکو کیونکر نہ کہون نقش برآب
بی نشان سب ہین فقط نام ہی اوسکا باقی

مرتی دم اسیجان وہ دل ستاتی جائین گی | جائین گی دنیا سی تو تجہکو رولاتی جائین گے
وصل سی محروم ہم پہیر وہ گی بلایا ہی تو کیا | آئی ہین ہنستی ہوئی آنسو بہاتی جائین گے
یار کہتا ہی چلین گی سیرِ مقتل کو جو ہم | فتنۂ شورِ قیامت کو جگاتی جائین گے
جسقدر الفت تری لاغر کری گی ای صنم | اور بہی ہم تیری آنکہونمین سماتی جائین گے
نیمچہ مارا مرا مُردہ زمین پہ دیکہہ کر | مین یہہ سمجہا تہا کہ ٹہوکر سی چلاتی جائین گے
ناز دکہلا کر وہ دیکہین گی مرا اندازِ عشق | آپ ہنستی جائین گی مجہکو رولاتی جائین گے
آج لڑلو نگار قیبون سی نہین تو ای صنم | اور بہی ہر روز یہہ مجہکو دباتی جائین گے
حشر کی دن بہی یہی گی کیا زبانِ تیغ لال | عاشقون کی خون وہ کبتک چہپاتی جائین گے
بیوفا دل لیکی بہی کچہہ تو نی دلداری کی | دل کو تو بہولی تہی تجہکو بہی بہلاتی جائین گے

ضد سی ساقی نی بہادی نپری ہمکو شراب
آج میخانی سی ہم آنسو بہاتی جائین گے

مسکراتی آئین گی گنجِ شہیدان مین جو وہ
زندون کو ماریں گی مُردون کو جلاتی جائین گے

جتنا بڑہتا جای گا سودای گیسوئے دراز
اور ہم زنجیر کی کڑیان بڑہاتی جائین گے

شعلۂ رخسار اگر یون ہی رہا ہر شب بلند
چاند کیسا سب ستاری داغ پاتی جائین گے

سوی مژگان کی برابر ہو گیا ہی جسم زار
دیدۂ ترکب تلک مجہکو سکہاتی جائین گے

تو ابہی ہی طفلِ مکتب سن نہ مطلق حرفِ غیر
اُلٹی پٹی میری جانب سے پڑہاتی جائین گے

ایک وہ سی رشک ہی تجہکو ابہی تو ای قبول
لاکہون عاشق کوچۂ جانان مین آتی جائین گے

نظر تیری جو مجہسی ای بتِ بلی پہر پہرتی ہی
مری نظرون مین اپنی موت کی تصویر پہرتی ہی

پہر اشہرون مین سیف ای پری رشکِ یوسف سے
کہ کہنچ کہنچکر ترے ہر شہر مین تصویر پہرتی ہی

دکہادی اب ہی رخ ورنہ جنون کی آمد آمد ہی
مری آنکہون مین تیری زلف کی زنجیر پہرتی ہی

جبینِ صبان کی تعریف پر وہ مجہسی پہر بیٹہا
الٹ جاتی ہی اچہی بات جب تقدیر پہرتی ہی

خرامِ ناز کا تیری مزا آنکہون کو ملتا ہی
گلی کس منہ سی ہی ای پری شمشیر پہرتی ہی

وہ رعب حسن ہی گم عشق کا مطلب کہا چاہون
زبان تک آکی الٹی پاؤن پھر تقریر پھرتی ہی

نہ پھیر آنکھہ ابتو آ دیکھون تجھی سر پر قضا آئی
کوئی دم مین ہر اک آنکھہ ای بت بی پیر پھرتی ہی

ستمگارون کا وہ ناوک فگن تا ہی پی دل لی
نظر مجھہ صید کی حسرت سے سوئی تیر پھرتی ہی

نہ چھوڑا ایک بھی گل ای خزان کیا تیری ہاتھہ آیا
چمن مین غنچہ سان بلبل بہت دلگیر پھرتی ہی

مرض مین ہر بھی مرنی کو کہاتا ہون تو قسمت سے
شفا ہوتی ہی فورا زہر کی تاثیر پھرتی ہی

بہم مینی جو اب دیکھا ہی مین تیری ساتھہ پھرتا ہون
مگر اب ٹھوکرین کھاتی ہوئی تعبیر پھرتی ہی

بہت چاہا نہین ہوتی رسائی یار کی دل مین
بھٹکتی ہر طرف کو آہ بی تاثیر پھرتی ہی

وہ ہون دیوانہ نازک دماغ ای نوگل بستان
لیی موج صبا سیری لیی زنجیر پھرتی ہی

کیا اختر تمہاری تیغ ابرو نی نہین آخر
قلم سر ہو گیا قسمت کی کب تحریر پھرتی ہی

بنا خط غبار ناصیہ کو کیمیا سمجھی
جو اس نسخی مین ہی تھا ساتھہ اکسیر پھرتی ہی

ملون اسکو کہتی ہین جو ہی اوس لاؤبالی مین
کہ سو سو بار اک اک بات مین تقریر پھرتی ہی

زیارت کر رہا ہون ای قبول اب شوق رہبر ہی
نظر مین مرقد شبیر کی تصویر پھرتی ہی

عبث خیال یہہ ہی عیسی وہ جوان ملجای — ملی زمین سی آکر جو آسمان ملجای

ملی جو قوس قزح ہو تری کمان ابی تک — بنی کمان کا چلہ جو کہکشان ملجای

گلی جو پائی تری کوچہ ارم پایا — ارم کا ملنا ہی ای گل اگر مکان ملجای

چلا ہی دم مین مجھی لیکی شیخ کعبی کو — الٰہی راہ مین اوس بت کا آستان ملجای

تری چھری مین ہی ای گل عجب چمن بندی — شگفتہ ہو دل بلبل جو آشیان ملجای

سفر ہی ملک عدم کا دم ابتو راہی ہی — الٰہی آکی کوئی دم کو جان جان ملجای

خلش ہی آٹھ پہر دل مین ہجر مژگان سے — رہائی ہو کہین سینی سی اب سنان ملجای

ہمین بہی عاشق بیدل جان ای ناقدر — کبہی بچہوڑی جو معشوق قدردان ملجای

کرون کلام دہن مین جو پاؤن عنقا کو — کمر کو پوچہون اگر کوئی نشان ملجای

الٹ رہی ہین ہم ای جان عشق کا دفتر — کہین اگر کوئی مطلب کی داستان ملجای

مجھی یقین ہو دل ہی ترا ملا مجھسے — دہن دہن سی بان سی اگر زبان ملجای

ہم اپنی یوسف گم گشتہ کی خبر پوچھین — جو کوئی مصر کی رستی مین کاروان ملجای

ہم اوس مسیح سی حال دل مریض کہین — الٰہی آج تو کچھ تو بات بیان ملجای

یہہ تحفہ خلد مین لین مجہسی دوڑکر حورین	جو تیرا سیب ذقن مجہکو ای جوان ملجای
خطا کری وہ بہلا کس طرح نشانی مین	قضا کا تیر قدر کی جہی کمان ملجای
بشر سب ایک ہین پہ فرق گفتگو مین ہی	یہہ ذکر کیا جو کسی سی مری زبان ملجای

او اکرون دُرِ دندان یار کا کچھہ وصف
جو ای قبول زبانِ گہر فشان ملجای

جلوہ گر باغ مین ای سرو جو تو ہوتا ہی	پایگل شرم سی سرو لب جو ہوتا ہی
نکلین کیونکر نہ مری فکر سی رنگین مضمون	صرف اشعار مری دل کا لہو ہوتا ہی
آج کل دیتی ہین دریدہ وہ تسکین مجہی	چاک پیراہن دل تہا سو رفو ہوتا ہی
کرلی ہین سبکو اداکر کی دوگانہ وہ ادا	خون عشاق سی قاتل کا وضو ہوتا ہی
خوف سی آنکہہ مین روکی ہوئی ہین جو بی سرشک	پہر خفا کس لیی ای عربدہ جو ہوتا ہی
عکس گیسو کا وہین سنبل تر بنتا ہی	بال وہ سرو جو کہولی لب جو ہوتا ہی
فیض پیمانہ ہی کہ ساقی دریا دل کی	سیکشو مژدہ کہ لبریز سبو ہوتا ہی
تجکو کس طرح دکہاؤن دل مضطر کی تڑپ	چین ہوتا ہی مری دل کو جو تو ہوتا ہی

باغِ عالم مین لطافت سی وہ کہائی کیاری
اپنی جامی مین وہ گل صورتِ بو ہوتا ہی

اشک کی جائین گی پلکون کی بہلا رو سی
نہر کی پاٹ مین جو جون سی رفو ہوتا ہی

بوالہوس سب غل و زنجیر مین غل کرتی ہین
تیری سودی مین بہلا کسکو غلو ہوتا ہی

شمعِ عارض کی لوین اٹہتی ہین کانون کی قریب
یون جو پیچیدہ ہر اک زلف کا مو ہوتا ہی

ہی ہر اک رنگ مین پیدا صفتِ تزاق
دو د اطفال کی پینی کو لہو ہوتا ہی

زلف کی بو جو پہنچتی ہی تو خجلت کہا کر
مشک نافی مین نہان صورتِ بو ہوتا ہی

خامہ اپنا نہین دریای فصاحت ہی قبول
اس سی تر مرغِ معانی کا گلو ہوتا ہے

ہماری تجہسی جو ای جانِ دلبری ہو جای
تو دردِ ہجر ہی فی الفور دلبری ہو جای

خدا جو چاہی تو طالع کی یاوری ہو جای
فلک برائی کری تو وہ بہتری ہو جای

ہلال لی آئی تو کچہہ وصف لکہنی ابرو کی
ہو رخ کی مدح اگر زندہ انوری ہو جای

ثنای چشم جو لکہی وہ نرگسی کہالے
کری جو جسم کی تعریف عنصری ہو جای

غرورِ حسن نہ کر عشق نی وہ دی ہی نظر
کرے تحمل کوئین کیدن تو پری ہو جای

کمال ہو دُر و یاقوت کی پرکھنی مین — جو دیکھہ لی لب و دندان وہ جوہری ہو جای

قدم زمین پہ رکھی جو وہ سراپا نور — تو مصر و ماہ کا ہر ذرہ مشتری ہو جای

سبھون کو آج وہ مقتل مین قتل کرتا ہی — ہماری ہی او دہرای عشق رہبری ہو جای

شبِ فراق کٹی آئی جلد صبحِ وصال — طلوعِ مہر ہو طالع کی یاوری ہو جای

ابہی جو یادِ قدِ شعلہ رو مین کہینچون مین — درخت آگ کا یہہ آہِ آذری ہو جای

لڑائی آگی رقیبون کی ہو جو مدِ نظر — تو ہمسی ملتی ابہی جنگِ زرگری ہو جای

ہی اتفاق جہان عشق طفلِ زرگر مین — جو جنگ بہی ہو تو کچہہ جنگِ زرگری ہو جای

نہال ہون جو پہل اوس گل کی تیغ کا کہاون — لہو سی شاخِ تمنا ابہی ہری ہو جای

طلسمِ شیشہ ابہی دیکہتا ہی آنکہون کو — نہ بند شیشی مین ساقی کہین پری ہو جای

کمر کی عشق مین ویسا ہی ہو گیا مین بہی — نصیب ایسی کسیکو نہ لاغری ہو جای

دکہائین آہِ شرر زا کی ہم جو نیرنگی — ابہی تو سرخ یہہ سب چرخِ اخضری ہو جای

ترا حجاب ہی روکی ہی درمیان بند تو کیا — فنا اک آہ سی سدِ سکندری ہو جای

شبِ وصال ہین تا روزِ حشر صبح نہو — دراز اور تری زلفِ عنبری ہو جای

قتول سی دہن یار کا جو وصف ہو خوب

عیان جہان مین سب پر سخنوری جای

یاد گھر مین تجھی کیونکر کوئی مضطر نکری — ای پری تیری طرح دل مین کوئی گھر نکری

تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجھہ وحشی کو — اور بیخود مجھی فصّاد کا نشتر نکری

صبحدم چونک کی آنکھہ اپنی نہ کھولی وہ پری — آئینہ سامنی جب تک کہ سکندر نکری

نوجوانو یہہ وصیت ہی کسی عاشق کی — آگ مین کود پڑی عشق کوئی پر نکری

بیوفائی کی لیی فرہاد کی کوہ کنی — دلکو شیرین کیطرح سی کوئی پتھر نکری

لینی دل اوسکو دیا پر نہین الفت کا یقین — جان بہی اپنی جو دون تو وہ باور نکری

اس قدر سوزِ درون ہی کہ اگر یہہ نکون — زندگی آگ مین اکدم بہی سمندر نکری

شور اگر ہو کہ یہہ عشق لب شیرین کا ہی جوش — سامنا دیدۂ گریان کا سمندر نکری

آب چاہِ ذقنِ صاف تو کب دیتا ہی — آب خنجر بہی جو چاہون تو گلا تر نکری

نظر آجای وہ ہمکو یہہ نہایت ہی محال — زار جب تک وہ کمر اپنی برابر نکری

روزن اک ہمنی بنایا ہی درِ جانان مین — خوف ہی ای جو دربان تو کہین شر نکری

دل ہی سینہ ہی جگر ہی یہہ ہوی سب زخمی
جو کچھہ ابرو نی کیا کام وہ خنجر نہ کری

دل مرا ان کی کبھی بات نہ پوچھی پھر کر
جو ستم تو نی کیا ہی کوئی دلبر نہ کری

ای پری چہرہ اگر ہو نہ ترا زیر نقاب
سامنا تو کبھی خورشید منوّر نہ کری

جل کی دل سینی سی نکلی تو نکل جانی دی
عشق دلسوز کو دل سی کوئی باہر کری

عشق ابرو مین لہو ہو کی بہا میرا دل
کبھی غرّہ کوئی مضبوطی دل پر نہ کری

پڑ گئی ہی تری آئینہ عارض پہ نگاہ
ٹکری آہنی کو کس طرح سکندر نہ کری

ای پری دیکھہ کی تجھکو نہ پھڑک جای وہ خود
نامہ لیجا کی رقابت تو کبوتر نہ کری

دل کو چھیدا ہی مری آنکھون سی بہتا ہی لہو
جو کیا ہی تری مژگان نی وہ نشتر نہ کری

لات کیون ماری علیؑ نی جو یہہ دنیا ہی خوب
جو غلام انکا ہو وہ خواہش افسر نہ کری

کامیاب اور ہوئی ہم رہی محروم قبول
کبھی ایسی کسی عاشق سی مقدّر نہ کری

چہرۂ یار مری دل پہ بلا لاتا ہی
حسن جو کہتا ہی وہ عشق بجا لاتا ہی

خواب مین دیو ڈرا جاتا ہی آکر ہر شب
زلف کا عشق مری سر پہ بلا لاتا ہی

آج گلزار مین گل ہنستی ہین مین بہی خوش ہون | خبر آمد کی تری پیک صبا لاتا ہے

کہین ملتا نہین ہرگز وہ بت ہرجائی | دل بیتاب مجہی روز تہکا لاتا ہے

تلخ کرجاتا ہی ہر روز دہن آکی طبیب | زہر کا جام پلانی کو بنا لاتا ہے

چاک اسکا ہی ہو دل پہاڑون اسی کی آگی | آج خیاط نئی سی کی قبا لاتا ہے

زرد پوشاک تری کہینچی نہ مجہہ زار کو کیون | کاہ کو اپنی طرف کاہربا لاتا ہے

خوش نگہہ دشت مین ہوجاتی ہین بی دام شکار | آنکہہ دکہلاکی وہ آہو کو لگا لاتا ہے

فرصت رونی کی تری کوچی مین ویسی کہان | پر مجہی اشک کا سیلاب بہا لاتا ہے

روز خلقت دل عاشق کو صفا ملتی ہی | ساتہہ ہی اپنی یہہ آئینہ جلا لاتا ہے

کم نہین دیو سی قوت مین دل زار اپنا | قاف سی روز یہہ پریون کو اڑا لاتا ہے

دل سی نقشہ چہ کنعان کا اگر پوچہتا ہون | مجہکو چاہ ذقن یار دکہا لاتا ہے

ناصحا کوچہ جانان نہ چہٹی گا چپ ہو | روٹہتا ہون تو وہ خود مجہکو منا لاتا ہے

ہون فقیری مین وہ قانع کہ مری کہانی کو | ہڈیان اپنی سعادت سی ہما لاتا ہے

جو کوئی جاتا ہی وہ خاک بسر پہرتا ہی | کوچہ عشق سی عاشق کوئی کیا لاتا ہے

قتل کرنی مجھی آتا ہی شہ حسن مرا | ساتھہ اپنی سپنہ زداد لاتا ہی

حال دل کہتا ہون جب مین تو وہ کہتا ہی قبول
تو تو ہر روز نئی بات بنا لاتا ہے

ابر دیکھا تو کہا دل نی بخار اپنا ہی
برق چمکی تو صدا دی یہہ شرار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
داغ داغ اسلیی سارا تن زار اپنا ہی

تجھپہ مرجائینگی ہم ہی بچی گا نہ رقیب
ہم تری صید ہین لیکن وہ شکار اپنا ہی

ساقیا ہم سی زیادہ کوئی میخوار نہین
بیخودی کہتی ہین جسکو وہ خمار اپنا ہی

تہاما ہی پنجۂ حسرت نی تمہارا دامن
آگی جاتی ہو کہان تم یہہ فرار اپنا ہی

ای صنم کسلیی دامن سی چھڑاتا ہی تو
بیوفا ایسا نہ بن جا یہہ غبار اپنا ہی

سیکڑون پہولی ہوئی ہین گل داغ حسرت
دل نہین سینی مین یہہ باغ بہار اپنا ہی

دن ہو یا رات ہو آنکھو نمین ہی عالم اندہیر
دہیان زلفون ہی مین اب لیل و نہار اپنا ہی

جان لی تن کی محبت پہ نہ او ٹہا یا لاشہ
جان لون پہر اوسی کسطرح کہ یار اپنا ہی

اس سی سینی مین خلش آٹھہ پہر ہی ای گل
غنچۂ دل نہین پہلو مین یہہ خار اپنا ہی

دل ہی توڑو گی تو ہم مُنھہ نہ کبھی موڑین گی
خو تمہاری جو وہی تو یہہ شعار اپنا ہی

نظرِ یار مین ہوتی ہی زیادہ توقیر
جس قدر عشق مین ذلّت ہو وقار اپنا ہی

سینہ اپنا نہین داغون سی گلستان تہہ تیغ
نالہ کش دل جو ہی سینی مین ہزار اپنا ہی

اب کبہی دل مین ہی ہوتا نہین وُہ جلوہ نما
ایک مدّت ہوئی سُنسان دیار اپنا ہی

حرصِ دنیا کو جدا کر دلِ سی کبہی
اب یہ کیسی اسی ناچیز سوار اپنا ہی

پڑہ کی اشعار مری ہوتی ہین سیاین بیخود
خامہ جادو رقم وسحر نگار اپنا ہی

دل بہت خوش ہی مرا خوب گذرتی ہی قبول
ان دنون کوچۂ جانان مین گذار اپنا ہے

سر مین ہوای ابروِ قاتل سمائی ہی
تلوار سی ضرور مری موت آئی ہی

مین جانتا تہا روئی گا مجکو وہ مثلِ ابر
لاشی پہ پہینکی یار نی بجلی گرائی ہی

شانی تک اوسکی زلف سا اب پہونچ گئی
شانی کی اوسکی زلف رسا تک رسائی ہی

عارض وکہاؤ پہر ہی ہم ہین ہی ہو تم
آئینہ سان ہماری تمہاری صفائی ہی

چشمِ صنم مین سرمی کی جادو دآہ ون
تارِ نظر کی سینی سلائی بنائی ہی

ہی شعلہ رو کی سیر کو گلریز چشم تر — آہ شرر فشان مری اوسکو ہوائی ہی

ہین دست بستہ سامنی اوسکی تمام نور — پنجہ ہی بدر اور مہ نو کلائی ہی

کچھہ غیر کی سخن کا نہ اوسنی دیا جواب — منہہ اپنا لیکی رہ گیا کیا منہہ کی کہائی ہی

گذری شب وصال تو خواب اجل مین ہون — یارون نی آکی صبح کو میت اوٹھائی ہی

دل کچھہ تو بہلی زلف مسلسل کی یاد مین — زنجیر پہنین ہم تو ہماری رہائی ہی

کی صلح آکی گھر مری اوس خانہ جنگ نی — آج آنکھہ کیا ہی نازو ادا سی لڑائی ہی

ناحق ہی بوسہ لب شیرین کا اشتیاق — ای دل یہہ میٹھی زہر سی بدتر مٹھائی ہی

اوس حورو ش کی در کا جو دہوکا اسی ہوا — زنجیر عرش آہ رسائی ہلائی ہی

زلف دراز مین دل وحشی جو پہنس گیا — زنجیر اپنی پاؤن کی ہمنی بڑہائی ہی

بہالی پڑی ہین اپنی قاتل کی تیغ مین — تلوار میری گرم لہو مین بجہائی ہی

لب اوسنی لب پہ رکہدیئی غش دیکھکر مجھی — سوتی مین پیاس بحر کرم نی بجہائی ہی

اندہی کوئین نی نور کی صورت کیا عزیز — اور بہائی یہہ نہ سمجھی کہ یوسف سا بہائی ہی

لاکھون ہی خون ہوگئی ہونگی چل اہی قبول

سنتی ہین اوس نگار نی مہندی لگائی ہی

جوان و پیر کی دل مین سنی سی درد ہوتا ہی — ہمارا شعر جو ہی عشق مین وہ فرد ہوتا ہی

جسی ہی عشقِ کامل جام پاتا ہی شہادت کا — جلا جو خوب آبِ تیغ سی وہ سرد ہوتا ہی

عجب ہی رعب قاتل تیری شکلِ زعفرانی کا — کہ جب مین دیکھتا ہون ڈر سی چہرہ زرد ہوتا ہی

تمہاری عشق نی تاثیر بخشی ہی یہہ نالون کو — دلِ نالان سی میری اتھکی نالان ورد ہوتا ہی

کبھی گلگشت کو گلشن مین جاتا ہی جو وہ گلرو — رخِ رنگین سی اوسکی زرد ہر گل زرد ہوتا ہی

زنانی مین فریبِ بیوفا نامرد کہاتی ہین — نہ تہو کی جو عروسِ دہر پر وہ مرد ہوتا ہی

مجھی دیتا ہی وہ ایسی شرابِ صاف کا ساغر — کہ جامِ آبحیوان جسکی آگی گرد ہوتا ہی

سفیدی اور تڑپ ایسی دندان نی پائی ہی — تری دانتون سی جو ملتا ہی ہیرا زرد ہوتا ہی

ملا جب مجکو ڈر کر چال چوکا اپنا گھر بہولا — کٹا جب رنگ دشمن زرد شکلِ نرد ہوتا ہی

خس و خاشاک سی شعلی کبہی بجہتی نہین دیکھی — تری کوچی کا کوڑا تپ مین بادآورد ہوتا ہی

کیا ہی ذبح تو سرگرم ہو تجہیز و تکفین پر — ترا عاشق کوئی ساعت مین قاتل سرد ہوتا ہی

قبول اسمین مرا کیا جرم ہی حاسد جو میرا ہی

مرا ہر مصرعِ صاف اوسکی دل کو کر دہوتا ہی

چُرا کر لیگیا دل کو وہ ہم بیدار کیسی تہی	کیا بیخود دکہا کر آنکہہ ہم ہشیار کیسی تہی
ہوئی غلط ہی آخر عشق مین وحشت کی گہر ران	بہلا بیدین ہم تو تہی ہی یہہ دیندار کیسی تہی
چہبی تلوون مین میری خلش ہونی لگا دل مین	نہین معلوم ای وحشت جنون یہہ خار کیسی تہی
اوسی آتی جو دیکہا اوٹہکے دوڑا بسترِ غم سی	وہ ہنسکر بولا شوخی سی کہ تم بیمار کیسی تہی
وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا	ہماری ہجر مین دیدی یہہ دریابار کیسی تہی
ہوا یہہ طول فرقت کو کہ دل سی پوچہتا ہون مین	جبین کیسی تہی میری یار کی رخسار کیسی تہی
مجہی ای برہمن کیا دو یہہ پہنایا اپنی الفت مین	یہہ کیا دام بلا تہی رشتۂ زنار کیسی تہی
گئی ہمراہ حسرت رہ نہین چہوڑا ہی شاہ ہونکا	گئی کیون داغ لیکر صاحبِ دینار کیسی تہی
چڑہائی جام جامہ کر کی رہن پہونچی مسجد مین	اری رندو یہہ اہلِ جبّہ و دستار کیسی تہی
تمہاری گیسوؤن نی کیون نہ جہاڑا اسیری بت کو	سیہ پوشی یہہ کیسی تہی یہہ ماتمدار کیسی تہی
وہی مین ہون کہ ای گل خار ہون ہر تجسس مین	وگرنہ آگی تم میری گلی کی ہار کیسی تہی
وطن کی باغ سیر سبزہ صحرا سی مین بہولا	چمن مین کس روش کی ای جنون گلزار کیسی تہی

عوضِ مہر و وفا کی اب جفا و جور مجھپر ہے
مجھے حیرت ہے تیری وعدۂ اقرار کیسی تھی

الجھکر مر گئے ہم تو بھی یہہ سیدہی نہین ہوتی
پریشان ہے مجھی تیری گیسوے خمدار کیسی تھی

لپٹ کر رہی تا صبح سوئے وصل کی شب مین
سحر تک شام سی فرقت مین ہم بیدار کیسی تھی

نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میری
لہو کی پیاسی تھی قاتل لبِ سوفار کیسی تھی

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول اب تک
مزا پایا نہ کچھہ بھی یہہ تری اشعار کیسی تھی

پھرتی ہے بھٹکتی ہوئی ہر سو نظر اپنی
بتلا دہنِ تنگ سی نازک کمر اپنی

ہم بھی تو تصور سی اوسی سمت گئی ہین
اوس کوچی سی دل آئی تو پوچھین خبر اپنی

بی دیکھی تری حشر کو بھی صبح نہوگی
موقوف ہی نظارۂ رخ پر سحر اپنی

عالم تو ہی اوسکی طرف اور اوسکا یہہ عالم
سنتا نہین فریاد وہ بیدادگر اپنی

کیا جانی تری عشق مین پہنچی ہین کہان ہم
افسوس کہ ملتی نہین ہمکو خبر اپنی

فرقت ہوئی سونگہا جو ترا سیبِ زنخدان
تاثیر یہہ کیونکر نہ دکہاتا ثمر اپنی

نیزی کی انی پار ہوئی جاتی ہی دل سی
ظالم نہ ملا میری نظر سی نظر اپنی

مین ملک سلیمان کا تسخیر کرون اوس سی — دیدی وہ پری مجھکو انگوٹھی اگر اپنی

مین ایک کو توڑ و جیکا خون ہوتا ہی یہہ بہی — دل بہہ چکا آنکھون سی خبر لی جگر اپنی

اب پہونچون بہلا کعبۂ مقصود کو کیونکر — طی کر گئی منزل مری سب ہمسفر اپنی

اخفا یہہ کیا دل نی کہ ہم ہی نہین آگاہ — کیا جانی کہ آئی ہی طبیعت کدہر اپنی

مضمون سی جتنی ہی مری دل کو محبت — شفقت یہہ نہین کرتا پسر پر پدر اپنی

عارض تم ہی دو مہر ہین ای مہر منوّر — دی ایک ہی بوسہ کسی دن مہر کر اپنی

افواج مضامین ہی لڑی کر کوئی شاعر — سیف دو زبان خامہ ہی کاغذ سپر اپنی

اب رحم کرو مجھپہ کہ مین روتا ہون کب سی — تم ہنسنکی دکہا دو مجھی سلک گہر اپنی

ای باد صبا ہمکو پتا صاف بتا دی — تو لیگئی ہی خاک چمن سی کدہر اپنی

دیکھی رخ صاف اوسکا تو جالی کو کری وہ — بنوای ذرا آنکھہ تو پہلی قمر اپنی

مشہور ہی تہم جاتا ہی دریا بہی کسی وقت — تہمی سی نہین رکتی کبہی چشم تر اپنی

ہی ناز اوسی حسن کا مین عشق پہ مغرور — اوس سمت کشش یار کی ہی اور ادہر اپنی

بی فکر رہی ہم نہ قبول ایک گھڑی بہی

فکرون ہی مین عجب عمر ہوئی ہی بسر اپنی

وہ بحرِ حسن رہی بحر مین کہ بر مین رہی
کبھو وہ دل مین رہی گا کہ چشمِ تر مین رہی

وہن ہی آنکہہ مین اشکون مین جلوہ گر تری الفت
صدف صدف مین ہا اور گہر گہر مین رہی

عدم کو پہونچی اہی انزوا گزینی مین
ہمیشہ گہر مین ہی ہم مگر سفر مین رہی

ہو رشکِ سروِ جنان قد ترا یہہ بوٹا سا
جو ایک پل بہی صنم میری چشمِ تر مین رہی

نہ رخ کی بوسی ملین گی نہوگا دل کو قرار
بس اب یہہ داغ ہی اہی لالہ و جگر مین رہی

ہم اپنی جان محبت مین اسکی دیتی ہین
ہمارا رشتۂ جان بہی تری کمر مین رہی

وہ سادہ رو جو کری اپنی حسن پر مفتون
تو ایکدم بہی نہ آئینہ اپنی گہر مین رہی

وہ آیا گود مین میری تو مین ہوا بیہوش
ہزار حیف کہ مین غش ہون وہ بر مین رہی

کہان انکا وصل کوئی بات بہی ہوئی نہ نصیب
تمام شب ہوئی ہم وحشتِ سحر مین رہی

فراقِ یار جلا یا کیا وہان بہی ہمین
رہی بہشت مین بعین جسطرح سقر مین رہی

ہی دل مین داغِ سیہ اور سین یادِ ابرو کی
ہلال حسن کو جسطور سی سپہر مین رہی

وہ ای قبول جہی گو ہزار عیب دون مین

ہمیشہ چشمِ تصوّر سی پر نظر مین رہی

جب کہ وہ خوش جمال آتا ہے — سبکو محفل مین حال آتا ہے

غم کی کرتا ہون مین پرستاری — درد سینی مین پال آتا ہے

خواب مین خوب رویا کرتا ہون — زلف کا جب خیال آتا ہے

کب اوٹھا بارِ زلف اک مو سے — تا کمر بال بال آتا ہے

تیرِ مژگان کو روز حسرت سے — دل مرا دیکھہ بہال آتا ہے

روز ہی عارضون کا نور دو چند — مہر و مہ پر زوال آتا ہے

جب اوسی خوشجمال کہتا ہون — اوسکو مجھپر جلال آتا ہے

قطعہ

سرو جب دیکھتی ہین قامتِ یار — رشک اونکو کمال آتا ہے

تھالی پانی سی بہرلی ہین ایسا — عرقِ انفعال آتا ہے

مصرعِ قامتِ صنم ہمکو — دل کی سانچی مین ڈہال آتا ہے

پھر پہونچتا ہون اوسکی کوچی مین — گو وہ کوسون نکال آتا ہے

لبِ شیرین کا ہی مقابلہ آج — زرد ہونے کو لال آتا ہے

لکھون

لکھون موئی کمر کا کیونکر وصف | جوف خامہ مین بال آتا ہے
آئی تیرا دہان تنگ نظر | نظر امر محال آتا ہے
پیچ تجھسی کری گی تیری زلف | عاشقون کا وبال آتا ہے

اندنون زر داسیلی ہی قبول
روز وہ مجھپہ لال آتا ہے

سوز دروں کی ای دل اوسکو خبر نہین ہی | آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتی ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن | مثل گھر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکو باندہون دیوان مین لاؤن کسکو | اک وہم سا ہی سبکو اوسکی کمر نہین ہی
مرتی ہین پر نہین پاس نقد اطاعت حق | کیونکر کٹی گی منزل زاد سفر نہین ہی
زندہ سمجھکی مجھکو کرتا ہی وار پہ وار | مین مرگیا ہون کب کا اوسکو خبر نہین ہی
اوسکی گلی مین کیونکر پہونچی گی روح اپنی | روح الامین کا بھی اوسجا گزر نہین ہی
ابرو کی تیغ تولو مژگان کی تیر مارو | عاشق ہون مین بھی کچھ خوف و خطر نہین ہی
ای شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو | اب نذر کو ہماری خون جگر نہین ہی

جسد سے جدا ہی جھکی مہتاب آسمان پر
جبتک کہ بام پر وہ رشک قمر نہین ہی

کوچی سی اپنی بستر اٹھواؤ تم نہ میرا
ابتک بتہا ہی دل مین کیا میر اگھر نہین ہی

اوس حرف کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
پہر بی حرف سے مجھکو منظور شر نہین ہی

وہ خامہ کیا کہ جس سی مضمون نو نہ نکلی
بیقدر شاخ ہی وہ جس مین ثمر نہین ہی

تن پر ہی سر جو اوترا اس سر کا درد اوترا
تن پر جو سر نہین ہی اب دردِ سر نہین ہی

حاضر ہی عاشق اوسکا معشوق پر ہی غائب
موجود مبتدا ہی لیکن خبر نہین ہی

اوس گل پہ مال اپنا سب نی کیا تصدق
غنچون کی ہی گرہ مین دیکہا تو زر نہین ہی

ہر ایک بیت وصف دندان مین ہی صدف وار
نقطہ ہی کونسا جو رشک گہر نہین ہی

اہل ہنر کی آگی پڑہ ای قبول اشعار
کیا یاد شاعری کا تجہکو ہنر نہین ہی

نالہ ہی دل سی دور ہجر جانان تنگ ہی
اسقدر غل ہی ہی گہر مین کہ مہمان تنگ ہی

ایسکا پر مجھکو اوسکو دیکہہ سکتا ہی نہین
حیف ہی کیا دیدۂ گردون گردان تنگ ہی

دم گہٹا جاتا ہی صدمون مین ای وحشت جنون
طوق آہن سی سوا ہی گریبان تنگ ہی

داغ دل ای باغبان تیری گلشن سی وسیع | دل کشادہ ہی مرا تیرا گلستان تنگ ہی

پاؤن کی نیچی سی سبکی سرکی جاتی ہی زمین | کثرت عشاق سی اب کوچۂ جانان تنگ ہی

دل کہان بہلاؤن مین وحشی تمہاری عشق مین | وسعت وحشت سی عالم کا بیابان تنگ ہی

مین پریشان ہو رہا ہی سو وہ نالون سی مری | تنگ ہین زندان سی ہم اور ہمسی زندان تنگ ہی

غرق حیرت آئینہ ہی صاف عارض دیکہکر | سرخی لب سی تری لعل بدخشان تنگ ہی

گہر مین آتا ہون تری اسکو بہگاکر ای صنم | اسقدر نالی کیی ہین کہ دربان تنگ ہی

دل بہر آیا سیر گلشن مین جو یاد آیا وہ گل | میری نالون سی ہر اک مرغ خوش الحان تنگ ہی

کون سی جا ہی جہان نالی کری وحشی ترا | کوہ نالان ہو رہا ہی اور بیابان تنگ ہی

ہمتو کب آنکہین لڑا سکتی ہین آنکہون سی تری | یہہ وہ آہو ہین کہ ہر شیر نیستان تنگ ہی

کشمکش حد سی سوا ہی دیکہین ٹہری کون کون | وان بہت ہین کون چہ زلف پریشان تنگ ہی

رشتۂ نظارہ ان تک پہونچنی دی صنم | چشم سوزن سی بہی کیا چشم انسان تنگ ہی

وحشیون مین ہمتو گہبراکر نکل آئی یہان | ای پری تیری گلی سی باغ رضوان تنگ ہی

روز و شب جو نور دونون عارضون کا ہی فزون | ماہ تابان تنگ ہی مہر درخشان تنگ ہی

یادِ دندان مین نکلتی ہین وہ اشکون کی گھر
پانی پانی ہی عدن اُر ابرِ نیسان تنگ ہی

روح سیرِ باغِ رضوان کی ہی مشتاق اِی قبول
اس قفس مین آج کل مرغِ خوش الحان تنگ ہی

بی بصر تیری سبھی دیکھنی والی دیکھی
ہمنی چشمِ مہ وخورشید مین جالی دیکھی

رخِ روشن پہ عجب نور کی بالی دیکھی
چاند دو ایک تری چہری کی ہالی دیکھی

طی ہوئی مدح فرس کی نہ تری شاہسوار
سیکڑون علمِ فراست کی رسالی دیکھی

کیسی نرگس کہ ہر انسان کہان کی آہو
تیری آنکھون ہی کی سب دیکھنی والی دیکھی

بھیجدونگا اوسی مین ملکِ بقا کی جانب
نامِ گلشن کا تری بادِ صبا لی دیکھی

تیری زلفون کی تصوّر نی کیا گھر دل مین
خانۂ کعبہ مین رہتی ہوئی کالی دیکھی

نذر کرتا ہون جو مین گوہرِ دل قلب نہین
شک ہو تو پہلی سبھو نکو وہ دکھا لی دیکھی

ایک صحبت سی جلا ایک ہوا سینہ فگار
چاک شانی مین او آئینی مین جھالی دیکھی

داغِ دل لالی کی صورت جسی فرقت کا ملا
لہو بہہ اوگلا کہ پھر جینی کی لالی دیکھی

دُرِ خوش آب کی ٹکڑون سی ہی چہرہ شاداب
چمنِ حسن مین پڑتی ہوئی جھالی دیکھی

یار آیا تو چلے داغِ جگر پہلو سے
جاگنا سونی سی بہتر ہی کہ ہی لطف کا دہیان

بیوفا ہمنی یہہ آغوش کی پالی دیکہی
آنکہہ اِدہر جہپکی اِدہر خواب مین کالی دیکہی

جو کہ نادیدہ ہی ای دل وہ پلک سمجہا ہی
جیسے جو بات کری پائی خدا سی ثمرہ

دیکہی بہالی تری پلکون کو تو بہالی دیکہی
آگی اوس بت کی کوئی نام خدا لی دیکہی

پتلیون سی تری آنکہون کی جہین دل اکثا
شجرِ عشقِ حقیقی سی ملا باغِ بہشت

گرد پلکون کی طرح برچہیون والی دیکہی
دل مین جا اسکی تو فردوس مین ڈالی دیکہی

نہ دوا کام کری اور نہ دعا اسمین قبول
مرضِ عشق کی کچہہ رنگ نرالی دیکہی

کب دل ہمارا کو چۂ جانان سی دور ہی
بیٹہا ہی مجہسی بہاگ کی مجنون ہزار کوس

بلبل ہزار حیف گلستان سی دور ہی
دانا جو ہی وہ صحبتِ نادان سی دور ہی

رتبہ بلند ہی تری عارض کا بدر سی
ای ترک زخمِ تیغ کی لذت اُٹہاؤن کیا

خورشید ای پری ترا بان سی دور ہی
میرا دہانِ زخم نمکدان ہی دور ہی

کرلو وداع بلبلِ شیدا کو ای گلو
صیاد اسی مین چمنستان سی دور ہی

مین ناتوان جدا شهٔ خوبان سی هو گیا
مور ضعیف اپنی سلیمان سی دور هی

جامی کو بار بار جهٹکتی هو کس لیی
دامن تمهارا خاکِ شهیدان سی دور هی

کهل جاتی منهه ابهی جو نکل آئی آفتاب
وه آفتاب دیدهٔ گریان سی دور هی

غربت مین کوئی قبر کا جاروب کش نهین
بادِ صبا بهی گورِ غریبان سی دور هی

عالم تمام کیون نه پرستش تری کری
هندو سی هی بعید مسلمان سی دور هی

قاتل کهین کهڑا هی خفا هو کی مین کهین
محشر کی دن بهی هاتهه گریبان سی دور هی

رنجور تو هی لب سی نه پهونچی گا زلف تک
ای دل ختن کا شهر بدخشان سی دور هی

جل جل کی پوست دشت مین اترا بدن کا سب
چرمی بهی جامهٔ تنِ عریان سی دور هی

اب آهوانِ بادیه کا مین چهوڑتا هون عشق
حیوان په هو فریفته انسان سی دور هی

ڈهونڈا بهت نه دل کو دهن کا ملا سراغ
خضر اپنا حیف چشمهٔ حیوان سی دور هی

آزاد وه نهین جو چمن کی کری نه سیر
وه قید هی جو کاکلِ پیچان سی دور هی

یا رب نجف مین هند سی پهونچا قبول کو
اب تک یه مور اپنی سلیمان سی دور هے

پیچ سنبل مین ہین تا زلف معقّد ہو جای
سرو ہی ایسلی سپید تا کہ تراقد ہو جای

لعل ہی سرخ کہ ہو پنجۂ رنگین نگار
ہی سفید اس لیی الماس کہ ساعد ہو جای

ملی آنکہون سی ہوی ایسلی نرگس بیمار
سرخ اسواسطی گل ہی کہ تراخد ہو جای

لام گیسو ہی الف بینی دہن اوسکا ھا
نور اللہ ہی گر لام مُشدّد ہو جای

ایک رنگ آئی و راک جای ملی لب سی اگر
لعل پکہراج ہو پکہراج زبرجد ہو جای

عشق جانان سی مرا دل نہ پہری بس خاموش
کہین ناصح نہ موثّر سخن بد ہو جای

زلف پرپیچ کی کچھ وصف جو مین ہو ون کبہی
ہی یقین شعر مقطّع ہی معقّد ہو جای

تو وہ نازک ہی جو مین وہیان کرون بوسی کا
ای خدیو دل و جان سرخ تراخد ہو جای

انتہا ہو جو اطاعت کی تو عالم ہو مطیع
پہر تو انسان مقلد سی مقلّد ہو جای

جن ہو جب پڑہ کہین گیسوِ جانان کو بلا
زلف کا سایہ ہو سر پہ تو بلا رد ہو جای

چار ابرو تری دیکہی تو رباعی سی ہو عشق
شاعر اسد رجہ ہو بیخود کہ وہ سرمد ہو جای

عکس پڑ جای خطِ سبز کا تیری جو ذرا
ای صنم کان مین یاقوت زبرجد ہو جای

ایسی مین مدح کرون اوٹہہ نہ ہی بات کوئی
شعر وصف لبِ شیرین کا زبان زد ہو جای

اسقدر مجھسی مکدر ہی کہ دکھلائی جو منہہ
روبرو آئنہ کی شیشہ وہ شک سد ہو جای

شرم سی تڑپون تو پھر سوزن مژہ سی نورا
دامن حشر مجھی سوزن کی مسند ہو جای

زہر سی افعی گیسو کی یقین ہی مجھکو
کان مین پہنی وہ موتی تو زبرجد ہو جای

یہہ دعا ہی کہ تری ساتھہ پیی می جو رقیب
ایسا خون اوگلی می سرخ صنم رد ہو جای

قدر کم ہوتی ہی خوبی جو ہو بی اندازہ
عیب تلوار کا ہی آب جو بیحد ہو جای

مجھکو کاوش سی نہین خوف رقیبون کی مگر
کدہی آمین کہ نہ جانان کو کہین کد ہو جای

دم الجھتا ہی تری ظلم جو بی پایان ہین
ظلم کر شوق سی پر ظلم کی کچھہ حد ہو جای

چہرہ آئینی مین معلوم نہو آگی مری
رخ مرا عکس سکندر کی لیی سد ہو جای

بی نشانون سی دروغ ای صنم اچھا نہ سمجھہ
مجھکو ڈر ہی نہ کہین نام ترا بد ہو جای

پانچ وقت ایک سی ہی چار عناصر کی دعا
ششجہت مین فقط اک دین محمد ہو جای

کیا عجب گر غزل اک اور بہی ہو جای قبول
گر اسی طرح سی مضمون سکے آمد ہو جای

دل کی ہیرا اور دندان سی تری گد ہو جای
لعل لب سی تری یاقوت زبرجد ہو جای

ایکی

اس لیی کانپتا نکلا ہی فلک پہ خورشید
صبحدم گھر سی نہ وہ مہر برآمد ہو جای

بی تصنّع تری تعریف مین کہتا ہون غزل
وای محنت مجھی ثابت جو خوش آمد ہو جای

محض بی علم ہون مین اس لیی چپ ہی ہی طفل
کہولدون قفل دہن یاد جو ابجد ہو جای

جلد ہو روی کتابی کی تری جلد سیاہ
خط نکل آئی تو قرآن مجلّد ہو جای

نور ہو سب کا تری نور کی جانب منسوب
حسن یوسف کا تری حسن کا مسند ہو جای

مجھکو گیسو کی جو سودی مین کری قید وہ شوخ
بیڑی پڑتی ہی مری پاؤن مین اگر رد ہو جای

چشم مسکون وہ دکہائی تو نہ ہوش آئی کبہی
جام سی کام نہ ہو نشۂ سرمد ہو جای

اور خوبان جہان سیکہی آئین رفتار
کبک اوسکا ہو مقلّد تو مقلّد ہو جای

غش مین سونگہون گل عارض تو ہمیشہ ہی ہوش
آنکہہ دیکہون تو مجہی نشۂ سرمد ہو جای

آہ پیچان کا دہوان کاکل پیچان بن جای
کہینچون اک نالۂ موزون تو ترا قد ہو جای

جیسا مشہور ہون مین تیر نگہ بان کا مارا
یون نہ ذلت مین کوئی اور زبان زد ہو جای

وعدۂ بوسہ نہ مفقود ہو مانند دہن
زلف کیطرح شب ہجر نہ ممتد ہو جای

پہاڑ کر پہینکتا ہون پیرہن جلد بدن
ہی وہ مجنون جو مری طرح مجرّد ہو جای

نیل نیلم کو کرین دانت مسی آلودہ
لعل لب سی تری گیرو کی طرح گد ہو جای

مین جو پروانہ صفت قصد کرون جلنی کا
شعلۂ شمعِ رخِ یار مبرّد ہو جای

حور کو دیکھہ کی بسمل ہون تمہی یاد مین پھر
تیری کشتی کو زمین خلد کی مشہد ہو جای

طوق تیرا نہ رہا ہو مری گردن سی کبھی
تیری بیڑی مری پاؤن کی مقید ہو جای

جبہہ سائی کا جو تو حکم دی ای جانِ جہان
سنگِ در تیرا ہر اک قوم کا معبد ہو جای

قطعہ

ای پری رو تری محبس سی وہ کیونکر نکلی
در و دیوار سی الفت جسی بیحد ہو جای

گھیر لی سلسلۂ آہِ رسا زندان کو
مین اگر چھوٹون تو زندان مقید ہو جای

دل گو گو عشق ہی تجھسی یہہ کہی کہتا ہون
تیری سر مارنا جرم اس سی حجر سرو ہو جای

یاد جنت مین قضای نجف آئی جو قبول
قصرِ مرجان مین جو لیٹا ہون تو مرقد ہو جای

سفر کرنا ہی اوس کوچی کا تو ای دل خبر کر دی
تری ہمراہ یہہ نادار کچھہ لختِ جگر کر دی

ہو مین بی نور آنکھین تو تی وقت منہہ دکھا آکر
مری ان تیلیون کو عکسِ عارض سی قمر کر دی

تنک ظرفی نکر مجھہ پر نہ مسکین سی تو ای ساقی
جو دیتا ہی مجھی تو ایک ہی ساغر تو بھر کر دی

بہا چھپایا

چھپایا کس لئی زلفون مین منہہ اس شب سی ہم گذری
اب اپنا چہرہ پر نور دکھلا کر سحر کر دی

پڑی تیغ نگاہِ ناز ای قاتل تو اک دم مین
کری دل ٹکری ٹکری اور لہو سارا جگر کر دی

اگر رو رو بنا دی بر کو بحر اک قطرہ آنسو کا
شرار گرم دل کا بحر کو اکدم مین بر کر دی

جو میری داغِ سودا پر پڑی اک وار ای قاتل
تری تیغِ ہلالی ڈہال کو میری قمر کر دی

الٰہی مین ضعیفی مین تری رحمت کا خواہان ہون
مہیا ناتوان کیواسطی زاد سفر کر دی

ہر اک گل شعلۂ آتش بنی میری جلانی کو
چمن مین ہون تو اسکو آتشِ فرقت سقر کر دی

جلا جاتا ہون مین اوسکو خبر اصلا نہین ہوتی
کسی کی آہ کو خالق نہ اتنا بی اثر کر دی

اگر وہ منتون سی منہہ دکہانی آئی اک شب کو
یقین ہی زلف چہری سی ہٹانی مین سحر کر دی

رقیبون مین پہنسا ہون مینی تیغِ آہ کہینچی ہی
خداوندا مری اعدا پہ تو میری ظفر کر دی

کبھی تو رحم کر رونی پہ تو مجہہ بی بضاعت کی
کسی ان مینکی سلکِ اشک کو سلکِ گہر کر دی

لب اوس شیرین دہن کی وصف لب مین کہان نہین سکتی
کری کلک نیستان مین تو کشتِ نیشکر کر دی

سنجالی دیگا دربان کو ٹکرا اسقدر ای دل
کہ اب دیوارِ جانان مین نیا اک در کر دی

تری الفت مین سیرِ لامکان منظور ہی مجہکو
الٰہی اس بیابان کا بہی پیدا راہبر کر دی

ضعیف الجسم ہین کیونکہ نہون اس شعر گوئی مین
لہو میرا نہ کیونکر خشک تولیدِ پسر کر دی

جو اہلِ عیب ہین میری ہنر کو عیب گنتی ہین
جو ہو صاحب ہنر وہ عیب کو میری ہنر کر دی

قبول اوس ترک سی ہر بار تم آنکہین لڑاتی ہو
کہین دل کو نہ چہلنی چہلنی پیکانِ نظر کر دی

طوفان ہوا بلند یہہ چشمِ پُر آب سی
پانی پہ ترتی پہرتی ہین تاری حباب سی

مین بعدِ قتل ہی نہ چہٹا اضطراب سی
ای ترک روح لپٹی ہی تیری رکاب سی

ساقی کی آستانی پہ سجدہ ہی فرضِ عین
پہر کس طرح وضو نکرین ہم شراب سی

مین اوس پری کا قیدیِ نازک مزاج ہون
ہو صاف میرا خانۂ زندان حباب سی

رویا مین یار آکی دکہاتا ہی منہہ مجہی
سوتا ہون مین تو جاگتی ہین بخت خواب سی

دل عشقِ رخ سی کیا ہی ہوا ہی گران بہا
یاقوت بن گیا ہی یہہ سنگ آفتاب سی

بوسہ لیا دہن کا اُلٹ کر نقابِ یار
ہم بی حجاب ہو گئی اوسکی حجاب سی

آہو ہر ایک آنکہہ تری ہی جو ای پری
آنکہون مین تل جو ہین نہین کم مشکناب سی

مین سمجہا نکلا معنیِ رنگین یہہ لفظ سی
دکہلایا منہہ جو اوسنی اُلٹ کر نقاب سی

گن کر دہن کی بوسی تو مین لی چکا پر اب
رخ کی جو بوسی دو ہہ الگ ہین حساب سے

ناسور پڑ گیا رخِ تابان کی عشق مین
داغِ جگر نیلا ہی گلِ آفتاب سے

خالِ دہن تو ہین دہن آتا نہین نظر
ہی وہمِ شک مجھی نقطِ انتخاب سے

بلبل ہماری گل کا لیا چاہی تو جو نام
گلچین ضرور چاہیی پہلی گلاب سے

دن رات جل رہا ہی جو اوس گل کی عشق مین
بوئی گل آتی ہی مری دل کی کباب سے

کم شیر کی سی زاہدِ تیرہ درون نہین
ساقی عداوت اوسکو بھی ہی آفتاب سے

موقوف یون شراب پہ ہی میری زندگی
جیسی کہ زیست ہوتی ہی مچھلی کی آب سے

مصرِ عرب کی مدح ہی دیوان مین کہین نہو
پر نور ہر ورق ورقِ آفتاب سے

مرگِ قبول سُنکی یہ دلدار نی کہا
بیمارِ دردِ ہجر کا چھوٹنا عذاب سے

بظاہر بیکسی گورِ غریبان پہ برستی ہی
مگر زیرِ زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہی

بھلا دیتا ہی سب کچھ نشہ اک یاد اوسکی ہستی ہی
خدا اسکو بھی پہنچی جان مُنطق جہتی ہی

خمیدہ کرتا ہی انسان کو جوہر شرافت کا
اصالت جسمین ہوتی ہی بہت تواضع کستی ہی

پڑی پھرتی ہین شہرون ہم امداد اسکی — ضعیفی مین ہمین خامہ ہمارا چوبِ دستی ہی

تم اک بوسی پہ بہی لیتی نہین کیا قدر کرتی ہو — یہہ جنس دل جو نقدِ وصل پہ بیچون تو سستی ہی

اجل آنیکا ڈر ہی اور نہ کچھہ خطرہ فنا کا ہی — جسی سب نیستی سمجھی ہوئی ہین عین ہستی ہی

ہمائی حرص کو دامِ قناعت مین پہنسایا ہے — جو ہی اقبالِ شاہی وہ مری طالع کی پستی ہی

مدام آنکھین تری ہین پیشِ چشم ای ساقیِ گلرو — ہمین بی بادہ و ساغر ہمیشہ جوشِ مستی ہی

تمہاری ہجر کا منہہ اسطرح ہمکو رلاتا ہی — گہٹا ساون کی آکر زور سی جیسی برستی ہی

کرو تم قدر اسکی گو ہمارا دل پریشان ہی — یہہ ویرانہ وہ ہی جسمین تمہاری بود و بستی ہی

فقیری مین مطیع اپنا کیا ہی بادشاہونکو — قوی اونکی زبردستی پہ اپنی زیردستی ہی

تری زلف سیاسی ای پری مین کی چھٹون گا — رسن یہہ دمبدم مشکلمین ہی مضبوط کستی ہی

دلِ پرداغ کو نیلا کیا ہی زلف پیچان نی — ہر اک یہہ ناگنی طاؤس کو ای جان ڈستی ہی

قبول ایسی ہی مضمون گرم سیر تک آتی ہین
پہپہولی دل پڑتی ہین زبان میری ہلستی ہی

تیغ کاری کوئی پڑجای نظر کی بدلی — کاش ہو جائی شکست آج ظفر کی بدلی

ہیچ

صبح کو یار نی ہمراہ لیا طائر جان | گر گیا ذبح مجہی مرغ سحر کے بدلی
نہ ملا تو گئی جنّت مین کفن پہنے ہم | غم یہہ کہا یا کہ نہ کپڑی ہی سفر کی بدلی
دولت عشق حقیقی نی کیا استغنے | زردی رخ مری ہاتہہ آگئی زر کی بدلی
ڈہونڈتا تہا کمر یار سو ناف آئی نظر | عقد ہو تا تہہ لگا سو ی کمر کے بدلی
خرمن ہستی عاشق جو جلاتا ہی اوسی | بجلیان کان مین پہنی ہین گہر کی بدلی
کاٹی کہاتا ہی گھر اب ہجر مین حبشی کو تری | قید خانی مین جگہہ ی مجہی گہر کی بدلی
داغ فرقت مری پہلو مین بجائی دل ہی | آتش عشق ہی سینی مین جگر کی بدلی
چودہوین شب شب دیجور ہی جلوی سی تری | عکس عارض کا فلک پر ہی قمر کی بدلی
سخن لطف نہین تو کوئی دشنام سہی | زہر ہی دو مجہی ای جان شکر کی بدلی
توسن یار کی قدمون سی نکل کر لیبٹے | سنگ مدفن مین جو ہو روح شرر کی بدلی
آہوی چشم نی گہر دل مین کیا ہی جب سے | دشت رہنی کو ملا ہی مجہی گہر کی بدلی
جان کنی مین خبر آمد جانان پہونچی | پہر ہوا آج مقام اپنا سفر کی بدلی

رات دن فکر مضامین مین گذرتی ہی قبول

خوب تھی بے ہنری ایسی ہنر کی بدلی

کوچۂ غم کا دل ہی ہوتا ہی مگر دل ساتھ ہی
اس مسافر سی یہہ الفت ہی کہ منزل ساتھ ہی

دل کہین ہو عشق سر کوب اک دم غافل نہین
جس طرف یہہ سر زمین جاتی ہی حائل ساتھ ہی

چاند سا چہرہ ترا گر دشمنون ہی ہی پیشِ چشم
گو شبِ دیجور ہی پر ماہِ کامل ساتھ ہی

ہی ہوا ناقہ بولا ہی عماری دشت مین
قیس کو دہوکا ہی یہہ لیلی کا محمل ساتھ ہی

ذبح کی ایسی پڑی ہی کہ چلنا گر رہی
اب جدہر تو جای ای قاتل یہہ بسمل ساتھ ہی

چودہوین شب سیر کو نکلا ہی وہ ماہِ تمام
ساتھ ہو ای بدر اگر تو بھی تو کامل ساتھ ہی

عشق کا ڈر ہی تجھی کیونکر دکھاؤن یار کو
ناصحا کیا لیچلون تجھکو ترا دل ساتھ ہی

ذبح ہو کر لیچلی شمشیر پر دل مین ہم
حشر مین بہرِ گواہی تیغِ قاتل ساتھ ہی

دیکھی کیا مژدہ پائی دل سفر ہی یار کا
لیچھی اسبابِ محبت کا یہہ حائل ساتھ ہی

حلقۂ خوبان مین پہنا ہو تو جاؤن ای قبول
دل نہ بیچی گا مرا ہرگز یہہ جاہل ساتھ ہی

شاہی لب کا لبون پہ کلام رہتا ہی
سخن کی وصف کا دل مین مقام رہتا ہی

تمام

مشامِ جان مین پہنچی ہی تیری بو ای گل
ہوا سی کونسا خالی مقام رہتا ہی

فقط مجھی کو نکالا تو اس سی کیا حاصل
تری گلی مین بڑا ازدحام رہتا ہی

تری خیال کی آمد جو دل مین ہوتی ہی
نقیبِ آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی

نہ جزوِ لایتجزّی کا مسئلہ ہوا حل
تری دہن مین ہمیشہ کلام رہتا ہی

شراب خوار نہین اعظون کی ضد سی فقط
مدام ہاتھہ مین لبریز جام رہتا ہی

محال ہی کہ مکین تو ہو اور مکان نہو
دہن نہین ہی تو کس مین کلام رہتا ہی

کبھی نہ سیبِ ذقن کا مزا ملا ہمکو
مدام یہہ ثمرِ سرخ خام رہتا ہی

ہی بیقرار ہمیشہ دہن کشادۂ حرص
مدام دیکھہ لو گردش مین جام رہتا ہی

زمانہ یاد کری گا فنا کی بعد مجھے
مٹی تو صفحۂ ہستی پہ نام رہتا ہی

فلک سی یاری کی دلکو کمال ہی نسبت
جو سیدھی ہین کج اُنہین سی مدام رہتا ہی

مزا ملا تھا یہہ ہر روز دامِ گیسو مین
کہ پھر تلاش مین دل صبح و شام رہتا ہی

اچھلنی لگتا ہی دل چار چار ہاتھہ مرا
وہ کوچہ مجھسی جو دو چار گام رہتا ہی

اسیرِ زلف نہین ہوتی مین دلِ روشن
یہہ چراغ بس اب ملکِ شام رہتا ہی

جو دل نہو تو بتا ای قبول عشق کہان
اسی تو اوس ہی اوسی اس سی کام رہتا ہی

اوسکا مقتول ہون مین جسکا بدن ڈہرا ہی — گو اکہرا ہی مرا جسم کفن ڈہرا ہی
مجہسی اقرار تہا آنی کا گیا غیر کی گہر — تجہسی شکوہ مجہی ای عہد شکن ڈہرا ہی
رنگ ہی پر نہ وہ پیچ اور نہ وہ بو تجہمین — فوق اون زلفون کو ای مشک ختن ڈہرا ہی
کوئی جانان مین گیا ہی تو عدم کا ہی کوئی — روح ایکا ور سفر ای اہل وطن ڈہرا ہی
اپنی فرقت کا الم حزن وصال اغیار — تجہسی ای چرخ ہمین رنج و محن ڈہرا ہی
چوکتا کیون ہی لگا تیر کہ خود صید ضعیف — قوس کی شکل پر ای تیرفگن ڈہرا ہی
باغ مین سیر رخ یار ہی ہی مدت بعد — آج پہولا ہوا نظرون مین چمن ڈہرا ہی
بکہری زلفون مین جو ہین چاند سی دونون عارض — ہم سمجہتی ہین کہ یہہ چاند گہن ڈہرا ہی
دل ہی ڈوبی گا مرا جان سی ہی ہاتہہ دہوئیگا تہہ — تجہسی خطرہ مجہی ای چاہ ذقن ڈہرا ہی
ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش — ایک ہی پر مزہ سیب ذقن ڈہرا ہی
پہلی شمشیر نگہہ پڑ کے پڑا تیغ کا وار — قاتلا اس لیی ہر زخم بدن ڈہرا ہی

قدِ موزون سی مگر بارِ خجالت پایا
آج تو کس لیی ای سروِ چمن دُہرا ہی

کان تک پہونچا تو عارض سی ملی اوپر چمک
آب مین آگی سی اب دُرِّ عدن دُہرا ہی

وہ عرب زادہ خوش جسم ہی کیا جامہ زیب
بدنِ جسم اکہرا ہی بدن دُہرا ہی

خارِ غم سینی مین اور پاؤن مین صحرا کی خار
غمِ یادِ وطن و اہلِ وطن دُہرا ہی

کوی جانان کی فضا ہی نہ یہان جانا ہی
دشتِ غربت مین غم ای اہلِ وطن دُہرا ہی

کہتی ہین آینہ دکہلا کی وہ مجہہ لاغر کو
عشق راس آیا تجہی تو ہمہ تن دُہرا ہی

ہندوِ خالِ دو ابرو کی جو لکہتا ہون ثنا
جو مری بیت ہی ای اہلِ سخن دُہرا ہی

مجہکو کہتا ہی کبیشر وہ برہمن زادہ
اوسکی نزدیک مرا شعر و سخن دُہرا ہی

قطعہ

دانت ہین اوسکے گہر اور زبان ہی یاقوت
دہنِ یار ضیا بخشِ عدن دُہرا ہی

کانِ گوہر بہی ہی اور معدنِ یاقوت بہی ہی
ای صدف تبی مین وہ دُرجِ دہن دُہرا ہی

ورزشِ عشق اکہرا بہی نہین رکہنی سکے
جب تلک یہہ نہین کثرت تو بدن دُہرا ہی

تیر سیدہا بہت ای ترک جو جا کر بیٹہا
زخم سی صورتِ شاخ آپ ہرن دُہرا ہی

شمعِ فانوس سی روشن وہ سراپا ہی قبول

گو کہ دوہر تلی پنہان وہ بدن دُہرا ہے

زوالِ نور اب ای چشمِ تر تمہارا ہی
مرا اضر نہین رونی مین ڈسہارا ہی

مجھی شہید کرو عزم اگر تمہارا ہی
تمہین نہ چاہیی ڈر مجھکو ڈر تمہارا ہی

پٹیت بام پر ای جنگجو جو آ بیٹھا
مجھی یقین ہو انا سہ بر تمہارا ہی

قیام ایک جگہہ پر تو کر کی ندہ کرو
دماغ و دل ہر اک ایجان گہر تمہارا ہی

جو تیغ کھینچکی تم آؤ سر جھکاؤن مین
یہہ جو ہر اپنا ہی گر وہ ہنر تمہارا ہی

طریقِ عشق مین کعبی کی راہ مین بھولا
بتو خدا کا نہین خوف ڈر تمہارا ہی

وہ داغ ہی دلِ روشن کی داغ سی ہمشکل
مرا رقیب ہی عاشق قمر تمہارا ہی

گرایا کرتی ہو کعبہ کمال جرأت ہی
دُکھایا کرتی ہو دل یہہ جگر تمہارا ہی

بساؤ دل کو جو جنگل سی لگتا ہی ڈر
جسی اوجاڑا ہی تمنی یہہ گھر تمہارا ہی

پری پری ہی تمہین اور حور حور سمجھی ہی
بشر کی ہونی کا قائل بشر تمہارا ہی

ادہر سی اپنی جو انکھین حسن اپنی بیٹھی ہو
خیال کیا ہی تصور کدہر تمہارا ہی

ابھی سی قبر مین لٹکائی پاؤن بیٹھا ہون
ہی پا تراب مرا گر سفر تمہارا ہی

خیال

خیال محو نہین ہوتا لوح دل سی کبھی
زبان کو ورد ہین آنکھون پھر تمھارا ہی

ہو سکھاتا ہی شک اب مجھی بھی قتل کرو
یہہ کسکی خون سی دامان تر تمھارا ہی

زمین پر تو درم ناخریدہ ہون مین غلام
فلک پہ بندہ داغی قمر تمھارا ہی

تصور آکی دکھاتا ہی مری دل کو
تمھاری یاد مین بالکل اثر تمھارا ہی

جہان ظہور کیا تھا وہین شہید ہوئی
جو گھر خدا کا ہی تھا وہ گھر تمھارا ہی

قبول کو نہ جدا جانیو کبھی ای جان
یہہ ور سبکی ہی نزدیک پر تمھارا ہی

پھوڑ دی دم بھر لہو پینا الم سی ور ہی
میری دل سی نہ رہو فرقت کی غم سہتی رہی

دانتون کو موتی لکھون طرز رقم سی ور ہی
لکھنا سنبل زلف کو اپنی قلم سی دور ہی

ساری ارباب سخا بخشش کی خود محتاج ہین
پاس دینار و درم دست کرم سی دور ہی

مرکی بھی روح اوسکی کوچی کی سفر مین ہی مدام
جو وطن اپنا ہی وہ ملک عدم سی دور ہی

سینی پر سیدہا ہو یہہ جھک گئی ہی وہ ملی
رہتی تیری ہی خم خنجر کی خم سی دور ہی

ای فلک یہہ تیری نیرنگی نہی آئی نظر
جو بہت نزدیک ہی دل سی وہ ہم سی دور ہی

آبلی بڑہتی ہین اور گہٹتا نہین دشت ای جنون
منزل کی مانند ہر کانٹا قدم سی دور ہی

التجا جاہ وحشم سی مین کرون ممکن نہین
خود مری پاس آئی یہہ جاہ وحشم سی دور ہی

روضۂ انور ہی دل مین دل ہی سینی مین قبول
گو بظاہر تو درِ شاہِ اُمم سی دور ہے

سحرِ ساحر اور سحرِ چشمِ گلرو اور ہی
دل لہو ہو کر بہی جسمین وہ جادو اور ہی

عشق سی لاغر ہوا مین اور حسن اوسکا بڑہا
بیوفا کہتا ہی اب مین وُہ رہون تو اور ہی

عاشق کامل ہون مین سینی مین میری دل کہان
جسمین دل ہوتا ہی ای دلبر وہ پہلو اور ہی

رات کیا آخر ہوئی ای گل وفا آخر ہوئی
صبح کو خو اور ہی رنگ اور ہی بو اور ہی

تو سراپا نور ہی پہونچین کی کب تجھکو حسین
ماہِ کامل اور ہی ای چاند جگنو اور ہی

مُنہہ پہ کہتا ہون تری ہمشکل تیغ اپنی جان
ایک ابرو کی مقابل ایک ابرو اور ہی

ای جنون ہشیار ہو اب ہی شبِ وصلت تمام
صبح آ پہونچی کوئی دم دل پہ قابو اور ہی

بیمار نسخی ای طبیب ایسی دوا سی ہوگا کیا
ہی جو قانونِ تعشق مین وہ دارو اور ہی

جانا چہوڑا تہا کہ شاید خوی بد ہو جائی کم
بعد عرصی کی جواب دیکہا تو بدخو اور ہی

ساری گل بس جاتی ہین ای جان گیسوی تری
تیری کاکل اور ہی زلف سمن بو اور ہی

قطعه

شعرِ ناموزون دلِ موزون ہوتی ہین گران
جز عروضِ اشعارِ موزون کی ترازو اور ہی

رحم دل ہین اور دلبر ذبح کرنا تیرا کام
یارِ خوشخو اور ہی تو عربدہ جو اور ہی

اور وہ زانو ہی پہونچی جس تلک عاشق کا سر
سینی پر منّت سی جو آئی وہ زانو اور ہی

دم نکلتا ہی صدا سنکر تری پازیب کی
گہنگرؤون کی غُل مین پوشیدہ گہنگرو اور ہی

ہجر مین بہلا نہ دل ای قمر بوسو ابڑ ہا
وحشت افزا باغ مین آوازِ کوکو اور ہی

بوالہوس عاشق کا رونا ای صنم چہپتا نہین
ڈوبتی ہی آبرو جس مین وہ آنسو اور ہی

بوسۂ لب پاؤن تو نیش مرض ہو دور ہی
جس سی قوت پائی دل وہ نوشدارو اور ہی

ہاتہ حیدر کو کہا خالق نی اپنا ای **قبول**
کیون نہ غالب ہوون بنی کُل پر یہہ بازو اور ہی

آگیا جس دم وہ عیسیٰ دم ہوا پہر جائگی
بہاگ جائیگا مرض کوسون قضا پہر جائگی

باغ کو ئی یار تک پہونچی تو کیا پہر جائگی
جو مہب ہی اوس سی پہر باد صبا پہر جائگی

سرخرو عاشق ترا اوسوقت ہوگا عشق سے
جب گلی پہ تیغ ای گلگون قبا پہر جائگی

زیست مجھہ برگشتہ قسمت کی جو چاہو سو ہو | جانتی ہو تم کہ تاثیر دوا پھر جائیگی
آفت آئی کو جو ہای دل تو چھپ جا زلف مین | تجھہ تک آپہونچی گی تو ڈر کربلا پھر جائگی
بام پر تم بیحجاب آئی تو فوراً شرم سی | چاند ای سوی فلک ای مہ لقا پھر جائگی
بڑہ گیا رونا بہت لیکن وہ دیکھا ہی مزا | آنکھہ سوئی ناز و انداز و ادا پھر جائگی
تیز ہی تو ذبح پر لیکن ہون ایسا بیگناہ | باڑہ تیری تیغ کی ای بی وفا پھر جائگی
عاشقون کو جس جگہہ پاؤ کرو فی الفور قتل | ای شہ حسن اب منادی جا بجا پھر جائگی
بی گنہ ہون زیر خنجر حشر تک تڑپونگا مین | قتل سی قاتل نہ چوکی گا قضا پھر جائگی
نیک بد بد نیک ہو جائینگی کیا معلوم تھا | چار ہی دن مین زمانی کی ہوا پھر جائگی
دیکھکر اوس بت کو دوزخ سی اتو مین ڈرون | زہد سی خود طبع تیری زاہدا پھر جائگی

جب وہ کوچی سی نکالی چپ نکل جا ای قبول
ضد سی طبع نازک اوس گل کی سوا پھر جائگی

نہین اونکے در پر رسائی ہماری | بڑے وقت مین ہوتی آئی ہماری
رسائی نہ شاہون کی بہی جس جگہہ ہو | ہی اوس در پر ای دل گدائی ہماری

یہہ دو چیزین کونین مین منتخب ہین
حیا آپ کی بی حیائی ہماری

ہماری گہر آتی ہین وہ تیغ کہینچے
ہوئی آج بالکل صفائی ہماری

چہٹی ہم مگر دل لگا ہی قفس مین
اسیری ہی عین رہائی ہماری

یہہ نکتہ ہی اولاد آدم سی ہین ہم
کرین قدر کس طرح بہائی ہماری

چلی ہم تو لیکن رہی اب جہان مین
برائی تہاری بہلائی ہماری

ہماری غذا لخت دل ہجر مین ہی
جگر کا لہو ہی ٹہنڈائی ہماری

درِ دل تک اوس بیوفا کی نہ پہونچی
ہٹی روز کی جبہہ سائی ہماری

کدورت سی اک تم ندیکہو ندیکہو
ہی آئینہ سب پر صفائی ہماری

جلایا ہمین اس قدر ایک گل نی
گلون سی بہری ہی کلائی ہماری

کتابی تری چہری کی یاد آخر
بہلادی گی حرف آشنائی ہماری

قبول اوسکا دل کچہہ مخاطب ہوا ہی
کرین نذر حاجت برآئی ہماری

مراخون اوسپہ تا ثابت نہو مگار روتا ہی
مجہی مارا ہی پر ظاہر مین وہ عیار ہنستا ہی

مین اوس صحرای وحشت مین ہون اب سرگشتہ ای دلبر
کہ چشم آبلہ سی ہر قدم اک خار روتا ہی

بلا بہیجا ہی محبوب حقیقی نی چلا ہون مین
ہنسی آتی ہی مجہکو جب کوئی غمخوار روتا ہی

مرض الفت کا ہی تو مانع گریہ نہو ناصح
مسلط جسپہ ہو جاتا ہی یہہ آزار روتا ہی

مری گردن جہکا دینی سی رحم آیا ہی قاتل کو
وہ خود سر خم کیی کہینچی ہوئی تلوار روتا ہی

بہت اوس کوچی مین نالان ہا لیکن نہ کچہہ چہپا
کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہی

ہمیشہ ہجر کا غم ہی تصور وصل کا گاہی
جو دل اکبار ہنس دیتا ہی تو سو بار روتا ہی

زلیخا سی کوئی پوچہی کہ تجہکو عشق ہی کیسا
کہ زندان مین ترا یوسف تباہ و خوار روتا ہی

مری حالت پہ دل پگہلا ہی تیور ہین مگر کڑوی
ترحم سی گلی ملتا نہین پر یار روتا ہی

تری بیمار کو تیری سوا صحت ملی کس سی
مسیحا کا ہی کچہہ چارہ نہین ناچار روتا ہی

مقابل ہو کی روتا ہی تو پہر تہم تہم کی کیا رونا
ہماری کہیل مین کیا ابر دریا بار روتا ہی

خریدار اوسکی سب تجہپہ خندہ زن ہین تو وہ یوسف ہی
تری کوچی مین آکر مصر کا بازار روتا ہی

دعائین مانگ کر ہنسنی پر اوسکی موت مانگی تہی
خدایا اب جلا مجہکو مرا دلدار روتا ہی

قبول اس دہر کو غفلت کدہ جان اور نہ خوش رہنا

جو غافل ہی وہ ہنستا ہی یہان ہشیار روتا ہی

ظلم اونکا کام تہا جور و جفا کرتی رہی
عاشقِ صادق تہی ہم اونسی وفا کرتی رہی

صاف صاف آئینہ رو کی ثنا کرتی رہی
مجھکو غرقِ بحرِ حیرت آشنا کرتی رہی

ہاتھہ پہیلائی رہی ہم رات آخر ہوگئی
ساتھہ وہ سونی کو وا بندِ قبا کرتی رہی

سر کٹا حسرت مین قاتل تشنہ کامِ عشق کا
تیغ کی کُندی کا ہم اُسّی گلا کرتی رہی

یار کی دل کی کدورت ہم مین ہمنی دور کی
آئینہ ساز اپنی آئینی جلا کرتی رہی

ہاتھہ اک سر پر تہا اور اک ہاتھہ سینی تہامی تہی دل
کیا کہین تمسی کہ ہم فرقت مین کیا کرتی رہی

قطعہ

بڑہتا جاتا تہا مرض اور زور کم ہوتا تہا روز
عمر بہر دردِ جگر کی سب دوا کرتی رہی

آبِ حیوان مین دوا ایسی پلاتی تہی ہم
ہم ہوئی آخر وہ تدبیرِ شفا کرتی رہی

شمع سان جلتی رہی اُف بہی نکی ہمنی کبہی
مدعی افروختہ دل یار کا کرتی رہی

جا و بیجا یاد اوس محبوب کی بہولی نہ ہم
یعنی تنہائی مین بہی ذکرِ خدا کرتی رہی

مرنی جینی سی کسی کی کچھہ وہین مطلب نہین
وہ ادا کرتی رہی عاشق قضا کرتی رہی

دوسری جاہی مین آئی قتل جب تونی کیا
رختِ تن تبدیل تیری بی نوا کرتی رہی

ماہ مین خورشید سی ہی نور لیکن ای پری
مہر کو رخسار تیری پر ضیا کرتی رہی

درد و غم رہنی نپای ایکساعت ای قبول
دم بدم میری مدد مشکل کشا کرتی رہی

غش ہی زاہد می گلرنگ کا جام ایسا ہی
ہو گیا زہد حلال آب حرام ایسا ہی

یا علی تہام لو ہاتہہ اپنی اس افتادہ کا
لب کافر سی نکلتا ہی یہہ نام ایسا ہی

دہن ایسا کہ موئی عشق مین سب ہو کر تنگ
مردی جی اوٹھتی ہین سنتی ہی کلام ایسا ہی

خدمت حیدر صفدر رہوئی قنبر کو نصیب
کبھی آقا جسی سب کا وہ غلام ایسا ہی

ایک داغ سر سودا زدہ پر حیرت کیا
دل پر داغ کو دیکھو یہہ تمام ایسا ہی

راز پوشی کی ہی امید دل وحشی سی
دیکھی کیا ہو سپرد ایسی کی کام ایسا ہی

ظلم تم چہوڑ دو یا ترک وفا مجھسی ہو
نہ تو تم ایسی ہو ہرگز نہ غلام ایسا ہی

پرخطر ہی وہ گلی تیری کہ کہتی ہین جسی
عین جرأت ہی جو بہاگین یہہ مقام ایسا ہی

مین تری زلف کا کیا وصف کرون ای خوشخط
چشم حافظ کو ملی نور یہہ لام ایسا ہی

تندخو غنچہ می آگ ہی ساغر کم ظرف
ساقی ایسا ہی شراب ایسی ہی جام ایسا ہی

عشق ہی ساری زمانی کو تری افسون سی | پہنستی ہین طائر جان جسمین یہہ دام ایسا ہی

اک در خلد ہی اک عرش بلا استغراق | کیا کرون وصف ترے ایسا ہی وہ بام ایسا ہی

بولی تو گالیان دین چپ ہوئی تو قتل کی فکر | خامشی ایسی تمہاری ہی کلام ایسا ہی

ایسی مادہ ہی زمین جسپہ گذرتی ہین سب | غصہ کہا لیتا ہی عالم یہہ حرام ایسا ہی

کیا سودائی وہ کہتی ہین مجھی ہوش نہین | وہ جنون کو بنا پختہ ہی جو خام ایسا ہی

ہوش لکہنی کا نہین ہجر کی بیہوشی سی | کہہ ہی سکتا نہین قاصد وہ پیام ایسا ہی

کہتی ہین زلف دکہا کر جسی پہنسنا ہو پہنسی | عمر بہر پہر نہ چہوٹی گا یہہ دام ایسا ہی

مہر وسہ عارضون کی یاد مین تپاتی ہین | رنگ وہ صبح کا ہی جلوہ شام ایسا ہی

رکہہ دی سر جہلی ور حیدر صفدر پہ قبول
سب اماموں سی ہی اول وہ امام ایسا ہی

چمن شگفتہ ہین تو ہون وہ یار جاتا ہی | ہماری دل کا مزا ای بہار جاتا ہی

ہمین ہی عشق کی تپ کرتی ہین طبیب دوا | وہ جانتی ہین کہ ایسا بخار جاتا ہی

اودہر جاونگا کرتا ہی مجہسی دل اقرار | ہزار بار نگہ بیقرار جاتا ہی

کدورت اوسکی بڑہتی ہی یار کی دل کی — جب اوس گلی مین ہمارا غبار جاتا ہی

مژہ وہ تیر نہین رک رہی جو سینی مین — جگر کو چہید کی یہہ دل کی پار جاتا ہی

کڑا جو مین تہا تو دل اوس سی نرم ہوئی الفور — جو مین نہ ہارون تو دل اوس بت سی ہار جاتا ہی

ٹہہر کہ شگفتہ رہے کنول دل کا — نہ جا نہ جا کہ یہہ جوش بہار جاتا ہی

مجہی یقین ہی تپہر ہون رفتہ رفتہ سے بڑی — کہ ہر ادا مین مرا اختیار جاتا ہی

کوئی جو ہوتا ہی راہی تری گلی کی طرف — قضا پکارتی ہی وہ شکار جاتا ہی

کوئی بتائی ہوا پر ہوائی چہوٹی ہی — ویا کوئی مری دل کا شرار جاتا ہی

چمن مین یاد اوسی آتا ہی جب مرا رونا — تو سیر کو طرف آبشار جاتا ہی

حواس آتی ہین چہرہ جو وہ دکہاتا ہی — جنون دم کی دم آکر اوتار جاتا ہی

یہہ گردش فلک ایام سی نصیب ہوئی — دل اوسکی کوچی مین لیل و نہار جاتا ہی

قبول منہہ سی جو کچہہ کہہ نباہ کر اوسکا
نہین تو آدمے کا اعتبار جاتا ہے

کر رہا ہی قتل مجہکو وہ فسونگر دور سی — پیاس مین دکہلا رہا ہی آب خنجر دور سی

قاصد اوس قاتل کی رنگ ڈرسی جاتا کسطرح
جس سی پوچھا ہٹ گیا وہ گہر بتا کر دور سی

باتون باتون مین جو بڑہتا ہون سو غنچہ دہن
پاس کچھ میرا نہین کہتا ہی ہنسکر دور سی

حسن افشان کا بڑہا جب بام پر تم چڑہ گئی
نور جبیسی ہو چراغون کا فزون تر دور سی

جذب کہلاتا ہی یون خنجر کو تیرا سخت جان
کھینچتی آہن جیسی مقناطیس پتہر دور سی

پاس خورشید فلک آجای تو ہمکو جلای
تو جلاتا ہی ہمین ای مہر انور دور سی

لپٹون اب پروانہ سان جل جاون یا بچ جاون مین
دیکھون کبتک چہرہ پر نور دلبر دور سی

پاس ہون اغیار ساغر چل رہی ہون بزم مین
تو ہی کہہ دیکھا کرون یہہ ظلم کیونکر دور سی

دشمن جان ہین جوان و طفل کوچی کی تری
چھپ چھپ کر یان پاس سی چلتی ہین پتہر دور سی

پاس اس وحشی کی آنی سی جو وحشت کرتی تہی
پہر تسکین منہہ دکہا جاتی تم آکر دور سی

رات دن نظارہ کرتا ہی تمہاری نور کا
ماہ تابان پاس سی مہر منور دور سی

سیر دشت و کوہ کوچی مین تری جاتا رہا
چین پاتا ہی مسافر گہر مین آکر دور سی

پاس کی مجھکو ہوس ای بخت کی برگشتگی
اولٹی پہر جاتی کو کہتا ہی وہ دلبر دور سی

پاس اوس خوش قد کا ایسا ہی کہ ای باد صبا
ہو گیا خم دیکھکر سرو صنوبر دور سی

تو ہی محرم کربلا مین جب گذر ہوئی قبول
دیکھنا وہ روضۂ پر نور واطہر و رسی

سبہون کو قتل کیا بت شریر کیسی تہی | یہہ کیسی مٹی تہی انکی خمیر کیسی تہی

نظر نہ آئی یہہ سب دستگیر کیسی تہی | تمہاری زلف سیہ کی اسیر کیسی تہی

نہ مانگا مانگنے کی طرح یار سے بوسہ | سوال ہمکو نہ آیا فقیر کیسے تہی

کہا نہ مینی مگر وصل کی رہی حسرت | نہ سمجھے دل کی وہ روشن ضمیر کیسی تہی

تمہاری پلکین کہٹکتے رہین مری دل مین | کبہی نہ سینی سی نکلی یہہ تیر کیسے تہی

یہہ جسم تیرون نی چہانا ہی پر چہیونی سوا | لہو کی پیاسی صغیر و کبیر کیسے تہی

پہنسی جو دام مین ہم سیکڑون کیی نالی | نہ پہر جواب دیا ہمصفیر کیسی تہی

جو قید ہمکو بہی کرتی تو راز یہہ کہلتا | کہ رشک کرتی تہی آزاد اسیر کیسی تہی

مشائخ اوٹہتی نہین اوس جوان کی درسے | مرید بنگئے آکر یہہ پیر کیسے تہی

دکہا کی دو رسی پلکین گیا وہ اپنی گہر | کلیجہ چہن گیا میرا یہہ تیر کیسے تہی

وہ ہاتہہ جوڑ کی دیتی تہی کہنچتی تہی یہہ ہاتہہ | اسیر کیسی تہی آگی فقیر کیسے تہی

غلامی اونکی سمجھتی ہین فخر سب سلطان
ہماری شاہ کی بارہ وزیر کیسی تھی

قبول ناسخ مرحوم کا جواب تنہا

خدا ہی جانے کہ مرزا و میر کیسے تھی

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کسنی کی
آبیاری مری اشکون کی سوا کسنی کی

مرض عشق مین پہونکا نہ مری پاس کوئی
کسنی دی مجھکو غذا میری دوا کسنی کی

کب نکل سکتا ہی ظلمات مین پہنسکر کوئی
میری گردن تری زلفون سے رہا کسنی کی

جز تری آنکھون مین انسان ہا کون ای غیر
خانۂ دل مین جگہہ تیری سوا کسنی کی

غنچۂ دل کو ہی کیون پاس نسیم وصلت
سب چمن پہولی ہین پیدا یہہ ہوا کسنی کی

کھینچ لایا تہا دل ان کی چی مین پاون گئی
ہی ستم کسنی سزا پائی خطا کسنی کی

عشق کامل تہا جبہی کی نہ مگر حسن نی قدر
ہمین منصف ہو وفا کسنی جفا کسنی کی

حیرت آئینی کو ہی سو ہوی فتنی بیدار
نازسی آنکھ ہم دم صبح یہہ وا کسنی کی

گل نی بہی بدلا ہی چلن نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو
باغ مین سب بدن سرخ قبا کسنی کی

چلی بارش مین ہوا مجہپہ نہ لیجی طوفان
مین تو واقف بہی نہین آہ وبکا کسنی کی

مجھہ مریضِ الم و غم سی ہو تم جبسی خفا
یاری وعدہ کیا تہا مگر آئی ہی قضا
وصف ہم کرتی رہی دیتی رہی تم دشنام
رخِ پرنور دکہایا نہ ہمین خوش ہوکر

طلب اللہ سی ای جان شفا کسنی کی
بیوفا کون ہوا آہ وفا کسنی کی
کس سی بیجا ہوئی بات او ربجا کسنی کی
داغ بڑہنی مین گدای ماہ لقا کسنی کی

صاف و ناصاف سی ہون صاف یہہ خصلت ہی قبول
دونون سمت آئینۂ دل سکے جلا کسنی کے

بہری ہی بزم نہ شیشہ نہ جام خالی ہی
تری صفت سی ہوا ای حسین مطلعِ نور
سرور دل مین نہین یار جو بغل مین نہین
دہن کو نقطہ جو کہی تو حرف ایمن ہی
جو گل کی صید تہی شاید چہری تلی سب آئے
نجمِ فلک سی ملی آفتاب کیا رندو
بہرا ہی غیرون سی کوچہ نکال دون سبکو

تری جگہہ مری والا مقام خالی ہی
وگرنہ حسن سی میرا کلام خالی ہی
می طرب سی یہہ ساغر مدام خالی ہی
کہ میم نقطی سی ای خوش کلام خالی ہی
پہر آج زلف کا ای تُک دام خالی ہی
فقط چمک ہی چمک دیکہو جام خالی ہی
یہہ عہدہ بخشو تمہارا غلام خالی ہی

ہوا کچھہ ایسی چلے ہی کہ بہر گئی کیفی | محبتون سی دلِ خاص و عام خالی ہی

ہمین جو دیتا ہی گہبرا کی مئی وہی ساقی | جہکائی رکہہ ہی شیشی کو جام خالی ہی

جو پاس ہو تو دی ورنہ بعدِ مرگ ترا | نشان خیر سی نیکی سی نام خالی ہی

چلی ہین چال یہہ عاشق کی رنج کی عمدا | کہ آج ناز و ادا سی خرام خالی ہی

دُرادنگی گیسوِ خمدار کو نہین درکار | کہ اصلِ وضع مین نقطی سی لام خالی ہی

عجب نہین جو نہ سامع کو لطفِ شعر ملی | کہ عشق سی دل اثر سی کلام خالی ہی

مٹائین سخت دل اسکو تو مٹ سکی نہ قبول
دلِ نگین مین جگہہ بہرِ نام خالی ہے

دل مین داخل ہوئی جس وقت سی الفت گئی | ہم تو کیا دل کو محبت کی محبت نہ گئی

رہ گئی درد و غم و یاس گیا دل جو ادہر | تہا رئیس ایسا پر اسا تہہ رعیت نہ گئی

خوش ہوا تہا تری فرقت مین کبہی لی سی | کو وہ غم سر پہ لیا پر مری خفت نہ گئی

آنکہون کی طرح لی اتنا مجہی حیران کیا | وصفِ گیسوی پریشان مین بہی نیت گئی

جسم ہلکا ہوا ہی روح لی قوت پائی | عشق مین تنگ کی غذا ہی مری طاقت گئی

اب یہہ عالم ہی چھپا کس لیی پری این عشق | تہی جوانی مین جو غم کہانی کی عادت نگئی

ناز حسن اوسکو رہا عشق کا بندی کو نیاز | وہ مری یار کی خو یہہ مری خصلت نگئی

بی زری جود فراوان کا مری باعث ہی | سر دیا تجھکو تہیدست لی ہمّت نگئی

وحشت افزا مری اشعار ہین وحشی ہی عون | جسنی اک شعر سنا پہر کبہی وحشت نگئی

لی گئی الفت حق کیطرف انسانیّت | شکر ہی عشق مجازی سی حقیقت نگئی

رنگ زرد اپنا یہہ برسون مین جمایا ہی ہجر | وصل اوس گل سی ہوا تو بہی یہ رنگت نگئی

اوسنی چاہا ہی جو محبّت نہوئی پر نہوئی | یہی چاہا نہ گئی اوسکی محبّت نگئی

اتنی عرصی مین پہرا بہول گئی سب مجہکو | مین وطن مین ہی جو آیا مری غربت نگئی

ہم رہی طالب وصل پری انسان ہوکر | مرتی مرتی یہہ ہماری بشریّت نگئی

واعظ آیا تو مری آنکھون کی پتلی مین چھپی | دخت رز کی نظر غیر سی حرمت نگئی

گو ہوا دولت دنیا سی تہیدست قبول
شکر ہی دل سی مری عشق کی دولت نگئی

یہہ جسطرح مین تری جور او جفا باقی | وفا ہی باقی ہی جبتک ہی دم مرا باقی

طبیب رنج و خجالت سی جان بلب خود ہین
مرض تو باقی ہی لیکن نہین دوا باقی

رہا نہ عضو کوئی ہجر مین گھلا ایسا
فقط ہی تیغ کی مشتاق کا گلا باقی

سبھونکو نیست جو کرتی ہی کیا غرور سپہر
غنا فنا کو ہی آخر مین اور بقا باقی

قبا سی تیری بقا نور کی ہویدا ہی
قبای نور بدن سی عیان ہوا باقی

ترے فراق سی تھوڑا ہی اب لہو تن مین
ابھی ہی غم کی لیی کوئی دم غذا باقی

کسی دکہاتی ہو دام سیاہ تم اپنا
رہا نہ صید اب ای گیسو رسا باقی

یہہ قول جھوٹ نہین الحیا من الایمان
بقا ہی دین کو جبتک کہ ہی حیا باقی

رہی نہ تجھسی غم و درد و حزن ہی محروم
کرو شہید کہ اب ہی فقط قضا باقی

وہ ذبح کر کی جلانی کو مجھپہ روتی ہین
مجھی فنا ہی مگر روح پر جفا باقی

مجھی مرید کری آشنا پرستی مین
اگر کوئی ہو زمانی مین آشنا باقی

صبا جو لی گئی اکثر سوی خطا و ختن
تمہاری بو رہی ای گیسو دوتا باقی

لہو ٹپکتی ہوئی بن گئی یہہ دس خنجر
رہی جو ناخنون مین سرخی حنا باقی

گناہگار کی مرنی پہ بھی نجات نہین
فنا کی بعد رہی حشر پہ سزا باقی

نہ زندہ چھوڑو چلی ہو جو تم کر کی مجھی ‏— لگاؤ وار کہ دم ہے ذرا ذرا باقی

قبول حسرتِ دل شل جان نکل جائے
دمِ فنا مرے لب پر جو آئی یا باقی

میں زندہ ہون جبتک وہ ستم کم نہ کرینگی ‏— خوش ہونگی جو مر جاؤنگا کچھہ غم نہ کرینگی

زخمِ نگہِ ناز مین لذت وہ ملے ہی ‏— عیسی سی طلب بخیہ و مرہم نہ کرینگی

دیکھین گی تری زلف کی زنجیر ہمیشہ ‏— سر طوقِ گرانبار سی ہم خم نہ کرینگی

ہی حسنِ ادا حسن کی عالم سی دو بالا ‏— کیونکر تہ و بالا وہ دو عالم نہ کرینگی

کیون صبر کو سے کہتے ہوا گر عشق دیا ہے ‏— ای جانِ جہان ربط یہہ باہم نہ کرینگی

دردِ دلِ عشاق بجائی گا جوائی وست ‏— اجزای جوارش اثرِ سم نہ کرینگی

جنت مین ابد تک ہمین رہنی کو جگہہ ہی ‏— منھہ پھر سوِ گندم اگر آدم نہ کرینگی

مین فسح سی ڈرتا نہین لیکن وہ مسکائین ‏— اسپر ہی فنا دم کہ وہ بیدم نہ کرینگی

دیکھین گی تری ساحرون جی کی کوئی دم ‏— افسون کڑا ہمپر اگر دم نہ کرینگی

محفل مین مجھی جامِ می صاف نہ دینگی ‏— محتاج کو ہرگز وہ کبھی جم نہ کرینگی

خوش مجھکو دمِ ذبح جو دیکھا تو یہ کی وہ
مین بولا کرو ذبح کہا ہم نہ کرینگی

غیرون کی مری سمت سی تسکین نہ ہو گی
جب تک کہ مزاج آپ کا برہم نہ کرینگی

تم در سی نہ اوٹھواؤ ہمین نالون سی للہ
اب ہم بھی جو گھٹ جای کا اف ہم نہ کرینگی

تیغ اونکی بڑی مرتبہ دان ہی نہ چلی گی
مجھکو جو شہیدون مین مقدم نہ کرینگی

توبہ ہوئی اب جام بھی ہمراہ گنہ بخش
ساقی کبھی اب توبہ بھی ہم نہ کرینگی

آنکھہ اپنی پڑی چھاتیون پر یہ توکہان بخت
پتلی کو بھی انگیا سی وہ محرم نہ کرینگی

محشر مین قبول اونسی خوشی ور رہی گی
دنیا مین شہ دین کا جو ماتم نہ کرینگی

عشق کو دین کی بنیاد جو بندا سمجھی
ناصحا تیری نصیحت نہ وہ بہلا کیا سمجھی

ہمکو کچھہ بھی نہ دل عشق سی جلنا سمجھی
ای صنم تم ہی بس اللہ ہمارا سمجھی

ہجر کی صدمون سی ہم مرنی کو جینا سمجھی
ملک الموت کو دیکھا تو مسیحا سمجھی

جان پہ کھیلنی سی وہی بہت آخر کار
پہلی وہ عشق مرا کھیل تماشا سمجھی

وای قسمت کہ جھجکتی ہین نہین پاس آتی
ہوش الفت نی مری کھوئی تو سودا سمجھی

عشق کی آگ مین کب سوجھتا ہی جا بیجا — جرم تو اپنا ہو یوسف سی زلیخا سمجھی

ای پری چاندنی مین ابر سیہ جب اوڑھا — ہم اوسی دیو شبِ ہجر کا کالا سمجھی

فرق پایا قدِ آدم کا جو ہمنی اُن مین — مہ و خور کو شبِ وصلت کا سر و پا سمجھی

تم ہوئی تو شبِ مہتاب ہوئی کالی رات — ہجر مین ہم شبِ مہ کو شبِ یلدا سمجھی

نازکی اونکو نظر آئی کمر کے نہ ذرا — جو کہ تارِ نظرِ دیدۂ عنقا سمجھی

شمعِ ادراک ہی فانوسِ گلی مین روشن — نورِ محبوب کو کیا خاک کا پتلا سمجھی

یادِ گیسو مین تواتر جو وہنا سر سینی — لوگ سب مجھپہ بلا بہوت کا سایا سمجھی

پہلی مین قتل ہوا مجرمون مین پائی نجات — تم برا سب سی جو سمجھی مجھی اچھا سمجھی

داغ پر داغ دیے تمنی جلن سمجھی کون — تم تو دل کی لیے گلہائے تمنا سمجھی

رشکِ ہر لحظہ سی فرصت نہین پاتا ہی قبول
ہی جو حاسد سخنِ اہلِ سخن کیا سمجھی

بلا کر اپنی گھر عاشق کی دل کو شاد کیا کرتی — وہ اپنی حسن پر بہولی ہین ہمکو یاد کیا کرتی

پریزادون کی و حورون کی شہرت گہٹ نہین سکتی — خدا جانی ستم معشوقِ آدم زاد کیا کرتی

صبا سے لے کے بھرے شیشۂ ساعت میں خاک اپنی
یہہ گردش کم نہیں اب اور وہ برباد کیا کرتی

جدا سر کر کے ایک اک بندے کا ما او نمک جوہر کا
تمہیں بتلاؤ اب اس سے سوا جلاد کیا کرتی

حسین آگے بھی تھے لیکن تمہارے سے نہ تھی جرأت
ستم اے موجدِ ظلم و ستم ایجاد کیا کرتی

چھپا کر چہرۂ روشن ہمیں مارا ہے او ظالم
اندھیری قبر میں جا کر تجھے ہم یاد کیا کرتی

یقین ایک ایک دم زیر زمین چھپنے کا ہمکو تھا
نظارہ باغ کا تیری بہار اے شمشاد کیا کرتی

نظر سب کی تری جانب کو دیکھی حشر کے دن ہے
ہماری کون سنتا ہم وہان فریاد کیا کرتی

رہا ویران ہے ہرگز نہ آئے آپ لے سے
ہم اپنی خانۂ دل کو بھلا آباد کیا کرتی

کسی نے بھی نہ پوچھا باغ میں اس صید لاغر کو
ہماری مشتِ پر پہ سچ ہے تو ہی صیاد کیا کرتی

جو ہیں پیدا ہوئے ہیں سب کے دل میں غم ہوا پیدا
بلند اپنی سبب شور مبارکباد کیا کرتی

جنون سخت سے میری ہمکا نے لگ گئی محنت
وگرنہ اتنی بہاری بیڑیان حداد کیا کرتی

سفر عقبیٰ کا ہے رہزن گہنہ تہا ہم اے خالق
نہ تکیہ ہوتا رحمت پر تری تو زاد کیا کرتی

نہ دیکھا ترکِ عشق آتش پرستی کا جب استی
نہ کہلاتی جو طوفان تو اتو عاد کیا کرتی

قبول اب تک نہیں موزون نا موزون سے تم وقت

ہتہین ہم اپنا فن شعر مین استاد کیا کرتی

کیونکر تری کوچی سی کوی بچ کی نکل جای
تو چہوڑی ہی ظالم تو زمین او سکو نگل جای

دل تیغ سی بچ جای تو حسن اوسکا چہوڑی
خالی پڑی گر آنچ تو آہن آگ مین جل جای

کیون تنگ ہی دل سیر کری داغ جگر کی
دیوانہ اسی باغ مین ہم بہر کو ٹہل جای

مجہپر نظر قہر ہی غیرون سی محبت
ای گردش افلاک یہہ انکہہ اوسکی بدل جای

ممکن ہی کہ مین دلکو دکہاون تری صورت
مجنون کی طرح پر نہ یہہ نا فہم مچل جای

عاشق ہین بہت ابرو خمدار صنم پر
کیا اسکا عجب ہی کہ جو تلوار ہی چل جای

باندہا کری عشاق کو حسن اسکا ہی ہی
یارب نہ کبہی زلف دل آویز کا بل جای

جب اوسنی وفا چہوڑ دی مین غم سی ہوا زرد
یون عاشق و معشوق کی صورت بدل جای

کسطرح نہ جان اپنی بچایا کرون ناصح
نالہ جو رکی دل مری سینی سی نکل جای

گہر اپنی چلی ہین شب تاریک مین لڑ کر
کیون سیاہ تہہ نہ اونکی دل دشمن کا کنول جای

ناصح بخدا اصغر بہر امیر ابس اب جا
بچّا نہین بندہ کہ جو باتون مین بہل جای

عاشق ذقن و ابرو و لب کا نہین بچتا
یا غرق ہو یا ذبح ہو یا آگ مین جل جای

اس رات پکارون تو نکل آئین وہ در پہ
ای گردش گردون مری آواز بدل جای

سب طرح سی قابو مین تمہاری ہی مرا دل
پنکو تو یہہ کر جای سنبہالو تو سنبہل جای

چربی تو ہی کیا شی جو تب عشق کا ہو سوز
ہر ہڈی وہین شمع کی مانند پگہل جای

سودای محبّت کی دوا کرتی ہین احباب
یارب کہین ان سب کی دماغونسی خلل جای

جب تک ہی بنا دل کی یہہ خون نوش ہی جو د
کیا دخل ہی جو عشق کی سلطان کا عمل جای

مین چہو نہ سکون زلف تری شانہ ہوا فسوس
شل رعب سی ہو ہاتھہ مرا پنجہ شل جای

آتا ہون تری کوچی مین اب غیر ٹہری
خیر اسمین ہی ہوس بانی شر کی کہ وہ ٹل جای

کچھہ کروٴن بدلی سی بجز وصل نہ ہوگا
ممکن نہین درد جگر ای دل کسی کل جای

یہہ کہتی ہین چل کر کہ قبول اُٹھہ وہ گل آیا
دیکہین جو وہ اس دم کی مین سنبہلی تو سنبہل جای

جاؤن کیا بلبل مجہی لینی ہزار آیا کری
ہجر مین گلشن سی مجہکو کیا بہار آیا کری

مر مٹا تیری اطاعت مین نہ دیکہا تیری سمت
اب نہ جہپکی گی پلک اپنی غبار آیا کری

آگ لگتی ہی لگائین جو رقیب ای شعلہ رو
گرم ہو مجہپر نہین وہ اعتبار آیا کری

ہون وہ مجذوب اوسکی پلکون کا تصور کرکرون / تن مین چبہتی کو ہر اک جنگل کا خار آیا کری

وصل سی یا پیر کردی یا جلا کر خاک کر / عشق مین کبتک تپ ہی ای گل بخار آیا کری

اپنی کوچی مین نہ لاشی کو پڑا رہنی دیا / کیون نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کری

مصحفی تیری گلی مین چاہنا بیکار ہی / مین نہ آؤن اور رقیب نابکار آیا کری

طوق گردن توڑتا ہون زور زور عشق سے / سخت تنگ آیا ہی اب کبتک لُہار آیا کری

تازہ مضمون کی ثمر مین گو قلم ہی نخل خشک / اوسطرف کا فیض ہی کیونکر نہ بار آیا کری

مین جو کہتا ہون گلی لگ ہی بہت الفت کا جوش / نازسی کہتی ہین وہ چل دور پیار آیا کری

دور اُس گل سی ہون لکہا تہا یہہ تقدیر مین / گلشن دل ہو خزان جسدم بہار آیا کری

اوسکی جولانگاہ مین ہردم دعا کرتی ہی روح / روندتی خاک گدا وہ شہسوار آیا کری

حسن جانان نی شب بخت سیہ روشن نہ کی / شمع ماہ و مہر کی لیل و نہار آیا کری

آندہیان اوٹہا کرین ہر روز کوی ڈہسی / اوڑکی سارا میری آنکہون مین غبار آیا کری

جب دعا کو ہاتہہ اوٹہائین ساقیا الست / تو بطِ می اوڑکی ہنگام خمار آیا کری

دو ہی شکلین ہین ہماری زندگی کی ای قبول

یا بُلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے

لکھی صفت قلم نی جو زلفِ سیاہ کی — سامع نی کی جو واہ تو قاری نی آہ کی

چھائی رہی نظر مین سیاہی جو چاہ کی — یوسف نی اسکی نہ زلیخا کی چاہ کی

راہِ وفا مین بھی جو مکدر رہا وہ شوخ — ای دل کوئی صفائی کی پیدا نہ راہ کی

معلوم تجھکو حسن کی ہین بیوفائیان — ای عشق کسلیے مری حالت تباہ کی

ای بدر تیری آگی ستاری ہین سب حسین — تو بادشاہ فوج یہہ سب بادشاہ کی

دریا و دشت و کوہ رہِ عشق مین کٹی — نکلی نکوئی راہ تری دل مین راہ کی

جو آگ کا جلا ہی وہ بجھتا ہی آگ سی — ملتی طلب غضب مین تمہاری پناہ کی

دیکھا نہ اپنی آہون کی مانند منہہ ترا — مانندِ حسن دیکھی نہ تاثیر آہ کی

اس غم مین رو کی قبر کو مینی کنوان کیا — مٹی رہی خراب مری بعد چاہ کی

عشق اب جلایا چاہتا ہی مجھہ ضعیف کو — خس مین ہی آگ کونسی صورت پناہ کی

اپنی گداؤن مین جو مجھی بھی کرو شمار — صورت نہ دیکھون تمکنت و عز و جاہ کی

اللہ ری رحم ہم جو ذرا منفعل ہوئی — صورت وہین ثواب سی بدلی گناہ کی

عقبیٰ مین آبِ رحمتِ حق نی وہ کی سفید — فردِ عمل جو دہر مین ہمنی سیاہ کی

مانندِ مہر چار نقابون سی ہی عیان — دی مجھکو اوسکی نورنی تیزی نگاہ کی

قاتل نی جب بلایا تو قسمت کی پھیر سے
راہ ای قبول بھول گئی قتلگاہ کی

خاطر اوس گل کو چمن مین جو سوا میری ہی — آج کل گلشنِ عالم مین ہوا میری ہی

رحم تم کہاؤ تو شیرینی و تاثیر سے کھلے — زہر سمجھی ہو جسی تم وہ دوا میری ہی

صدقی ہونی پہ جلایا مجھی پروانہ صفت — وہ جفا حسن کی ہی اور یہہ وفا میری ہی

اوسکی کوچی سی نکلتا ہون جو مجذوب کی شکل — سب سی کہتی ہین کہ دیکھو یہہ بلا میری ہی

پھری کی عشق مین خود زلف کی پہنی زنجیر — اوسکی تقصیر نہ سمجھو یہہ خطا میری ہی

غم بتون کا جو کہلاتا ہی کبہی تو ہو خفیف — کیا ثقیل ای فلکِ سفلہ غذا میری ہی

مجھسی بیری گلِ تر کو بھی شگفتہ کردی — زیست اسمین فقط ای بادِ صبا میری ہی

جان کنی ہجر کی جینی مین ہی کرتا ہین قتل — کیسی بیرحم کی ہاتھہ آہ قضا میری ہی

ہی شریک اسمین تمہارا بھی تصور ہر دم — ملتی شبِ تیرہ ترا ای لفِ وتا میری ہی

نہ ملا ایک دہن سی وہ تمہارا ہی دہن
جو کسی سی نہین ملتی وہ صدا میری ہی

تیری دل تک نہ رسائی ہوی آتک ای تب
ورنہ تا عرش خدا آہ رسا میری ہی

قتل کرنی کی تصوّر مین پڑا پہرتا ہی
دوست تو کیا دل دشمن مین بہی جا میری ہی

شکوہ کس منہہ سی کرون حسن جلاتا ہی اگر
عشق کیون لتسی کیا تہا یہہ سزا میری ہی

ایسی بیماری فرقت ہی ملی ہی ایذا
مرگ سب کہتی ہین جسکو وہ شفا میری ہی

زیست مین موت مری ساتہہ ہر اکدم ہی قبول
میری نزدیک فنا عین بقا میری ہی

دہان تنگ کا بندہ کلام کیا سمجہی
سنا نہو جو معمّا غلام کیا سمجہی

جو اپنی نفس کو سمجہا ہو پیشوا اپنا
وہ پہر اتا من بحق کو امام کیا سمجہی

بتون کی عشق کی آخر مین اوس طرف ہی رجوع
جو پختہ مغز ہو وہ سمجہی خام کیا سمجہی

فقط ہی جام سی مطلب گلاب ہو کہ شراب
یہہ مست چشم حلال و حرام کیا سمجہی

قفس مین بہی ہی صعوبت ہی تہی جو گلشن مین
جو دل گرفتہ ہو وہ رنج دام کیا سمجہی

اکیلی رہ گئی کس سی کروگی نازو ادا
کیا ہی تمنی جو یہہ قتل عام کیا سمجہی

رجوعِ خلقِ خدا ہو جدہر وہی ہی بلند — وہ در بلند مری دل کا بام کیا سمجھی

چلین گی خاک کہ اوڑتی ہین کبک اور طاؤس — جو ہون پرند او نہین خوشخرام کیا سمجھی

جو چیز ہو ہمہ تن آب اوسکو کیا ہو قرار — تمہاری تیغ مجھی تشنہ کام کیا سمجھی

غرور ہو جسی کیا سمجھی خاکسارون کو — ہمارا وہ بتِ خودکام کام کیا سمجھی

کیا ہی چور تری چشمِ مست نی ہر دم — شکستِ شیشۂ دل کو یہہ جام کیا سمجھی

تم امتحان جو کرتی ہو مجھکو ہوش کہان — جنونِ پختۂ عاشق کو خام کیا سمجھی

ہجومِ درد و غم و یاس و حزن مین ہی اسیر
قبول غیرون کا پہر ازدحام کیا سمجھی

الفت مین کچھہ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتی — دل ہم نہین رکھتی ہین جگر ہم نہین رکھتی

بیہوش تری عشق سراپا مین ہین ایسی — اپنی بہی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتی

اوڑ کر کہین جا سکتی نہتی ہم سی پریزاد — افسوس مگر یہہ ہی کہ پر ہم نہین رکھتی

جسدن سی محبت ہی تری تیغِ نگہہ کی — اوس روز سی ایجان سپر ہم نہین رکھتی

آہون نی بہی باندہی ہی عبا بی اثری کی — نالون کا بہی غل ہی کہ اثر ہم نہین رکھتی

گھہ وحشت مین آوارہ ہین گھہ اونکی گلی مین
وہ دل مین بسی آکی تو گھر ہم نہین رکھتی

بوی گل مضمون ہی ہر اک مصرعِ تر مین
گل سینی مین رکھتی ہین ثمر ہم نہین رکھتی

اقرار سی صلت کی ہیا کرتی ہین تسکین
اب دل وہ مرادر ہم و بر ہم نہین رکھتی

دنیا سی اوٹھی ساتھہ لیی عشق پہ پر زاد
کچھہ اسکی سوا زادِ سفر ہم نہین رکھتی

سمجھین نہ کبھی موتیون کو دانت تمھاری
کیا اتنی بھی ایجان نظر ہم نہین رکھتی

ثابت ہوئی جاتی ہی کمر اونکی وہ چپ ہین
ہوتا جو دہن رکھتی کمر ہم نہین رکھتی

ناسورون کی ٹیسون تصدق ہی بس روح
اسواسطی ہم زخم پہ مرہم نہین رکھتی

گویا لی ہوا نازِ تعشق سے دل اپنا
ڈرسی تری آنکھون کو بھی ہم نہین رکھتی

اب تک سحرِ ہجر کی صدمی نہین بھولی
پھر رہنی وہ آئی ہین مگر ہم نہین رکھتی

تو لیچلی ای شیخ تو کعبی کا کرین حج
خود چل نہین سکتی ہین کہ خر ہم نہین رکھتی

منھہ لال طمانچون سی قناعت مین کیا ہی
صورت بھی کبھی صورتِ زر ہم نہین رکھتی

یاقوت ہین لختِ جگر آنسو درِ خوش آب
ہرگز طمعِ لعل و گہر ہم نہین رکھتی

جس دل مین نہو درد نہ پہلو مین جگہہ دین
جو داغ نہ رکھی وہ جگر ہم نہین رکھتی

قسمت کی اندھیری نی ہمین آہ بھلا دی
اب روح لہو ہو کی جو نکلی تو عجب کیا

جب کہتی ہین ہم آپ سی رکھتی ہین محبت
دھڑکا ہمین فردای قیامت کا رہی کیا

فرقت او نہین مین غوب ہی صلت ہمین مطلوب

اب کوچہ گیسو مین گذر ہم نہین رکھتی
تن مین لہو ای دیدہ تر ہم نہین رکھتی

وہ کہتی ہین تم رکھو مگر ہم نہین کہتی
ہر گز شب فرقت کی سحر ہم نہین کہتی

جس سمت دل اونکا ہی اودہر ہم نہین رکھتا

پژمردہ ہی دل شعر کی کہنی مین قبول آہ
یہہ غنچہ کہلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

شہد چکھہ لیتی ہین جب لعل لب خندان سی
ای صبا کہیو یہہ تو جا کی گل خندان سی

نہ چلا نامہ اعمال تری قیدی کا
مین وہ اسی جو گریزان ہون تو کیا اس سی عمل

ساتھہ یون اشکون سی لخت دل بیتاب گری
ایسا گھل گھل کی موا ہون کہ نہین ملتی لاش

گلیان کرتی ہین وہ آب در دندان سی
وحشت حشت نی چہڑایا ہی تری امان سی

تیر کی حشر مین ہمراہ گئی زندان سی
درد بہا گا نہ مری طرح کبھی درمان سی

مچھلیان جیسی برستی ہین کبھی باران سی
مر کی بھی اپنی رہائی نہوئی زندان سی

بنگی سوائی لگالایا ہی اوس طفل کو آج
خوب دانائی ہوئی میری دلِ نادان سی

بی کفن اسلیے سودائی چلا ہی تیرا
خلد مین حورین شرما کی ملین عریان سی

روحِ عاشق کو تری روضۂ رضوان کیا
اپنی روضے کی مجاور رہین بہت رضوان سی

سادگی سی وہ سمجہتی ہین کہ رونق ہی مگر
حسن پیشانیِ روشن کا چہپا افشان سی

کر کی لاغر بہی نہ ای عشق ملا یا افسوس
دور یہہ خار رہی اوس گل کی دامان سی

بارہی دیکہا تجہی سوتی ہین ہوئی خود سرشار
اب وہ روتی ہین جو ہنستی تہی تری گریان سی

جذب دیکہلا اوسی دل کہ وہ شکلِ یوسف
چاہ سی کہینچ کی سوِ مصر چلی کنعان سی

باغ مین یادِ قد و عارض و خط مین جو گیا
بڑہ گیا اور جنون سرو و گل و ریحان سی

اپنی ہمجنس کو رکہتی ہین پسندی بہی عزیز
نہین انسان جو کرتی ہین بلی انسان سی

اہلِ غفلت کو خوشی حد سی زیادہ جو ہوئی
اشک جاری ہوئی فی الفور لبِ خندان سی

اوس سی مطلب ہی جو دونون کو عطا کرتا ہی
تجہی درویش سی حاجت نہ غرض سلطان سی

سیری ہی دانت ہون تیلیس چراغ ای دلبر
شعلہ آجای دہن تک جو دلِ سوزان سی

جب بہت تشنگیِ بوسۂ لب ہوتی ہی
پانی پیتا ہون کسی چشمۂ لب گردان سی

نالی کرتا ہوا آگی سی چمک کر بہاگا
ابر نی آنکہہ ملائی جو تری گریان سی

کثرتِ اشک نی سب کہو دی حرارت دل کی
بچ گئی کشتیِ عاشق مددِ طوفان سی

عشق کی چوٹون سی واقف ہی ہمارا سینہ
گہن کی تکلیف کوئی پوچہی دلِ سندان سی

آگئی کام بہت دہر کے ناہموار ی
وانتون کی عشق مین ہم ہی تہے دُرِ غلطان سی

کبہی تکیہ نہ کیا مسندِ غفلت پہ قبول
کام کیا بےسر و سامان کو سر و سامان سی

عزمِ قتلِ عاشقان اب ای نگار آئینہ ہی
تیغ و خنجر ہاتہہ مین تن زیرِ چار آئینہ ہی

ہنس کی کیا باتین بناتی ہو تکدر صاف ہے
چہرۂ روشن کی تیور سی غبار آئینہ ہی

روشنی مہر سی کو بخشی ہی نورِ عشق نی
اپنا چہرہ دیکہہ تو میرا غبار آئینہ ہی

وصفِ آب و تاب اوس گلشن کی پہولون کا ہو کیا
دیکہتا ہون صاف سنگِ آبشار آئینہ ہی

وقتِ آرایش جو دونون ہین صنم بالا و زیر
گیسوون پر شانہ چہری پر نثار آئینہ ہی

جابجا چہالی نظر آتی نہین ای مہوش
ہجرِ رخ مین بی تامل اشکبار آئینہ ہی

روی روشن کو کری گا صید کیا حیرت مین ان
تیری شہبازِ نگہہ کا خود شکار آئینہ ہی

موج زن یان ہی عکس رخ ہی جیبی ای پری
آب و تاب رخ سی بحر بیکنار آئینہ ہی

چشم آخر بین جو کہو لو خاک آتی ہی نظر
دیکھہ لو انجام تن سنگ مزار آئینہ ہی

اپنی گہر سی نکلا پڑتا ہی کہ دیکھی آپ کو
صورت سیماب کیا ہی بیقرار آئینہ ہی

جذب حسن شعلہ رویان جہان مین صرف ہی
وجہ یہہ دیکھی جو سنگ پر شرار آئینہ ہی

ہی سکندر روی وش کا سراسر حیرتی
اونکی آئینی سی خود آئینہ دار آئینہ ہی

دل جو گلہای مضامین سی ہی معمور ای قبول
دیدۂ باطن مین یہہ باغ بہار آئینہ ہی

سودا یہہ غنیمت ہی کہ وحشت نرہی گی
اونکی نظر لطف و عنایت نرہی گی

محبوب حقیقی کی کشش جب ہوئی واعظ
کچھہ عشق مجازی کی حقیقت نرہی گی

مین عشق کی ذلت سی جو کرتا ہون انکار
عشاق و وفا پیشہ مین عزت نرہی گی

حسن انکا ہوا کم تو کہان ولولہ عشق
وہ شکل جو بدلی تو یہہ صورت نرہی گی

چندی وہ گریزان ہی تو ہم اینہی خوش ہین
پہر غیرون سی بہی ملنی کی عادت نرہی گی

ایسی مری محبوب کی بیچین ہی خلقت
تصویر بہی کہینچین گی تو حیرت نرہی گی

جب علم پہ بھولا کوئی سب علم اوسی بھولا
جاہل پہ بھی عالم کو فضیلت نرہی گی

کھانا تو چھٹا عشق کا دریا جو چڑھا اور
پانی کی طرف بھی مری رغبت نرہی گی

اب تاب و توان ای شہِ خوبان چلی تن سی
ہی شہر پہ آشوب رعیت نرہی گی

خوش رکھا کرو مجھکو چھپایا نہ کرو منھہ
پچتاؤ گی جب حسن کی دولت نرہی گی

انکار مسبب کو سبب کا نہین لازم
وحدت جو نہو گی تو یہہ کثرت نرہی گی

تلقین نہ رندون کو کہین کیجیو واعظ
پھر سر پہ یہہ دستارِ ہدایت نرہی گی

یارب مین تہی عشق کی صدمون سی نکلون
غم ہونگی بہت جب یہہ مصیبت نرہی گی

کہتا ہی تسبل آکی اگر رندون مین بیٹھا
ای شیخ یہہ پھر تیری مشیخت نرہی گی

ممکن ہی کوہِ قاف کو سر پہ اوٹھائیی
نازِ ان بتانِ ہند کی کیونکر اوٹھائیی

للہ یہہ بتا مجھی ای عیشِ روزِ وصل
صدمی شبِ فراق کی کیونکر اوٹھائیی

اک دم کی جرم پہ یہ کیون ہاتھہ رک گیا
للہ نہ میری حلق سی خنجر اوٹھائیی

دہلیز خانہ تکیہ بچھونا ہی اپنا خاک
کیونکر گلی سی آپ کی بستر اوٹھائیی

بی مار کہائی ہٹتا ہی سودائی آپ کا | نازک کمر ہین آپ نہ پتھر اوٹھائیی

تیری گلی مین جان بہی بچنا ہی مغتنم | دل گر پڑی یہان تو نہ جھک کر اوٹھائیی

نالی کیی جو قبر مین مُردی پکار اوٹھی | زیرِ زمین فلک کو نہ سر پر اوٹھائیی

توڑا ہی اسکو دست درازی پہ یار نی | بیٹھی جو ہاتہہ ناز کمنگر اوٹھائیی

مستون کی تند بات پہ کیی دور مین | شیشہ بغل مین دابی ساغر اوٹھائیی

پہر کائی نہ دل رُکی بیٹھی سی ای نگار | کوٹھی پہ چیل کی سا تہہ کبوتر اوٹھائیی

قسمت کا لکھا بیٹھون سنانی تو کہتی ہین | دل آپ سی بیٹھا ہی یہہ دفتر اوٹھائیی

مژگان کا تیر تیغِ نگہہ دونون ہین علم | وہ زخم جسم پہ یہہ جگر پر اوٹھائیی

تنکا ہی ہمسی اوٹھہ نہین سکتا یہہ ضعف ہی | کہتا ہی بارِ ہجر کا چھپر اوٹھائیی

بحرِ جہان مین آبرو رت نہین رہا | اب کیا جہازِ عمر کا لنگر اوٹھائیی

تقدیر لیجلی جو سوی کربلا قبول
کیا جلد پاؤن راہِ خدا پر اوٹھائیی

کمر ثابت ای سرو قد ہو گئی | غلط بات کمت نے سند ہو گئی

ہوا شب کو عاشق تری زلف کا
بلا سے گرہ ای جان رد ہو گئے

پہپہولی جگر مین ہین تو دل مین چہید
بس ای عشق جانسوز حد ہو گئے

محبت مین مارا پڑا حیف ہی
مری قسمت نیک بد ہو گئے

در مرگ پر لیچلا ہے مجہے
مری دل کو بہی مجہسے کد ہو گئے

محبت جو پنہان تہی مد نظر
ہویدا بصد شد و مد ہو گئے

چہٹی روح سے کیون نہ اقلیم تن
کہ فوج الم لاتعد ہو گئے

گیا پاس آنکہون کی آہوی دل
بس اب تیغ ابرو کی زد ہو گئے

پہٹا زخم دل کا جو انگور سرخ
لہو سے سرخ برد ہو گئے

نکل کر بدن مین نہ پہر آئی روح
یہہ اس شہر سے نابلد ہو گئے

پدر کو پسر سی ہی رشک اندنون
کشادہ یہہ راہ حسد ہو گئے

مرے اونکی ہی بیچ مین آئنہ
مجہی یہہ سکندر کی سد ہو گئے

مرا دوست اب ہو گیا ہی عدو
بہت نیک تہی طبع بد ہو گئے

قضا چار و ناچار اب آئی گی
اوسی قتل کی سیری کد ہو گئے

قتل

قبول اپنے عقدے کھلی سبکی سب
کہ مشکل کشا کے مدد ہو گئے

نکلی جو تن سی جانِ حزین کی خطا تھی
فرقت نی یہہ سکھایا کہ رہنی کو جا تھی

اوس شعلی نی لپٹ کی سراپا جلا دیا
وصلت ہی میری داغِ جگر کی دوا تھی

نزدیکِ صبح تھک کی وہ سویا ہزار شکر
پھر چشمِ نازِ یار بجز شام وا تھی

تو وہی جسکی دل مین زمانی کی ہی جگہہ
مین وہ ہون ایک جسکی تری دل مین جا تھی

دل ہی کمر کی ہونی کا مٹتا خیال کیا
لقمان پاس وہم کی میری دوا تھی

ای شوقِ ذبح تو نی ابد تک جدا کیا
دم بھر ہی تیغِ یار سی گردن جدا تھی

خجلت سی ہو گیا ہی مس سرخ زرد رو
کب کیمیا وہ تھی جو تری خاکِ پا تھی

کیا جانی کیون ڈرا کیا اپنا دلِ سیاہ
زلفِ سیاہِ یار تھی کالی بلا سے تھی

سایا تو اپنا سمجھا ہی پر ہی یہہ میری روح
ای جان سچ بتا مجھی الفت تھی یا نہ تھی

پھر نی لگی نگاہ مین ہین قضا کی شکل
آنکھہ اپنی شکل ہی سو نازو ادا تھی

ایسا ہی مجھہ سی دوست ہلنسی اشک گر پڑی
سب قہقہی لگاتی تھی گویا بکا نہ تھی

نرگس نی دیدی پہاڑ کی مستی لڑائی آنکھہ
نور ایک سمت آنکھہ مین مطلق حیا نہ تھی

بادِ بہار ہجر مین بہڑکا گئی سوا
ہوتا چراغِ داغِ گل ایسی ہوا نہ تھی

ہر موئی جسم شعلہ ہی آندہی سی عشق کی
ساری چراغ گل تھی یہہ جب تک ہوا نہ تھی

اوس گل بغیر دل کو چمن مین جلا گئی
بادِ سموم تہی مری حق مین صبا نہ تھی

دل کی نہ لو بجہائی نہ سلگہائی چشم تر
تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی

ای مہروش کبہی نکیا بہول کر بہی رحم
کیا تیری ساتہہ خلقتِ مہر و وفا نہ تھی

دونون طرح رکہا ہمین غفلت مین عشق نی
تم مین تمہاری حسن کی صورت وفا نہ تھی

زخمِ جگر وہ تہا کہ نہ مرہم ملا کہین
دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی

صحّت سی روگ نالہ کشی کا لگا ہی پہر
یہہ ای طبیب عین مرض تہا شفا نہ تھی

صحّت ہی روزِ حشر تک ای عشق اب ہمین
جان بخش تھی مسیح تہی اپنی قضا نہ تھی

آئی قضا جو ہجر مین مجہکو نہ ہوش تہا
آئی ہی تیری ہوش جو آیا قضا نہ تھی

ای گل در آئی سنگ مین کانٹا محال ہی
مجہہ زار کی جگہہ تری دل مین بجا نہ تھی

مارا تہا تیر تاک کی پہ لی اُتری ہوا
اوس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی

دنیائی بیوفاسی محبّت نہ بینے کی
قابل نگاہ کرنی کی یہہ بیسوا نہتی

تربت مین بہی وہی شبِ تاریکِ ہجر ہی
ہمکو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہتی

صید آپ آیا دل کی کشش سی شکار کو
مژگان کی لیس تیرِ نگہ کا نشانہ نہتی

نکلا قبول باغ سی جامی کو پہاڑ کر
خوشبو تری لباس سی گل کی قبا نہتی

بہنائی غم و رنج رخصت ہوئی
گیا دل تری پاس فرصت ہوئی

بتون پر جو مائل طبیعت ہوئی
پڑین سختیان غم کی سنگت ہوئی

مجہی اپنا بندہ سمجہتی ہین سب
الٰہی بتون کی یہہ قدرت ہوئی

چہپی تہی زمین کی تلی پہلے ہم
پہر آنکہون سی پوشیدہ تربت ہوئی

مرض کا تقصان کیا جب علاج
کبہی پہر دوا کی نہ حاجت ہوئی

نگہ قہر ہی کی کرو مجہپہ تم
مین سمجہونگا یہہ بہی عنایت ہوئی

رہا ہجر جس طرح عاشق مرا
کبہی وصل کی یون نہ رغبت ہوئی

کہان عقل ادراکِ حق کر سکے
جب اپنی نہ ظاہر حقیقت ہوئی

بہت دیکھا قاتل نی چہری مین مُنہہ — اوسی آئنہ میری حیرت ہوئی

جب آہین رنگین اشک نکلی قبول
یبوست گئی تو رطوبت ہوئی

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دل مین ہی دل کی — پڑی میری بدن پر بنکی بجلی تیغ قاتل کی

بدی سی ہی جو کرتی یاد بر آتی ہوس دل کی — تمہارا کو سنا ہوتا دعا درویش کامل کی

جو قدرت پر روا حاجت نہ کی محتاج بیدل کی — سیاہی ہو گی تیری منہہ کو زردی روی سائل کی

نہ چھپتی سامنا کرتی وہ آکر حسن مین تیرا — پری ہوتی جو دنیا مین تمہاری شکل و شمائل کی

خدا جانی دہن ہی یا ہی خاموشی تکبر سی — دلیل اسکی جو تھی گفتار چپ ہی نی باطل کی

کیا ہی تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر — صراحی تھی سروہی بہر حلق خشک قاتل کی

قضا جن ہو گئی چھپی تھی ہا مین جب تلک زندہ — بلا رد ہو گئی تلوار سی اکدم مین بسمل کی

تہہ بستونکا دینا پار کر دی گا ترا بیڑا — بنی گی ایک دن کشتی ہتھیلی دست سائل کی

حواس و ہوش و صبر و طاقت آئی خانہ دل مین — اکیلا تمکو جب پایا خوشی کی ہمنی محفل کی

خدا کی آگی ثابت ہوگا تیرا اجرا گر دی گا — کہ انگشت شہادت ہو گی ہر انگشت سائل کی

جما عکس اوسکی آئینی مین کیا خنجر و دہوتا ہی
گواہِ خونِ ناحق ہوگی سرخی وہی قاتل کی

تمہاری چہرہ ہی نی آئینی کی سب روشنی کہودی
عبث کیون سامنی لائی یہہ تہی کب تاب مقابل کی

ہنسا وہ دیر تک باتون پہ میری چہیڑ کر ای دل
سڑی عمداً بنایا آپ کو کیا بات عاقل کی

چہری پہرتی ہی وقت قتل مین مانع ہی کیسی عین شارع
غضب ہوگئی مری حق مین عدالت شاہِ عادل کی

کری شمعِ جمالِ یار شاید روشن اسکو بہی
کبہی تو کام آئی گی اندہیری خانۂ دل کی

کنارہ کش رہا کر بحرِ عالم مین جو بچنا ہو
ڈبو سکتا نہین دریا بہی کشتی ہو جو ساحل کی

بہت آہ و فغان و نالہ سی دل خون ہوتا ہی
جو سرکش ہو رعایا جان جاتی ہی عامل کی

قضا رنال ہی کی جب حکم سی ثابت ہوئی قاتل
تو بہی فردِ عفو خون تمہی دفتر مین داخل کی

یقین آتا ہی بی دیکہی عاشق ہو تری او یہ
جو کوئی دیکہہ لی صورت تمہی صورت کی مائل کی

شبِ مرقد ہی شبِ فرقت مین روزِ قیامت ہی
ہر اک ساعت ہی آفت کی گہڑی ہی ایک مشکل کی

کلام اللہ کی احکام سب نی خوف سی مانی
گلی مین ذوالفقار اوس شاہ نی جس دم حمائل کی

تعجب ہی مجہی کیا وجہ جو منعم نہین سنتی
یہہ پہنچ جاتی ہی تا عرشِ برین آواز سائل کی

متضمن ہی نہین ارکان مین ہرگز کہی بیشی
زحاف ایسی نہ آئی نی بنہج کی بحرِ کامل کی

وہ وادیٔ چشمۂ آبِ حیات او ہمین نہ کیونکر ہو | برنگِ پردۂ ظلمات تاریکی ہی محمل کی
وہین رنگ اڑ کی پہونچا قاف مین غفلت ہی آئینی | پری کی کہینچکر تصویر جب تیر مقابل کی

زبس مشکلکشا کا نام جپتا ہی قبول اکثر
کوئی ساعت کبہی آتی نہین یا تی ہی مشکل کی

کمال شوق ہی دیدار یار تہوڑا ہی | زیادہ جبر ہی اور اختیار تہوڑا ہی
سحر کو غنچہ کہلا دو پہر ڈہلی سوکہا | عروج و وقفۂ جوشِ بہار تہوڑا ہی
ہماری خاک سی کرتی ہو بند آنکہون کو | بہت یہہ کہتی تہی دل مین غبار تہوڑا ہی
شبِ وصال بس اب کم ہی پوچہتی کیا ہو | کہ میری سینی مین دم ای نگار تہوڑا ہی
پہپہولی سیکڑون قلبِ صنوبری مین پڑی | وہ سرو دیکہہ کی کہتا ہی یار تہوڑا ہی
نگاہ کم سی جو دیکہا ہی یارِ سرکش نی | مری نظر مین ہی دل کا وقار تہوڑا ہی

تڑپ تڑپ کی وہ کاٹتا ہی روزِ ہجر قبول
کہ اب نگاہ مین روزِ شمار تہوڑا ہی

غزل فی الفور یہہ دیدار صنم نی کہو دی | وصل کی رات شکایات مین ہمنی کہو دی

پھل کی مرجانی کا پھل پایا یہہ ہی لفتِ چشم | کہ بحد نشترِ مژگان صنم نی کہو دی

گردِ عصیان سی نہین پاک دلِ دنیادار | اس نگینی کی جلا نقشِ درم نی کہو دی

وصل خوش کر نہ سکا چہایا ہی ایسا غمِ ہجر | تہی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نی کہو دی

ایک کاسی پہ کیا ساری جہان کو مہمان | تہی جو کچہہ جام کی توقیر وہ جم نی کہو دی

سوجہتا کچہہ نہین رونی کی سوا اب مجہکو | روشنی آنکہہ کی اس درجہ ورم نی کہو دی

صدق و کذب ایک سہی شاکی ہین سچ کا دب سی | سچ تو سچ جہوٹ کی بہی قدر قسم نی کہو دی

سیم اور زر کی محبت ہی بتون کی الفت | گوہرِ دین کی ضیا حبِّ درم نی کہو دی

شہر مین آئی تو سمجہا وہ ہین بستی سی | صحبت اس وحشتِ لغزی کی رم نی کہو دی

ای شباب ایک تو پیری مین بہی راحت پائی | تہی تواضع مین جو تکلیف وہ خم نی کہو دی

کسنی لی جانِ قبول اوس سی جو کہتا ہی کوئی
ہنسکی کہتا ہی وہ بیباک کہ ہمنی کہو دی

نامہ اوس بدخو کو لکہنی کا ثمر بہی چاہیی | گالیان دی پہر کی مجہکو نامہ بر بہی چاہیی

دل پہنسانی کو محبت مین جگر بہی چاہیی | چاہیی نالی تو نالون کو اثر بہی چاہیی

عشق کی سوزی میں رونا ہی ہمارا ہی بجا
خشکی لب شرط ہی پر چشم تر ہی چاہیے

اب سلائی وحشت دل غار مین آرام سی
پہرتی پہرتی تہک گیا جنگل مین گہر ہی چاہیے

چار دن کو آئی ہی ملک عدم سی کہکی روح
کب تلک یہی یہان سیر سفر ہی چاہیے

چودہوین شب و نون کا ل اپنی اگر دکہلاؤ تم
مشتری کیا آنکہہ جہپکالی قمر ہی چاہیے

جب مصور نی تری تصویر کہینچی ٹہیک ٹہیک
آپ ہی بولا کہ مین بہولا کمر ہی چاہیے

جب ہنر سندون مین ٹہی چپ ہی لائسیم بہ ہی
بی ہنر جو ہو اوسی اتنا ہنر ہی چاہیے

بہر عالم ہی فنا محشر بہی ہوگا ای قبول
مبتدا کی واسطی آخر خبر ہی چاہیے

صبح فرقت ہی شب وصل غم انجام مین ہی
ہجر جان وصل اجل وصل دلارام مین ہی

کیا نیا نشہ می الفت اصنام مین ہی
غیظ آغاز مین جام اجل انجام مین ہی

دور می ساقی مہر ول خود کام مین ہی
آفتاب آج مع بزم مری جام مین ہی

دل پیچ سی نکلا نہ کبہی لف کا دہیان
مین بہی اس جال مین پہہ جال مری دام مین ہی

کیا مرا یار مری گہر کی قریب آ پہنچا
نور خورشید جہانتاب دبام مین ہی

دل کو خالِ خطِ زیبا نی پہنسایا خط مین
مین تو ہی دام مین پر بھی دانہ مری دام مین ہی

وصل کی شب گئی ہو گی مین شروعِ شب کے
ظلمت و نور جو یکسان سحر و شام مین ہی

بڑہتی ہی وصل کی امید پہ الفت ہر روز
پختگی عشق کی اپنی طمعِ خام مین ہی

ساغر اوروں کو وہ دیتی ہین اور دل ہی لہو
می گلگون کی عوض خونِ جگر جام مین ہی

بخت اپنا بھی نہین ہجر کی راتون مین یک
خواب پل بھر بھی نہین ہمکو یہہ آرام مین ہی

بلبلین کیا کہ چمن خود ہی مری گل کی گرد
جامہ پہولا مکا اندامِ گل اندام مین ہی

نہ چہٹا موت کی پنجی سی مریضِ گیسو
یہہ چراغِ سحری حشر تک اس شام مین ہی

جلوہ عالم کا تری جام مین ہی ای جمشید
جس سی عالم کا ہی جلوہ وہ مری جام مین ہی

وادیِ کعبہ دل کی لیی جادہ ای شیخ
تارہر ایک مری جامۂ احرام مین ہی

شکل جو دیکھی تری جان سی ہیں بیٹھی ہاتہہ
ہوش اڑ جاتی ہین سنکی یہہ اثر نام مین ہی

ہمکو تو خواب پریشان ہی یہہ دنیا ای ہجر
بخت بیدار ہی ساتہہ اوسکی جو آرام مین ہی

دستِ انور سی چہڑی خطِ سپیدِ سحری
صبحِ صادق کی ستاری کی چمک شام مین ہی

رشکِ خورشید نہ کیون تشنہ بیٹھی ہین وہ سند ان کی
غسل کرنی کی لیی آج وہ حمام مین ہی

ظلم معشوق کرین قتل ہون عاشق بیجرم
حکم یہہ شرع محبت کی بس احکام مین ہی

سبزی سبزۂ جنت تری پستون مین ہی
روغن نقشۂ حور اتری بادام مین ہی

رخ و باغ آنکھہ زبان سکو جدا ہی اک لطف
رنگ بو نشہ مزا بادۂ گلفام مین ہی

اوسکا خط لایا تو ہو جاؤنگا مین شادی مرگ
پہر تو یہہ جان بہی قاصد تری انعام مین ہی

بدزبانی مری حق مین نہین کرتا موقوف
شکر صد شکر زبان اوسکی مری کام مین ہی

شب وصلت مین نہ چمکا کبہی آخر ہوئی ہم
اختر بخت مگر گردش ایّام مین ہی

بخت برگشتہ ہوا مانع تحریر جواب
خط تقدیر مرا نامۂ و پیغام مین ہی

عشق سرکش مری دل سی نہ نکلنی پایا
انتہا کا جو ہی وا ناوہ مری دام مین ہی

بال بال الفت زرین ہی پہنا منعم کا
جو ورم رکہتا ہی مچہلی کیطرح دام مین ہی

شعر کی رتبی سی دل خوب ہی آگاہ قبول
معجزہ گو نہین داخل مگر الہام مین ہی

اسیدؔ از نظر غور و تامل

کنج وحدت کی مجہی آخر یہہ کثرت ہو گئی
یار کو بہی دفعتًا دیکہا تو وحشت ہو گئی

سامنی جب چاند سی پیدا وہ صورت ہوگئی — جان تن مین آ گئی آنکھون مین بصارت ہوگئی

ابتدا مین پاس کچھ تھا کو بکو اب ہین خراب — عشق مین رسوا ہوئی ور روز غیرت ہوگئی

بات کرتا کیا کہ جنبش تک لب کو ہو سکی — یار کی تصویر جب دیکھی تو حیرت ہوگئی

مین جو لڑکر سرنگون تھا اوٹھ گیا چھپ کر وہ شوخ — یار سی تھی شرم دل سی بھی خجالت ہوگئی

خون کی قطری بھی ہین آنسوؤن کی ساتھ ساتھ — اب لہو مین اشک کی مانند رقت ہوگئی

تو جو گھر آیا ہماری گھر رہا وہ خوف سی — کشت اپنی بھی ہری ای ابر رحمت ہوگئی

ان بتون کی عشق مین دی جان جو اری کھینچکر — خاک دولت مین دبا ایسا کہ تربت ہوگئی

پند ناصح غیر کی طعنی مصیبت ہجر کی — جان جب دی ہی دی تو ان سب سی فراغت ہوگئی

انتہا مین عشق جانان خاک چھنوانی لگا — ہم جسی راحت سمجھتی تھی مشقت ہوگئی

تنگ ہوکر کاٹ ڈالی آج ناصح کی زبان — کچھ نہ بولیگا وہ اب ایسی نصیحت ہوگئی

رشک گل پوشاک تن سی ہی گل ہی جسم پاک — نازکی صدقی فدا اوسپر لطافت ہوگئی

اسقدر سودا بڑھا ہی نجد مین پہنچا جو مین — قیس کو دیوانگی مین اور وحشت ہوگئی

چشم دل مین رات دن رہنی لگی تصویر یار — ہجر مین بس جان بچنی کی یہ صورت ہوگئی

نامہ موزوں تہا تباہی مین تو خوش ہو کر پڑہا
بوستان کی سیر موزوں کو حکایت ہو گئی

بام پر دیکہا اوسی اوسکی گلی مین جب گیا
سیر جنت حور جنت کی زیارت ہو گئی

یار تنہا تہا کہ دل مین غیر ہی داخل ہوئی
چہپ گیا فی الفور وحدت مین جو کثرت ہو گئی

پتلیون کی شکل آنکہون مین ہمارے تہی مقیم
منہہ کہا جاتی نہین تم اب یہہ صورت ہو گئی

چاہ مین رسوا ہوئی ہین ہم تو ہون پر غم یہہ ہی
آپ کی الفت نہایت بی حقیقت ہو گئی

ناصحو ہمکو مرض ہی شکل عاشق ہین تو ہون
تم اسی یرقان سمجہو زرد رنگت ہو گئی

اور بہتین نظم کر اس قید مین تو ای قبول
کیا حقیقت ہی جو شاعر کو یہہ وقت ہو گئی

بات عاشق سی نہ اوسنی کی تو ذلت ہو گئی
گالیان دینی لگا جس وقت عزت ہو گئی

بدگمان کی عشق مین اپنی جو رحلت ہو گئی
عشق کی آزار کی اوس وقت صحت ہو گئی

ہوش مجنون دشت مین وحشت ہماری کہو چکی
کوہ پر فرہاد کو سو بار خفت ہو گئی

گو کہ دل بیچا مگر اسکی عوض کیا مانگیی
خوش جو ہو کر لی لیا تمنی یہہ قیمت ہو گئی

ماہرویون مین کسی نی دل کسی نی جان لی
بخت مین تحریر یہہ تہا جس طرح قسمت ہو گئی

اوس

اوس گلی مین چین سی سوتی ہی ہم بیخبر
قبر سی نکلی بشر جی کر قیامت ہوگئی

عشقِ گندم رنگِ دلبر مین سلون کیا پسند خلق
جانتا ہون وہ سب سی آدمیت ہوگئی

آئی ہی اس سمت شاید آپ سی ملکر نسیم
غنچۂ دل کا کہل گیا ای جان فرحت ہوگئی

عشقِ جانان مین مجہی الزام ای ناصح ندی
مین چلا وہ چال جو اوسکی مشیت ہوگئی

وحشیون مین ای جنون ڈنکا بجا ہی جابجا
خشک ہوکر چوبِ صحرا ہوتی نوبت ہوگئی

کوڑیون کی مول ہی پوچہا نہ اوس مغرور نی
جنسِ دل اوسکی لیی کیا جنسِ غارت ہوگئی

عشقِ سرکش جان لیتا پر بچایا حسن نی
تہا قوی دشمن قوی تر کی حمایت ہوگئی

دستِ وحشت نی کیا صد چاک پیراہن تمام
اب چلین صحرا نوردی کی اجازت ہوگئی

جان کنی مین خط پڑہی جانا ہماری یار کا
ہم ہوئی آخر اگر آخر عبارت ہوگئی

جیب و دامن چاک کرتی ہی کہلا آزارِ عشق
جب ہوئی بالکل برہنہ اور صحت ہوگئی

خواب مین دیکہا سحر ہی ہون چونک کر بیہوش تہا
خوابِ غفلت کی یہان تعبیر غفلت ہوگئی

دشمنی کی خلق سی دل نی کیا ملتی جو عشق
اب یہ عالم ہی کہ کسی ہی عداوت ہوگئی

عشق مین بی آب و نان غش مین پڑا تہا ضعف تہا
سیر ہوکر کہا لیا غم تو قوت ہوگئی

عشق گیسو مین پریشانی بڑہی ہی اوز ہی | بندہ گیا دل منقبض میری طبیعت ہو گئی
جم سکندر زر و فریدون بخت نصر کیقباد | شش جہت مین چار دن سبکی حکومت ہو گئی

کونسی صنعت یہہ ہی ہمکو بتا تو ای قبول
چار جانب اس غزل کی جو شہرت ہو گئی

آپ ہمپر اگر کرم کرتے | دل جگر کیون یہہ کچھہ ستم کرتے
میکدی مین گذر جو ہم کرتے | دیکھہ کر جام یاد جم کرتے
تم اگر جلوہ ایک دم کرتے | سینہ تو کعبہ دل حرم کرتے
بیڑیان سخت تنگ ہو جاتین | پاؤن میری اگر ورم کرتے
جوہر سخت جان عیان ہوتی | تیغ فولاد تم علم کرتے
ہم نہ مرتے کہ تا مدام جلین | نوش جب بہر مرگ سم کرتے
جب نگہہ ہی تیرے رقیبون سی | تم نہ کرتے جو قتل ہم کرتے
کوئی تو ہو جہان مین اپنا | غم نہ ملتا اگر تو غم کرتے
آب پاتا نہال درد و الم | آہ کے تیغ جب علم کرتے

ربط غم سے کمال بڑہ جاتا
آپ ہم سے جو ربط کم کرتے

گالیاں خود جنہیں گوارا ہیں
خوف کرتی نہیں وہ ذم کرتے

ذبح مجھکو کیا چھٹا غم سے
رحم کرتے تو وہ ستم کرتے

دل شفاف ہین سب کبھی آکر
آپ ہی سیر جام جم کرتے

حکم دیتے جو بادہ نوشی کا
ہم لبون سے دہن بہم کرتے

ای صنم ہند مین اگر آتے
جان صدقے عرب عجم کرتے

دل ہمارا سوا الجھ جاتا
اور گیسو جو پیچ و خم کرتے

دل نہوتا جو منقبض تو قبول
شعر کچھہ اور بہی رقم کرتے

رحم قاتل سی اسیر درد و غم یون ہی ہی
قید غم سی چھٹ گئی اغیار ہم یون ہی ہی

لو نہ اس مہندی سی چھوٹون گا مگر وہ حسن ہی
اوسکی زلفون کا اہی پیچ و خم یون ہی ہی

شکوہ کم التفاتی ہی عبث اوس شوخ سی
یہہ غنیمت ہی جو مجھسی وہ صنم یون ہی ہی

یہی ہمت ہی کہ رکھتا ہون بخیلون کو بہی شاد
خوش فلک ایسی ہی تو مجھکو الم یون ہی ہی

حسنِ غفلتی مین وہ ہی ابت وح کرتی ہی دعا
تیغِ قاتل ہاتھہ مین یارب علم یون ہی رہی

مین جو پہنچا مضطرب پیرِ زمین ہی زلزلہ
حشر تک اب ساکنِ ملکِ عدم یون ہی رہی

جنگِ یکدیگر سہی شاہون مین ہا ہرگز نہ ایک
ساری ملک املاک دینار و درم یون ہی رہی

محوِ الفت ہون تو اب وہ جبر و ستم کچھہ کرتا نہین
ہاتھہ مین دو نون فریقون کی قلم یون ہی رہی

جھک گئی ہم زیرِ تیغ اوسنی کیا لیکن نہ قتل
موت از خود پھر نہ جب تک آئی خم یون ہی رہی

دل کی کوشش لی کشش دکھلائی ہا یا یار کو
اوسکی جویا اہلِ دیر اہلِ حرم یون ہی رہی

جب تک ای دل نہ لکھہ بھیجی جوابِ خطِ شوق
ہاتھہ جنبش مین ہو سرگردان قلم یون ہی رہی

تم ٹھہرتی ہو بھلا کیون قتل کرنی کو مری
ہی محال اپنا اگر سینی مین دم یون ہی رہی

گو نہ دیکھا زندگی مین دیکھہ لون گا بعدِ مرگ
وہ دہن گر فی الحقیقت ہی عدم یون ہی رہی

وعدہ و اقرارِ وصلت کر کی ہارا ہجر مین
بیوفا کی تا ہی سب قتل و ستم یون ہی رہی

عارض و چشم اپنی دکھلا دو اگر دونون کو تم
آئینہ اسکندری و جامِ جم یون ہی رہی

ہر جگہہ سی دل مین کھینچا عشقِ کامل نی اوسی
حشر تک خالی لبِ دیر و حرم یون ہی رہی

کوی جانان کی فضا سی حشر تک ہی شرمسا
کیون نہ آنکھون سی نہان باغِ ارم یون ہی رہی

یارنی

یار نی صحرانوردان محبت مین گنا
گو مرض ہی پاؤن پہ لیکن ورم یون ہی سہی

تیغ کہینچی ناز سی لیکن نہین کرتی وہ قتل
راہتی عشق سی جانباز خم یون ہی سہی

کوچۂ جانان مین ہل سکتی نہین ضعف سی
عمر بہر ہم صورت نقش قدم یون ہی سہی

شعر ناموزون و موزون سی بہی مین واقف نہین
ای قبول اچہا ہی جو میرا بہرم یون ہی سہی

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بہی سہی
جان اپنی جلد جای ضرر اور بہی سہی

شب گذری یار جاتا ہی سینہ سی لپٹ کی لون
گستاخی ایک وقت سحر اور بہی سہی

مین سخت جان ہی صف عاشق مین زندہ ہون
تیر نگاہ ایک ادہر اور بہی سہی

ہمنی اگر کہا رگ گل تو خفا نہو
نازک تمہاری اوس سی کمر اور بہی سہی

تم سب جگہہ تو ہو مری دل مین بہی آ بسو
ای جان مختصر سا یہہ گہر اور بہی سہی

آخر تو لڑتی ہتی ہو ڈہونڈہون حسین اک اور
شر رات دن ہی اوس مین یہہ شر اور بہی سہی

مژگان کی بعد ابروی قاتل سی ہی با ہو عشق
ہی خوف تیر تیغ کا ڈر اور بہی سہی

ایک اور گالی بوسۂ لب سی کی و مجہی
تلخی قند یار دگر اور بہی سہی

ساقی بھر او رجامِ مئی ناب تو یون
میں چور نشہ میں ہون مگر اور بہی سہی

فردِ گناہ کو عرقِ شرم سی مٹی
تائیدِ اشکِ دیدہ تر اور بہی سہی

اوس جو روش سا ایک نہین ہی جہان مین
یون سیکڑون حسین بشر اور بہی سہی

اک زن بنا فساد کی ہی دوسری زمین
زر تیسرا اگر ہی تو زر اور بہی سہی

سایہ مری جلائی کو کیا کم ہی اونکی ساتہ
ہی دوسرا رقیب اگر اور بہی سہی

کہہ میری کہنچ کی آئی پراب ہی او نہین حجاب
ای آہ اک ذرا سا اثر اور بہی سہی

چپ رنج اوٹہائی غیر کی دشمن جو تو رہا
ایذائی خار ای گلِ تر اور بہی سہی

صبحِ شبِ فراق تو ہو گی نہ تا ابد
محشر تک انتظارِ سحر اور بہی سہی

شاعر ہین عاشقانہ ہین شعر اپنی ای قبول
عاشق جو تم کہو یہہ ہنر اور بہی سہی

خطا بچائی کی کیا اور کفیل کیا ہو گی
مری نجات کی یارب سبیل کیا ہو گی

خدا تو ایک کہی جو تم بنائی ہو
بنائی کعبہ دل ای خلیل کیا ہو گی

کسی ہی ایسی کہ ہی نون تیغِ ابروِ یار
اب اِس سی بڑہ کی کوئی تیغ اصیل کیا ہو گی

ہرن کی آنکھہ کمر چیتی کی لڑی گی اگر
تمہاری چشم و کمر سی ذلیل کیا ہوگی

ہمیشہ فرقتِ سنگین دلان کا غم کہایا
غذا کسی کی اب اس سی ثقیل کیا ہوگی

نہ دیکھا تم نی کسی دن اس اپنی لاغر کو
کمر تمہاری بہلا بی عدیل کیا ہوگی

قیامت آئی ہی گذری ہی پر نہ وصل ہوا
اب اس طرف سی بہلا او ڈہیل کیا ہوگی

امید رحم پر اشکون کی سیل گو کہ بہین
تمہاری آنکھہ مین اسپر بہی سبیل کیا ہوگی

صبیح رنگ رخ الماس سا چمک مین ہی آب
حسین ناک مین ہیری کی کیل کیا ہوگی

ہی اونکی آنکھہ کی الفت کا روگ نرگس کو
مرض جو ہی تو یہی ہی علیل کیا ہوگی

علیؑ کی دوستون کی وہ اگر بنی نہ سبیل
قبول خلد مین تو سلسبیل کیا ہوگی

ترے جو ٹی سی قد کی عشق مین کیا رنج پایا ہی
تم اس دل کی دینی کا جگر پر داغ کہایا ہی

مرے جی کی کالی ہاتہہ چہوون کیطرح اوسنی
خطا پوچہو تو کہتا ہی کہ اسنی دم چرایا ہی

کبہی باندہا کبہی جہٹکا کبہی پٹکا مری دل کو
محبت کر کی انہی گیسوون کو سر چڑہایا ہی

دلِ عاشق لہو ہو کر بہا آنکہون کی رستی سے
کبہی پہلو مین ڈہونڈہا تو نہی داغ پایا ہی

لبِ شیرین کا بوسہ مری سی جان نا نکلی
عبث مجھہ جان بلب کی قتل پر بیڑا اوٹھایا ہی

تمہاری گیسوون سی [illegible] الفت ہوئی مجھکو
بلائی ناگہانی نی مجھی آکر دبایا ہی

سخن ناصح کا ہی تلقین حجرہ قبر مین مردہ
تری فرقت مین عزرائیل نی شانا ہلایا ہی

برنگِ قمریِ شیدا جہان تم ہو وہین دل ہی
کچھہ ایسا سرو قد کی سائی مین آرام پایا ہی

تمہاری ہجر مین ہم ہر جو سویا ہون قسم لی لو
ہمیشہ بختِ خوابیدہ نی عاشق کو جگایا ہی

کیا دم ناک مین جب عشقِ زیور نی مرا ای گل
تو مینی کان کی سیری پر آخر زہر کہایا ہی

خوشی سی مر گئی ہم آکی چونکایا جو مین او سی
جگا کر دم کی دم قاتل نی محشر تک سلایا ہی

شب و روز ایکسا اندہیر پیشِ چشمِ عاشق ہی
تری آنکہون کا سرمہ ای پری کیا رنگ لایا ہی

مری مرنی نی شادی مرگ غیرون کو کیا اگل
وہ عاشق ہون کہ مٹ کر بہی رقیبون کو مٹایا ہی

حقیقت مل گئی عشقِ مجازی سی خدا حافظ
ہمین ایجان محبوبِ حقیقی نی بلایا ہی

جوانی نی کیا بیہوش تمکو مجھکو سودی نی
تمہارا حسن پر عشق اب جوبن پر آیا ہی

قبول اپنی طبیعت آج کل ہم پر نہین حاضر
قلم برداشتہ لکہا ہی جو کچھہ منہہ مین آیا ہی

بزم ہی صورت مین ہر زہرہ شمایل ایک ہی — دل مین سب کہنے کی قابل ہین مگر دل ایک ہی

جای سلطان تخت پر ہی خاک پر ہی خاکسار — جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودہوین شب سی سر شام تا صبح نکلی گا نہ چاند — تیری دو رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتدای بحر الفت مین بہی ڈوبی ہین بہت — یہہ وہ دریا ہی کہ دہارا او ساحل ایک ہی

عشق مین کامل ہون مین وہ دشمنی مین لاجواب — دل سی صید ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہی

حسن کا کیا عاشق کامل سی کرتی ہو ہنڈ — ایک صورت ہی تو صورت کا ہی مائل ایک ہی

دل کی ہاتہون ناصحا مین آپ ہی آیا ہون تنگ — دوسری کی کچہہ نہین سنتا یہہ جاہل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط سی الفت ہی شروع — سامنا ہی لاکہہ اونکا مراد دل ایک ہی

حب تری جتنی ہی دل مین اسقدر ہی بغض غیر — یون ہی جلتا ہون کہ کیون دونو کی منزل ایک ہی

کسکی کسکی خون کا دعوی سنی پروردگار — حشر مین مقتول تو لاکہون ہین قاتل ایک ہی

گرم بازار قضا ہی پھر رہی ہی تیغ یار — ایک عاشق ہی اگر ڈہونڈہا تو بسمل ایک ہی

شکوۂ ظلم و جفای اہل دنیا کچہہ نکر — لاکہہ ظالم ہون تو ہون غالب وہ عادل ایک ہی

کیا پتا اوس کوچی کا قاصد لفافی پر لکہون — حسن مین یکتا وہ کوچہ ہی وہ قاتل ایک ہی

یہہ تلوّن ہی تجہ مین ہی ایکدن وسں گہر مین ہون
دیکہتا ہون و زاک خارج ہی و داخل ایک ہی

نذر تیری کیا کرون ای دلربا دل کی سوا
سیکڑون ہین عضو لیکن تیری قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سی تجہ پیتا ہی یہ ہون
ہای دو ٹکڑی نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی

تجہسی تجہکو مانگتا ہی یا خدا بندہ ترا
ایک تو ہی ہی سوال عبد سائل ایک ہی

جسکی جانب رخ کرون منہہ پہیر لیتا ہی وہ شخص
کس جگہہ بیٹہون یہان محفل کی محفل ایک ہی

جسطرح چہرہ ترا یکتا ہی رنگ و حسن مین
اوسطرح ای دلربا چہرہ پہ ہی تل ایک ہی

تو سخی ہی دل نہ میرا توڑیو انکار سی
گال دو ہین ہی طلب اک بوسہ سائل ایک ہی

زیر گردون عشق نی پہانسی تہی ہی ہشیار سب
قید شیشی مین کبہی ہین جن بہی عامل ایک ہی

جسطرف سب متفق ہین مین اودہر ہون ای قبول
لاکہہ ناقص ہین زمانی مین تو کامل ایک ہی

آغاز مخمسات

حیف ہی انداز جانان حور و غلمان مین نہین
اوسکی کوچی کی فضا جنت کی بستان مین نہین

کس طرح نکلو کہی چارہ حکیم یزدان مین نہین
روح کو آرام دم بہر باغ رضوان مین نہین

خاک اپنی بعدِ مردن کوئی جانان مین نہین

وہ مرا گل ہی کہ ہمسر باغِ رضوان مین نہین
ہی مرا معشوق وہ یوسف کہ کنعان مین نہین

نقص عریانی سی ہی کچھہ ماہِ تابان مین نہین
کیا ہوا ثابت جو کپڑی جسمِ جانان مین نہین

چاک کچھہ معیوب یوسف کی گریبان مین نہین

غنچہ و گل خاک مین مل مل گئی ہین لاتعد
خوش قد و شیرین دہن سب تھی اسی جا نوسند

دشتِ عالم مین نہ دھوکا کھائیو ای نیک بد
خوش قدون کی خاک یہہ اُٹھتی ہی ہر دم سر قد

گردباد ای اہلِ غفلت اس بیابان مین نہین

منعمو گر باغ بنوائی تو لازم ہی کرم
عاشقون کو سیر کرنی دو غلط ہو انکا غم

خوف ہو گا سائی کا سبکو کہی کہتی ہین ہم
دیکھنا گل آپ سی کوئی نہ رکھی گا قدم

آج جانی کی اجازت جس گلستان مین نہین

ای پری ہی گر مسیون مین لطف تیری حسن کا
نور دونا ہو گیا جس دم پسینا آگیا

ہی ترے عارض پہ ہر قطری مین تاری کی ضیا
تیری خسارِ عرق آلود سی نسبت ہی کیا

ایک قطرہ چشمۂ مہرِ درخشان مین نہین

بی ثباتی گلشن عالم کو ہی کر خوف و بیم
مہربان رہو دیون پر بھی اگر تو ہی فہیم

پھر خلش کانٹون کی ہوگی ورنہ ہوگی شمیم
دوست دشمن سب کے سب ہین برفتنی مثل نسیم

گل تو کیا کانٹا بھی اکدن اس گلستان مین نہین

کام ہی جلاد کا کرتا ہی ناحق خون غیر
کب وہ جادوگر ہی کہی یاد جو افسون غیر

خود وہ ناموزون ہی جو اپنا کری موزون غیر
ہی بہت مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر

وصل کا مضمون شایان اپنی دیوان مین نہین

روز رہتا تھا ہجوم اہی کو دکو حد سی فزون
سنگ پڑتی رہتی تھی جھپڑ سروان بہتا تھا خون

کیا ہوئین وہ گرمیان حیرت مین مین دیوانہ ہون
ہوگیا مرتی ہی میری سرد بازار جنون

آج ای اطفال کوئی سنگ دامان مین نہین

تیری نافہمی سی ای منعم جگر ہی لخت لخت
ملک دل آباد کر سکتی بھی مشکل ہی سخت

اب کہان وہ تخت اور خاتم سمجھ ای خفتہ بخت
نام خاتم رہگیا ہی ہوگیا برباد تخت

آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان مین نہین

عاشق کامل جو ہین وہ دیکھتی ہین وہی اصل
نقل مین ہرگز نہین ہوتا ہی رنگ بوی اصل

نور سی کیا کام ہی اپنا ہو جبتک خوی اصل | نقل مین ہو حسن کتنا پر ہی عارف سوی اصل

فاختہ کا آشیان سرو چراغان مین نہین

رات دن بہتا ہی اشکون کی عوض آنکھون سی خون | گرد مین پیمانے ہی مین بیچ مین دیوانہ ہون
کیون نہ سودی کو بہلا امراض ساری ہین گنون | ہر پری پیکر مین ہی مجہہ مجنون کی تاثیر جنون

نالہ زنجیر کسکی زلف پیچان مین نہین

قید مین ہون محو شکل یار مین اک عمر سی | مہر کو دیکہا تو سمجہا عارض تابان وسی
زہر کہاتی تہی یہہ ہر شب کی مصیبت ہی کٹی | اوسی کی کاکل پیچان کی سودی مین مجہی

سانپ آتی ہین نظر زنجیر زندان مین نہین

تیری کوچی مین ہی اک شور قیامت آشکار | بام پر دیکہہ آکی تو زخمون کی پہولون کی بہار
آٹہہ دن مین کوئی دن خالی نہین جاتا ہی یار | کرتی ہین ہر روز مجہہ وحشی کو لڑکی سنگسار

کونسا دن ہی جو آدینہ دبستان مین نہین

سایہ بال ہما جن پر رہا پہر شگون | آج اونشاہون کی تن ہین خاک ای دنیای دون
دیکہہ انجام اور خادم ہون سجدہ پہ سرنگون | مور چہل نادان ہلاتی ہین کسی حسرت مین ہون

ہڈیان بہی تربتِ فغفور وخاقان مین نہین

روز جل جل کی یہہ کہتا ہون خبر اتنک لی
پیر مُغون کی دوا وسنی نہ کی آکر کبہی

پر عجب نادان ہون جلتا ہی ناحق سیراجی
قدر کیا اوسکو بہلا داغِ دلِ عشاق کی

داغِ چیچک تک کوئی اعضای جانان مین نہین

ہمدمو حیران ہون مین وقعتہً یہہ کیا ہوا
خار تو کوئی یہان ہرگز نہین گُل کی سوا

پاؤن رکہتی ہی ہوا ایسا جو دردِ جان گزا
کیا مری تلوی مین کانٹا ہی کسی نی دیکہنا

غیر کا نقشِ قدم تو کوئی جانان مین نہین

تیری خنجر سی ملی کیا کیا شہیدون کو مزی
اسکی شیرینی سی وہ واقف ہو چکی ہی اسی

ڈہونڈہتا ہون اوسکو ای قاتل ملا جب وہ مجہی
خضر سی کہوا ہی چہوڑونگا تری خنجر تلی

آبِ آہن کی حلاوت آبِ حیوان مین نہین

نور کا دریا تری چاروں طرف ہی موجزن
آسمانِ نور ہی ای مہر صورت تیرا تن

ہی ہر اک خانی مین تارا ساعیان رشکِ ختن
کیا ترا جالی کی کُرتی مین چمکتا ہی بدن

یہہ فروغ ای سرو قد سروِ چراغان مین نہین

دہوطن

بیوطن ہونا قیامت ہی غضب ہی جان پر
جب تلک ملک عدم مین تہی نہا خوف و خطر
چین تہا آرام تہا خندان تہی باہم یکدگر
بیوطن ہوکر زمانی مین ہوئی نالان بشر
آشنا نالون سی نی ہرگز نیستان مین نہین

فرقت جانان مین دل میرا بہت ہی بیقرار
اشک تہمتی ہی نہین مانند ابر نوبہار
دیکہتا ہون قدرت خلاق عالم آشکار
ہی تصور سی مری ہر اشک مین تصویر یار
میری آنکہون سی نہان خورشید باران مین نہین

باغ ہی وہ ماہرو تنہا ہی بوسی لیجیی
کب تلک چاک دہن غنچہ ف خدا سی سیجیی
بادہ گلرنگ دست یار ہوش سی پیجیی
رحمت حق جوش پر ہی کیون نہ عصیان کیجیی
شغل بہتر میکشی سی ابر و باران مین نہین

جب سی یون نی تجہی دیکہا وہین مفتون ہوئی
سیکڑون یوسف گری چاہ زنخدان مین تری
چاہ کنعان اور تہا اب یہہ تصور ہی مجہی
دیکہتا جذب زلیخا کہینچتا کیونکر اوسی
کیا کرون یوسف تری چاہ زنخدان مین نہین

کب کسی کی آرزوئی لب پہ دل دہرتا ہی تو
خون ہر شاہ و گدا سی تیغ کو بہرتا ہی تو

ای پری رو بادشاہون سی بہی کٹہ تاہی تو | جو ترا جی چاہتا ہی بس وہی کرتا ہی تو

وہ پری ہی تو کہ فرمانِ سلیمان مین نہین

سخت مشکل ہی کہ خوش ہوتا ہی بر ضبط سی | دل مین طوفان اشک کا کہاتا ہی جگر ضبط سی

پر ہمین غفلت نہین اسپر ہی دم بہر ضبط سی | ئہ ہین آنکہین گو سمندر کیطرح پر ضبط سی

ایک قطرہ بہی ہماری چشمِ گریان مین نہین

زیرِ دیوارِ صنم پہونچا ہون کس تدبیر سی | کیا مگر تدبیر کا چارہ چلی تقدیر سی

چاہتا ہون آہ اوسی چہیدون زیادہ تیر سی | خانۂ دل ہی مشبک آہِ بی تاثیر سی

آج تک روزن کوئی دیوارِ جانان مین نہین

ای قبول اوستادِ کامل سی ہا کر دل مین صاف | ظاہر ازتا د جو ہین اونکی چہٹی ہی معاف

ہون اگر عالم تو پہر بیجا ہی سب لاف و گزاف | کیا ہوا گر شعرِ ناسخ ہین عقیدی کی خلاف

آیۂ منسوخ کب موجود قرآن مین نہین

مخمس دیگر

چشم و زلف اپنی جو دکہلائی گنہگارون کو | جان لی کہی کو پہ زندہ کیا یارون کو

قبر مین جائین تو آرام ہو بیچارون کو | مرگ عیسیٰ ہی تری چشم کی بیمارون کو
گو آزادی ہی زلفون کی گرفتارون کو

مردہ دل مین جنہین تجہپر ہی مسیحا کا گمان | بات جو تجہہ مین ہی ای جان عیسیٰ ہین کہان
دیکہلی آکی مسیحا ہی عیان راچہ بیان | نازِ رفتار سی پاتی ہین جسد روح روان
گرد رہ خاکِ شفا ہی تری بیمارون کو

راہِ بد چل نہ کبہی تو کہ نفس ہی رہزن | جامۂ عیش ہی اک آن مین ہوتا ہی کفن
تا ابد روح کا تن مین رہی گا مسکن | کب سبکدوش رہی قیدیٔ زندانِ وطن
بوی گل پہاندتی ہی باغ کی دیوارون کو

اوس مسیحا کا ہو ن عاشق وہ مرا ہی گلرو | دل جو ہو چاک تو ہو سوزنِ عیسیٰ سی رفو
فرق اس بات مین ای قیس نہین یکسر مو | چشمِ نرگس جادو ہون جو پائین آہو
کرین مژگان اسہی تلوون کی مری خارون کو

چرخ کیون چرخ مین ہی گیا نادان ہمیشہ | سیر کی تقلید کہان اور کہان ہیستی
ساتہہ میرا نہ دیا جائیگا گردش مین کبہی | ہون وہ سرگشتہ کہ تاثیر مری قدمون کی

آسیا دم مین بنا دیتی ہی کہساروں کو

برہمن خود بھی دہوکا ہی کہ ہر عقل گئی — اسمین والی نہین لیکن ہی یہہ ڈہورا تو وہی

مین نہ پہنونگا نہ پہنونگی نہ پہنونگا کبھی — کافرِ عشق ہون حاجت نہین زنار کی بہی

تارِ تسبیح مبارک رہی دینداروں کو

مستی غیر ادہر عیسی ادہر مین بیہوش — نیش اجل ہے کا ادہر اور ادہر نوشا نوش

اسطرف مرگ اودہر جانِ جہان حلقہ بگوش — ہم بغل یاس و ہوت سی مین ہم آغوش

کیا خبر میری شبِ وصل کی بیداروں کو

ڈہونڈہتا پہرتا ہون ہر سو تجھی بیتاب ہی دل — او کماندار ستمگار کہین تو مجہی مل

ابتلا پڑتا ہی لہو کر مری آسان مشکل — جوشِ خون میری کہ جان مین ہے بہت قاتل

تشنگی آج ہی شاید تری سوفاروں کو

بت پرستی جسے کہتی ہین وہ تیری ہی کنیز — پوچہو اسلام تو ہر اک کہی یہہ ہی کیا چیز

کفر کی آگ اب اسلام کی ہو خاک بتیز — ای صنم عہد مین تیری یہہ ہوا کفر عزیز

کہ رگِ جان کا ملا مرتبہ زناروں کو

ظالمو

ظالمو ظلم سی باز آؤ اگر ہو ہشیار ۔ چرخ مین لائی گا اکدن فلکِ کجرفتار
سمجہو تو سنگِ فسان کی یہہ صدا ہی ہر بار ۔ کیا بچین گردشِ افلاک سی جو ہین خونخوار
کام کیونکر نہ پڑی سان سی تلوارون کو

مین وہ شاعر ہون کہ جب باغ کی جانب نکلا ۔ ہوئی خاموش وہین مرغِ چمن نغمہ سرا
پہلے وہ شور تہا گلشن مین کہ دیکہا نہ سُنا ۔ دہیان آیا جو مری زمزمہ پردازی کا
رہ گئی مرغِ چمن کہول کی منقارون کو

داغِ دل دی کی گیا ہی مجہی گلرو ہیرا ۔ شعلہ در ہی تنِ مہجور ہر اک شعلہ ہیرا
کہو سرما سی کہ کر سکتا ہی کیا تو ہیرا ۔ ہجر مین گرم ہی اوس داغ سی پہلو میرا
جس سی لگتا نہین دوزخ کی بہی انگارون کو

فسق مین جہان خدا کا جو رہی دہشت سی ۔ ای قبول اوسکو ہی امید بڑی رحمت سی
چہوٹ گیا ہو جو بدن اوس بتِ بدملت سی ۔ پاک کر آپ کو تا سیخ عرقِ خجلت سی
انفعال اپنا شفاعت ہی گنہگارون کو

مخمس دیگر

خارِ صحرا جو چُبھی خارِ چمن بھول گئی | تیر جو کھائی تھی ای تیر فگن بھول گئی
تیغ سی تیز جو لگتی تھی سخن بھول گئی | تیری جور و ستم ای عہد شکن بھول گئی
رنج غربت مین یہہ پائی کہ وطن بھول گئی

اوچھی زخمون سی ابھی جان ہی باقی ہم مین | نہ تو مرتی ہین نہ جیتی ہین پھنسی ہین غم مین
اب وہ آتی نہین جو فیصلہ ہو اک دم مین | جان کیا مفت گئی صید گہِ عالم مین
نیم جان کر کی ہمین صید فگن بھول گئی

تیری آنکھون نی کیا آہوؤن کو بھی برباد | بندہ گئی رشتۂ نظّارہ سی سب ای جلّاد
پاؤن کیا انہین دشتِ ختن ہی نہین یاد | ہائی کیا ہوش ربا ہین تری آنکھین صیّاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہِ ختن بھول گئی

باغبان پہولا ہی اِس فصل مین ایسا گلزار | سیر کرتی ہی مری دل سی گیا صبر و قرار
تھکی اسد رہی مری ہاتہ جنون مین یکبار | چاک کرتی رہی سینی ہی کو تا فصلِ بہار
دستِ وحشت مرا پیراہنِ تن بھول گئی

کیون خفا ہمسی ہوا ای جان ادہر تو دیکھو | کی جو توبہ شکنی وجہ تم اسکی سن لو

دختر

نشہ مین ہوش کہان ہتی ہین تم سوچو تو — ہم جو میخانی سی مستی مین گئی مسجد کو

توبہ ای مغبچہ توبہ شکن بھول گئے

محو تجہ گل کی جوانان چمن ہین بالکل — روی گل زرد پریشان ہی غم سی سنبل

تیری جوبن سی تعرض حال گیا سبکا کہل — تنگی چنتی ہین تری آہ مین گلچین ای گل

تیری کوچی مین ہزارون کو چمن بھول گئی

سمجہی زخمون کا مری بہید اصلا جراح — آج بیفائدہ ہو جائین گی سوا جراح

زخمی زلف ہون ہین کرتی ہین یہہ کیا جراح — کاشغر کا جو ہنگاتی ہین سپید اجراح

میری زخمون کی لیی مشک ختن بھول گئی

نہ وہین ہوئی کی تیری جو ہوئی ہی شہرت — سچ ہی اس بات مین لوگون کو عبث ہی حیرت

کہینچی جب شکل تری ای صنم خوش طینت — محو اسدرجہ ہوئی دیکہکی تیری صورت

چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

جب تلک باس رہا اوسکی گلستان مین ہمین — سب پہ ترجیح رہی بزم سخندان مین ہمین

قید جسدن سی کیا خانہ زندان مین ہمین — اسقدر مشق رہی نالہ و افغان مین ہمین

یادِ محبوب مین ہم طرزِ سخن بہول گئے

نورِ دندان سی سہیل اب نہین کچہہ یاد ہمین	لبِ رنگین سی عقیقون کو بہی کیا نسبت دین
ہم تو عاشق ہین تری ہمکو وہ کیا یاد رہین	دانت ہونٹون سی نظر آ جو گئی ہنسنی مین

تو سہیل اور عقیق اہلِ یمن بہول گئے

تیری عشّاق ہوئی تیغ پہ جسدم مائل	ہوی فردوس مین سب پاکی شہادت واصل
کہل چلا تہا چمنِ خلد مین کچہہ غنچۂ دل	چمنِ جوہرِ تیغ آئی جو یاد ای قاتل

شہدا کو وہین جنت کی چمن بہول گئی

پیرہن ہستی مین تو چاک کیی حدسی فزون	ہاتہہ شل ہو گئی ہیہات مین اس رنج مین ہون
آ یہان کام سری زور ترا دیکہون	دم خفا زیرِ زمین ہی مدد ای دستِ جنون

آشنا چاکِ گریبانِ کفن بہول گئی

ای جنون دشت مین یاد آئی ہین وہ دن ہر دم	لیتی تہی بوسہ سیبِ ذقن اوسکا پیہم
گر وطن پہونچی تو جانین گی مزا پہر ہی ہم	دشتِ غربت مین ہی ہی جو غذا حنظلِ غم

ای جنون ہم مزہ سیبِ ذقن بہول گئی

آتش افروزیان لگی نہین یاد ای دلبر
داغِ نو مجھکو جلاتی ہین مگر شام و سحر
جھوٹ ہرگز نہین انصاف دو اتو ہی کر
ایک مجمر ہی یہہ دل کتنی سمایین اخگر
داغِ تازہ جو ملے داغِ کہن بھول گئے

آتشِ عشقِ صنم پائی جو آبِ گل نے
تنگ ایسا ہی کیا جینی کی اس مشکل نے
عیب پوشی کا ہی سامان بھلایا دل نی
قتلگہ مین جو ہین یاد کیا قاتل نے
سر کفِ ایسی چلی ہم کہ کفن بھول گئے

ای قبول اس سی ملا رتبہ بڑا ناسخ کو
شغل مداحی حضرت کا ہوا ناسخ کو
رتبہ دنیا مین دیا سب سی سوا ناسخ کو
اب تلک یاد نہ جنت مین کیا ناسخ کو
اپنی مداح کو کیا شاہِ زمن بھول گئے

مخمس دیگر

جل رہا ہون رات دن مین عشق کی آزار سے
وصل حاصل ہو مرگ سی مجھکو نہ صلت یار سے
نار کو نسبت نہ اس سی ہی اسکو نار سے
دون اگر تشبیہ اپنی آہِ آتشبار سے
برق جل کر گر پڑی اس چرخ مینا کار سی

دائرے ہین بدر رخ عارض دلدار سے
نقطے انجم ہین ثنائے خال کی تکرار سے

کوچۂ مضمون وصف زلف ہین تاتار سے
وصف دانتون کا جو لکھا کلک گوہر بار سے

مصرع موزون ہوئے سلک در شہوار سے

دل مرا مجروح ہے کیونکہ نہون خجل نبار مین
خار غم سیری جگر مین ہے ہون گا خوار مین

ناصحا کس واسطے جاؤن سوے گلزار مین
کیون نہون اوس طفل ہندو کی گلی کا ہار مین

رشتۂ جان کو ہے رشتا رشتۂ زنار سے

آگئی نالے تھی برنگ نالۂ بلبل ہزار
ہمصفیر واب مگر دل کو مرے آیا قرار

لوسنو تسکین کا باعث نہ پوچھو بار بار
دیکھتا ہے دل بہار گلشن رخسار یار

چہید سینے مین ہوئے ہین روزن دیوار سے

ٹکٹکی باندہے ہوئے ہون رحم مجھپر کہائیے
زیر دیوار آگے مین بیٹھا ہون منہہ دکہلائیے

ہے گہمنڈ آنکہون کو میری طیش مین آجائیے
آفتاب روے روشن سے نہین جھپکائیے

دیرسے آنکہین لڑین ہین روزن دیوار سے

کوچۂ الفت مین کوئی راہبر ملتا نہین
اوسکا گہر کیسا مجھے اپنا ہی گہر ملتا نہین

کی دعا لیکن دعا کو بھی اثر ملتا نہین   سیم و زر خرچا مگر وہ سیم بر ملتا نہین

داغ دل ہمنی خریدی درہم و دینار سی

پھنس گیا ہون ای مری گلرو عجب تمین مین   گھر گیا ہون ای ستمگر ہان عجب حسرت مین مین

گھل گیا ہون ای پری پیکر تری فرقت مین مین   مر گیا ہون ای بت ہندو تری الفت مین مین

میری میت کو جلا دی آتش رخسار سی

کونسا دن ہی جو لڑکی کو وہ پڑ جاتی نہین   کون سی ساعت وہ دامن اپنی بھرتی نہین

رحم اب تک اپنی شوخی سی وہ کہاتی نہین   جان بلب ہون طفل مجھہ حبشی سی باز آتی نہین

سیکڑون خالی ہین امن دامن کہسار سی

وہ مرا معشوق مین عاشق ہون اوسکا ناصحا   جو کیا اچھا کیا تو کون میرا تجھکو کیا

جا مری نزدیک سی کیون تنگ کرتا ہی سوا   دھیان مجھہ سودائی کا دل سی بھلا بہر خدا

مغز خالی ہو گیا ناصح تری تکرار سی

زلف و عارض مشک و آئینہ ہیون بھہ کیونکر بنی   مشک زلفون پر فدا آئینی عارض پر تری

مشک کیسا آئینی کیا جو کوئی تشبیہ دی   تیری عارض دیکھنی آتی حلب سی آئینی

زلف ادہر کہولی ادوہر آہو چلی تاتار سے

کسلیی تیوری چڑہی ہی کیون کیا تہا مجہکو یاد | صلح کی صورت نظر آتی نہین غیر از فساد
گر بلایا ہی تو لازم ہی نہ ہیرو نامراد | عید کا دن ہی گلی وای جانِ جان مجہکو ہی شاد

آج تو میری سنگلے لگ جاؤ آکر پیار سے

کب یہہ منہہ ہی جو ہلال ابرو کی ہی متصل | تیری طرّی سی ہوا عقدِ ثریا پا بگل
عارضون سی بدر شرمندہ ہی آئی امِ ل | گوشوارے کی ستارون سی ستاری ہین خجل

زرد منہہ خورشید کا ہی تیری دستار سے

شہر کو اتنا نہ اپنا گہر کروای وحشیو | کوچہ گردی ل سی اب باہر کروای وحشیو
خیر کرنا خوب ہی بازار کروای وحشیو | پاؤن کی چہالون سی چل کر تر کروای وحشیو

العطش کا شور سنتی ہین زبانِ خار سے

کہہ گیا ل کی نگین پر اسم شاہِ کائنات | ای قبول اب آئی ہی مجہکو نظر راہِ نجات
قصد رکہتی ہو تو گوش دل سی سن لو ہی نکات | زائر شاہ نجف ہون جی مین ہی چل کر ثبات

مس کرون انکہین مزارِ حیدر کرّار سے

شروع معمیات

معمّا باسم ولیعهد بهادر

بهر مُحب وقتِ خوش ای شه ذیشان رسید
روشنی از اسم تو بر دُرِ غلطان رسید

ایضاً باسم موصوف

شش جهت بهرِ من از وقتِ تو محکوم شده
قیمتِ گوهرِ نظمم بتو معلوم شده

باسم ثریّا جاه

پیدا شده تُرکِ چرخ بر پات فتاد
وز پای تو یک دُر بسرِ خویش نهاد
چون خواهشِ آبرو نمود از تو شها
چاه ذقنت دو گوهرِ دیگر داد

معمّا باسم علی حسن

کشتگان کربلا جز شاه در هفتاد و دو
نیک شد انجام آخر نام روشن شد چو مه

معمّا باسمِ نادر شاه

ابرو و قدِ تو دال بر تیغ و سنان
بگرفته سرِ رستم و خون کرد روان
در سینهٔ او سنان چو داخل کردی
از قطرهٔ خون بماند بالا سه نشان

معمّا باسمِ طبیب

چار حرفی هست اسمِ پاکِ آن عیسیٰ خصال
گردن و پایش مساوی و برابر آمده

بعد آن گر از سرِ فهم و فراست بنگری
طی شد این مطلب بذهنِ تو مقرّر آمده

فهم کن حالا نشانِ چارمین هم میدهم
در عدد یکسان حروفِ اسمِ مضمر آمده

غرقِ دریای تفکّر جمله نافهمانِ دهر
کس نه بیرون بی بطِ قلبِ شناور آمده

صحتِ نامم نکو در بیتها کرده قبول
غالباً اکنون بذهن ای بنده پرور آمده

معمّا باسمِ شیخ امداد علی بحر

روزی آمد سر بر سر چشمهٔ جنّت نظر
بعدِ آن چون خم شدم ظاهر شده سرِ دگر

باز خم گشتم که شاید کرد چشمم خیره گی
آن زمان شد چشمهٔ شیرینِ دیگر جلوه گر

در کنارش سنبلِ تر همچو زلفِ نو خطان
قلب مالامال شد خوشبو دماغم سر بسر

چون ضیا افزون شده دیدم یکی جای عمیق
بعدِ آن موجود شد دریا که بود او پر گهر

کو نفهمد اسم او بیرون شود از شاعران
گر بداند این معماهست شاعر نامور

معما ایضاً باسم بحر

سنہ رابرئہ بیاورد یم ویک را | بساسہلست بخشا ایں معمّا

رباعیات در مدح جناب امیر علیہ السلام

ای شیر خدا سبنی کی بازو تم ہو | گلشن خوشبو ہوئی وہ خوشبو تم ہو
میدان میں محشر کو محب پورا ہی | ایمان کی وزن کی ترازو تم ہو

ایضاً

الفت ہی علی کی روح جان قالب ہے | اسواسطی جان جسم پر غالب ہے
ہو کیون نہ بھلا عرشِ خدا میرا دل | مدّاحِ علےٰ ابن ابی طالب ہے

ایضاً

گردش مین علی کی حکم سی کوکب ہین | ثابت اپنی جگہہ پہ ثابت سب ہین
ہر ذرہ ہر اک قطرہ باران ہر خس | جنبش مین بدون حکمِ حیدر کب ہین

ایضاً

دل مدحِ علی مین صاف آئینہ ہی | فردوس کی قصر کی زبان زینہ ہی
دل بلبلِ باغ خُلد میرا ہی قبول | فردوسِ برین اسکو مرا سینہ ہی

ایضاً

اس تیغِ زبان کو آب ایمان بخشو میری مولا | آئینہ دل کو نورِ عرفان بخشو ہو جائی جلا
مدّاح تمہارا ہون ہدایت یہہ ہوئی ہی راہ نجات | دیکھون وہ مزار ہی یہہ سامان بخشو ای نورِ خدا

ایضاً

ہم مہر کو آب و تاب کا کہتی ہین | ذرہ درِ بوتراب کا کہتی ہین

ای اہلِ نجوم یہہ جو تشبیہ ملے — اسکو شرف آفتاب کا کہتی ہین

ایضاً

کعبی کا جو مرتبہ ہی وہ اظہر ہے — آفاق صدف دُر وہ خدا کا گھر ہی
اوس دُر سی ظہور نورِ حیدر کی کیا — گوہر سی جو نکلا ہی یہہ وہ گوہر ہی

ایضاً

کعبی کی ولادت کو نہ بیجا جانو — تم اس سی اشارہ یہہ خدا کا جانو
حیدر ہوئی پیدا جو ہماری گہر مین — اس بندی کو تم نور ہمارا جانو

ایضاً

دم یادِ خدا مین تہا جو سوتی تہی علیؑ — راتون کو خدا کی ڈر سی روتی تہی علیؑ
ہوتی تہی غنی کر کی غنی مفلس کو — بہوکی کو کہلا کی سیر ہوتی تہی علیؑ

ایضاً

سب جا کی نجف مین غم سی خوش ہوتی ہین — جام آنکہون کی اوس نم سی پُر ہوتی ہین
وہ نورِ خدا خاکِ نجف مین جو ہی دفن — ذرّی یہہ اوسی نور سی دُر ہوتی ہین

ایضاً

جو چاہا وہی علیؑ کی در سی پایا — دامن لبریز مال و زر سی پایا
سائل ایمان کا جو آیا در پر — اللہ کو شاہِ بحر و بر سی پایا

ایضاً

فردوس امامِ بحر و بر سی پایا — سید ہارستہ نبیؐ کی در سی پایا
پہلی یہہ بشر ملا خدا سی ہمکو — پہر ہمنی خدا کو اس بشر سی پایا

جسکو

جسکو درِ اہلبیت اکرم نہ ملا — آرام جہان مین اوسی اکدم نہ ملا
جب تک نہ ملا پنجتنِ پاک کا نام — حوا سی کسی طرح بہی آدم نہ ملا

ایضاً

یا شیرِ خدا دلم فدای تو شود — این مشتِ غبارِ خاکِ پای تو شود
جای تن خاکیم درت باد مدام — در خانۂ دل ہمیشہ جای تو شود

ایضاً

اعمی کو علیؑ دیکہی تو بینا ہو جائی — قطری پہ کرم کری تو دریا ہو جائی
ذرہ درِ شہ کا صدقِ نیت سی اگر — ہاتہہ آئی تو فوراً ید بیضا ہو جائی

ایضاً

ای دل نجفِ شاہِ ہدا دور نہین — اوس تنگی سی جنت کی فضا دور نہین
وہ راہ ملی تجہی تو مل جائی علیؑ — مل جائی علی تو پہر خدا دور نہین

ایضاً

عاصی ہی جو تو تو کربلا دور نہین — پیاسا ہی تو چل آبِ بقا دور نہین
منظور ہے تجہی جو ہو شہادت کا شرف — تو مقتلِ شاہِ شہدا دور نہین

ایضاً

جو جائی نجف مین غم سی حر ہوتا ہی — اللہ ری فروغ ماہ خور ہوتا ہی
روتا ہی سحاب آکے علیؑ پر جو وہان — ہر قطرہ اشکِ ابر در ہوتا ہی

ایضاً

دو لعل ہین مصطفےؐ کی خو ایک سی ہی — دو پہول ہین مرتضیٰؑ کی بو ایک سی ہی

اک دُر کو کیا خدا نے اُنکے لیے دو — یہہ دو دُر ہین پر آبرو ایک سی ہی

ایضاً

اس عیدِ غدیر نے نہان غدر کیا — حیدر کو نبیؐ نے مالکِ صدر کیا
اللہ اللہ نورِ حیدرؑ کا فروغ — خورشید نے قائم اپنی جا بدر کیا

ایضاً

لکھہ لین جو حسینؑ اپنی ثنا خوانون مین — ہو فرق ثوابون مین نہ عصیانون مین
ملجای مرا نامہ اعمالِ قبیح — فردوس کی جاگیر کی پروانون مین

ایضاً

مشہور ہون مین شہ کی ثنا خوانون مین — آخر ہوئی عمر اپنی ان ارمانون مین
کیا شمعِ مزارِ شاہ کی گرد پھرون — ملجائی مری روح جو پروانون مین

تضمین

کیا جانے کوئی علیؑ کا رتبا — یا حق ادا سے یا رسولؐ سمجھا
ظاہر مین تو اب ہوئی وہ پیدا — پر قول اس باب مین ہی میرا

روزی کہ قلم گرفت معبود
لوحش کفِ مرتضیٰ علی بود

ایضاً

حیدر کی ولا کا داغ دل مین گل ہی — لیکن ہی وہ گل جسکا ملک بلبل ہی
دنیا کی ہوا مین دل جلایا ہی اگر — تو شمع ہی دل شمع ہی لیکن گل ہی

ایضاً

گر حبِّ علی مین زندگانی کٹ جائی
تو فوج گنہ قریب رحلت ہٹ جائی
مٹی ہی ندہی پائین خوش طینت کو
نور رحمت سی قبر اوسکی پٹ جائی

ایضاً

گل جبکہ چراغِ زندگانی ہوگا
تربت مین فسانہ دار فانی ہوگا
توحید و نبوّت و امامت ہی وہان
قصّہ جو یہان ہی وہ کہانی ہوگا

ایضاً

پُر نور علیؑ کا داغ الفت ہوگا
تو حشر کی دن نور کی صورت ہوگا
خورشید سی چشم دل نہ جہپکیگی قبول
روشن یہہ داغ ہی قیامت ہوگا

ایضاً

رخصت پہ شہ ہدا کی پہونچا مجہکو
ای جذب ہان اڑا کی پہونچا مجہکو
ای خضر پہونچ جاؤنگا افتان خیزان
رستی پر کربلا کی پہونچا مجہکو

رباعیات و عائیہ نوروز و عید مشتمل بر مدح سلطان عالم و عالمیان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نوروز مبارک تمہین پادشاہ رہی
افزون ہر روز شوکت و جاہ رہی
ہو زیر نگین تمہاری سارا عالم
ماہی سی عمل مدام تا ماہ رہی

ایضاً

حضرت کا رہی خالقِ اکبر حافظ
بعد اسکے مدام ہو پیمبر حافظ
ہی تختِ نبی پر آج جس شہ کا جلوس
ہو تخت کا تیری وہ غضنفر حافظ

جانِ عالم تمہین مبارک نوروز — رشکِ حاتم تمہین مبارک نوروز
آمین ملک کہین بآوازِ بلند — چلائیں جو ہم تمہین مبارک نوروز

ایضاً

حضرت کو مبارک ہو یہہ نوروز کا روز — بیشک ہی یہہ عیش و فرحت افزا روز
ہر ساعت روز یون ترقی کری عیش — ساعت نو ساعتون کی نوروز کا روز

ایضاً

یہہ عیدِ غدیر ہو مبارک تمکو جانِ عالم — صدقی اک اک تمہاری ناخن پہ ہو جانِ عالم
عالم کی کمال تمکو خالق نی دی اللہ اللہ — تم مین نظر آتی ہی ہمین ای خوشنشان عالم

ایضاً

این عید سعید بہرِ سلطان بادا — در جیب گل و گہر بدامان بادا
زیرِ تیغت گلوی اعدا باشد — دشمن در روزِ عید قربان بادا

ایضاً

ہر اک کو غنی کر دیا سنا ہا تمنی — جو بات کہی اوسی نبا ہا تمنی
خواہش جز مرضیِ خدا کچہہ بہی نہ کی — جو مرضیِ حق ہوئی وہ چاہا تمنی

ایضاً

سلطانِ زمانہ جانِ عالم تو ہے — حاتم ہو ملتجی وہ حاتم تو ہے
مجرم کو تری نام سے ملتی ہی پناہ — اللہ کا سایہ اسمِ اعظم تو ہے

ایضاً

مطلب ہی تمہین عطا ہی تمہین ای شاہنشاہ — عیسی ہی تمہین ہو اور وہی تمہین دل آگاہ

جلوہ ہی تمھاری شکل مین صانع کا ہر صورت سے
ہو دین ہی تم ہی عیش دنیا ہی تمھین ای ظلِ اللہ

ایضاً

کثرت تمھی سے ہی وحدت تمھی ای طالب رب
چاہا جسی اوسکی ہو شوکت تمھی نکلی مطلب
جو کچھ مانگی قبول اوسکو ہی وہ ای معدنِ جود
مین تمکو طلب کرتا ہون حضرت تمھی سب ہی

ایضاً

دینا جو مجھی تو رغبت اپنی دینا ای معدنِ جود
اور دل کو مری محبت اپنی دینا بہرِ معبود
محتاج گدا طالبِ سلطان ہین دولت کا نہین
ہمت مجھی تو اپنی بدولت دینا سب ہی جود

ایضاً

تم صاحبِ تاثیر ہوای مہرِ منیر گل کی سرار
جو آنکھ سی دیکھی اوسین پھر کیا تقریر اور کیا انکار
منہہ سی جو نکل گیا ہوا اوسکا ظہور کہتا ہی قبول
تقریر سی آپکی ہی مطابق تقدیر ہمیشہ سو بار

ایضاً

نرگس کو جو دیکھو تو ہی خوبان مین آنکھین ہین لی
پہنچی جو ہوا غنچون کی پیراہن مین عقدی کہولی
بلبل جو سنی کلام کرتی تمکو چپ ہو شاہا
تصویر کو چاہو تم اگر گلشن مین فوراً بولی

ایضاً

ہر آن تمھاری آن کہلاتی ہی ہیبت رب کی
صورت مین صفات نظر آتی ہی صورت رب کی
اولاد کی طرح ہمکو بھی پالا ہی حق سی ہی
معنی کی نزاکت مین چھپاتی ہی قدرت رب کی

رباعیات متضمن بر حسنِ طلبِ رخصتِ کربلای معلّٰی و مشہد مقدس زادہما اللہ شرفاً

مشہد بھی ای غنچہ دہن جانی دو
بلبل کو شہا سوی چمن جانی دو

قدموں کی تلی کمال ہاتھہ آیا عیش
دنیا تو بنی دین سے ہے بنجالی دو

ایضاً

حاصل عتبات کی جو رخصت ہو جائے
پوری بخدا یہہ میری حسرت ہو جائے
پہونچوں تو وہاں ہوں وہ مرادیں حاصل
شہ کو صحت مجھی زیارت ہو جائے

ایضاً

شاہا میرا سوال پورا ہو جائے
ایمان ای خوشخصال پورا ہو جائے
مدّاح جو بدر مصطفےٰ تک پہونچے
اس ناقص کا کمال پورا ہو جائے

ایضاً

ہر درد کی جاتی ہی دوا ملتی ہی
جو حاجت دل ہو بخدا ملتی ہی
جس درد کی درمان سی ہو عیسیٰ عاجز
اسی بیمار کو شفا ملتی ہی

ایضاً

انسان وہی ہی ہو جو قربان حسینؑ
ممدوح ملائک ہین ثنا خوان حسینؑ
جو مانگوں گا خدا سی دلوا دین گی
شاکی نہین پہرنی کا یہہ مہمان حسینؑ

ایضاً

استعانت تیری ہی بحت سادر کار ہی
صدق نیت دل سی اور لب سی دعا درکار ہی
یہہ کرونگا عرض پہلی مین نجف کو دیکہکر
یا علیؑ بس مجہکو اختر کی شفا درکار ہی

ایضاً

جو راہ خدا مین سر بہلا بخشےگا
کیونکر نہ مراد مدعا بخشےگا
جسوقت پہونچکے روکے مانگوں گا دعا
صحت وہ مسیحا بخدا بخشےگا

دیکہہ

دکھ سنتی کو شبیر سوا کوئی نہین
اس در کی سوا دل کی دوا کوئی نہین
جانِ عالم کی تندرستی کی سوا
دل کا مقصود و مدعا کوئی نہین

ایضاً

اس در سی ہر اک کا مدعا ملتا ہے
جو مانگون ابھی تم سی شہا ملتا ہی
ای ظلِ خدا وہ مانگتا ہون بخدا
بندی کو جہان جا کی خدا ملتا ہی

رباعیات متفرقہ

امت کو بتا گئی پیمبر مذہب
قرآن ایمان حبِ حیدر مذہب
پر لفظِ حسد کی جو بہتر ہین قبول
نکلی ہین حسد سی یہہ بہتر مذہب

ایضاً

جو لوگ کہ معنیِ قضا کو سمجھی
وہ عینِ فنا ابھی بقا کو سمجھی
جو سمجھی علی کو وہ نبی تک پہونچی
جو سمجھی نبی کو وہ خدا کو سمجھی

ایضاً

دنیا کی بلندی اور پستی دیکھی
ہمنی تو فنا یہہ عینِ ہستی دیکھی
جب ہیان کیا نقودِ رحمت کا قبول
جنسِ عصیان کمال سستی دیکھی

ایضاً

نادان ہی جہان مین جو مغرور ہوا
جب کبر کیا حق سی وہین دور ہوا
جس مین ہی کبر وہ پامالِ جہان
قیصر کا ہی سر ٹھوکرون سے چور ہوا

	ایضاً	
تکریم بشر کی انکساری مین سے ہے		زیبا سب کبر ذاتِ باری مین ہے
ہی اصل تو خاک کبر کیا خاک کری		عزّت آدم کی خاکساری مین ہے

ہیچمدان این مصرعِ مشہور فارسی را برای ملاحظۂ نکتہ سنجان بہ پنج صورت تضمین نمودہ

ہر یکی را بجای خود رباعی قرار دادہ

	ایضاً	
مین چاہتا ہون اوس سی کہون کاہشِ دل		شاید کری رحم در دسنکر غافل
پر دہیان ہی سنکی او رمغرور نہو		گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل

	ایضاً	
تقدیر سی پایا ہی عجب غم مشکل		سب کہتی ہین کہی تو سنین ہم مشکل
کہدون تو صواب صبر جاتا ہی قبول		گویم مشکل و گر نگویم مشکل

	ایضاً	
تم عشق مین کیا پوچہتی ہو حالتِ دل		اس راز کو ای ماہ کہی کیا کامل
دل کرتا ہی منع تم یہہ کہتی ہو کہو		گویم مشکل و گر نگویم مشکل

	ایضاً	
میری تپِ عشق سی جو تہا وہ غافل		پوچہا یہہ طبیب نی کہو حالتِ دل
مین بولا کہ گو مگو مرض ہی میرا		گویم مشکل و گر نگویم مشکل

	ایضاً	
ہی داد کی دن بہی طبع میری مائل		ظلم و ستم اوسکی پوچہتا ہی عادل

ایذا اوسی پہونچی یہہ بہی منظور نہین | اگویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

مستزاد بر رباعی مشہور

ای آنکہ بملک خویش پائندہ توئی * یارب مجید | وز دامن شب صبح نمایندہ توئی * از بہر عبید

کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ * چون قفل گران | بکشای خدا ایا کہ کشایندہ توئی * بہتر ز کلید

رباعی در مدح حضرت دام ملکہ و سلطنتہ

دنیا کی مری ظل اسی کی سی ملین | سو مرتبہ اک نگاہ شاہی سی ملین

دریای سر لب پر جو ہو بارش فیض | دُر ہمکو وہان ریگ ماہی سی ملین

شروع تاریخہا

تاریخ وفات جناب منشی میر حسن صاحب صابر تخلص

رفت از جہان چو میر حسن ذاکر حسین | گویا بخاک گنج سخن رفتہ ہای وای

بعد از وداع گلشن ایجاد در بہشت | روحش چو بوی گل ز بدن رفتہ ہای ہای

تاریخ این مصیبت عظمی قبول گفت

در چہلم حسین حسن رفتہ ہای وای

۱۲۸۸ھ

تاریخ نسبت فرزند حسین علیخان صاحب سلمه الله العزیز با دختر میر باقر مسیح صاحب

زین نشاطیکه خدا کرد بتو ارزانی
چشم بدبین و دل خصم تو پر خون بادا

تاکه از دشنه مضراب بماند نالان
سینه دشمن این جشن تو قانون بادا

همچو اوراق خزان باد عذار اعدا
دائما چهره احباب تو گلگون بادا

صاحب گنج که خواهد ز خدا هستی تو
گنج او بر سر ش او بر سر قارون بادا

یارب این گوهر خوش آب که فرزند تو هست
همچو دُر در صدف حفظ تو مکنون بادا

آرزو هست که در حشمت و حکمت بجهان
لعل تو رشک فریدون و فلاطون بادا

ای خوشا روز که فرزند تو نوشاه شده
طرهٔ تاج سرش شمسه گردون بادا

لولی چرخ برقصست و جهان پر ز نشاط
چتر گردان بسر لعل تو گردون بادا

باد کم مرتبه دشمن تو روز بروز
حشمت و دبدبه و جاه تو افزون بادا

سال این شادی و عجب چنین گفت قبول
یارب این نسبت فرزند همایون بادا

سنه ۱۲۳۷ هجری

تاریخِ فوتِ مرزا یادگار علی بیگ

اینکه مدفون بزیرِ خاک شده
به یقین بود دوستدارِ علی

ظاهرا خاکِ هند مدفن شد
بی گمان یافته جوارِ علی

خویش یادگار ماند بدهر
بود باجان و دل نثارِ علی

بهرِ سالش بُود فکرِ قبول
یافت از فیض بی شمارِ علی

سالِ تاریخِ فوت گشت رقم
رفته از دهر یادگارِ علی

سنہ ۱۲۴۸ ہجری

تاریخِ مسجد آتونصاحبه که در گولگنج طیّار شده

آتونِ ذهین که نام کلثومش هست
مسجد طیّار کرده با عیش و سرور

تاریخش از قبول پرسید چو او
گفتا فی الفور نقشِ بیت المعمور

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

ولہ تاریخ مسجد موصوف

چون بنا شد مسجد عالی بدار المومنین
شد خدا خشنود و راضی شد رسول ایزدی

سال تاریخ بنائی عالیش گفتا قبول
مسجد کلثوم بیگم شد قبول ایزدی

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخ خلعت نظارت جملہ محلات بحکیم شیخ فتح علی صاحب داماد آنوابصاحبہ

دعا ایم بدرگاہ حق شد قبول
کہ شد بہر تو صورت جاہ و اوج

شد این سال تاریخ خلعت رقم
ہمایون بود خلعت جاہ و اوج

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

ولہ ہر دو فقرہ تاریخ خلعت حکیم صاحب موصوف

ناظر زمان
فتح علی خان

سنہ ۱۲۴۹ ہجری
سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخ صحتِ نواب قدسیہ محل صاحبہ حسب فرمایش حکیم شیخ فتح علی صاحب ناظرِ محلات

عید ہی ہر ایک سو آفاق مین	کیون نہ ہر سو جشن کا سامان رہی
حق تعالے نے کیا اپنا کرم	مہربان تجھپر ترا یزدان رہی
خضر کی سی عمر تجھکو دی خدا	تو خدا کی موردِ احسان رہی
خلق پر دستِ سخاوت ہو بلند	جب تلک یہہ عالمِ امکان رہی
جو ترقی چاہے تیری جاہ کے	خلق مین آباد وہ انسان رہی
تجھسی ای بلقیسِ دوران دہر مین	یہہ سلیمانِ زمان شادان رہی
احمدِ مرسل کی ہو پشت و پناہ	تیرا حافظ سرورِ مردان رہی
شکر کی جا ہی شفا حاصل ہوئی	سجدۂ حق مین ہر اک انسان رہی
جشنِ عشرت روز تجھکو ہو نصیب	حاسدون کا دردِ بیدرمان رہی

غسلِ صحت کی یہہ تاریخ ہے

زہرۂ جاہ و حشم تابان رہے

سنہ ۱۲۷۹ ہجری

تاریخِ وفاتِ سیّدہ جلیلہ حسبِ فرمایشِ وارثانش

شد بہت زائرہ در نقلِ کربلا مدفون | خوشا نصیب و خوشا میّتِ خوشا مدفن

قبول بہرِ سنینِ وفاتِ مرحومہ
بگو مآل مکان خلد و کربلا مدفن

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخِ فوت شدنِ میر امید علی کہ از بیت السلطنت بکانپور رفتہ بودند

از وطن دور شد امید علیؑ | نوجوان مرد و قیامت گردید

سال تاریخ چنین گفت قبول
بسفر راہِ جنت گردید

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخِ ولادتِ فرزند سلمہ اللہ سبحانہ یکی از شفیقان مسمّٰی بسیّد سرفراز علی صاحب

فرزند عطا کرد بتو خالقِ یکتا | واللہ کہ شد باعثِ خشنودیِ احباب

تاریخ بصد سرعت و تعجیل نوشتم

برآمده از برج حمل مهر جهانتاب

سنه ۱۲۵۰ هجری

تاریخ بنای سبیل قادر علی خانصاحب حسب فرمایش

حبذا قادر علیخان ذی کرم | هست کو صاحب حشم عالی همم
هست مطلوبش همیشه روی خیر | خیر سویش هست هست او سوی خیر
در نماز و روزه بی مثل و نظیر | تابع فرمان داور قدیر
یاد میدار و فروع هم اصول | عاشق و شیدای سبطین رسول
چون حدیث این بکی را گوش کرد | تعزیه داری بجان و هوش کرد
وا نما در یاد شاه تشنگان | اشک کرد از چشم حق بینش روان
یک سبیل جان فزا تیار کرد | آب او نذر شه ابرار کرد
ای خوشا آن دم که شد در کربلا | تشنه کامان را به از آب بقا
آب و جام آب باشد در حساب | آب مانند ضیا جام آفتاب
نذر شاه کربلا چون شد سبیل | باغ جنت شد سبیلش سلسبیل

شد دلِ مارا چو سیرابی حصول | فکرِ تاریخش بدل کردم قبول

دل چو با این انرِ خیر آهنگ بست
گفت گویا سلسبیلِ ثانیست

سنہ ۱۲۵۰ ہجری

تاریخِ بنای سبیلِ خانِ موصوف دیگر ولہٗ

جنابِ خانِ معلّی مقام صاحبِ جود | بلطف و ہمّت و اخلاق بی عدیل آمد
سبیل و باغ بناکرد چون براہِ خدا | بدست بہرِ نجاتش عجب سبیل آمد

چہ خوب مصرعِ تاریخ آن قبول نوشت
برای تشنہ لبی آبِ سلسبیل آمد

۱۲۵۰ھ

تاریخِ فوتِ نوّاب قدسیہ بانو بیگم صاحبہ مرحومہ

حضرتِ قدسیہ بانو بیگمِ عالی صفات | حیف از دارِ فنا سوئی جنان ناگاہ رفت
تیرہ و تار از زمین تا چرخ شد در ماتمش | گوئیا زیرِ زمین از اوجِ گردون ماہ رفت

سالِ تاریخِ وفاتش زد رقم کلکِ قبول

حیف بلقیسی زپہلوئی سلیمان جاہ رفت

سنہ ۱۲۵۰ ہجری

ایضاً

دریغا حضرتِ قدسیہ بانو	فلک شان و فلک قدر و ملک خو
ز نزدیکانِ درگاہِ خدا بود	زخود بیگانہ باحق آشنا بود
بہ ہمت زینتِ نسوانِ عالم	بعصمت پاک دامن ہمچو مریم
بہ سدرہ طائرِ جان آشیان یافت	ز دنیا رفت و در جنت مکان یافت

پئی تاریخ رضوان این صدا زد

الٰہا داخلِ فردوس گردد

سنہ ۱۲۵۰ ہجری

تاریخِ فوتِ فرزندِ نواب قدسیہ محل صاحبہ کہ بکربلا دفن شدہ

فرزندِ قدسیہ محل یافت چو فات — محزون و حزین شدند ازین غم کہ و مہ

سالش ہم معنوی و صوریست قبول

بست و نہم محرم و یکشنبہ

۱۲۵۰ سنہ ہجری

تاریخ خواص بادشاہ بیگم صاحبہ حسب فرمایش محب والی سید نجف علی صاحب

یکی از خواص خاص حضور	بود چون آفتاب مایۂ نور
خدمت او روز و شب نمود بدل	خیر خواہ حضور بود بدل
دائما خلق و عصمتش افزود	گوئیا خاک او ز جنت بود
حیف در باغ دہر کرد قرار	ہمچو گل چند روز در گلزار
تخلبند جنان نمودش یاد	روح بی صبر شد چو باد مراد
جانش از قید تن رہا گردید	مسکن جسم کربلا گردید
فکر تاریخ چون قبول نمود	دل او ہم ز درد گشت ملول

ناگہان از سروش غیب شنید
بجنان او چو گل شگفتہ رسید

۱۲۵۱ سنہ ہجری

تاریخِ رحلت میر محمد قاسم صاحب برادر جناب مولوی میر محمد صاحب مدظلہ

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَخافُ بِکَ فَارْحَمْنا

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخِ شکستنِ دندانِ فیض خاں صاحب

فیض خانست ز احبابِ قبول — لاحق او را چو کہن سالی شد

رفت دندانش و تاریخش او

گفت دُرجِ دہنم خالی شد

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخِ وفاتِ میر نوروز علی صاحب

میر نوروز علی رفت سوئے گلشنِ خلد — زین الم جملہ احبابش کشیدند تعب

صوری و معنوی از کلکِ برآمد تاریخ

آہ بد یومِ دوشنبہ سومِ شہرِ رجب

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخ چاه کلان پخته صاحب جان بی بی از طوائف نامی و باند حسب فرمایش جناب میرزا تقی صاحب

چو صاحب جان چاهی ساخت بهر فیض عالم
برایش کوثر و تسنیم در جنت مهیا شد

سمندر شور تحسین کرد بهر دریا دلی او
صدائی مرحبا برهمت از لبهای دریا شد

به بحر فکر چون غواص شد طبع روان من
خضر فرمود آب چشمهٔ شیرین هویدا شد

سنه ۱۲۸۵ هجری

تاریخ وفات حکیم آقا علی صاحب

طبیب حاذق آقا علی عالی قدر
هزار حیف قبائی حیات را بدرید

پی شفای مریضان مسیح دوران بود
بفن حکمت و طب رشک بو علی گردید

نظیر او چو فلاطون بربع مسکون نیست
چنان علوم نه در خواب هم ارسطو دید

چو رفت او ز جهان بود آن مه رمضان
بحکم حق بسوی رضوان بسمت خویش کشید

گذشت چون ز جهان سال فوت گفت قبول
برای سیر جنان در مه صیام رسید

۱۲۸۵

تاریخ خلعت توپخانہ بجناب مرزا علی محمد خانصاحب سلمہ

بشاش اندنون مین ہوئی ہی تمام خلق
بیشک یہہ وزرین شرفا کی امنگ کی

اللہ لی کیا تجہی سردار خلق کا
شمشیر ظلم گہس گئی مانند زنگ کی

تیرا وہ عدل ہی کہ ہو کیسا ہی گرسنہ
پیچہی نہ دوڑی شیر کبہی شاط لنگ کی

کیا منہہ مرا جو تیری شجاعت بیان کرون
رستم بہی ایک زال ہی ہنگام جنگ کی

دریا پہ عکس تیغ برہنہ اگر پڑی
شمشیر موج کاٹ دی دندان نہنگ کی

اعدا کا تیری منہہ ہو کبہی زرد گہہ سفید
آگی تری اُن ہون نشان رنگ رنگ کی

میر آتشی کو تجہسی ہوا اندنون فروغ
جل جل کی مدعی ہوئی مانا پتنگ کی

تاریخ کا یہہ مصرع برجستہ ہو قبول
بن جائین سب حسود نشانہ تفنگ کے

سنہ ۱۲۵۲ ہجری

تاریخ ملاقات شدن با امیری حسب الطلب

ای فلک رفعت و ملک سیرت
بہر ہر کس در تو مسکن باد

از دعای لب صغیر و کبیر	بهر حفظ حضور جوشن باد
هر که خالی بود ز مهر و ثنات	دهنش زخم و سینه روزن باد
دشمنت خوار در جهان گردد	چمن عمر صرف بهمن باد
هر کمینه که در کمین تو هست	نفسش بهر روح رهزن باد
آنکه گرد سرش نمی گردد	گوی سر زینت فلاخن باد
دایما از نگاه فیض اثر	دشت پرخار رشک گلشن باد
لعل و گوهر دهی بمحتاجان	آستان تو رشک معدن باد
آستان بوس شد قبول حزین	کاشش همواره زیب دامن باد

بهر نذر حضور گفت قبول

مصرع اقبال عمر روشن باد

سنه ۱۲۵۲ هجری

تاریخ بنای امام باره حسین آباد که حسب الحکم حضرت فردوس منزل تیار گردید

باغ سلطان بهشت در عالم	هر کی باغبان چه رضوان است

سوی کس نرگسش نبینی نگرد — همچو مریم چه پاک دامانست

این زمین چمن ز جوشش صفا — همچو آئینه محو حیرانست

کف خاک چمن ز عکس گلش — رشک دست نگار جانانست

لب حوضش به فیض نکته تر — منقبت خوان شاه ذیشانست

چاه او منبع حیات جهان — آب او رشک آب حیوانست

شد بنا مشهد امام درو — در شهیدان هر آنکه سلطانست

رشک تعمیر روضهٔ رضوان — محل سید قتیلانست

چه نویسم بلندی اوجش — کرسیش رشک عرش یزدانست

ای خوشا رتبه در و دیوار — خشت مرآت اهل ایمانست

هست تاثیر ماتم شه دین — صورت آه سرو بستانست

همه تن باغ ناله و در دست — بر لب غنچه آه و افغانست

یاد گیسوی شاه میدارد — سنبلش ابتر و پریشانست

سال تاریخ این بنای بلند — بر زبان همچو در غلطانست

بنویس ای قبول مصرع صاف
شهد سید شهید است

تاریخ تفسیر کلام الله که جناب شریا جاه مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله برای تفهیم خلق خلد طبع کنانیده اند

ای والی عهد وی فلک جاه
خاک در تست به ز اکسیر

هر ذره خاک درگه تو
از مهر رخ تو یافت تنویر

شغل تو همیشه علم حق باد
در علم جوان شوی به سن پیر

تفسیر و حدیث داری از بر
در سینه ولای آل تطهیر

دادی تو رواج دین اسلام
گه با فرقان و گه به شمشیر

چون هست عبارتش باردو
خوش بهر هدایت است تدبیر

هر حرف بکرسی نشسته
هر سطر به باب عرش زنجیر

تفسیر ز حکم شد چو مطبوع
هر نقطه دل لمو تسخیر

چون بهر جهان مفید عقبا است
تاریخ عجیب گشت تحریر

بنویس قبول سال طبعش

	مطبوعِ جہان شدہ چہ تفسیر	۱۲۵۸

تاریخ سالِ ازدواجِ خود بخانۂ صاحبِ معتقدرتِ عالی خاندان در ایامِ مساعدتِ زمانہ

	از توکلتُ علی الحیّ القیوم	۱۲۵۸

تاریخِ کدخدائی شاہزادہ مرزا ولیعہد بہادر طال اللہ عمرہ

بادا بلند بارگہت ای ابو ظفر	آید برای کسبِ شرف بر درِ آفتاب
تا ہر سحر نثار شود ہمچو طائران	سیدارد از خطوطِ شعاعی پرِ آفتاب
شاہا بہ ہر زمین کہ فتد نقشِ پای تو	بینند جملہ اہلِ جہان یکسر آفتاب
آورد چون بپای مبارک سرِ نیاز	در لشکرِ نجوم شدہ سرورِ آفتاب
آموخت از تو سلسلۂ بندوبستِ خلق	زیرِ نگین نمود ہمہ کشورِ آفتاب
بالفرض اگر عدوی تو بر چرخ ہم رود	سیدارد از خطوط بکف خنجرِ آفتاب
نازم بنورِ روی تو ای بو ظفر کہ ہست	از عکسِ پاکِ صافِ تو ہر جا کر آفتاب
چون جشنِ کدخدائیِ فرزندِ تو بدید	شادی نمود بر فلکِ اخضر آفتاب
آوازِ نوبتِ تو بگوشِ فلک رسید	زد طعن طبلِ شادیِ لعلت بر آفتاب

نوشاه را ببین که چه نورِ مجسم است
کن شکرِ حق بگیر شها در بر آفتاب

آمد شها چو شربتِ شادی به پیش تو
از عکسِ نورِ روی تو شد ساغر آفتاب

از محفلِ ملائکه تحسین شنید او
بکشاد از ثنای تو چون دفتر آفتاب

شد امتزاجِ نور بنورای فلک شکوه
گشته عروسِ مشتری و دلبر آفتاب

دارد خدا بحفظِ خود این هر دو نور را
شد مشتری نثار و ثنا گستر آفتاب

چون ساختم رقم بکنم سالِ ازدواج
از جوشِ حسن حرف شده یکسر آفتاب

تاریخِ جشن هست ازین مصرعِ قبول
یک ماهتاب آمده و دیگر آفتاب

۱۳۵۳

تاریخِ وفاتِ سالکِ مسالکِ صدق و صفا قطبِ فلکِ عرفان و اهتدا بحرِ مواجِ تقدس و تقوی بندهٔ خاکسار قیوم الدین المغفور مرحوم جناب محمد نصراحسن جعل الله مسکنه فی الجنة ابدا

پدرم زیرِ فلک تنها کرد
چون بسوزم که عجب ظل رفته

رفت در باغ جنان روحِ لطیف
جسمِ خاکی طرفِ گل رفته

عابد و زاهد و عالم عامل
سوی حق راغب و مائل رفته

جسم و جان ہر دو بہ ہجرش بیتاب | قوّت از تن خوشے از دل رفتہ

سالِ این درد و الم گفت قبول
زین جہان عارفِ کامل رفتہ

سنہ ۱۲۵۳ ہجری

تاریخِ تولّدِ شاہزادۂ والاتبار

تو سلامت رہی ای صاحبِ عالم تا حشر | عیدِ مولود ہی بندہ ترا خوشحال آیا
اپنی مہتاب کا مہتاب مبارک تجھکو | نجمِ برجِ شرف و نیّرِ اقبال آیا
ای خوشا وقت ہو اجب ہہ تابان یہہ طلوع | دن ہمایون ہی مبارک یہہ و سال آیا
ماہ کا ماہ مبارک تجھی ای مہرِ کرم | تیری گوہر سی تری ہاتھہ عجب لال آیا
دی خداوندِ جہان عمرِ طبیعی اسکو | اکثر اپنی یہہ زبان پر سخنِ فال آیا
رات بہر رقص میں زہرہ ہی اس شادی سی | صبح کو دف لیی خورشید ہی فی الحال آیا
یعنی اس مہر کی جلوی کی جو تاریخ کہی | آبرو پائی مری ہاتھہ زر و مال آیا

نذر لایا ہی عجب نور کی تاریخ قبول

آفتاب ای فلک عزت و اقبال آیا

۱۲۵۴ سنہ ہجری

تاریخ وفات مغفرت مآب اکمل البلغا افصح الزمان مولانا و استاذنا جناب شیخ ناسخ صاحب اسکنہ اللہ فی الجنان

نالیم از جور اے فلک — سوز د ترا فریادِ ما

ناسخ کہ بود اکمل بہ فن — استادِ با ارشادِ ما

رفت او تہِ خاک آہ آہ — خون شد دلِ ناشادِ ما

پرسقم و عیب افسوس ماند — اشعار سنِ بنیادِ ما

تاریخ گفتم اے قبول

رفت از جہان استادِ ما

۱۲۵۴ سنہ ہجری

تاریخ ختنہ شاہزادہ طال اللہ عمرہٗ

ہے یہہ روزِ ولادتِ زہرا — سبکو یہہ روز روزِ عید ہوا

آج جو رسم ہی مبارک ہی — خلق پر لطفِ حق مزید ہوا

خوش

خوشی محمد رضا علی خان ہو	تیر انجمنِ جگر رشید ہوا
ہو مبارک سرور سنت کا	عیش آیا الم بعید ہوا

لکھہ قبول اب یہہ مصرعِ تاریخ

واہ کیا ختنہ سعید ہوا

۱۲۵۱

تاریخ تولد شاہزادہ طال اللہ عمرہ

ای صاحبِ عالم و سپہرِ اقبال	ہی آج جہان مین سبھون کو فرحت
مسرور ہی خلق عید کا ہی سامان	پیدا جو ہوا ہی یہہ ہمایون طلعت
تیری خورشید کا ہی یہہ بدرِ منیر	دونون کی سوا ہو روز شان و شوکت
سائی مین تری بڑہی یہہ خورشید لقا	اللہ بڑہاے اور جاہ و حشمت

کیا خوب قبول نے یہہ تاریخ کہی

طالع ہے آفتابِ برجِ دولت

سنہ ۱۲۵۴ ہجری

تاریخِ عنایتِ اوشش از پیشگاہِ مرزا ولیعہد دام اقبالہا

شہا مجھکو رزّاقِ کُل کے قسم	نکھوار پر لطفِ حضرت ہوا
دیا سب طرح رزق تو نے مجھے	بس اب سیر ہر ایک صورت ہوا
مرا شاہ تہا اب یہہ نعمت جو دی	مرا تو خداوندِ نعمت ہوا
اُلش خوار شیرین زبان ہو گیا	کہ یہہ خوانِ خوانِ فصاحت ہوا
عنایت ہوئین نعمتین جو لطیف	کلام اب مرا پُر لطافت ہوا
ہوا یہہ نکھوار جس وقت سیر	دعاگو خدا سے بمنّت ہوا
خیال آیا لطفِ عنایت کا جب	وہین غرقِ دریائی فکرت ہوا
کہ ناگاہ دہیان آیا تاریخ کا	اُلش تیرا حامیِٔ ہمّت ہوا

غرض بہرِ تاریخ فوراً قبول

پکارا یہہ خاصہ عنایت ہوا

سنہ ۱۲۵۴ ہجری

تاریخ عقد شاہزادہ و شاہزادی جہاں بابا مرزا ولیعہد بہادر دام ملکہ در کشب

سرورِ عیش ترا باد صاحبِ عالم	نصیب بخت دلان باد راحت و آرام

ملند

بلند مرتبه هر یک بسایهٔ تو شود | همای اوج سعادت همیشه باد بدام

شوند روشن ازین عقد هر دو چشم حضور | عدو که هست شود کور و هم شود ناکام

دو عقد نیک دو فرزند خود چو فرمودی | ممد خدا و رسول خدا بوند دوام

قبول نذر تو تاریخ نور آورده

دو چشم روشن بادا ازین دو عقد مدام

سنه ۱۲۵۴ هجری

تاریخ عقد اسد الله و مرزا جواد علی بهادر دام اقباله

ہوا جو عقد اسد اللہ دولہ شاہزادی کا | قبول دینی لگا اوسکو صدق دل سی دعا

یہہ شیر صاحب عالم کی سایی مین ہی شاد | سرور و عیش و خوشی مین بسر ہو صبح و مسا

یہہ بزم عیش نہ کیونکر ہو نور سی معمور | کہ اسکا چہرہ ہی خورشید اور کرن سہرا

یہہ دونون دولہہ دولہن تا بحشر شاد رہین | نبی کا فضل رہی اور مدام حفظ خدا

ہوئی قبول کو تاریخ عقد کی جو ین فکر

سروش غیب پکارا خجستہ عقد ہوا

۱۲۵۴

تاریخ زاد المعاد که جناب بیگم صاحبه وقف فرمودند

فخر النسا که صاحب توقیر و عزت است	خالق باو مدارج والا عطا نمود
هست این جناب چون محل خاص بو ظفر	اکثر بکار خیر باو اتحاد نمود
تفسیر و مصحف او بره حق چو وقف کرد	اینهم بوقف پیروی شاه ما نمود
هر کس کشاد و صفحهٔ زاد المعاد دید	گویا که باب گلشن فردوس وا نمود

تاریخ او قبول بدین وضع زد رقم

زاد المعاد وقف ره خدا نمود

سنه ۱۲۵۵ هجری

تاریخ عنایت تاج از پیشگاه محمد علی شاه بادشاه بولیعهد ثریا جاه بهادر

ولیعهد دوران سلامت	نصیب عدو ہو تباہی
مری شاه کا حکم نافذ	رہے ماه سی تا بماہی
مع آل و اولاد اسکے	بڑھے عمر و دولت اسکی
وه بهجوایا ہے تاج شہ نے	ضیا مہر نے جس سی چاہی

قبول اسکی تاریخ یہہ ہے
مبارک ہو دستارِ شاہے

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخ ایضاً عنایتِ تاج

صاحبِ عالم ترا وہ نور ہے
جسکی آگی ہے مکدر آفتاب

صدقی ہوتا ہے تری تصویر پر
رات بھر مہتاب دن بھر آفتاب

جبھی تیری خاک در پہ سر گھسا
خیل انجم مین ہی سرور آفتاب

حکمِ نافذ سی تری زیرِ نگین
کیون نہ رکھی ہفت کشور آفتاب

تاج وہ بھیجا ہی شاہنشاہ سے
ہو گیا قربان جسپر آفتاب

نور سی اس تاج کے مہتاب ہو
آئی جب اِسکے برابر آفتاب

اخترِ اقبال چمکا دی مرا
کرسنے مجھے اِی ذرہ پرور آفتاب

تاجِ انور کی جو مینی مدح کے
ہو گئی مضمون سراسر آفتاب

لکھون وہ تاریخ جسکی نور سے
ماہ روشن ہو منور آفتاب

دیکھے نور اعلیٰ نور اے قبول

گویا مہ تاج ہے سر آفتاب

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخ عطای خلعت بمرزا ولی عہد شریا جاہ بہادر دام اقبالہ از پیشگاہ بادشاہ جم جاہ محمد بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ

بشاش تو ہو صاحب عالم فلک شکوہ
یہہ ماہ عید تجھکو مبارک ہو میری شاہ
جاہ و جلال تیرا کبھی کم نہو شہا
اس چاند مین حصول ہون سب مطلب دلی
تیری محب کا مرتبہ گردون سی ہو بلند
تریاق کیسا ہاتھہ سی گر تو عطا کری
پہناوہ تو لی نور کا خلعت کہ بہر تخت
خواہش اگر ہو یہان کی خلعت کیواسطی
گردون سی ٹکنی آئین ستاری ابہی اگر

ہر شب شب برات ہو ہر روز عید ہو
ہو عید سی زیادہ جو ماہ جدید ہو
اقبال و عمر و شوکت و حشمت مزید ہو
ہر عقدہ کی لیی یہہ مہ نو کلید ہو
ایسا عدو ہو پست کہ قارون مرید ہو
تو زہر مار گزیدہ مفید ہو
پہونچی یہان تو سوزن عیسی کو عید ہو
تو اطلس سپہر کی قطع و برید ہو
چمکی کی بہر خلعت شاہی خرید ہو

حافظ

حافظ رہین نبیؐ و علیؑ فاطمہ حسنؑ | ناصر ہر ایک امر مین شاہِ شہید ہو

پہنا ہی جسمِ پاک مین خلعت جو عید کا
تاریخ اسکی یہہ ہی کہ خلعت سعید ہو

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخ زیب فرمودن خلعتِ فاخرہ ثریا جاہ بہادر بروز جشن دام تقاؤہ

ای ولیعہد و صاحبِ عالم | تو مرا شاہ پاک طینت ہی
نہ مروت کسی مین ہی ایسی | نہ یہہ ہمت نہ یہہ حمیت ہی
آستان بوس جو ہوا ہی ترا | خود قدم بوس اوسکی دولت ہی
تیرا انداح جب سی ہی یہہ قبول | چشمِ مردم مین اسکی عزت ہی
کی ثناگستری تری مینے | اسلیے اب جہان مین شہرت ہی
تو نے پہنا جو جشن کا خلعت | تیری اوپر نزولِ رحمت ہی
جامہ زیبی ہو کیون نہ تجہپر ختم | کسکی ایسی جہان مین شوکت ہی
نور خلعت کو مل گیا تجہسے | جسم سی خود اسی کی زینت ہی

ہی یہہ تاریخ خلعتِ تنِ شاہ
آپ یہہ جسم زیبِ خلعت ہی

سنہ ہجری ۱۲۵۵

تاریخِ بنای سرور منزل

سرورِ عیش ہی تجھکو ای سپہر شکوہ
بنا ہی قصرِ ولیعہد یہہ عدیم المثل
ہی ایک ظاہر باطن دلِ ملک کیطرح
برای نقش و نگار آی جب مصورِ چین

کوئی ملال نہ داخل ہو خانۂ دل مین
کوئی محل نظر آتا نہین مقابل مین
جو نور قصر کی خارج مین ہی وہ داخل مین
خطوطِ مہر بنی ہو قلم انامل مین

کہی یہہ قصر کی تاریخ دیکھکر سبھی خوش
سرور اب یہہ سوا ہو سرور منزل مین

سنہ ہجری ۱۲۵۵

تاریخِ سائبانِ قصری کہ بحکمِ امجد علی شاہ تیار شدہ

کرد تعمیر ولیعہد چہ قصر
قاصر از رفعتِ آن ادراکست

حامی قصر شده باب علوم	حافظ شاه شه تولاکست
سایبانش چه رفیعست و بلند	که ز شکش دل گردون چاکست
گفت معمار خرد تاریخش	که ز تعقید و تنافر پاکست

چون و تعقید دران داخل هست

همشکوه فلک الافلاکست

سنه ۱۲۵۵ هجری

تاریخ تولد شاهزاده طال الله عمره

شاها ز گل تو غنچه پیدا گردید	از مهر خدا ز مهر تو ماه دمید

چون گل بشگفتم و نوشتم تاریخ

این غنچه باوج از گل جاه دمید

۱۲۵۹

تاریخ بنای برج خاص مکان

عمرت دراز باد بعیش و طرب شها	بی شبه این دعای قبولست مستجاب
برج نوی بخاص مکان چون بنا شده	مداح این خجسته بنا گشته شیخ و شاب

الماس خوردہ است زمرد زسبز پش
ہم سبزۂ بہشت برین را شدہ حجاب

جستم ز پیر عقل چو سال بنائی آن
پیر خرد ز فرط طرب داد این جواب

شاہ تو آفتاب بنورست ای قبول
تاریخ نذر کن کہ بود آن ہم انتخاب

سر خم چو شد بزانوی فکر و تامّلی
الہام شد ز ملہم غیبی شہا شتاب

فوراً چہ خوب مصرع روشن برآمدہ
آباد باد از قدست برج آفتاب

۱۲۵۶ سنہ ہجری

تاریخ ولادت مرشد زادہ کہ در خانۂ شاہزادہ بروز و ساعت شرف آفتاب تولد شدند

فضل خدائی کریم ہی یہہ و لیعہد پر
عیش خوشی کی ملازم رہتی ہین مفتوح باب

ماہ جو روشن ہوا ہی تری خورشید کا
دن ہی یہہ تقویم مین سعد روئی حساب

ہی شرف آفتاب اسکی ولادت کی دن
عید یہہ گھری ہوئی شاد ہوئی شیخ و شاب

اسکی مطابق قبول فکر جو مجہکو ہوئی
مصرع تاریخ یہہ کہا تہہ لگا لاجواب

بسال ولادت قبول کر رقم اس وضع سی

ماه چو طالع هوای شرف آفتاب

سنه ۱۲۵۶ هجری

تاریخ رحلت منشی غلام مرتضیٰ مرحوم که در روضه خوانی بی‌مثل بود

سینه منشی بی‌مثل را | چون بجنان موت برد
خون جگر لخت دل | در الم‌ش خلق خورد
آه چو او روضه خوان | روح برضوان سپرد
سینه زنان نوحه خوان | بد چه بزرگ و چه خرد

سال بگو ای قبول

بلبل خوش لهجه مرد

سنه ۱۲۵۷ هجری

تاریخ بنای بنگله لاجواب وسط حضرت باغ حسب الحکم ثریا جاه نواب ولیعهد بهادر دام ملکه

ای ولیعهد عادل دوران | شد ز عدل تو راه دین روشن
آسمان روشن است از خورشید | شد ز مهر رخت زمین روشن

چون بنا شد ز حکم او بنگله — گشت ازین چرخ چارمین روشن

برگ برگ چمن ید بیضاست — باغ از بنگله شد چنین روشن

نور بالائے نور مے بینم — که مکان روشن و مکین روشن

دیده از دور چون قبول آنرا — پر ضیاء دل شد و جبین روشن

این دعائیه گفته شد تاریخ

صحن گلشن مدام ازین روشن

سنه ۱۲۵۷ هجری

ایضاً تاریخ بنگله موصوف

ای شاه خدا ترا سلامت دارد — حشمت چو سکندر شود و عمر چو نوح

این بنگله بوسط باغ کردی چو بنا — مملو از حسن هست و خالی ز قبوح

تاریخ بنائی اسعدش گفت قبول

در سینهٔ گلزار نمایان شد روح

سنه ۱۲۵۷ هجری

تاریخِ پلِ آہنے

ہی جو دریای کرم امجد علی عالم پناہ	شاہ جزو و کُل کا جسکو خالقِ کُل نی کیا
چشمِ گردون نی نہ دیکھی ہو گی پانی پر سڑک	رستہ جاری فیضِ شاہِ باتجمّل سے کیا
سخت مشکل تھا ہوا پر جسرِ آہن کا قیام	محکم استقلال شاہِ باتحمّل نی کیا
بن سکا تھا کب کسیکی عہد مین پل آہنی	بارہا قصد اہلِ عقل اہلِ تامّل نی کیا

یہہ کہی تاریخ جسدن بن چکا پُل ای قبول

رستہ کیا دریا کا موم آج آہنی پُل نی کیا

تاریخِ خلعتِ وزارت جناب وزیر الممالک حضورِ عالم نواب امین الدولہ سید علی نقی خان بہادر دام اقبالہ

شکرِ خالق ہی کہ اوسنی رحم عالم پر کیا	ہمکو آنکھون سی دکھایا مرتبا نوّاب کا
حیدرِ کرّار کا دل سی محب اسکا ہی	حامی و ناصر ہوا شیرِ خدا نوّاب کا

اسکی ہینی لکھی یہہ تاریخ فوراً ای قبول

نائبِ خیر الورا حامی ہوا نوّاب کا

تاریخِ وفاتِ جناب خواجہ حیدر علی صاحب مغفور آتش تخلص

خواجہ آتش کا ل اشعار پر سوز و گداز | اُٹھہ گیا دنیا سی اب ویسا کہان دنیا مین ہی
ایسا شاعر تہا کہ بزم شاعری ہی جس جگہہ | ہر کوئی بدلی غزل کی نوحہ خوان دنیا مین ہی
شعر کہنی مین مین عشق کا سلطان تہا | نقد موزون صورت سکہ روان دنیا مین ہی
جب کلام اوسکا نظر آتا ہی گویا وہ ہی | وہ نہان ہی خاک مین وہ یان عیان دنیا مین ہی

دیکہکر دیوان یہہ تاریخ لکہدی ای قبول
اب فنا آتش نہین سوز زبان دنیا مین ہی

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

تاریخ جشن شادی حضرت سلطان عالم دام ملکہ با نواب اختر محل صاحبہ

عروس نو جو یہہ پہلو مین ہی شاہا | ضیاؤ نور کا تا چرخ شہرہ ہی

قبول اسکی یہی تاریخ لکہتا ہی
مبارک یہہ قران شمس و زہرہ ہی

سنہ ۱۲۶۷ ہجری

قطعہ تاریخ و تہنیت جشن شادی جرنیل صاحب بہادر طال اللہ عمرہ

یا الٰہی

یا الٰہی سبعہ سیارہ تا گردش اند
نور تو پر توفگن بر مشرق مہر مہ بواد

حکمران جرنیل بر فوج طرب باد امدام
لشکر شان و تجمل را سما ہمرہ بواد

تا صد و سی سال در ظل تو خالق ارش
عمر خضر از بہر این دلدار و نور مہ بواد

سال مسعودش رقم کردن ضرورست ای قبول
تا ازین جشن گرامی رتبہ خلق آگہ بواد

باد تاریخ دعائیہ بدرگاہت قبول
یا الٰہی شاہ فوج عیش این نوشہ بواد

سنہ ۱۲۶۷ ہجری

تاریخ تولد شہزادہ مرزا قمر قدر بہادر دام اقبالہ

بعشرتخانہ سلطان والا شان
ولادت یافت شہزادہ بلند اقبال

نوشتم صوری و ہم معنوی سالش
دو شنبہ بود و بست و یکم از شوال

سنہ ۱۲۶۹ ہجری

تاریخ تصنیف رسالہ شاہی مسمی بجلسہ اختر

آن سید شمس دین که تخلص فقیر داشت
کرده بعروض و قافیه و فارسی رقم
شاه بلند فکر پی نفع خاص و عام
حل معنئ رساله بطور یکه و شاه
اکنون نماند حاجت تحقیق از اوستاد
الفاظ کهنه اش مستبدل شده زنو

در شعر یادگار جلال اسیر را
تا فایده دهد شعرائی خبیر را
اردو نمود آن رقم دلپذیر را
کافی شده است جمله صغیر و کبیر را
هادی شد این رساله دل نکته گیر را
گردید رتبه ولی فقیر حقیر را

تاریخ طبع کرد قبول اینچنین رقم
ملبوس داده نوشته اقدس فقیر را

سنه ۱۲۶۹ هجری

ایضاً

ای زهی نور بحر علم شهی
فیض شد در جهان بخاص و بعام

هست مظهر مبین رساله شاه
هست این همچنین رساله شاه

سال اردو نمود هست قبول

لاعدلیست

لا عدیلست این رسالۀ شاه

سنه ۱۲۶۹ ہجری

تاریخ طبعِ مثنوی مسمّیٰ بہ دُرّۃ التّاج کہ تصنیفِ تدبیر الدّولہ بہادر است

للّٰہ الحمد مثنوی شد ختم	پُر بوصفِ خدایگانِ جہان
دُرّۃ التّاج نامِ مثنویست	صرفِ وصفش شدہ زبانِ جہان
شدہ در عشقِ شاہ اسیر اسیر	داد دل شاہ را بسانِ جہان
عشقِ خود نظم کرد از سلطان	آنکہ در اصل ہست جانِ جہان
خوش ادا خوش مزاج خوش گفتار	ہست جان بخش و دلستانِ جہان
خلق میگوید این شہنشہ را	اخترِ حُسن و آسمانِ جہان
بر زبانش زبانِ خلق نثار	بر دہانش فدا دہانِ جہان
سیرِ این مثنوی چو حاصل شد	مدح کردند نکتہ دانِ جہان

سالِ طبعش شنو ز طبعِ قبول

زیب و سرتاجِ عاشقانِ جہان

۱۲۶۹

تاریخ بنای تعزیہ داری بارہ دری سنگین المسمی بقصر العزا

بقیصر باغ در قصر العزا از نیت خالص | شروع امسال کرد شاہ ہندستان عزاداری

بسر و رچیدن اسباب ماتم کردہ روز و شب | بہ بین اینستا یدل بادل و باجان عزاداری

نیامد در نظر مانند این سنگین عزا خانہ | ندیدہ ہیچکس با چشم خود زینسان عزاداری

چو رونق داد از دل شاہ بہر این عزاخانہ | شدہ مقبول شاہنشاہ مظلومان عزاداری

دعائیہ قبول این مصرع تاریخ ہاتف گفت
کند تا یک صدی سال این سلطان عزاداری

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ آمدن باد تند با غبار غلیظ و سیاہ تر روز دوشنبہ ماہ شعبان

سیہ کاریوں سے جو آئی تھی آندھی | سو اس شہر سے وہ نکالی خدا نے

سنی صدق نیت کی باعث سے فورا | دعائے شہنشاہ عالی خدا نے

قبول اسکے تاریخ بھی یاد رکھنا
بلائے سیہ کیا ہی ٹالے خدا نے

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ

تاریخِ ولادتِ شاهزاده طال الله عمرهٗ نجل حضرت سلطان عالم خلد الله ملکهٗ

بشبستان سرورِ تو شها | روشن این شمع شبستان بادا

سالِ تاریخ ضیا بخشِ دلست
بجهان ماهِ درخشان بادا

۱۲ سنه هجری

تاریخِ فوت نمودنِ شاعر با نمود و نامی جناب خواجه وزیر صاحب وزیر رحمه الله

چو خواجه وزیر از جهان رفت | بگفتند اهلِ هنر وای
نشان از وی اکنون نمانده | بجز نظمِ خوش شعرِ تر وای

سه و سال را یاد دارید
به ذیقعده بوده سفر وای

۱۲ سنه هجری

ایضاً

زدین شعرِ و سخن بر اگذاشت خواجه وزیر | که در تمامی اهل سخن گرامی بود

فصیح بود اگرچه در استخوان هندی
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را

مگر بماند ز نظم رشک جامی بود
که یک بزمره شاگردیش نظامی بود
بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود

گذاشت او چو جهان را نوشت سال قبول
وزیر بادشه شاعران نامی بود

۱۲۷۰ سنه ہجری

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردیده
بود در شعر شاہ دیگر
رفت چون از جہان بسوئی جنان
دل ہر کس که ہست موزون تر

پیش شاہ شہید جاے وزیر
نیست ممکن کنم ثناے وزیر
نالہ کش خلق شد کہ ہای وزیر
پر شد از درد جان گزای وزیر

سال رحلت چنین نوشت قبول
بسخن شاہ بود واے وزیر

۱۲۷۰

تاریخِ جنگ نمودن وزیر مرزا تن تنها بدرگاہ با مجمعی کہ پانزدہ کس مسلح بودند و بکمال شجاعت کشتہ شد

چون زخمی شد وزیر مرزا | از دنیا این سعید شد ہای

کلکم سالش قبول بنوشت
این شیر جوان شہید شد ہای

[illegible]

ایضاً

بس ہیزدہ سال آہ افسوس | جوان تیر قضا را شد نشانہ

چو رفت از دہر سالش گفت ہاتف
جری ابنِ جری رفت از زمانہ

[illegible]

تاریخِ ولادتِ پسر سلّمہ سبحانہٗ میر محمّدی صاحب سپہر تخلّص

سپہرِ شاعری کے آج گھر میں | ہوا ٹکڑا اختر کا جلوہ آرا

قبول اسکی کہے تاریخ فوراً
سپہرِ نور کا چمکا ستارا

سنہ ۱۲۰ ہجری

تاریخ فوت منوّر و منیر میر صبا که دفعةً عجیب و غریب وارده عیش باغ از اسپ افتاده بوجه ضرب شدید در باغ جنان بجان آفرین سپرد

حیف در عالم ارواح شده میر وزیر	نوجوان بود گذشت از وطن دنیا زود
بود اسوار براسپی که صبا را بگذاشت	برد اورا ز سرای کهن دنیا زود
عیش در باغ جنان یافت چو افتاد از اسپ	شد نجات از غم و رنج و محن دنیا زود
بود او شاعر خوش فکر درین بزم جهان	حیف خالی شد ازو انجمن دنیا زود

دفعةً مرد چو او سال رقم کرد قبول

در جنان رفته صبای چمن دنیا زود

سنه ۱۲۷۱ هجری

تاریخ انتقال فقیر ساکن منه که خود را بضرب طپنچه هلاک نمود

شد گرفتار خون خویش فقیر	در دل پخته این چه خامی رفت

از صد هشت سال تاریخش

بجهنم فقیر نامی رفت

سنه ۱۲۷۱ هجری

قطعه

قطعهٔ تاریخ نذر عنایت گلوبند مبارک که مخاطب بجامهٔ حُسن است

جان عالم تو عزیزی بجهان چون مه مصر
ناخنت عقده هر بنده الله کشاد

رُخت آن آئینهٔ نور ازل هست شها
که برین دیده چو حیرت زدگان ما کشاد

شاهراه کرم و جود که بود آن مسدود
وسعت همت سلطان فلک جاه کشاد

از کرم کرد گلوبند عنایت به قبول
گره غنچهٔ دل رتبه دلخواه کشاد

سال تاریخ شگفته شده کردیم رقم
سینهٔ ما زگلوبند شهنشاه کشاد

۱۲۷۱ سنه هجری

تاریخ طبع دیوان تدبیر الدوله منشی مظفر علیخان صاحب بهادر جنگ اسیر تخلص

دیوان اسیر کامل فن شد طبع
از شعر متین متانت دیوانست

چون سیرش کرد گفت تاریخ قبول
مطبوع دل فصاحت دیوانست

۱۲۷۱ سنه هجری

تاریخ آغاز طبع دیوان در دوازدهم ماه ذیقعده ۱۲۷۱ سنہ ہجری از مصنف

اکنون شروع طبع غزلہا شد ای قبول ‖ دیوان مقام شعر و بہ شعرم مقام کذب

تاریخ در دعا ز خدا عرض کن قبول
یا حق بکن معاف گناہ کلام کذب ۱۲۷۱

مصرع تاریخ در صنعت حروف منقوطہ از مستدارک مخبون مقطوع مربع

زیب بخشش ۱۲۷۱

ایضاً قطعہ تاریخ در صنعت حروف مہملہ بہ ۱۲۷۱ سنہ مذکور

سر کلام کا مصرع سال اور لکھو ‖ کمال والو اگر اسکا سال ہو درکار

ملا وہ مادہ کامل کہ دل ہوا مسرور
کلام سحر حلال اور طلسم ارسطو کار ۱۲۷۱

تاریخ وفات میر مظفر حسین صاحب مغفور متخلص ضمیر

بجنان رفت ز آفاق ضمیر ‖ ہستم از وصف کمالش قاصر

سال تاریخ قبول اکنون گو

	آه افسوس حسینی ذاکر	۱۲۷۴
ذاکرِ عالی نسب والاحسب یعنی ضمیر	ایضاً	رفت حسب الحکمِ خالق چون ز عالم آه وای
	سالِ فوتش صوری و هم معنوی گفتم قبول شنبه و بست و سیم بود از محرّم آه وای	۱۲۷۴

تاریخ طبع مثنوی مسمّیٰ ذکر المعصومین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

بخشش کو وافی ای قبول اپنی لیی		ہی چار ده معصوم کی یہہ مثنوی
دلوائیگی ہر بیت گھر فردوس مین		روزِ جزا کام آئیگی یہہ مثنوی
بی مثل ہی دیندار و مؤمن کی لیی		اوّل سی آخر تک سبھی یہہ مثنوی
لازم ہی سالِ طبع بہی مطبوع ہو		تاریخ کی ہی مقتضی یہہ مثنوی

یہہ فکر تہی ناگہ صدا ہاتف نی دے بی مثل اب کیا ہی چہپی یہہ مثنوی	۱۲۷۴

قطعۂ تاریخِ وفات زکیّ الدولہ بہادر داروغۂ اخبار

رفتہ زجہان زکیِّ دولہ بجنان		او لادش چون فغان ندارد ای آه

هر یک از دوستان که مانوسش بود
اختیار ملک بود در قبضهٔ او
باغ و املاک داشت لیکن حالا

درویش در دل جهان ندارد وای آه
حالا در ملک جان ندارد وای آه
جز گور دگر مکان ندارد وای آه

سال فوتش رسان بعالم تو قبول
اکنون خبر از جهان ندارد وای آه

سنه ۱۳۰۲ هجری

تاریخ اختتام دیوان از مصنف

طبع شد دیوان چون ای قبول
چون بفن شاعری ناقص تریم
این غزلها را که موزون کرده ایم
حضرت سلطان بطبعش حکم داد
چون بصد تعجیل قطعاً حکم شد
جمله نظم بعینه طبع شد

بهر تاریخش بدل آمد خیال
بشنوید ای کاملان خوش مقال
طبع را از شهرتش بود انفعال
شد مگر تاخیر ازین ناقص کمال
عذر را باقی نماند آنکه مجال
رطب یابس ماند در دیوان بحال

نقص

نقص گیسو یک طرف نسیانِ ما | سهوِ کاتب نیز باشد لامحال
الغرض تحریفِ لفظ از اصلِ خویش | عاقل از معنی کند فوراً خیال

لاجرم تاریخ طبعش گفته ایم
نقص و سهوِ ما ببین ای ذی کمال

سنه ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

ای آنکه بآبیاریِ افضالت | خاری ز غیرت دهِ حدائق نشود
سویش بوزد اگر نسیمِ لطفت | هر برگِ شجر رشکِ شقائق نشود
این خار و خسی چند که جمعش کردم | گلدستهٔ بزمِ فکرِ شائق نشود
گر لطف کنی حسنِ قبولش یارب | مقبولِ سخنورانِ فائق نشود
از چشمِ بدِ عیب پژوهان محفوظ | این نسخهٔ صاف و نظمِ رائق نشود
هر صفحه اش از جوشِ صفائی مضمون | آئینهٔ اسرارِ حقائق نشود

گردید چو طبع گفت تاریخ قبول

مطبوع مطابع خلائق بشود

سنه ۱۲۷۲ هجری

ایضاً متضمن مدح و شکریّهٔ بادشاه خلّد اللّه ملکه و سلطنته

الحمد للّه الّذی ربّ الورای ‏ — کز کن عیان کونین آن داور نمود

مبعوث بر ما انبیا کرد از کرم ‏ — راهِ نجات از حشر واضح تر نمود

پیدا خواقین کرد بهر انتظام ‏ — در ملکِ آنها ملک و مال و زر نمود

تخصیص شد در عدل بهر شاهِ ما ‏ — کز کرده سدِّ بابِ کید و شر نمود

واجد علی سلطانِ عالم جانِ خلق ‏ — کو را خدای ما هنر پرور نمود

ما را باوج و رتبه تا حدّی رساند ‏ — کز ما حسد این گنبدِ اخضر نمود

در باغِ عالم از نسیمِ آبرو ‏ — بودیم خس این شه گلِ احمر نمود

از سایهٔ پر نور خود ظلِّ خدا ‏ — این ذرّه را از مهر روشن تر نمود

از وسعتِ تسلیمِ فیضِ آثارِ خود ‏ — این نقطه را مبسوط از دفتر نمود

اکنون برای شهرهٔ ما ای قبول ‏ — تاکید بهر طبعِ دیوان سر نمود

چون طبع را از فیض بر کرسی نشاند | بخشید ور نام آوران اختر نمود
کی همچنین عزّت کسی را دست داد | چندانکه سلطان شهرت کشور نمود
از فضل خالق چون فراغت شد ز طبع | فی الفور فکر سال آن احقر نمود

تاریخ بهر آبرو هاتف بگفت
شاه جهان این قطره را گوهر نمود

۱۲۶۲

ایضاً

شهریارا ای که از افضال تو | عشرت خاطر بعالم عام شد
نوبهار فیض عالمگیر شاه | غازه آرای رخ ایّام شد
کیست در عهد تو کز اندوه دل | شکوه سنج بخت نافرجام شد
در جهان هر تلخکام زهر غم | از زلال عیش شیرین کام شد
بسکه در عهدت ز دل جوشد نشاط | دور ساغر گردش ایّام شد
تا تو سامان کار شرع دین شدی | خطّ باطل نقش خطّ جام شد
چشم مست عشوه خیزت هر که دید | جرعه خوار بادهٔ گلفام شد

آنکه شد آشفته زلف و رخت | فارغ از اندوه صبح و شام شد
خط سبز عارض رنگین تو | از برای مرغ جان گلدام شد
جان زار دردمندان ترا | از تو حاصل راحت و آرام شد
نامم از دیوان ز فیض دولتت | نقش روی صفحهٔ ایام شد
چون بسلطان المطابع طبع گشت | کامیاب از وی دل ناکام شد
رفت از عزت سرم براوج چرخ | افتخار من بخاص و عام شد
هر بن مویم زبان شکر شاه | از کمال ذوق بر اندام شد
سر بجیب فکر تاریخش چو گشت | ناگهان دل مورد الهام شد

بی تکلف گفت تاریخش قبول
در زمانه شهره گمنام شد

سنه ۱۲۷۲ هجری

ایضاً

بشر ہوں میں جو خطا دیکھنا کہیں مجھمیں | تو چاہیے کہ نکرنا عتاب ای ہمفن

خطا

خطا بزرگون نی حرفون کی عفو کی ہی مدام
جو باکمال ہین اونکا ہی داب ای ہمفن

برای سال ہین نذر اب دُرِ منقط کی حروف
نہ دیکہنا غلطی جز صواب ای ہمفن

از حروفِ منقوطہ ۱۲۷۲ ہجری حاصل میشوند

ایضاً ولہ از مصرع مادہ حروفِ نقطہ دار ۱۰ دور نمودہ از باقی حرفِ بی نقط ۱۲۷۲ ہجری

حاصل میشوند

جبتک رہین ارض و سما جشن و طرب رکہی خدا
دیوان یہہ چہپوا دیا فیاض سلطان ہی مرا

کرتا ہون اسکی سیر جب ہوتا ہی فرحت کا سبب
گلشن سی کیا مطلب ہی اب دیوان گلستان ہی مرا

گو جلد ہو زرین لیا پر فکر کی حد سی سوا
دل کا لہو سو کہا تو کیا اب یہہ دل و جان ہی مرا

دیکہین گی جب احباب سب گویا وہین دیکہا مجہی
معنی کی آب و تاب سی یہہ آب حیوان ہی مرا

تاریخ کا اب جز ہی فکر رسا سی زمزمہ ہی
ہو طرز نو یہہ زمزمہ ہی حامی یزدان ہی مرا

دیکہو جو اس تاریخ کو نقطون کی مرصد تک ہو
سن بی نقط میں دیکہو تو کار نمایان ہی مرا

یہہ فکر کب ہوگی تلف شہرہ رہیگا سب طرف

مضمون گہر مصرع صدف دریا یہ دیوان ہی ۱۲

در ہندی جمع مصرع ۱۲

ایضاً تاریخ در حروف بی نقط مشتمل تاریخ بالا

الطاف سی سلطان کی یہہ چند جزو دیوان کے
بلبل کو انکا ہی سبق قمری کا نعرہ ہی حق
ای بلبل دل پہول کر از گلبن تاریخ پر
نقطوں کا جن مین تخم تہا ہر حرف وہ بویا گیا

ہمسر بنی بستان کی ہمرنگ و ہمشان بہار
دیوان کا ہر ہر ورق فرمان سلطان بہار
پہولی جو مصرع کا شجر نزہت مین ہی جان بہار
یہہ سر مصرع کا اگا ہی سال سامان بہار

اب نظر اس سر پہ تاریخ دیکھہ ای ذی ہنر
معنی ثمر مصرع شجر جز ہاین گلستان بہار

جمع مصرع ۱۲

قطعہ ایضاً مشتمل دو مصرع تاریخ کہ ہر ہر مصرع دو تاریخ یکی ہجری یکی فصلی

در ہجری فصلی دو مصرع گفتم اول این

در معجمہ از مہملہ ضبطیست از سال ارنگار

در حروف منقوطہ این مصرع ۱۲۷۲ سنہ ہجری — در حروف غیر منقوطہ ۱۲۶۳ سنہ فصلی

این مصرع دیگر بگیر از ہاتف غیبی قبول

ہر بزبان را فیض وز دشت دہد پروردگار

در حروف منقوطہ این مصرع ۱۲۷۲ سنہ ہجری — در حروف غیر منقوطہ ۱۲۶۳ سنہ فصلی

ازینجاہی اختتام طبع دیوان ہیچمدان از احباب فیض جناب دام کمالہم

از جناب سید محمد صاحب متخلص بہ شایق

تا تمام گشت چو دیوانِ شاعرِ بے مثل | رسید شاہدِ آفاق در کنارِ حصول
نوشت مصرعِ تاریخِ طبعِ او شایق | قبولِ خاطرِ اہلِ جہان کلامِ قبول

تاریخِ شروعِ طبعِ دیوان از جناب فتح الدولہ بہادر سنہ ۱۲۷۳ ہجری

از عنایاتِ خداوندِ کریمِ کارساز | طبع شد دیوانِ مطبوعِ جنابِ خوش سیر
سالِ سعادتش در قسم روح الامینِ فکرِ برق | طبع شد دیوانِ رنگینِ فصیحِ نامور

۱۲۷۳

ایضاً قطعہ تاریخِ اختتامِ دیوان در صنعتِ حرفِ منقوطہ

از لطف و احسانِ خدائے جز و کل | مطبوع شد دیوانِ استادِ جہان
تاریخ گفتم در حروفِ با نقط | مقبول شد دیوانِ فخرِ فصحان

سنہ ۱۲۷۳ ہجری

تاریخ از جنابِ شیخ امداد علی صاحب متخلص بہ بحر

ہر صفحہ ز نظم تختۂ گلِ معقول | ز اشعارِ شگفتہ لطفِ گلزار حصول
از تخمِ نقطِ بحر گلِ سال دمید

مقبول چو باغ جملہ دیوان قبول

سنہ ۱۲۷۳ ہجری

تاریخ از جناب کرامت اللہ خانصاحب متخلص بہ فرخ

طبع گردید چو این نظم بلیغ و شیرین
تا بہم گشت خداداد کمالِ مقبول

فرخ از طبع برآورده چہ سالِ مطبوع
ہست مقبول سند سحر حلالِ مقبول

سنہ ۱۲۷۳ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب آفتاب الدولہ بہادر متخلص بہ قلق

جنابِ شاعرِ ذی جاہ میرزا مہدی
فصیح و قابل و استاد و ماہرِ کامل

نظیر آج نہین اونکا اس زمانی مین
ہین اوستادی کی اونکی سب اہلِ فن قائل

سخن شناس سخن سنج و نکتہ بین ہمہ دان
ہر ایک فن مین ہر اک قسم شعر مین کامل

کہون فصیح ترینِ جہان اگر اونکو
تو زیب دیتا ہی دعوی مرا نہین باطل

وہ آشنای روانی ہی طبع ڈہونڈہین اگر
ملی نہ اونکی یمِ فکر کا کبہی ساحل

عروج پر ہی طبیعت بہت بلند ہی فکر — سپہر اوجِ مضامین کی ہین مہِ کامل

وہ ایسی سحر بیان ہین اگر کلام اونکا — سُنین تو آکی ہون شاگردِ ساکنِ بابل

پڑہین جو اپنی یہ معجز بیان کبہی اشعار — تو جانِ رفتہ ہو مُردی کی جسم مین داخل

کلام اونکا وہ شوخ و متین و رنگین ہی — سُنی سی جسکی ہو دل کو شگفتگی حاصل

مشاعری مین نہ کسطرحسی غزل چمکی — ہر ایک مصرعِ روشن ہی مشعلِ محفل

جو حکمِ شاہ سی دیوان چہپ چکا اونکا — کمالِ طبع کو میری خوشی ہوئی حاصل

ہوا یہہ مجہسی ہی ارشادِ خانِ عالیشان — ترا ہی قطعۂ تاریخ اسمین ہو داخل

تو فکر سالِ قلق بانقط حروف مین کی — بہت ہی سہل تہا یہہ طرز کچہہ نہ تہا مشکل

رقم کیا یہہ اوسی وقت کلکِ رنگین نے

قبولِ خاطرِ عالم فصیح و فرحتِ دل

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

از جناب اصغر علیخان صاحب دہلوی متخلص بہ نسیم کہ دو تاریخ ازین اشعار بر آوردہ اند یکی از حروف منقوط صدر و ابتدا و دیگر از حروف عرض و ضرب منقوط بطریق توشیح بہم از الفاظ مادہ

باز تمنا بدلِ بیقرار | یاوری خامهٔ مضمون نگار
بهرهٔ فیضش بجهانی حصول | بحرِ سخا چشمهٔ احسان قبول
یک نظر افتاد چو بر حالِ زار | یاد نماند از غمِ لیل و نهار
بامِ فلک هیچ قدِ سر بپا | پست و رم رفعتِ فکرِ رسا
یافته گنجینهٔ ذهن و ذکا | یاوری طبع ز طبعِ رسا
خواهشِ تاریخ شده جلوه گر | یاس نموده ز دلِ من سفر

خواستم و مژده کلاهش بداد
باش ز غم من سخنِ اوستاد

۱۲۷۲ سنه هجری

ایضاً

قبولِ دو جهان مهدی علی خان | ز رشکش حاسدان در جوش فریاد
بدل از ناسخِ مرحوم فیضی | پس از استاد چون استاد استاد
عجب صاحب کمالی ماهرِ فن | حیا و خلق در ذاتش خدا داد

نظر کردم چو بر اشعارِ دیوان | زدل آهی بلب بر خاست فریاد

نسیم اکنون بسالِ طبعِ او گفت
بادوجی آفتاب فکرِ استاد
۱۲۷۲

قطعۂ تاریخ از شیخ اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف شاگردِ اصغر علیخان نسیم دہلوی

امیرِ باکرم مہدی علیخان | سخن از اوجِ فکرش یافت تزئین
زحکمِ بادشہ مطبوع گردید | کلامِ پاک باطرزِ خوش آئین

نوشتم مصرعِ تاریخ اشرف
عجب گنجینۂ حسنِ مضامین

۱۲۷۲ سنہ ہجری

ایضاً

قبولِ خاطرِ اہلِ زمن بیانِ قبول | چو طبع گشت بآئین و طرزِ سنجیدہ

نوشت خامۂ اشرف برای تاریخش
کلامِ نادرِ طبعِ سخن پسندیدہ
۱۲۷۲

از شیخ امیر اللہ صاحب متخلص بہ تسلیم شاگرد اصغر علیخان نسیم دہلوی

کلامِ میرزا مہدی علی خان
که دارد شهرت و حسنِ خداداد

گرفته آسمان اوجِ بیانش
ز فکرِ او زمینِ شعر آباد

زبانِ طبعِ فکرِ سال گردید
بترتیبی که باشد تازه ایجاد

چهار الفاظ را از دون مودم
نوشتم از سرِ هر لفظ اعداد

باین مصراع مطلب یافت تسلیم
بلاغت زاده ہمیشل استاد

سنه ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

زهی دیوان که دل در جوش دارد
عجب خمخانه در آغوش دارد

ز مضمونش عیان سوزِ جگر ها
ته سطرش نهان دامِ نظر ها

سوادش رشکِ دودِ شعله طور
بیاضش موجه از عینِ کافور

حصاری گرنه از جدول کشیدی
ز شوخی مصرعش از خود رمیدی

دمِ نظارہ آمد چون مقابل — ورق شد از صفا آئینۂ دل

بفکرِ سال گشتم خود فراموش — رسیدا زعقلِ کل این مژدہ در گوش

زمن بشنو سنِ فصلے عیانست

کلامِ شاعرِ نازک بیانست

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

تاریخ بوزن رباعی از مقیم الدولہ راجہ نواب علیخان بہادر قائم جنگ سحر تخلص صنعت زبر و بینہ

مقبول الدولہ طبع دیوان چو نمود — مطبوعِ طبایع شد شایانِ قبول

تاریخ بزبر و بینہ گفت سحر

مقبولِ قلوبِ ہمہ دیوان قبول

سنہ ۱۲۶۲ ہجری

از میان صغیر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک دام کمالاتہم

چھپا کلام کھلی بوئی ہر گلِ مضمون — یہ نذر ہو گئی درگاہِ عشق میں مقبول

کہی صغیر نے تاریخِ طبعِ دیوان یہ

قبولِ اہلِ خرد ہی گُلِ کلامِ قبول

سنہ ۱۲۷۳ ہجری

قطعۂ تاریخ از امراؤ مرزا صاحب متخلص بہ زا شاگرد فتح الدولہ بہادر

یہ جو دیوانِ شاعرِ بے مثل
گُلِ مضمون کا جسکے شہرا ہے

سے کہے تاریخِ طبع اسے مرزا
یہہ گلستانِ شعرِ اعلیٰ ہے

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

از علی مرزا صاحب متخلص بسرور شاگرد فتح الدولہ بہادر

چہ دیوانِ رنگین بیان طبع گشت
بہ سیرش بہارِ چمن شد حصول

بتاریخِ آن گفت ہاتف ز سرو
چہاپا بوستان شد بفکرِ قبول

از میر ہادی علی صاحب متخلص بہ نجو

مطبوع شدہ کلامِ مقبول
مملو ز قواعدِ فنِ فیض

هر شعر چو طبع مایه دارش | گنجینهٔ جود و معدنِ فیض
هر رکنِ وسیع معدنِ لطف | هر بیت لطیف مسکنِ فیض
بینند چو از نگاهِ انصاف | دانا دانند خرمنِ فیض
مانندِ صدف بحورِ نظمش | دارند گہر بدامنِ فیض
از آبِ دُرِ معانیِ او | گشتہ سرسبز گلشنِ فیض

بیخود بنویس سالِ فصلی
دیوانِ قبولِ معدنِ فیض

سنہ ۱۲۶۳ فصلی

ایضاً

چھپا ہی کلامِ فصیحِ قبول | بصد صحت و اہتمامِ بلیغ

یہ ای بیخود اب سالِ ہجری تو لکھ
ہوا طبع کیا ہے کلامِ بلیغ

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

کیا خوب ہوا طبع یہہ دیوانِ لطیف
کرتی ہین صفت جسکی صغیر اور کبیر

کیون حسنِ مضامین پہ نہ دیوانہ ہو دل
دیوان کا چہرہ ہے پری کی تصویر

دلکش نہو کسطرح یہہ گلزارِ طلسم
لوحِ سرِ دیوان ہوئی لوحِ تسخیر

کیا طور کی تہہ پر یہہ ہوا ہی مطبوع
ظاہر ہی جو ہر صفحی سی جوشِ تنویر

ہر صفحۂ دلکش ہی مرقع کی طرح
ہی نور کی ہر شاہدِ مضمون تصویر

فرمائی ہین کس درد کی مضمون تمام
کرتی ہین جو عشاق کی دلپر تاثیر

ہر نقطہ جو ہی دانہ تو ہر سطر ہی دام
کسطرح نہ ہر طائرِ دل ہو نخچیر

ہر مصرعِ عالی ہی درِ علم کلام
ہر بیت مین ہی قصرِ معانی تعمیر

بیخود کرو اب سالِ مسیحی میں یہہ عرض
دیوان ہوا آپ کا بیمثل و نظیر

سنہ ۱۸۵۵ عیسوی

قطعہ تاریخ از خواجہ حسام الدین عرف مرزا آغا جان صاحب متخلص بہ ایجاد

چون بفرمانِ شهِ گیتی ستان — شاهِ دورانِ مالکِ روی زمین

شهریارِ کامران واجد علی — آنکه باشد زینتِ تاج و نگین

طبع شد دیوانِ مقبولِ زمن — با فصاحت با بلاغت همقرین

طبع زادِ شاعرِ والا مقام — نکته سنج و نکته دان و نکته بین

پیرزادِ محمد علی خانِ قبول — آنکه گردون بر درش ساید جبین

آنکه در عالم بزورِ تیغ کلک — کشورِ معنی شدش زیرِ نگین

معنیِ پیچیده هر مصرعش — دلکشِ عالم چو زلفِ عنبرین

افتخارِ شاعرانِ خوش مقال — سرورِ نازک خیالانِ گزین

معنیِ برجسته هر شعرِ او — شوخیِ آهوزِ غزالِ ملکِ چین

زاده های خامه اش را حصر نیست — آفرین بر طبعِ معنی آفرین

بسکه شد وابسته اوراقِ او — رشته شیرازه شد حبل المتین

می برد دل را زکف هر نقطه اش — همچو خالِ دلبرانِ نازنین

بسکه عالی جمله مضمونهای اوست — شد زمینِ شعر از و عرشِ برین

در بیاضِ صفحهٔ این شیرین کلام
مختلط مانندِ شیر و انگبین

حرف حرفش ہمچو نقشِ مدّعا
میشو و عشّاق را خاطر نشین

آن گرامی نسخه چون با حسن و زیب
گشت با جلدِ خوشِ آئین ہمقرین

عرض کرد ایجاد سالِ طبعِ او
روح در جلدیست یا دیوان درین

قطعهٔ تاریخ از جہانگیر خان صاحب متخلّص بہ یاس

سخن سنج مہدی علی خان قبول
کہ ہی شعر گوئی مین وہ نکتہ زا

کیا طبع دیوانِ عالم پسند
ہر اک شعر ہی خوبیون سی بھرا

لطافت کا دریا ہر اک بحر ہی
ہر اک بیت ہے موجِ آبِ بقا

مضامین عجیب ترتیب ہین
زیادہ ہی اک شعر سی دوسرا

کہی یاس نی اوسکی تاریخِ سال
عجب دفترِ عشق چھاپا گیا

سنہ ہجری ۱۲۸۲

از منشی اعظم علی صاحب متخلص بہ ذرّہ شاگرد تدبیر الدولہ بہادر

زہی دیوان رنگین گشت مطبوع | مضامین متینش عشق آمیز

چنین تاریخ سالش گفت ذرّہ
بود مقبول دل از نظم دل آویز

سنہ ۱۲۶۲ ہجری

از مرزا آغا حیدر صاحب متخلص بہ افسون شاگرد تدبیر الدولہ بہادر

مقبول الدولہ فیض جنکا ہی عام | استاد ہین مشہور زمانی مین ہی نام

دیوان چھپا کہی یہہ افسون تاریخ
مقبول دل و قبول خاطر ہی کلام

سنہ ۱۲۶۲ ہجری

از میر امداد حسین صاحب متخلص بہ نشتر

یہہ دیوان ہمیشہ جب چھپ چکا | مسرت ہوئی بی نہایت حصول

لکھی مینی تاریخ نشتر سے

بسوزِ مضامینِ حسن قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

از عباس مرزا صاحب متخلص بہ رُکن شاگرد مقبول الدّولہ بہادر

حضرت کی حکم سی جو یہہ دیوان چھپ گیا
مردم کو وقتِ دید ہی باعث سواد کا

تاریخ لکھی رُکن نے طبعِ سلیم سے
کیا خوب چھپ چکا یہہ کلام اوستاد کا

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

کلامِ افصح چو طبع گردید
ز حکم سلطان فلک سریری

ارادہ سال شد بہ سنجی
شود مسیحے و دلپذیری

چنین رقم کرد رُکن سالش
کلامِ بیمثل بے نظیرے

سنہ ۱۸۵۵ عیسوی

از محمد الہ یار خانصاحب متخلّص بہ سحاب

چھپا جبکہ دیوان شہرت ہوئے
عجب نور زا ہے کلام قبول

کہ دیکھی ہی آتا ہی آنکھون مین نور
وہ ماہ سما ہی کلام قبول

ہر اک مردہ دل زندہ دل ہو گیا
مسیحا بنا ہی کلام قبول

اسی کہی مرات معنے سحاب
یہ حیرت فزا ہی کلام قبول

کہی مینے تاریخ مملوئے نور
کہ یہہ پر ضیا ہے کلام قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعۂ تاریخ از میر مہدی حسن صاحب متخلص بہ شمشیر شاگرد تدبیر الدولہ بہادر

چون جناب میرزا مهدی علیخان قبول
حق بتقدیش قطع کردہ جامۂ احسان زیب

گفت دیوان فصیح آن شاعر دیوان پسند
شد مضمون شان دیوان زبان دانان زیب

اندران موزون چو حسن گلرخان سرو قد
شد بگلہای مضامین هشت بستان زیب

ربط بندش عقدۂ دلبستگان بکشود صاف
بیتها و شد بیتها بروی پریزادان زیب

جست چون شمشیر تاریخش ندا هاتف نمود
مد بسم اللہ شد تاج سر دیوان نسیب

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

در زمان حضرت سلطان عالم بحر فیض
طبع زاد میرزا مهدی علیخان قبول

طبع شد در مطبع شاہی بحکم شہریار
صفحۂ عالم گلستان شد زبستان قبول

بر فصاحت چون نداردشوق عہد تیت فصیح
بندش حسن صفا دنی کنیزان قبول

بہر سال گویم از زبانش شاعری آمد بذہن
بر سر پا بستندیان گشت احسان قبول

بی تکلف سالش ای شمشیر گردیدہ رقم
طرز میر و درد و سودا شد بدیوان قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

طبع رنگین ندیم شاہ جہاں آورد
گفت دیوان انجو رسید عشاق بطول

جمع مضمون انمودہ چون نکوئیہای خویش | کرد ہر بیت مضامین دولت معنی حصول

جست چون شمشیر سالش کلک در فصلی نوشت
رنگ عرفی رنگ سعدی داد دیوان قبول

۱۲۷۲ سنہ ہجری

تاریخ از منشی میر محمد شفیع صاحب متخلص بہ ندیم شاگرد مقبول الدولہ بہادر کہ در حروف

مہملہ مصرع ۱۲۷۲ سنہ ہجری حاصل میشود

یہہ دیوان پر فصاحت جہپا استاد کامل کا | جو دیکہا تو آب در بین ہی ایک ایک مصرع

ندیم اب بی نقط حرفون مین تاریخ اسکی کہتا ہی
یہہ موتی کی لڑی ہی ای مبصر دیکہہ ہر مصرع

۱۲۷۲

قطعہ تاریخ از فکر میر محمد صاحب سپہر تخلص شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم

بیان کیا ہو وصف جناب قبول | جو رتبہ ہی خالق نے اونکو دیا
رہی ذات کی ساتھہ یا رب مدام | یہہ خلق و مروت یہہ حلم و حیا
صفت طبع جواد کی کیا کرون | یہہ دیوان نمونہ ہی اک فکر کا

غرض جانِ عالم کے جب حکم سی — بہت جلد دیوان یہہ چھپ چکا

سپہر اسکا سال اسطرح کر رقم

یہ دیوان باغِ معانی ہوا

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعۂ تاریخ از فکرِ لالہ جواہر لال صاحب جوہر تخلص شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم

چو شد طبع دیوانِ احسانِ ملک — بفضلِ خدا و بعونِ رسول

پی سال جوہر دلِ شاد گفت

زہی باغِ طبعِ وحیدِ قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعۂ تاریخ از محمد مرزا صاحب تجر تخلص شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم

چھپا آج دیوان ہمیشہ او نکا — جو مقبولِ عالم ہین احباب پرور

تحیر مین ہون مین صفت کسکی لکھون — ہی ایک ایک مضمون بہتر سی بہتر

کری نکہت طبع اسکی گلگشت دائم — رہی دور اس باغ سی بادِ صرصر

نہ اسیر تر ین نا شناسون کی نظرین | کہ یہہ نظم ہی قابلِ اہلِ جوہر

دعائیہ لکھہ طبع کا سال معجز
یہہ دیوان ہو مقبولِ طبعِ سخنور
۱۲۷۷ ھ

قطعۂ تاریخ از میر کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

حسب الحکمِ شہنشہِ ہندستان | شد طبع کلامِ خاصِ اصحابِ سخن
در نسبتِ ہر عروسِ مضمونِ فکر | با حُسنِ قبول گشت ایجابِ سخن

تنویر بسلکِ عقدِ تاریخش گفت
مقبولِ دل و قبولِ اربابِ سخن
۱۲۷۷ ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ در صنعتِ حروفِ مہملہ

اہلِ علم اہلِ کرم والا ہمم | ماہِ طالع مطلعِ مہرِ کلام

مادہ در مدح و سال آورد دل
ماہرِ اسرارِ ہر سحرِ کلام
۱۲۷۷ ھ

قطعات تاریخ از فکر اسیر علیخان متخلص بہ ہلال شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

تاریخ و صنعت حروف منقوطہ کہ از مصرع مادہ حاصل میشود

یہہ بجا ہی کہی دیوان کو گلشن جو ہلال
نقطہ و معنی گل و ریحان قبول خوش فکر

مادہ حرف نقطہ جسکے نکالین گلچین
لائق سیر ہی دیوان قبول خوش فکر

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

خلق مین سحر مین بیمثل ہی محسن میرا
خالق عالم و دانا کو ہین اخلاق پسند

ایسی دیوان خوش انجام کو چھپوایا ہی
بندی کو جو ہی تعلیم تو مشتاق پسند

دہ بلاغت دہ فصاحت وہ تراکیب لطیف
جو ہین مطبوع خلائق جو ہین آفاق پسند

دل سی مشتاق ہی اسدرجہ ہر اک صاحب شوق
زیب دیتا ہی جو کہی اسی مشتاق پسند

فکر تاریخ مین بیٹھا جو ہلال ناقص
تہا یہہ منظور کوئی مادہ ہو مشتاق پسند

زہرہ چرخ نی آواز یہہ دی خوش ہوکر
عاشقانہ کہو اسکو کہ ہی عشاق پسند

۱۲۷۲

ایضاً

مقبول و قبول ہی جو مشہور	محسن مالک سخن مرا ہے
محمد و علی جو نام مین ہین	عاشق بارہ امام کا ہے
اکمل استادِ فنِ اشعار	خوش فکر و بدیہہ آشنا ہے
کیا نامِ خدا ہے حسنِ دیوان	حجلہ یہہ عروسِ نظم کا ہے
تاریخ اسکے نام دو ہین	ہر ایک وہ لوح مین لکھا ہے
ارشاد کیے ہین ایسے یہہ نام	میرا بھی اب اسنے مدعا ہے
کی میں نے جو ای ہلال اب فکر	ہر مادہ نام سے لیا ہے
ہجری فصلی کی مادّون مین	تاریخ لکھو یہہ غل مچا ہے
	۱۲۷۲ سنہ ہجری ۱۲۶۳ سنہ فصلی
اچھا اچھا یا نتایج الذہن	ہجری اسمین بھی مادا ہے
سنہ ہجری	
بیمثل جو ہی نتایج الذہن	سن عیسوی اسمین آگیا ہے
سنہ ۱۸۵۶ عیسوی	

فیضان افضل حکم اشعار

سمت ۱۹۱۲

سمت کا سن رقم کیا ہے

قطعۂ تاریخ طبع در ۱۲۶۳ سنہ ہجری و ۱۲۶۳ فصلی از مصنف بنابر خاتمۂ دیوان

زبسکہ کم نہین اولاد نیک سی اشعار | مجھی بھی لخت جگر اور نور دل ہی نظم
سخن سی ہین ہمون کلیم اسمین کچھ کلام نہین | جو دل ہی وادی ایمن تو طور دل ہی نظم
ہمیشہ کرتی ہین گلگشت دل مین شاہد شعر | جو دل بہشت ہی میرا تو حور دل ہی نظم
غرضکہ فکر پی ختم سال طبع جو کی | کہ سہل و ممتنع اسد حضور دل ہی نظم

نکالا معجمہ و مہملہ مین یہہ مصرع
برای شاعر ماہر سرور دل ہی نظم

قطعۂ دیگر کہ از مہملہ سن ہجری و از معجمہ سن فصلی خلاف قطعۂ اول بر می آیند

شکر صد شکر کہ دیوان شدہ آخر بانجیر | جملہ اشعار پر از عشق فسونگر گردید
صرف در معنی رنگین شدہ خون دل من | نخل ہر مصرع برجستہ بخون تر گردید
وصف خوش قامتی و ہم صفت سقا کی | بحر ہر ہر صنم ہند بدفتر گردید
خواستم فصلی و ہجری سنش از یک مصرع | ایہا الناس عطا از شہ داور گردید
فصلی از معجمہ و زمہملہ ہجری سن را | عکس تاریخ کہ بالاست رقم بر گردید
نیست دیوان قبول از نظرای خوش نظران | مجمع ترک خان سحر قدان در نگر دید

در معجمہ سنہ ۱۲۶۳ فصلی — در مہملہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری

تاریخہای ختم طبع دیوان مشتملبر قید ہر سہ حرکات چنانچہ در صنعت حروف مکسورہ

صد شکر کہ دیوان یہہ مطبوع ہوا
تعجیل ہوئی لگی نہ کچھہ اسمین دیر

ہر بیت محب کی خانہ دل مین بسی
ہر مصرع ہو گیا عدو کو شمشیر

ہاتف نی صدا یہہ دی کہ تاریخ جو لکہہ
صنعت کی طرف تو سن خامہ کو پہیر

جب غیب سی حکم یہہ ہوا مجھکو قبول
چاہا حرکت نہ آئی کوئی جز زیر

ناگاہ مری سینے سے آواز آئی

دل کی اقلیم کسنی کی شہر سی زیر

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعۂ تاریخ دیگر در صنعت حروف مضمومہ

این نظم شیرین نقد ر
قد رو برویش شہد منور

روشن نگاہ دوستان
چشم حسودان باد کور

ہر کس چشید شیرینیش
مشہور گردد شہد خور

ہر نقطہ مرغوب ای قبول
چون قند ریزہ بہر مور

در قید ضمہ سال بین

شُد حُسن و لُطف و زُور شُور

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

قطعہ تاریخ دیگر در صنعت حروف مفتوحہ

جو سلطان مطابع کا ہی جب ان سے
یہہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا

بُرا یا بھلا الغرض ہی یہہ جیسا
جگر کا لہو دل کا پارا چھپ آیا

خطا اپنی اور سہو کاتب جو کچھ تھا
گوارا و یا ناگوارا چھپ آیا

مناسب یہہ جانا کہ تاریخ لکھون
لبون کا محبت کا پیارا چھپ آیا

قبول اسکے تاریخ پہ فتح کر لی

خطا کار کا قول سارا چھپ آیا

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

این تاریخ را مصنف بیچیدان در صنعت حروف ساکن و متحرک گفتہ یعنی از حروف متحرک کہ تمام مصرع مادہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری می آید حروف ساکن ہمین مصرع ۱۲۶۳ فصلی

حاصل میشوند و سه هندسه از جمع نمودن یک یک حرف از صدر و ابتدا

هر مصرع شعر این قطعه بطور توشیح این مصرع بر می آید که مخبر تاریخ سنه ۱۸۵۶

عیسوی بیست بیک عیسوی تاریخ بجی سن ال گوش

علام الغیب کرد تا بد قبول	با آن صنعت که گردیدم شاد
سازم تاریخ را بهجی ترقیم	واقف از چون و چم شوند اهل سواد
یک مصراعم ز هر دو قسم تاریخ	تقسیم به هجری و به فصلی افتاد
آمد ز هر دو زیر مصرع جسم فقط	رفته تشدید و پیش و مد چون آزاد
یابی از حرفهای ساکن فصلی	خوان از متحرکات هجری را باد
بنیاد سنه سوم کنم نیز بیان	هست آن سنه عیسوی ال ازری باد
یک یک از صدر و ابتدا حرف بگیر	سازی موزون چو مصرعی ای جواد
نام این صنعت توشیح و درین	آمد سنه عیسوی از نظم شد ز یاد
هنگام ظهور مصرع هر دو سنت	لازم که دهند داد این فکر استاد
گلشن دیوان و بارش از معنی نو	وان مصرع سال فرد کرده ایجاد

شاداب ثمرفشان زلب باغ بزاد

قطعہ تاریخ در سنہ ۱۸۵۶ عیسوی

بہت کچھ کہا ای زبان
ہوا بتو دہن مین خموش

یہہ ہر ولا لان چمن سے ترا
ہر اب اس چمن مین خموش

اگرچہ اسے جوش ہے
مگر اپنے فن مین خموش

بجز سال پر اسے زبان
ہوا انجمن مین خموش

مسیحے سنون یہ کہہ
یہہ کہ اس سخن مین خموش

سنہ ۱۸۵۶ عیسوی

تمت